نور



عشق بصارت

سیدہ شاہ

میں دشت دشت رسوا

تو سراب سا مسلسل

میں لمحہ لمحہ تنہاء

تو خواب سا مسلسل

مشہور رہیں نگر میں

میری تشنگی کے قصے

میں قریہ قریہ پیاسا

تو آب سا مسلسل

میں خار خار زندگی

تو گلاب سا مسلسل

میں کوچہ کوچہ بکھرا

تو نایاب سا مسلسل۔۔۔۔

"فہیم دیکھ آؤ چھوٹے بابا اٹھے کہ نہیں"۔۔۔۔۔۔

"جی دادی جی" یہ کہہ کہ فہیم جو کہ اس بڑے اور عالیشان گھر کا پرانا ملازم تھا اوپر کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

"آج اس کا آفس میں پہلا دن ہے۔۔۔"فہیم کو اوپر بھیجنے کے بعد وہ اپنے شوہر سے مخاطب ہوئیں۔جو کہ بڑے غور سے اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے۔انھوں نے نظر اٹھا کے اپنی شریک حیات کی طرف دیکھا جنہوں نے ان کے ساتھ اپنی زندگی کے پچاس سال گزارے۔۔۔۔۔۔

"ہاں بیگم۔انگلینڈ سے پڑھائی مکمل کرنے کے فوراً بعد اس نے کام سنبھالنے کا سوچا۔بہت اچھی بات ہے اسے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔آخر کب تک میرے ان بوڑھے کندھوں پہ اتنے بڑے بزنس کا بوجھ رہتا۔۔۔۔۔۔"

"میرا بیٹا ہے ہی اتنا سمجھدار۔اسے اندازہ ہے کہ اس کے دادا جان کتنی مشکل سے بزنس سنبھال رہے ہیں۔اسی لیے تو انگلینڈ سے آتے ہی اس نے کمپنی جوائن کر لی اور آپ کو کام سے ریٹائر منٹ دے دی"وہ ہنسنے لگی۔ان کے شوہر بھی مسکرانے لگے۔۔۔۔۔۔

"تو کیسے نہ اتنا سینس ایبل،ذمہ دار اور سلجھا ہوا ہوتا آخر اس کی دادی نے اس کی تربیت جو کی ہے"وہ اپنی بیگم سے کہنے لگے۔انکی بیگم مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگیں۔اچانک انکی مسکراہٹ سمٹی۔ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔۔

"لیکن میرا بچہ جتنا اچھا ہے قسمت نے اس کے ساتھ اتنا ہی برا کیا۔بچپن میں ہی اس سے اس کے ماں باپ کا سایہ چھین لیا۔وہ بھیانک رات میرے بچے کو آج بھی سونے نہیں دیتی۔"،ان کی آواز میں کرب تھا۔ان کی آنکھوں دنیا جہان کی تکلیف سمٹی تھی۔۔۔۔۔۔

انھوں نے ایک لمبی سانس ہو کے سپرد کی اور پھر بولنے لگے "۔ بیگم تب کے بعد وہ کتنا سنجیدہ ہو گیا ہے۔ پہلے کتنا ہنس مکھ تھا۔ لیکن اب تو جیسے مسکرانا ہی بھول گیا ہے، اپنے بیٹے کی اولاد کو یوں تکلیف میں دیکھ کہ دل کٹتا ہے میرا۔۔۔۔۔۔" وہ بھی اپنی بیگم سے اپنے دل کا حال بیان کرنے لگے۔۔۔۔۔

"دیکھیے گا کوئی نہ کوئی ایسا ضرور ملے گا ہمارے پوتے کو جو اس کی بچپن کی ساری محرمیوں کا مداوا کرے گا۔ اور وہ زندگی کی طرف لوٹ آئے گا"۔ وہ بہت پر امید تھیں۔۔۔۔۔۔

....

"چھوٹے بابا۔ کہاں ہیں آپ" فہیم اس کے عالیشان روم میں داخل ہوا۔ جہاں ہلکا سا اندھیرا تھا۔ روشنی اندھیرے کا جال توڑتے اندر آ رہی تھی۔ فہیم نے پلٹ کے دیکھا تو جہازی سائز بیڈ بلکل خالی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ پھر سے آواز دینے لگا۔۔۔۔

"چھوٹے بابا"۔۔۔۔۔۔۔

"فہیم چاچا میں نے آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ مجھے بابا مت بلایا کیجیے۔ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ مجھے آپ میرے نام سے پکارا کیجیے۔"۔۔۔۔۔ فہیم کی آواز اس کے منہ میں ہی رہ گئی جب اس کے پیچھے سے ایک بارعب آواز آئی۔ وہ پیچھے مڑا تو وہ اپنی شرٹ کی آستین کا بٹن بند کرتا باہر آیا۔۔۔۔۔۔

فہیم اپنے باوقار شخصیت کے حامل مالک کو دیکھنے لگا۔ فہیم مسکرایا اور آگے بڑھ کے اسے کوٹ پہنا دیا۔۔۔۔۔

"میں آپ کا نام کیسے لے سکتا ہوں بابا۔ آپ میرے بڑے مالک کی اولاد ہیں۔ اس گھر کے لیے پچھلے اٹھارہ سالوں سے کام کر رہا ہوں۔ مجھے آپ میں اپنے بڑے مالک کی جھلک نظر آتی ہے۔ مالک نے تب مجھے پناہ دی جب مجھے دنیا نے رسوا کر دیا تھا۔"۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں جانتا ہوں فہیم چاچا۔ لیکن میں آپ کے بیٹے کی طرح ہوں۔ آپ مجھے ایسے مت پکارا کیجیے۔ مجھے نہیں پسند آپ مجھے بابا کہتے ہیں۔ آپ اب سے مجھے میرے نام سے بلائیں گے اوکے"، وہ بڑے سے شیشے کے سامنے سے مہنگی گھڑی اپنی کلائی کی زینت بناتا ہوا۔ ان کو سمجھانے لگا۔۔۔۔

فہیم نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ اپنے مالک کی بہت عزت کرتا تھا۔

فہیم اس محل نما گھر (جہاں آج سے پندرہ سال پہلے تک زندگی رقص کرتی تھی)۔ کا پرانا اور وفادار ملازم تھا۔ جس نے اپنے چھوٹے بابا کو اپنے سامنے بڑا ہوتا دیکھا۔ جو کہ ایک حادثے کے بعد بلکل سنجیدہ ہو گیا تھا۔ لیکن اس نے کبھی ان سے یا کسی بھی ملازم سے بدتمیزی سے بات نہیں کی۔ فہیم کو تو اس میں اپنے مرحوم مالک نظر آتے تھے۔ جو جو کہیں تک سچ بھی تھا۔ وہ بلکل اپنے والد کی کاپی تھا۔ اس کی بارعب شخصیت اسے اپنے والد سے ملی تھی۔

اس نے اپنے مالک کو دیکھا جس کی شخصیت میں ایک رعب دبدبا تھا۔اسے مردانہ وجاہت کا جیتا جاگتا ثبوت مانا جائے تو غلط نہیں تھا۔وہ گرے تھری پیس میں فارمل سا تیار کھڑا تھا۔۔۔۔۔

"آپ کچھ کہنے آئے تھے فہیم چاچا"۔اس نے فہیم کے آنے کی وجہ پوچھی۔۔۔۔۔

"ہاں وہ دادی جی آپ کا ناشتے پہ انتظار کر رہی ہیں۔"اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔

"آپ چلیے چاچا۔میں آتا ہوں"فہیم نے اس کی بات سن کے سر ہلایا اور نیچے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مکمل تیار ہو چکا تھا۔اس نے خود کا آئینے میں جائزہ لیا۔اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتا باہر نکل گیا۔وہ بہت ایلیگنٹ لگ تھا۔۔۔۔۔

وہ اعتماد سے چلتا نیچے سڑھیاں اتر رہا تھا۔اس کی دادی نے اس کی طرف دیکھا تو انھیں اس میں آج اپنا بیٹا نظر آیا ۔دادی کے منہ ماشائاللہ نکلا۔ان کا دل ہی نہیں بھر رہا تھا اپنے خوبرو پوتے کو دیکھتے۔۔۔۔۔

....

"روشان جاؤ تمہاری آپی جاگ رہی ہو گی اسے لے آؤ۔"وہ اس وقت کچن میں کھڑی ناشتہ بنا رہی تھی۔انھوں نے اپنے بیٹے کا کہا جو ناشتے کی ٹیبل پہ یونیفام میں کالج کے لیے تیار بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

"امی روشان کو ناشتہ کرنے دیں میں اسے لے آتی ہوں"ان کی بات سن کے ان کی بڑی بیٹی بولی جو ناشتے سے فارغ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔

"تم فریش ہو چکی ہو"وہ روم میں آتی ہی اپنی بہن کو دیکھ کے بولی جو بیڈ کے پاس کھڑی بال بنا رہی تھی۔۔۔۔۔

"ارے تم کیوں کر رہی ہو مجھے دو" اس نے اپنی بہن کے ہاتھوں سے ہیر برش لے لیا اور اس کے بالوں کو سلجھانے لگی۔۔۔۔۔۔۔

"آپی آج آپ سکول نہیں گئی۔ مطلب آپ اب تک چلی جاتی ہیں نا" اس کی نگاہیں مسلسل شیشے پہ ہی تھیں، وہ اپنی بہن کو اس وقت گھر میں دیکھ کے حیران تھی۔ وہ اپنی آپی سے پوچھ بیٹھی۔۔۔۔۔۔

وہ پھیکا سا مسکرائی۔ اس نے اپنی چھوٹی بہن کو بیڈ پہ بٹھایا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔۔۔۔۔۔۔

"تم تو جانتی ہو نا سکول سے بہت کم سیلری آتی ہے۔ گھر کا خرچہ، روشان کی پڑھائی اور تمہارا علاج اتنے سے پیسوں سے کیا بنے گا۔ اور بابا کی پینشن بھی بہت کم ہے۔" ،،،،،،،،،

"تو آپی اب گھر کیسے چلے گا۔ پہلے تھوڑے بہت پیسے تو آتے لیکن" وہ کچھ اور بولتی اس کی آپی نے ٹوکا۔۔۔۔ "تم فکر مت کرو کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا۔ میں نے کچھ کمپنیز میں اپنی سی وی جمع کروائی ہے۔ دو کمپنیوں سے انٹرویو کی کال بھی آچکی ہے آج میرا ایک انٹرویو ہے۔ بس دعا کرو کہ میری جاب ہو جائے تو ہمارے آدھے مسئلے حل ہو جائیں۔ ایک بار میری جاب ہو گئی تو تمہارا علاج بھی ہو جائے۔" ،،،،،،،،،،

اس کی آپی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔

"آپی علاج سے کچھ نہیں ہو گا پچھلے تین سالوں سے علاج چل تو رہا ہے میرا۔ کچھ فرق نہیں پڑا۔ میں کبھی نہیں ٹھیک ہو سکتی" وہ بہت مایوس تھی۔۔۔۔۔۔

"ایسا نہیں بولتے۔مایوسی کفر ہے۔تم ایسی باتیں کرو گی تو کیسے چلے گا۔انشااللہ تم بہت جلدی ٹھیک ہو جاؤ گی۔چلو اب اٹھو امی تمھیں ناشتے پہ بلا رہی ہیں۔پھر تمہیں دوا بھی تو لینی ہے چلو شاباش"اس نے اسے کندھے سے تھاما اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگی۔۔۔۔۔۔

اس کی بہن ہولے ہولے چلنے لگی۔اچانک اس پاؤں کارپیٹ میں پھنسا وہ گرنے ہی والی تھی۔اس کی بہن نے اسے تھام لیا۔۔۔۔

"دیکھ کے رجاء"،،،،،،

وہ سیدھی ہوئی اور اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی۔۔۔۔۔

"یہی تو مسئلہ ہے ردا آپی۔آپ کی رجاء دیکھ ہی تو نہیں سکتی"اس کی بات پہ ردا نے اسے تڑپ کے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔۔

"ایسا نہیں بولتے میری جان۔ہی تم دیکھ نہیں سکتی تو کیا ہوا۔بہت جلد تم بھی دنیا کے رنگ دیکھنے لگو گی"۔۔۔۔۔۔۔

"آپی جھوٹی امیدیں صرف وقتی سکھ دیتی ہیں لیکن کچھ وقت کے ساتھ یہ امیدیں دیمک کی طرح اندر سے چاٹنے لگتی ہیں۔خیر چلیں آپی ناشتہ کر لیتے ہیں"۔۔۔۔۔

ردا نے اپنی بہن کی طرف دیکھا جس سے تین سال پہلے اسکی بینائی اور ان کے ابو چھن چکے تھے۔ایک حادثے نے ان کی خوشیاں برباد کر دیں تھیں۔ردا اپنی بہن کو اس حال میں دیکھ کہ بہت دکھی ہوتی تھی۔۔۔۔۔۔

بصارت عشق سیدہ شاہ

....

رامین بیگم اور ابراہیم صاحب کا تعلق کراچی کے ایک متوسط طبقے سے تھا۔ابراہیم صاحب نادرہ آفس میں کام کرتے تھے۔ان کی زندگی ہنسی خوشی گزر رہی تھی۔ان کی اس جنت کو ان کے بچوں نے مکمل کیا تھا۔ان کی سب سے بڑی بیٹی کا نام ردا تھا۔اس سے چھوٹی کا نام رجاء اور بیٹے کا نام روشان تھا۔۔۔۔۔۔

ردا یونیورسٹی سے اپنی ماسٹرز کی ڈگری کمپلیٹ کر چکی تھی۔روشان سکول میں پڑھتا تھا۔۔۔رجاء انٹر کی سٹوڈنٹ تھی۔

ردا اور رجاء دونوں بہت خوبصورت تھیں۔سفید رنگت لمبے بال اور گہری بھوری آنکھیں۔۔۔

ایک دن کالج سے واپسی پہ رجاء اور ابراہیم صاحب کی گاڑی کا بہت بری طرح ایکسڈینٹ ہو گیا۔جس سے ابراہیم صاحب جائے حادثہ پہ ہی دم توڑ گئے۔۔۔

اور رجاء کو سر پہ گہری چوٹ آئی تھی۔جس سے اسکی دونوں آنکھوں کا ریٹینا ڈیمج ہو گیا۔اور اس کی آنکھوں کی روشنی چھن گئی۔۔۔۔۔

سب بہت صدمے میں تھے لیکن رجاء پہ سب سے برا اثر پڑا تھا اس سب کا۔وہ بچ تو گئی تھی لیکن جینے کی چاہ بلکل اس میں ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اس کی امی آپی اور روشان نے اسے بہت مدد کی اس دکھ سے ابھارنے کی لیکن ہائے رہ قسمت وہ اپنی کمزوری کے ساتھ جینا سیکھ ہی چکی تھی لیکن ابھی اس کے نصیب میں ایک اور درد لکھا تھا۔اس کی پھپھو فائزہ بیگم جو اسے اپنے

بیٹے کے نام کی انگوٹھی پہنا چکی تھیں۔رشتہ توڑ گئیں یہ کہہ کہ ان کا بیٹا ایک معذور اور نابینا لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا۔بات تو یہاں ختم نہیں ہوئی بلکہ رجاء کو منحوس اور پتا نہیں کیا کیا کہا۔اپنے بھائی کی موت کا ذمہ دار اسے ہی مانتی تھیں۔۔۔۔۔۔

ردا نے ان کے بیٹے حارث سے بھی بات کی اس معاملے میں کہ وہ تو رجاء سے بچپن سے محبت کرتا تھا۔تو کیا یہ اس کی محبت تھی جو اسے مصیبت میں چھوڑ دیا۔اس نے بھی پلہ جھاڑ لیا۔ردا کا اپنی بہن کا یہ حال دیکھ کے دل تڑپتا تھا۔۔۔۔۔۔

پھپھو نے رشتہ توڑ دیا اس سے رجاء مزید اذیت میں چلی گئی۔ایون ڈیپرسڈ ہونے لگی۔تو اس لیے ردا یا روشان یا کبھی کبھی اس کی دوست عائشہ باہر لے جاتے تھے۔آؤٹنگ کرنے۔زیادہ تر روشان یا عائشہ۔۔۔۔۔۔۔

اس کے ابو کے انتقال کے بعد گھر کی ساری ذمہ داری ردا کے کندھوں پہ آگئی۔اس نے ایک سکول میں جاب کر لی لیکن گھر کا خرچہ پورا ہی نہیں ہو رہا تھا۔ابو کی پینشن اور ٹیوشن پیسوں سے رجاء کا علاج تو چل رہا تھا۔اس کے رشتے داروں نے بھی ہاتھ کھڑے کر لیے۔ددھیال کے نام پہ صرف پھپھو تھیں۔وہ کافی امیر تھے۔ان کے ہزبینڈ کا بزنس تھا۔لیکن انھوں نے تو مدد کرنے کے بجائے انھیں مزید باتیں سنائی۔یہاں تک کہا کہ رجاء نے اپنے باپ کو مارا ہے۔بس رجاء صرف سنتی ہی رہی۔۔۔۔۔۔۔

"امی ناشتہ دے دیں میں رجاء کو کروا دوں پھر مجھے انٹرویو کے لیے بھی جانا ہے" ردا نے رجاء کو چھوٹے سے ڈائننگ ٹیبل پہ بٹھا دیا۔اور خود اس کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

اس امی نے ناشتہ لگایا۔ردا رجاء کو ناشتہ کروانے لگی۔۔۔۔۔

"رداتم نے نوکری تو چھوڑدی لیکن اگر تمہیں جاب نہ ملی" اس کی امی پریشان تھیں۔آخر انھیں گھر بھی تو چلانا تھا۔۔۔۔

"امی مجھے اللہ پہ پورا یقین ہے میری جاب ہو جائے گی آپ فکر مت کیجیے" ردا نے انھیں امید تو دلا دی لیکن اسے پتہ تھا کہ یہ اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔

"آپی مجھے پورا یقین ہے آپ کو یہ جاب مل جائے گی" رجاء نے ردا کی ہمت بڑھائی۔۔۔

ردا نے رجاء کو ناشتہ کروادیا۔۔۔۔۔

"امی میں نے رجاء کو ناشتہ کروالیا ہے آپ اسے دوا دے دیناب میں تیار ہو جاتی ہوں لیٹ ہو رہا ہے نا" ردا یہ کہہ کہ اٹھ گئی اسے انٹرویو کے لیے دیر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

امی نے رجاء کو دوا دے دی۔وہ سارا سارا دن امی سے باتیں کرتی تھی۔اس کی فیملی نے اسے بہت سپورٹ کیا تھا۔اسے کبھی ایسا محسوس ہی نہیں ہونے دیا کہ وہ اندھی ہے۔اس کی امی،ردا آپی اور روشان اس کی آنکھیں تھے۔۔۔۔۔

وہ مضبوط قدم اٹھاتاڈائنگ ٹیبل تک آیا۔ جہاں اس کے دادا، دادی بیٹھے اس کاانتظار کر رہے تھے۔ اس نے انھیں سلام کیا۔۔۔۔

"السّلامُ علیکُم،،،،دادودادی" وہ آتے ہی اپنی کرسی پہ بیٹھا۔۔۔۔

"وَعلیکُمُ السّلامُ برخوردار۔ توآج تمہاراآفس کاپہلادن ہے" اس کے دادا جی اس سے استفسار کیا۔۔۔۔۔

"جی دادو"،،،،اس نے مختصر ساجواب دیا۔۔۔۔۔

"آج تومیراپوتابہت اچھالگ رہاہے۔ بلکل کسی شہزادے جیسا" اس کی دادی نے اس کاماتھاچوما۔ مسکراہٹ اس کے چہرے کی زینت بن گئی۔ سنجیدگی اس کی طبیعت کاخاصہ تھی۔ لیکن جب وہ مسکراتا تھا۔ توبہت دلکش لگتاتھا۔ گرے آنکھوں میں سنجیدگی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔۔۔۔۔

"۔ ویسے چاچونہیں آئے ناشتے کے لیے۔ نہ ہی عمر نظر آرہاہےاورنہ مرہا۔ چاچی بھی کہیں نہیں ہیں" اسے اپنے گھر والوں کی کمی محسوس ہوئی۔ توپوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔

"عمرتوکب کایونیورسٹی کے لیے نکل چکاہے۔ مرہابھی بس آرہی ہے۔ آج عمر کی جلدی کلاس تھی تووہ جلدی چلاگیا۔" اس نے ابھی بات کی ہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے سے ایک بھاری مردانہ آوازسنائی دی۔ اس نے گردن موڑ کے دیکھاتوایک ادھیڑعمرکاشخص اپنی بیوی کے ساتھ کھڑاہے۔ یہ اس کاچاچاتھا۔۔۔۔۔

"چلو صحیح۔آپ اور چاچی آج لیٹ ہو گئے تو مجھے لگا کہیں گئے ہوں گے اسی لیے نظر نہیں آرہے" اس نے ان کی طرف دیکھا جو ابھی اپنی نشست سنبھال چکے تھے۔ان کی بیگم جو کافی ماڈرن تھیں دوسری طرف جاکے بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔۔۔

"ویسے تمہیں اتنی جلدی بھی کیا تھی بزنس جوائن کرنے کی۔ابھی دو دن پہلے ہی تم لندن سے لوٹے ہو تھوڑا لائف انجوائے کرتے۔کام وام تو ہوتے رہتے ہیں"۔۔۔۔اس کے چاچا نے اس سے بزنس کے متعلق بات کی۔دراصل کافی عرصے سے وہ بزنس سنبھال رہے تھے۔اس لیے ان سے اچانک کمپنی کا ایک اور شیئر ہولڈر ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

دراصل یہ بزنس اس کے بابا کی محنت کا نتیجہ تھا۔وہ اس بزنس کے سو نٹی پرسنٹ شیئرز کے مالک تھے۔اس کے والد کی ڈیتھ کے بعد یہ شیئرز لیگلی اس کے تھے تو وہ اس سو نٹی پرسنٹ کا مالک تھا۔۔۔۔۔۔۔

"وہ کیا ہے نا چاچو۔لائف آل ریڈی میں بہت انجوائے کر چکا ہوں اور یہ میرا ڈریم تھا کہ میں اپنے بابا کی کمپنی کو لیڈ کروں۔اب جب میری سٹڈیز کمپلیٹ ہو چکی ہیں تو میں کیوں دیر کرتا۔ویسے بھی اب اور انجوائمنٹس کرنے کا میرا پاس نہ تو ٹائم ہے اور نہ ہی شوق" وہ دو ٹوک بات بول چکا تھا لیکن اس کی چاچی کا حلق تک کڑوا ہو چکا تھا۔اس کے اس ایٹی ٹیوٹ کی وجہ سے وہ اسے بچپن سے ہی پسند نہیں کرتی تھیں۔۔۔۔۔۔

"ہاں صیح کہہ رہا ہے یہ۔اب جب اس کی پڑھائی کمپلیٹ ہو چکی ہے تو ٹائم ضائع کرنا بے وقوفی ہے۔ویسے بھی کمپنی گھاٹے میں جا رہی ہے۔میرے پوتے میں اتنے گٹس ہیں کہ وہ ہمارے بزنس کو پھر سے آسمان کی اونچائیوں تک لے جائے گا"،،،اس کے دادا جی نے بیٹے کو گھورتے ہوئے۔اپنے پوتے کی تائید کی۔۔۔۔۔۔

انھیں اپنے بیٹے سے یہی امید تھی۔لیکن انکے بیٹے کی نااہلی کی وجہ سے بزنس میں کافی نقصان ہو رہا تھا۔۔۔

....

روشنیوں کا شہر کراچی (جسے پاکستان کا اکنامکل ہب بھی کہا جاتا ہے)،یہاں کی ایک بزنس فیملی جس نے ترقی کی بہت سی منازل طے کیں۔ٹیکسٹائل انڈسٹری کا سب سے بڑا نام "مجید ٹیکسٹائلز"۔جس کے مالک کاظم مجید تھے۔جنہوں نے دن رات محنت کر کے اس بزنس کو آسمان کی اونچائیوں تک پہنچایا تھا۔۔۔۔۔

کراچی کے ایک پوش اور صاف ستھرے علاقے میں کاظم مجید اپنی بیگم صائمہ کے ساتھ رہتے تھے۔ان کے دو بیٹے تھے۔بڑے بیٹے کا نام آمین مجید اور چھوٹے بیٹے کا نام اشفاق مجید تھا۔امین صاحب بچپن سے ہی بہت محنتی اور قابل تھے۔انھوں نے اپنا ایم بی اے کراچی یونیورسٹی سے مکمل کرنے کے بعد اپنے والد کاظم صاحب کے ساتھ بزنس سنبھالا۔انھوں نے بہت محنت کی دن رات ایک کر دیے۔انھی کی ان تھک محنت کا ہی نتیجہ تھا کہ بزنس میں مسلسل ترقی ہو رہی تھی۔ان کی شادی کاظم صاحب نے اپنے دوست کی بیٹی زہرا سے کروا دی۔زہرا نے امین صاحب کا ہر حال میں ساتھ دیا۔امین صاحب بھی زہرا سے بہت محبت کرتے تھے۔دو سال بعد اللہ نے ان کے گھر کو مکمل

کر دیا۔انھیں ایک خوبصورت سا گرے آنکھوں والا بیٹا عطا کیا۔جس کا انھوں نے نام بہت محبت سے احد رکھا۔۔۔۔۔۔۔

تب تک کا چھوٹا بھائی اشفاق بھی یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا تھا۔لیکن وہ غلط عادتوں کا شکار ہو چکا تھا۔گھر میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسے بہت لاڈ ملا تھا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بہت عیاش ہو گیا۔یہاں تک کہ ڈرگس کی سمگلنگ کے کیس میں جیل بھی ہوئی۔کاظم صاحب نے اس لیے سوچا کہ اسے بزنس جوائن کروا دیا۔لیکن وہ کہتے ہیں نا چور چوری سے جائے پر ہیرا پھیری سے نہ جائے۔یہاں بھی وہ سارا سارا دن کیبن میں بیٹھا رہتا۔امین صاحب اور کاظم صاحب نے بہت کوشش کی کہ وہ سنجیدگی اختیار کر لے لیکن ناکام رہے۔خیر وقت کے ساتھ اس میں تھوڑا بہت سدھار تو آیا لیکن صرف دکھاوے کا۔پھر اس نے شادی اپنی ایک کلاس فیلو سارہ سے کی۔وہ بھی بہت امیر اور اکلوتی تھی۔اس نے دولت کی لالچ میں یہ سب کیا۔۔۔۔

ان کے دو بچے تھے عمر اور مرہا۔۔۔۔۔۔

امین صاحب بھی زہرا کے ساتھ بہت خوش تھے۔ان کی زندگی مکمل ہو چکی تھی۔ان کے بزنس میں بھی دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی تھی۔یہ دیکھ کے کاظم صاحب نے اپنی کمپنی کے سونٹی پرسنٹ شیئر زان کے نام کر دیے۔اور تھارٹی پرسنٹ اشفاق کے۔جسے یہ سب دیکھ کے بہت غصہ آیا۔انھوں نے بہت شور مچایا۔لیکن کاظم صاحب نے اس کی باتوں پہ زیادہ توجہ نہ دی۔انھیں اب اپنے بڑے بھائی کی ذہانت کامیابی سے جلن ہونے لگے۔۔۔۔

انھوں نے بہت کوشش کہ وہ کاظم صاحب کو امپرس کر سکیں لیکن ناکام رہے۔ان سے بزنس سنبھل ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر احد، کاظم صاحب اور صائمہ کی زندگی کی کالی رات آئی۔احد تب صرف دس سال کا تھا جب امین اور زہرا گھر سے کسی بزنس پارٹی کے لیے نکلے لیکن واپس زندہ نہیں لوٹے۔راستے میں ان کی گاڑی کا ٹرک سے بری طرح ایکسڈنٹ ہو گیا۔اور دونوں اپنے دس سال کے معصوم بیٹے کو روتا بلکتا ہوا چھوڑ کے اس دنیا سے کوچ کر گئے۔وہ رات احد آج بھی نہیں بھول سکا۔جب اس کے والدین کے بجائے انکی میتیں گھر آئی تھی۔۔۔۔۔

اس دن کے بعد احد کو اس کے دادا اور دادی نے ماں باپ سے بڑھ کر پیار دیا۔لیکن اپنی ماں باپ کی کمی اسے ہمیشہ محسوس ہوئی۔جب بچوں کو اپنے ماں باپ کی باتیں کرتا دیکھتا، دوسرے بچوں کے والدین کو سکول آتے دیکھتا تو اس کا دل خون کے آنسو روتا تھا۔وہ بہت سنجیدہ ہو گیا۔۔

پھر وہ بڑا ہوا۔اسی سنجیدگی کے ساتھ۔اس نے لنڈن سے اپنی ایم بی اے کی ڈگری حاصل کی۔وہ بہت زیادہ خوبرو ہو چکا تھا۔اس کی گرے آنکھوں میں چھلکتی ذہانت، براون بال جو ماتھے پہ بکھرے ہوتے تھے، ہلکی شیو اور ویل ڈیولپڈ باڈی اور گورے رنگ نے اس کی شخصیت میں چار چاند لگا دیے تھے۔اسے پہلی نظر دیکھ کے انگریز ہی کہا جاتا تھا۔لیکن اس کی تیکھی ناک اور ایشائی نین نقش سے پتا چلتا تھا کہ وہ ایشئن ہے۔۔۔۔

اپنی ذہانت اور گوڈلوکس کی وجہ سے یونی میں کافی لڑکیاں اس پہ مرتی تھیں۔ لیکن وہ تو شروع سے ہی سنجیدہ تھا۔ وہ ان باتوں پہ توجہ نہیں دیتا تھا۔ اس کا بس ایک ہی خواب تھا ڈیڈ کا بزنس جوائن کرنا اور اسے پھر سے آسمان کی بلندیوں تک پہنچائے جو جہ کافی عرصے سے کھائے میں جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

....

اف اللہ! آل ریڈی کتنی دیر ہو چکی ہے اور اوپر سے یہ بس پتا نہیں اور کتنا لیٹ کرے گی" ردا ابھی بس سٹاپ پہ کھڑی بس کا ویٹ کر رہی تھی۔ سکائی بلیو کلر کے سمپل سے سوٹ میں سفید چادر میں لپٹی گرمی کیوجہ سے اسکا چہرہ لال ہو رہا تھا۔۔ وہ خوبصورت تو تھی ہی لیکن ابھی وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

لیکن ردا کو تو آفس پہنچنا تھا۔ آج اسکا انٹرویو جو تھا۔ اگر اسے یہ جاب نہ ملی تو اس کے گھر کا نظام کیسے چلے گا۔ یہ ٹنشن اسے کھائے جا رہی تھی۔۔۔۔

انتظار طویل سے طویل تر ہو رہا تھا۔ لیکن بس آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ ردا ہاتھوں میں فائل پکڑے بے چینی سے بار بار کلائی پہ بندھی گھڑی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا انٹرویو نو بجے تھا۔ ساڑھے آٹھ تو اسے یہیں ہو چکے تھے۔ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس نے ٹیکسی لینے کا سوچا۔ یہ علاقہ بھیڑ بھاڑ سے دور تھا تو زیادہ رش نہیں تھی۔ گاڑیاں بھی کافی کم تھیں۔۔۔۔

وہ روڈ پہ چلنے لگی۔ اسے کہیں بھی کوئی ٹیکسی یا رکشہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کی۔۔۔۔۔۔

بصارت عشق سیدہ شاہ

"فون اٹھا احد" وہ مسلسل اپنے دوست اور بزنس پاٹنر احد کو کال کر رہا تھا۔ وہ اس کا بیسٹ فرینڈ تھا۔ وہ آفس جا رہا تھا اور گاڑی چلا رہا تھا۔ اور ساتھ ہی فون پہ اسے کال ملانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

"اف یہ لڑکا بھی نہ "فون نہ لگنے پہ اس نے جیسے ہی نظر فون کی طرف کی۔ اچانک اس کی نظر سامنے پڑی جہاں یہ نیلے کپڑوں والی لڑکی گزر رہی تھی۔ گاڑی لگ بھگ اسے ہٹ کرنے ہی والی تھی۔ کہ اس نے بروقت بریک لگائی۔ جس سے لڑکی کو تھوڑا سا دھچکا لگا وہ روڈ پہ گر گئی۔۔۔۔۔

یہ لڑکی ردا تھی۔ جو جلدی سے روڈ کراس کرنے کے چکر میں اس کالی مرسیڈیز کے آگے آ گئی۔ اسے تھوڑی سی کہنی پہ چوٹ لگی۔ اس کے ڈاکومنٹس ارد گرد پھیل گئے۔۔۔۔۔۔

"اوشٹ" وہ ایک دم گاڑی سے باہر آیا۔ اس نے دیکھا وہ لڑکی زمین پہ گری ہے۔ وہ ہڑبڑاہٹ پہ قابو پاتے ہوئے جھٹ سے بولا۔۔۔

"میم آپ ٹھیک تو ہیں۔ آپ کو چوٹ تو نہیں لگی نہ "۔۔۔۔۔

ردا نے سر جیسے ہی اس کی طرف موڑا تو وہ مسمرائز ہو گیا۔ وہ اس کی بھوری آنکھوں میں کہیں کھو ہی گیا۔ اسنے دنیا جہاں کا حسن دیکھا تھا لیکن اسے اس لڑکی میں ایک عجیب سی کشش محسوس ہوئی۔ جو اسے خود کی طرف کھینچ رہی تھی۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ ردا کو بہت غصہ آیا۔ لیکن وہ تحمل کا مظاہرہ کرتی کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔ مجھے کہیں چوٹ نہیں لگی۔ "اس کا لڑنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔ اسے لیٹ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کی بات پہ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا۔ ردا اپنے ڈاکومنٹس اٹھانے لگی۔ وہ بھی اس کی مدد کرنے لگا۔

اس نے سارے کاغذات اسے دیے۔ ردا نے جھپٹ کے اس سے لے لیے۔ ردا کی اس حرکت پہ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔۔

"آپ ٹھیک تو ہیں مس"۔۔۔۔۔۔

"میں نے کہا نا میں ٹھیک ہوں" وہ تھوڑا سا غصے سے بولی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا۔ سامنے کھڑے اس انسان کا گلا دبا دے لیکن چپ رہی۔ وہ چہرے پہ مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جو گرمی کی وجہ سے پہلے ہی سرخ ہو رہی تھی۔ اور غصے سے مزید اس کے گال لال ہو گئے۔۔۔

اس نے عجیب نظروں سے سامنے کھڑے عجیب سے شخص کو دیکھا جو بلیک تھری پیس سوٹ میں، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے ہلکی سی شیو۔ آنکھوں پہ گوگلز لگائے کافی گریس فل اور ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ پرسنالٹی سے کافی ڈیسنٹ انسان لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

"اچھا آپ جہاں جا رہی تھیں۔ میں آپ کو چھوڑ دوں" اس نے ردا کی ہیلپ کرنے کا سوچا۔۔۔۔۔

"نہیں میں چلی جاؤں گی"۔۔۔۔۔۔

"دیکھیے یہاں کوئی ٹیکسی بھی نہیں ہے۔ آپ چلیے میں چھوڑ دیتا ہوں" اس نے ایک اور کوشش کی۔۔۔

"آپ کو میرا حلیہ دیکھ کہ لگ رہا ہے کہ اب میں کہیں جا سکوں گی" اس نے غصے سے کہا۔ اس کا اشارہ گندے کپڑوں کی طرف تھا۔۔۔۔۔

ویسے بھی کافی لیٹ ہو چکا تھا۔اوپر سے اس کے کپڑے بھی گندے ہو چکے تھے۔اس لیے اس نے گھر جانے کا سوچا۔اب وہ انٹرویو کے لیے لیٹ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا وہ چلی گئی۔وہ مین روڈ سے گلی کی طرف مڑ گئی۔یہیں قریب ہی اس کا گھر تھا۔اسے بہت غصہ آرہا تھا۔اور رونا بھی آرہا تھا۔لیکن خود پہ قابو پاتی وہ گھر چلی گئی۔۔۔۔

پیچھے وہ کافی حیران تھا اپنی حالت پہ۔پہلی بار ایسا ہوا تھا۔اس کی زندگی میں کئی لڑکیاں آئی اور گئیں لیکن اسے آج تک ایسا محسوس نہیں ہوا جیسا اس اجنبی لڑکی کو دیکھ کہ محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔

....

"اشفاق مرہا نہیں آئی ناشتے کے لیے" وہ سب بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کہ اس کے دادا جی کو اس کی کمی محسوس ہوئی۔مرہا یونیورسٹی میں ماس کمیونیکیشن کی سٹوڈنٹ تھی۔اور گھر کی اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے سب کی لاڈلی بھی۔کاظم صاحب چاہتے تھے کہ ان کی اکلوتی اور لاڈلی پوتی ان کے ہونہار احد کی دلہن بنے۔مرہا بھی بچپن سے اپنے گرے آنکھوں والے کزن کے خواب دیکھتی تھی۔لیکن احد کو کبھی بھی اس کی بے تکلفی پسند نہیں تھی۔۔۔۔۔

"ائم ہیر دادو" مرہا مسکراتی ہوئی ڈائنگ ٹیبل تک آئی۔ احد نے ایک نظر اسے دیکھا۔ جو کہ مغربی لباس میں کہیں سے بھی مشرقی لڑکی نہیں لگ رہی۔ اس نے جینز کے ساتھ سٹارٹ شرٹ پہنی تھی۔ جو اس کے گھٹنوں سے کافی اوپر تھی۔ میک اپ سے اٹا چہرہ۔ احد نے کڑوا سا منہ بنایا۔۔۔۔

وہ چل کے احد کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی۔ احد ایک دم کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔۔

"دادو، دادی میں چلتا ہوں لیٹ ہو رہا ہے۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"احد اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ چلے جانا۔ تھوڑی دیر میرے ساتھ تو بیٹھو" مرہا اس سے بے تکلف ہوئی۔۔۔۔۔

"مرہا میں لیٹ ہو رہا ہوں میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے"،،،،،،

کاظم صاحب اور سارے گھر والے جانتے تھے کہ وہ احد کو بچپن سے پسند کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔

"احد بیٹا بیٹھ جاؤ۔ جب وہ اتنا کہہ رہی ہے۔" دادی نے کہا تو وہ بے بس ہوتا بیٹھا گیا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے۔ مرہا کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ مرہا کافی خوبصورت تھی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ضدی گھمنڈی اور انتہاء کی بدتمیز بھی۔ اسے امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔

"بس دادی میں سچ میں بہت لیٹ ہو رہا ہوں" اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ جیسے ہی جانے لگا۔ اشفاق صاحب بولے۔۔۔۔۔

"احد بیٹا مرہا کو اگر تم یونیورسٹی چھوڑ دو۔ وہ عمر آج جلدی چلا گیا" ایک اور بکھیڑا۔ وہ جتنا اس سے دور ہونے کی کوشش کرتا وہ اتنا اسے چپک جاتی۔۔۔۔۔

"سوری چاچو میں آل ریڈی بہت لیٹ ہو چکا ہوں۔آج مرہا ڈرائیور کے ساتھ چلی جائے"۔یہ کہہ کے وہ رکا نہیں وہ اپنا بیگ اٹھاتا باہر پورچ میں چلا گیا۔۔مرہا اس کے پیچھے بھاگی۔اسے بہت غصہ آرہا تھا۔۔۔۔

"احد کیوں تم مجھ سے ایسے بھاگتے ہو۔"وہ اس کا بازو پکڑتے ہوئے پوچھنے لگی۔اس کے دل ٹھیس لگی تھی۔احد کے اس رویے سے۔۔۔۔

."Mirha behave yourself"

اس نے بازو سے مرہا کا ہاتھ ہٹایا۔اسے شدید غصہ آرہا تھا۔آج اگر مرہا کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو کب کا اسے دفن کر چکا ہوتا۔وہ شروع سے ہی اپنی پرسنل سپیس میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔

"احد تم جانتے ہو۔میں تم بچپن سے محبت کرتی ہوں۔پلیز میرے ساتھ ایسا مت کرو۔"اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔احد نے ایک سانس ہوا کے سپرد کی۔احد کو اس کی یہ بولڈنس بلکل پسند نہیں تھی۔۔۔

"مرہا! سمجھنے کی کوشش کرو۔میں تم سے محبت نہیں کرتا۔میں محبت کو نہیں مانتا۔میں سمجھتا ہوں کہ لوگ صرف وقتی اٹریکشن کو محبت کا نام دے دیتے ہیں۔اگر اس دنیا میں واقعی محبت ہے تو میں اس سے محبت کروں گا جو مجھے اس محبت کا احساس دلائے گی۔جسے دیکھ کے مجھے لگے گا کہ اس کے بغیر میں وجود ہی نہیں ہے۔اور جہاں تک مجھے اپنا پتہ ہے۔مجھے ایسا احساس دلانا ناممکن ہے۔کیونکہ میرے سینے میں دل نہیں پتھر ہے"۔۔۔۔۔۔

"لیکن میں اگر تمہیں اپنی محبت کا احساس دلوا دوں تو"مرہا کی آنکھوں میں چمک آگئی۔۔۔۔

"مرہا میں اور تم پچھلے بیس سال سے ساتھ ہی ایک گھر میں رہ رہے ہیں۔ تم نے بہت کوشش کی میرے قریب آنے کی لیکن محبت تو دور کی بات۔ میرے دل اپنے لیے ہمدردی بھی نہیں جگا سکی۔ اس لیے ابھی بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔ یہ نہ ہو کہ بعد میں مشکل ہو جائے" یہ کہہ کہ وہ رکا نہیں اور اپنی بی ایم ڈبلیو میں بیٹھا اور زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔

پیچھے مرہا نے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں احد دکھا دو جتنی بے مروتی دکھانی ہے۔ لیکن تم میرا جنون بن چکے ہو۔ تم صرف میرے ہی ہو گے۔ اور یہ میرا وعدہ ہے" وہ پراسرار سا مسکرائی۔ اس کے دماغ میں کچھ فتور تھا۔ جسے وہ بہت جلد انجام دینے کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔۔۔

....

"امی عاشی نہیں آئی آج۔ وہ تو روز یونی جانے سے پہلے مجھ سے ملنے آتی ہے نا" رجاء نے امی سے عائشہ کے بارے میں پوچھا۔ وہ اس کی بیسٹ فرینڈ تھی۔ اس کے گھر کے ساتھ والے گھر میں رہتی تھی۔ دونوں کالج بھی ساتھ جاتیں تھی۔ لیکن جس دن رجاء کا ایکسڈنٹ ہوا تھا۔ اس دن وہ نہیں گئی تھی۔ اس لیے وہ ابو کے ساتھ آ رہی تھی۔۔۔۔۔

رجاء کے مشکل دنوں میں عائشہ نے اس کا ساتھ بلکل بہن کی طرح دیا۔ عائشہ اسے بہن ہی مانتی تھی۔ اب وہ یونی جاتی تھی۔ وہ روز جاتے ہوئے رجاء سے مل کے جاتی تھی۔ شام کو آنے کے بعد دونوں کا معمول ہوتا تھا وہ اسے باہر

پارک میں لے جاتی تھی۔آج ابھی تک عائشہ نہیں آئی تو رجاء کو عجیب لگنے لگا۔کہ اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔۔

"کیا پتا بیٹا!اسے لیٹ ہو رہا ہو گا یونیورسٹی میں اس لیے نہیں آئی۔شام کو آجائے گی۔آگر نہ آئی تو تم روشان یا ردا کے ساتھ اس کے گھر چلی جانا" اس کی امی نے کہا۔۔۔۔۔۔۔

تبھی گھر کی گھنٹی بجی۔"لو آ گئی عاشی" امی کہتی اٹھیں اور دروازہ کھولا تو سامنے ردا گندے کپڑوں میں کھڑی تھی۔وہ حیرانگی سے اس کے حلیہ کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

"ردا تم!تم تو انٹرویو کے لیے گئی تھی۔اور یہ حلیہ بنا رکھا ہے تم نے" ان کی آواز سن کے رجاء بھی ہاتھ پاوں مارتی گرتی سنبھلتی ان تک پہنچی۔۔۔۔۔

"امی سب بتاتی ہوں پہلے اندر تو آنے دیں" وہ اندر داخل ہوئی۔رجاء اسکی طرف لپک رہی تھی۔وہ لڑکھڑائی۔اس سے پہلے وہ گرتی ردا نے اسے پکڑ لیا۔۔۔۔

"آرام سے رجاء" وہ رجاء کو لے کے چھوٹے سے صحن میں آئی اور کرسی پہ بٹھا دیا۔۔۔۔۔

"آپی آپ تو انٹرویو کے لیے گئی تھیں نا۔تو اتنے جلدی کیسے واپس آ گئیں"۔۔۔۔۔۔

"ہاں ردا!اتنے جلدی واپس کیسے آ گئی تم۔اور یہ تمہارے کپڑے گندے کیسے ہوئے" اس کی امی پریشانی سے پوچھنے لگیں۔۔۔۔۔۔

ردا اپنی چادر سائیڈ پہ رکھتی ہوئی بولی۔۔۔۔

"کچھ نہیں امی بس راستے میں ایک گاڑی سے ٹکرا گئی تھی۔ بس اسی چکر میں کپڑے بھی گندے ہو گئے" وہ لاپرواہی سے بولی۔۔۔۔۔

"کیا تمہارا ایکسڈنٹ ہوا ہے اور تم ایسے بتا رہی ہو جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو" اس کی امی پریشانی سے اس کی طرف بڑھیں۔ رجاء بھی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

"آپی آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی نا" ردا اس تک آئی۔ "نہیں میری جان مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔ تم فکر مت کرو۔ میں بلکل ٹھیک ہوں" اس نے رجاء کو تسلی دی۔۔۔۔

لیکن ردا کو چوٹ لگی تھی۔ کہنی تو اس کی چھل چکی تھی۔ اسنے کسی نہیں بتایا۔ وہ تھی ہی ایسی اپنے دکھ چھپانے والی۔ گھر کے حالات سے سب پریشان ہوتے تھے۔ وہ یہ تو کہتی تھی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن اکیلے میں روتی تھی۔ رجاء کے سونے کے بعد وہ راتوں کو تنہا روتی تھی۔ بلکتی تھی۔ لیکن کبھی کسی کے سامنے وہ کمزور نہیں ہوئی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ وہ اس گھر کا واحد سہارا ہے۔ اگر وہ کمزور پڑھ جائے گی تو روشان امی اور سب سے بڑھ کر رجاء کو کون سنبھالے گا۔ بس اسی لیے مضبوط بنی رہتی تھی۔۔۔۔۔

"امی چائے بنا دیں میرے اور آپی کے لیے۔ آج اتنے دنوں بعد آپی گھر پہ ہیں تو کیوں نہ ہم لوگ ساتھ چائے پیئں۔" رجاء نے امی کو چائے کا کہا۔ ردا اندر چلی گئی۔ چینج کر کے باہر آئی۔۔۔۔

"امی آج تو انٹرویو کے لیے لیٹ ہو گئی۔ پرسوں پھر ہے آج کی طرح بس کچھ نہ ہو" وہ باہر آتے ہوئے امی سے مخاطب ہوئی جو کچن میں چائے بنا رہی تھیں۔۔۔۔

"ویسے آپی آپ نے اسے کچھ نہیں کہا" رجاء کو تجسس ہو رہا تھا۔۔۔۔

"کسے "ردا نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

"ارے وہی جس کی گاڑی سے آپ کا ایکسڈنٹ ہوا"۔۔۔۔۔۔

"اچھا وہ!! نہیں تو۔ اصل میں غلطی میری ہی تھی۔ میں نے نہیں دیکھا" ردا نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔۔
لیکن غلطی دونوں کی تھی۔۔۔۔۔۔

"شکل سے مجھے کافی ڈیسنٹ انسان لگ رہا تھا۔ "ردا اس کے بارے میں سوچتے ہوئے بولی۔۔۔

"آپی کس کے بارے میں بات کر رہی ہو تم"۔۔۔۔۔

"یار اسی کے بارے میں جس کی گاڑی سے ایکسڈنٹ ہوا تھا"۔۔۔۔۔۔

"خیر چھوڑو" وہ سر جھٹکتی ہوئی بولی۔۔۔۔۔۔۔

....

احد مغرورانہ چال چلتا ابھی آفس میں داخل ہوا۔ سارا اسٹاف اسے سلام کر رہا تھا۔ وہ سر ہلاتا اندر داخل ہوا۔ آج اس کا پہلا دن تھا۔ اس کی شخصیت میں اتنا دبدبا تھا کہ کوئی نظر اٹھا کے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ لڑکیاں تو اس کے گڈ لوس پہ مر مٹی تھیں۔ سب کا وہ کرش بن چکا تھا۔۔۔۔۔۔

"جاوید صاحب آپ فوراً میرے کیبن میں پہنچیں۔" وہ کمپنی کے منیجر کو اندر طلب کرتا اپنے کیبن میں داخل ہوا۔ یہ کیبن اس کے بابا کا تھا۔ اس کی آنکھوں کا کونا بھیگنے لگا۔ اس نے خود پہ قابو پایا۔ وہ خود کو مضبوط کرتا اپنے بابا کی چیئر پہ بیٹھ گیا۔ الگ احساس ہو رہا تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔۔

جاوید صاحب اجازت لے کے اندر داخل ہوئے۔۔۔۔

"جاوید صاحب مجھے تمام پر جیکٹس کی فائلز، سارے سٹاف کی لسٹ، ان کی پرفارمنس، بزنس پاٹنرز اور آکاونٹس کی لسٹ، کتنا پرافٹ ہوا کتنا لوس ہوا۔ کتنا غبن ہوا سب۔ پانچ بجے تک ساری رپوٹس میری ٹیبل پہ ہونی چاہیے۔ "،،،،

..."Now get back to your work"

اسے کمپنی کے سارے کوائف چاہیے تھے۔۔ جاوید صاحب حیرانگی سے سر ہلاتے باہر جانے لگے۔ جو کام احد نے کہا تھا۔ اس کے لیے کافی وقت چاہیے تھا۔۔۔۔۔

"اور ہاں نیوز پیپر میں ایڈ دے دیجیے کہ مجھے ایک قابل اور زمہ دار سیکٹری کی ضرورت ہے" وہ انھیں اڈر دینے لگا۔۔۔

"اوکے سر" وہ یہ کہہ کے باہر چلے گئے۔۔۔۔

وہ لیپ ٹاپ پہ کچھ کام کرنے لگا کہ اچانک اس کے کیبن کا دروازہ کھولا۔ وہ آندھی طوفان بنا اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔۔

"احد یار تو فون کیوں نہیں اٹھا رہا تھا۔" وہ آتے ہی شروع ہوا۔ احد کو پتا تھا یہ کون ہو سکتا تھا۔ اتنی ہمت اس کا دوست ہی کر سکتا۔۔۔۔

"کام ڈون! میرا فون سائلنٹ پہ تھا اس لیے دیکھا نہیں" وہ مصروف انداز میں لیپ ٹاپ پہ کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔۔

"ہاں انسان مر جائے تو کال مت ریسو کرنا۔" وہ غصے سے اس سے مخاطب تھا۔ وہ بیزار ہو کے اس کی ساری باتیں سن رہا تھا۔ احد کا کام جاری تھا۔۔۔۔

"حیدر اب یہ زیادہ ہو رہا ہے۔" احد آبرو اچکا کے بولا۔۔۔۔

"تجھے پتا ہے تیری وجہ سے میرے ہاتھوں ایک ایکسڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔ وہ بھی اتنی حسین لڑکی کا۔" حیدر کی آنکھوں کے آگے ردا کا معصوم سراپا لہرایا۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔ یہ موصوف حیدر یاسین ہیں۔ بزنس مین یاسین ملک کا بیٹا تھا جو احد کے والد امین صاحب کے دوست تھے۔ اسی لیے دونوں بچپن کے دوست تھے۔ لیکن احد جتنا سنجیدہ مزاج تھا حیدر اتنا ہی شوخ مزاج تھا۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں ایک نمبر کا فلرٹ تھا۔ لیکن کبھی کسی لڑکی کو چیٹ نہیں کیا اس نے۔ اس کی زندگی میں کافی لڑکیاں آئی تھیں۔ لیکن ردا کے لیے دل نے جو محسوس کیا وہ کسی کے لیے محسوس کیا۔ حیدر نے احد کے ساتھ پائنرشپ کی تھی۔ حیدر بھی احد کی طرح کافی ہینڈسم تھا۔ وہ کافی ایلیگینٹ پرسینلٹی کا مالک تھا۔ بس تھوڑا شرارتی۔ اس کی فیورٹ ہوبی احد کو زچ کرنا۔ احد اپنی سنجیدہ طبیعت کی وجہ سے اس کی بچگانہ حرکتوں سے کافی تنگ ہوتا تھا۔ اور یہی حیدر صاحب چاہتے تھے

"میری وجہ سے وہ کیسے؟؟ ذرا بتانا پسند کریں گے آپ مسٹر حیدر یاسین" وہ اسے گھورنے لگا۔ حیدر کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔

"میں تجھے کال کر رہا تھا تو نظر ہٹ گئی تھی سامنے سے"۔۔۔۔۔۔۔۔

"تو پاگل ہے۔ڈرائیونگ کے دوران کال کر رہا تھا" وہ اسے ڈانٹنے لگا۔۔۔۔

"یار میں کیا کرتا۔گھر سے نکلنے سے پہلے کوئی تجھے بیس کالز کر چکا تھا۔مجھے لگا اب شاید تو ریسو کرلے گا"،،،،،،

"ویسے ایک بات بتاؤں احد وہ لڑکی بہت پیاری تھی۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں ردا کو یاد کرنے لگا۔ردا تو جیسے اس کے دل میں گھر کر گئی تھی۔۔۔۔۔

"حیدر تجھے ہر لڑکی ہی پیاری لگتی ہے۔یہ کوئی نئی بات نہیں" وہ لاپرواہی سے بولا۔۔۔۔۔۔

"نہیں یار احد یہ کچھ خاص لگی میرے دل" وہ مسکرانے پہ مجبور ہو گیا۔۔۔۔۔۔

"آج میں دوسرے راستے سے آیا تھا۔تجھے تو پتا ہے نا کراچی کی ٹریفک کا۔اس لیے رش سے بچنے کے لیے دوسرا راستہ لیا۔وہیں کہیں رہتی ہوں گی مس ردا" اس نے احد کو بتایا۔آخر میں اس کا نام لیا۔دراصل حیدر نے اس کے ڈاکومنٹس اٹھاتے وقت اس کا نام دیکھ لیا تھا۔اس کے چہرے سے مسکراہٹ جا ہی نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"خیر چھوڑ یہ سب باتیں،یہ بتا مجھے کال کیوں کر رہا تھا؟؟؟"۔۔۔۔۔۔

"ہاں وہ تو نے مجھے کہا تھا نہ انسپکٹر سے بات کرنے کے لیے" اب کی بار حیدر سنجیدہ تھا۔کیونکہ بات ہی اتنی سنجیدہ تھی۔۔۔۔

"تو پھر" احد ایک دم سیدھا ہوا۔اور حیدر سے تجسس سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

"یار انسپکٹر نے تیرے بابا ماما کے ایکسڈنٹ والا کیس ری اوپن کر دیا ہے۔اور انویسٹیگیشن جاری ہے، لیکن احد کا ایکسڈنٹ ہوا تھا نا تو پھر تو نے کیس کیوں ری اوپن کروایا ہے"۔۔۔۔۔

"حیدر میرے ماما بابا کا ایکسڈنٹ نہیں ہوا تھا۔ یہ پری پلین مرڈر تھا۔ جسے بعد میں ایکسڈنٹ کا نام دے دیا گیا تھا" وہ خود پہ قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔اس کی زندگی کا سب بڑا دکھ ہی یہی تھا۔غصے سے اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو رہا تھا۔اس نے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کے خود پہ کنڑول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"تجھے کیسے پتا اور تجھے قاتل کے بارے میں پتا ہے کیا" حیدر کا حیرانگی تھی کہ اس کے دوست نے اندر اتنے راز دفن کر رکھے تھے۔۔۔۔۔

"بس مجھے پتا ہے۔اور جہاں تک بات قاتل کی ہے۔وہ جو بھی ہے بہت جلد سلاخوں کے پیچھے ہو گا۔اسے میں اپنے ماما بابا کے قتل کی سزا دلوا کر رہوں گا۔اتنے سال وہ جو آزاد گھومتا رہا ہے نا۔اس کی آزادی کے دن اب بہت ختم ہونے والے ہیں۔بہت جلد میں اپنے پرینٹس کو انصاف دلوا دوں گا" وہ لال چہرہ لیے حیدر کو سب بتا رہا ہے۔اپنے اندر کا غبار نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔آج تک وہ اتنا دکھ اندر لیے بیٹھا رہا۔کبھی کسی کے سامنے اپنا دکھ ظاہر نہیں کیا۔۔۔۔۔

SYEDA SHAH WRITES.

بصارت عشق سیدہ شاہ

"عاشی ہم کہاں ہیں؟" عائشہ کو لے کر شہر کے مشہور ریسٹورنٹ میں ابھی ابھی پہنچی تھی۔ معمول کے مطابق دونوں شام کو گھومنے نکل گئیں تھیں۔

"رجاء یار تمھیں تو پتا ہے نا آج میرا رزلٹ آیا ہے۔ اور میری ایٹی پر سنٹیج ہے۔ تو میں نے سوچا کیوں نہ تمھیں ایک اچھی سی پارٹی دے دی جائے۔"۔۔۔۔

رجاء جواب میں مسکرادی۔ "پر عاشی ہم ہیں کہاں کچھ تو پتا چلے"،،،،،

"ہم لوگ ابھی ایک ریسٹورنٹ میں ہیں تو ہم آج یہاں کچھ کھائیں گے" دونوں ٹیبل پہ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔۔۔۔

"رجاء ردا آپی کی جاب کا کچھ نہیں ہوا کیا؟"۔۔۔۔

"نہیں عاشی! اس دن ایکسڈنٹ کی وجہ سے لیٹ ہو گئیں اور کل کے انٹرویو میں ایکسپرینس نہ ہونے کی وجہ سے رجیکٹ ہو گئی تھیں۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا ہو گا یار" رجاء بہت پریشان تھی۔۔۔۔۔

"ویسے ردا آپی بہت محنت کرتی ہیں نا" عاشی رجاء سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔

"ہاں عاشی! آپی بہت محنت کرتی ہیں۔ شام کو بچوں کو ٹیوشن بھی پڑھاتی ہیں۔ ساتھ ساتھ نوکری کے لیے جوتیاں بھی گھیسا رہی ہیں۔" رجاء کی آنکھوں کے لباب پانی سے بھر گئے۔ وہ اپنی آپی سے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔۔

"بس اللہ بہتر کرے۔ اب کچھ آڈر کریں" عاشی کے کہنے پہ رجاء نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

"حیدر تو میٹنگ آفس میں ارینج نہیں کروا سکتا تھا کیا؟" احد ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ وہ اس وقت جھنجھلاہٹ کا شکار تھا۔ وہ دونوں اس وقت ریسٹورنٹ جا رہے تھے۔

"دیکھ احد تجھے ابھی آفس جوائن کیے ہوئے صرف تین دن ہوئے ہیں۔ یہ ہمارے نئے کلائنٹ ہیں۔ اگر آج یہ پراجیکٹ ہمیں مل گیا تو ہمیں بہت پرافٹ ہو گا۔ اسی لیے میں نے انھیں اس ریسٹورنٹ میں بلا لیا۔ ان پہ اچھا ایمپریشن پڑے گا۔" حیدر کی باتوں میں دم تو تھا۔ اسی لیے احد چپ ہو گیا۔ اس نے گاڑی پارکنگ میں کھڑی کی۔ وہ اس وقت نیوی بلیو تھری پیس میں بلکل فریش لگ رہا تھا۔ گرے آنکھوں میں سنجیدگی لیے وہ مضبوط قدم اٹھاتا چلنے لگا۔ احد کی بارعب شخصیت کی وجہ سے لوگ مڑ کے اسے ضرور اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ لاپرواہ بنا ہاتھوں میں لیپ ٹاپ لیے چل رہا تھا۔۔۔۔

حیدر بھی اسی کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس نے سکن کلر کی پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ اور لیدر کی بلیک جیکٹ پہن رکھی تھی۔ دونوں اس وقت بے تحاشہ ہینڈسم لگ رہے تھے۔۔

"حیدر میں پچھلے دو دن سے اپنی پی اے کے لیے انٹرویو لے رہا ہوں لیکن کوئی بھی مجھے اس کام کے قابل نہیں لگی۔" احد کی ہدایات کے مطابق جاوید صاحب نے انٹرویو ارینج کروا دیا تھا۔ لیکن اسے ابھی تک اس کام کے کوئی اہل نہیں لگی۔۔۔۔

"ابھی کل لاسٹ ڈے ہے انٹرویو کا۔ شاید کوئی قابل، محنتی اور اچھی سیکٹری تجھے مل جائے۔" ۔۔۔۔۔

"ھمم صیح کہہ رہا ہے تو۔ دیکھتے ہیں پھر" ۔۔۔۔۔

چلتے چلتے احد کی نظر اچانک گلاس وال کے پار ایک سرخ اور سفید کپڑوں والی لڑکی پہ چلی گئی۔ وہ کسی بات پہ مسکرا رہی تھی۔ اس کی ناک کی لونگ نے احد کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ اس کی ناک کی لونگ کی چمک اور اس کی مسکراہٹ میں احد کھو ہی گیا۔ وہ لڑکی بہت ہی سادہ لگ رہی تھی۔ میک اپ سے عاری چہرہ معصوم سی وہ لڑکی تھی۔ وہ کوئی اور نہیں بلکہ رجاء ہی تھی۔۔۔۔۔

احد رکا تو حیدر بھی رک گیا۔ اس نے احد کو ایک جگہ گھورتے پایا اور اس کی نظروں کا تعاقب کرتا دیکھا۔ تو احد کو پہلی بار خود لڑکی کو گھورتے پایا۔ وہ حیران ہوا۔ اس نے مسکراہٹ پہ قابو پایا اور اس کے سامنے چٹکی بجائی۔ وہ ہڑبڑا گیا۔ وہ حیران تھا۔ پہلی بار اس نے کسی لڑکی کو ایسے دیکھا تھا۔۔۔۔

"ہمم! کیا بات ہے مسٹر احد مجید آپ کسے گھور رہے تھے۔" وہ اسے چھیڑنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔۔۔۔

"می میں کسے گھوروں گا۔ فضول باتیں مت کرو۔ چلو لیٹ ہو رہے ہیں۔ کلائنٹس ویٹ کر رہے ہیں" پہلے تو وہ ہچکچایا پھر ہمیشہ کی طرح حیدر کی جھڑک دیا اور بات ٹالتا اندر چلا گیا۔۔۔۔

"احد بھلے ہی تم نہ مانو۔ تم اس ریڈ سوٹ والی لڑکی کو دیکھ تو رہے تھے۔ شکر ہے تم نے بھی کسی لڑکی کو دیکھا ہو۔ ورنہ تو اس کام کی ذمہ داری بھی ہمارے ہی مضبوط کندھوں پہ تھی۔" وہ مسکرایا۔ اچانک اس کے سامنے ردا کا چہرہ لہرایا۔ وہ تو پچھلے کئی دنوں سے اس کے دل و دماغ پہ قبضہ کر کے بیٹھی تھی۔ بار بار اسے یاد آ رہی تھی۔۔۔۔

"امید کرتا ہوں مس ردا ابراہیم آپ ہمیں دوبارہ ملاقات کا شرف بخشیں گیں۔" وہ ردا سے مخاطب تھا۔ وہ مسکراتا اندر ریسٹورنٹ میں داخل ہو گیا۔۔۔۔

....

احد اور حیدر نے ایک سپیشل ایریا بک کروایا تھا۔ جو پچھلی طرف تھا۔ ان کی میٹنگ شاندار رہی۔ انھوں نے ڈیل سائن کر لی تھی۔ احد نے پہلی ڈیل از سی ای او سائن کی تھی۔ وہ کافی خوش تھا۔۔

حیدر اندر ہی تھا۔ وہ باہر آ گیا تھا دادی کو فون کر کے گڈ نیوز دے رہا تھا۔

"ارے رجاء تم یہیں رو کو میں اندر اپنا موبائل بھول گئی۔ ابھی لے کر آتی ہوں" عاشی اور رجاء ابھی باہر آئی تھیں ۔ عاشی رجاء کو باہر کھڑا کر کے اندر چلی گئی۔۔

"عاشی جلدی آنا" وہ اس کو آواز دیتی بولی۔۔۔۔

"بس دو منٹ" یہ کہہ وہ اندر چلی گئی۔ رجاء وہیں کھڑی آہستہ آہستہ ملک شیک پی رہی تھی۔ وہ ابھی موڑی ہی تھی کہ کسی سے زوردار تصادم ہو گیا۔ اس کے ہاتھ سے ملک شیک سامنے والے انسان کے کپڑوں پہ گر گیا۔۔۔

احد دادی سے فون پہ بات کر رہا تھا۔ وہ ابھی ابھی ریسٹورنٹ سے نکلا تھا اس نے سامنے نہیں دیکھا تھا۔ سامنے رجاء کھڑی تھی۔ اس ٹکر سے سارا ملک شیک اس کے اوپر گر گیا۔ وہ غصے میں آ گیا۔ اس نے فون رکھا۔۔۔۔۔

"ایئم سو سوری۔" رجاء نے فوراً معافی مانگی۔۔۔۔

"سوری مائے فٹ۔ سارا ڈریس خراب کر دیا اور اب سوری بول رہی ہو" وہ اپنے کپڑے صاف کرتا بول رہا تھا۔ اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ کافی غصے میں ہے۔ اس کے کپڑوں پہ صاف داغ نظر آ رہا تھا۔۔۔۔

"پلیز مجھے معاف کر دیجیے میں نے جان بوجھ کہ نہیں کیا"۔۔۔۔

"آندھی ہو کیا؟ دیکھ کے نہیں چل سکتی۔ سارا ڈریس خراب کر دیا۔ اوپر سے بہانے بنا رہی ہو۔ پتا نہیں کہاں کہاں سے آ جاتے ہیں ایسے لوگ" وہ اس پہ گرج رہا تھا۔ اتنے میں حیدر بھی وہاں آ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ احد کتنا صفائی پسند ہے۔ اس نے ساری باتیں سن لی تھی۔۔ آندھی والی بات پہ رجاء کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے لڑی کی صورت میں نکلا۔ عاشی نے بھی احد کی بات سن لی تھی۔۔۔۔

احد نے جیسے ہی سامنے دیکھا تو وہی لڑکی تھی جس میں وہ کھو سا گیا تھا۔ اور اس پہ وہ اتنا غصہ کر گیا۔ اس نے دیکھا ہی نہیں۔ حیدر بھی حیران تھا کہ اسی لڑکی احد کے غصے کا شکار ہوئی جیسے وہ پتا نہیں کیا سمجھ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

"مائینڈ یور لینگونج مسٹر! دیکھیے آپ کی وجہ سے میری دوست رو رہی ہے۔ اور جہاں تک بات آپ کا ڈریس خراب کرنے کی ہے۔ تو یہ اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔ اور آپ اس سے پوچھ رہے تھے نا کہ۔ آندھی ہو کیا۔۔۔جی یہ دیکھ نہیں سکتی۔۔

."She is blind

عاشی کی بات پہ احد اور حیدر دونوں جو جھٹکا لگا۔ دونوں کو بلکل محسوس نہیں ہوا کہ رجاء آندھی ہے۔۔۔۔

"چھوڑو نہ عاشی! مجھے ایسے رویوں کی عادت ہو چکی ہے۔ چلو چلتے ہیں۔ کافی دیر ہو چکی ہے آپی اور امی انتظار کر رہی ہوں گیں"۔ رجاء کی باتوں سے احد کو اپنے دل میں تکلیف محسوس ہوئی۔ اسے اپنے رویے پہ بہت افسوس ہوا۔

"پر رجاء انھوں نے تمہارے ساتھ غلط کیا ہے۔ انھیں ایسے ہی ہو نہیں کرنا چاہیے"۔۔۔۔۔۔

"عاشی غلط تو میرے ساتھ قسمت نے کیا ہے۔ کسی سے ہم کیا شکوہ کریں۔ چلو دیر ہو رہی ہے" رجاء اپنے آنسوؤں پہ قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر ناکام ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

"پر" عاشی کچھ بولتی اس نے اس کی بات کاٹی۔

"عاشی تم چل رہی ہو کے میں جاؤں" اس نے جانے کی دھمکی دی اور چلنے لگی۔ عاشی اس تک آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کے باہر لے گئی۔۔۔

دونوں ٹیکسی میں بیٹھ گئیں۔ احد کو ٹیکسی خود سے دور جاتی نظر آئی۔۔۔

احد ابھی بھی شاک میں تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اسی نے اس دنیا میں بہت دکھ دیکھے ہیں۔ لیکن اس لڑکی نے بھی کچھ کم غموں کا سامنا نہیں کیا تھا۔ معذوری کا ٹیگ لگا تھا اس لڑکی پہ۔ وہ اپنے رویے پہ بہت دکھی تھا۔۔۔

"احد ویسے تو نے بہت غلط کیا اس کے ساتھ۔ بغیر دیکھے جانے تو نے اسے اتنی باتیں سنا دیں۔ ویسے احد اپنے غصے پہ قابو پالے تو اس پہلے کسی بڑی مشکل میں پڑ جائے" وہ یہ کہتا گاڑی کی طرف چلا گیا اور احد کو مزید شرمندہ کر گیا۔۔۔۔

ساری رات احد اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ پتا نہیں کیوں لیکن اسے اس کے آنسو بار بار یاد آرہے تھے۔ اس کی ناک کی لونگ کی چمک اس کی آنکھوں کو چمکا رہی تھی۔۔۔۔

....

"ردا آپی آج آپ کا پھر سے انٹرویو ہے نا" رجاء اور ردا صحن میں بیٹھی تھیں۔ اور ردا اپنے بیگ میں فائلز رکھ رہی تھی۔۔۔۔

"ہاں رجاء بس دعا کرو جاب ہو جائے"۔۔۔۔

"ویسے ہے کہاں آپ کا انٹرویو۔ مطلب کونسی کمپنی ہے۔" رجاء نے پوچھا۔ رجاء نے کل والی بات کسی کو نہیں بتائی اور عاشی کو بھی منع کر دیا تھا۔ اسے احد کے الفاظ نے بہت تکلیف دی تھی۔ لیکن ہمیشہ کی طرح برداشت کر گئی۔ کیا کرتی اسے پچھلے تین سالوں میں ڈیا یہی رویے ہی تو مل رہے تھے۔ کتنوں سے لڑتی پرتی۔ بس اس لیے چپ ہی رہی۔۔۔۔

"مجید ٹیکسٹا ئلز۔ بہت بڑی ٹیکسٹائل کمپنی ہے۔ وہاں کے نئے سی ای او کو سیکٹری کی ضرورت ہے۔ بس اسی کا انٹرویو دینے جارہی ہوں۔"۔۔۔۔۔

"انشااللہ آپ ضرور کامیاب ہوں گی" رجاء نے اس کی حوصلہ افزائی کی۔۔۔

"لیکن آپی اگر پچھلے والوں کی طرح انھوں نے بھی ایکسپرینس نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو ریجیکٹ کر دیا تو" رجاء نے اندیشہ ظاہر کیا۔۔

"اللہ سے ہمیشہ بہتری کی امید رکھنی چاہیے۔اللہ سب بہتر کرے گا۔"۔۔۔۔۔۔

"امییی! میں جارہی ہوں۔"ردا سادہ سے لون کے سوٹ میں سر پہ وہی سفید والی چادر رکھے باہر نکل گئی۔اس کی امی اسے دروازہ تک چھوڑنے آئیں۔۔۔۔

ردا ابھی ابھی مجید ٹیکسٹا ئلز کے آفس پہنچی تھی۔اتنا بڑا آفس دیکھ کے تو اس کی آنکھیں چندیا گئیں۔ہر چیز اتنی خوبصورت اور ارینج تھی کہ وہ سب سرائے بغیر رہ ہی نہ سکی۔وہ ابھی ویٹنگ ایریا میں بیٹھی تھی۔ردا سادہ سے حلیے میں تھی۔وہاں لڑکیاں تو بہت فیشن ایبل تھیں۔میک اپ سے بھرے چہرے اور سٹائلش لوک بس۔۔۔۔۔

احد اندر بیٹھا ان سب کا انٹرویو لے رہا تھا۔آج اسے ایک لڑکی فائنلائز کرنی تھی۔سب لڑکیاں احد کی پرسینلٹی سے امپریس ہو رہی تھیں۔باقی لڑکیاں اپنے بارمیں بڑھا چڑھا کے باتیں کر رہی تھیں۔احد کو سلجھی ہوئی لڑکی چاہیے تھی۔۔۔

جب ردا کی باری آئی تو احد کافی حیران تھا کہ باقی لڑکیاں اسے امپرس کرنے کے چکر میں بہت ماڈرن ڈرسنگ کر کے آئی تھیں۔جبکہ ردا سادے سے حلیے میں تھی۔احد کے سوالات کا سادہ جواب دیتی۔اور ٹو دا پوائنٹ بات کرتی۔اور یہی بات احد کو پسند آئی۔۔۔۔

"سو مس ردا ابراہیم!آپ کی کوالیفکشن بہت اچھی ہے۔مجھے آپ کی سمپل باتیں پسند آئیں۔مجھے ٹو دی پوائنٹ بات کرنے والے لوگ پسند ہیں۔سو یو آر اپوئنٹڈ از مائے سیکٹری۔آپ کل سے جوائن کر سکتی ہیں۔"احد کے کہنے پر ردا کا چہرا خوشی سے کھل گیا۔۔۔

"تھینک یو سو مچ سر"۔۔۔۔۔

"آپ ریسپشن سے اپنا اپائنٹمنٹ لیٹر لے سکتی ہیں" احد اپنے بارعب انداز میں بولا۔۔ وہ شکریہ ادا کرتی باہر نکل گئی۔ آخر کار اسے نوکری مل گئی۔ وہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی۔ وہ ریسپشن سے اپائنٹمنٹ لیٹر لیتی خوشی سے باہر کی طرف جارہی تھی کہ۔ اچانک سامنے سے آتے حیدر کے ساتھ اس کی ٹکر ہو گئی۔ وہ لڑکھڑائی اور گرنے ہی والی تھی کہ حیدر نے اسے کمر سے تھام لیا۔ وہ اسے گھورنے لگی۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ پھر اس سے مل جائے گی۔ حیدر کو بھی خوشی بھری حیرت ہوئی۔ وہ اتنے جلدی اس کے سامنے تھی۔۔۔

"آپ! آپ میرا پیچھا کرتے کرتے یہاں تک آ گئے۔" وہ ابھی بھی حصار میں تھی۔ اپنی پوزیشن کا اندازہ ہوتے ہی وہ اس سے دور ہوئی اور غصے سے بولی۔

"میں!" اس سے پہلے وہ کچھ بولتا۔ جاوید صاحب وہاں آ گئے۔۔۔

"سر احد سر نے آپ کو کیبن میں بلایا ہے"۔۔۔۔۔

"جاوید صاحب آپ احد سے کہیے کہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔" جاوید صاحب نے اثبات میں سر ہلایا اور چلے گئے۔ ردا کو حیرت سے سوچنے لگی "وہ آدمی اسے سر کیوں بول رہا تھا اور یہ یہاں کیا کر رہا تھا۔ اور احد سر کا نام کیسے منہ پھاڑ کے لے رہا تھا"،،،،،،

حیدر ردا کی حیرت دیکھ کے مسکرایا اور زمین سے وہ اپائنٹمنٹ لیٹر اٹھایا جو ٹکر سے ردا کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔ اس نے لیٹر کھولا تو دیکھا ردا اسی کے آفس میں کام کرے گی۔ اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں تھی۔ وہ خود پہ ضبط کر گیا۔۔۔۔

"تو مس ردا ابراہیم! میرا نام حیدر ریاسین ہے اور میں احد کا بزنس پاٹنر اور دوست ہوں۔"،،،،

ردا اسے سر سے پاؤں تک دیکھنے لگی جو بلیک جینز کے ساتھ سفید شرٹ پہنے کافی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ حیدر کو تو ردا پہلی ملاقات سے اچھی لگنے لگی تھی۔ پر ابھی سادے سے حلیے میں وہ اسے مزید پیاری لگ رہی تھی۔۔

ردا کو اب لگنے لگا تھا کہ کہیں اس بد تمیزی کی وجہ سے وہ اسے کام سے نہ نکلوا دے۔ وہ پریشان ہو گئی۔ اسے پہلے ہی بہت مشکل سے نوکری ملی تھی۔ اسکی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔۔۔۔۔

"آئیم سوری سر! مجھے پتا نہیں تھا کہ آپ احد سر کے بزنس پاٹنر ہیں۔" وہ خود پہ قابو پاتی بولنے لگے۔ حیدر کو اس کی آواز میں نمی محسوس ہوئی۔

"ویسے مس اس دن بھی آپ نے میرے ساتھ بد تمیزی کی تھی اور آج بھی۔"۔۔۔۔۔

"مجھے معاف کر دیجیے سر۔ پلیز مجھے نوکری سے مت نکلوایئے گا۔ مجھے بہت مشکل سے یہ جاب ملی ہے"۔۔

اس نے سر جھکا لیا۔ وہ ہمیشہ کی طرح اپنے آنسو چھپا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے دو موتی فرش پہ گر کے بے مول ہو گئے۔ یہ بات حیدر کی آنکھوں سے چھپی نہ رہ سکی۔ اسے واقعی اس کے آنسوؤں سے تکلیف ہوئی تھی۔ ردا نے فوراً اپنے آنسو صاف کیے۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اس کا فون بجا۔ احد کا فون تھا۔ اس نے اٹھایا احد اسے ارجنٹلی بلا رہا تھا۔ وہ جانے لگا اور مڑ کے ردا سے مخاطب ہوا۔۔

"مس ردا! آپ فکر مت کیجیے، میں چاہ کے بھی آپ کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ میں آپ کو جاب سے نہیں نکلواؤں گا" حیدر کی بات ردا کو سمجھ نہیں آئی۔ لیکن اس نے صد شکر کیا کہ وہ اسے نوکری سے نہیں نکلوا رہا۔ حیدر ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنے دل کے بول بول گیا۔ پر ردا کی تو سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔۔۔

....

ردا گھر میں داخل ہوئی تو سب سے پہلے بھاگتی ہوئی آئی اور رجاء کو اپنے گلے لگا لیا۔۔۔۔

"رجاء یو نو واٹ۔ میری جاب ہو گئی۔ اب تمہارا علاج ہو گا۔ تم پھر سے دیکھنے لگو گی" وہ اس کا چہرا ہاتھوں میں لیے محبت سے بولی۔۔۔۔۔

"سچ آپی۔ آپ کی نوکری پکی ہو گئی" رجاء بھی بہت خوش تھی۔۔

""امی سنا آپ نے ردا آپی کی نوکری ہو گئی" وہ خوشی سے اپنی امی کو بتانے لگی۔ ردا پہلے ہی امی کو سب فون کر کے بتا چکی تھی۔ وہ مسکرا رہی تھیں۔۔

"ہاں میری جان! امی کو پتا ہے، بس تھوڑے پیسے جمع ہو جائیں ایک دفعہ پھر میں تمہارا آپریشن کرواؤں گی۔ تم ٹھیک ہو جاؤں گی۔" ردا کو بس رجاء کے ٹھیک ہونے کی خواہش تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کی بہن دنیا کے حسین رنگ دیکھے۔۔۔۔

"انشاءاللہ بیٹا" ان کی امی بولیں۔

"ویسے آپی آپ کے باس کا نام کیا ہے"۔۔۔۔۔

"میرے باس کا نام احد مجید ہے، مجید شاید ان کے دادا کا نام ہے۔ جن کے نام پہ کمپنی کا نام ہے" ردا کی بات پہ رجاء مسکرانے لگی۔۔۔۔

ان کی امی باہر چلی گئیں۔ وہ کچن میں کچھ کام کر رہی تھیں۔ وہ ردا اور رجاء کے لیے چائے بنانے چلی گئیں۔

"تمہیں پتا ہے رجاء جس انسان کی گاڑی سے میرا ایکسڈنٹ ہونے والا تھا۔ وہ ملا مجھے وہاں آفس میں" ردا رجاء کو بتانے لگی۔ رجاء کو کافی حیرت ہوئی۔۔۔

"کیا وہ وہاں تک پہنچ گیا"،،،،

"پہلے مجھے بھی یہی لگا تھا۔ لیکن بعد میں پتا چلا کہ وہ تو احد سر کا بزنس پاٹنر اور دوست ہے۔ مجھے لگا اب یہ میری شکایت کر دے گا احد سر سے اور وہ مجھے نوکری سے نکال دیں گے"،،،،

"پھر!" رجاء کو کافی تجسس ہوا۔

""لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ کافی ڈیسنٹ انسان تھا وہ" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی۔۔۔

"ویسے اس ڈیسنٹ انسان کا نام کیا ہے" رجاء مزید تحقیقات کرنے لگی۔۔۔

"کیا نام تھا؟ ہاں حیدر یاسین"۔۔۔۔

"ھھھم۔ چلو چھوڑو ان باتوں کو۔ بتاؤ ٹریٹ کب دے رہی ہیں"،،،

"بہت جلد ہی" ردا رجاء ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں اتنے میں رامین بیگم چائے لے کے آ گئیں۔ ردا نے رجاء کے بارے میں کافی کچھ سوچ رکھا تھا لیکن قسمت نے اس کے بارے میں کچھ اور ہی لکھ رکھا تھا۔ اور خود ردا کے بارے میں بھی۔۔۔۔

احد ابھی ابھی آفس سے گھر آیا تھا۔ وہ کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ ابھی ابھی سڑھیاں چڑھا تھا کہ سامنے مرہا آ گئی۔۔۔

"آ گئے تم احد۔ بہت دیر کر دی تم نے۔ کب سے ویٹ کر رہی تھی میں تمہارا، چلو کوئی بات نہیں۔ تم فریش ہو جاؤ میں میڈ سے کہہ کے کھانا لگواتی ہوں" مرہا ہمیشہ کی طرح فری ہونے کی کوشش کرنے لگی۔ احد اس کے اسی بولڈ انداز سے نالاں رہتا تھا۔ وہ مٹھیاں بھینچتا اپنے غصے پہ قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔۔

"میں کھانا کھا چکا ہوں۔ اور مرہا تمھیں میں نے کتنی بار کہا ہے کہ میرے راستے میں مت آیا کرو۔ تمھیں میرا ویٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے" وہ آگے بڑھنے لگا کہ مرہا اس کے راستے میں حائل ہو گئی۔۔

"مسٹر احد مجید تمہارے راستے مجھ تک ہی آتے ہیں اور بہت جلد ہمارے راستے بھی ایک ہوں گے اور منزل بھی"،،،،،

"مس مرہا اشفاق یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں کبھی ایسا ہونے نہیں دوں گا۔" وہ مرہا کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ بہت ہی ضدی اور بد تمیز تھی۔ اور وہ احد کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی کیونکہ احد اس کی محبت سے اب ضد بن چکا تھا۔ جسے وہ ہر حال میں حاصل کرنا چاہتی تھی اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس کے دادو کی خواہش ہے کہ وہ احد کی دلہن بنے۔۔

"احد تم مجھے جانتے ہو۔ جو چیز مرہا اشفاق کو پسند آ جاتی ہے نا وہ بس اس کی ہو کر رہتی ہے"

"مرہا شاید تم مجھے نہیں جانتی... میں بھی اپنے قول کا پکا ہوں۔ جو کہہ دوں وہ کر ہی رہتا ہوں، آج میں احد مجید یہ دعوی کرتا ہوں کہ تم کبھی مجھے پانے کے خواب پورے نہیں کر پاؤ گی۔ میرے دل میں وہی لڑکی داخل ہو سکتی ہے جسے میں چاہوں گا۔ جو میرے دل میں اپنی جگہ اپنی سچائی اچھائی بنا پائے گی۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔۔۔

"دیکھتے ہیں پھر۔ میں جیتی ہوں کہ تم" وہ اسے چیلنج کرتی ہوئی بولی۔۔۔

"ضرور شوق سے دیکھ لینا" یہ کہتا وہ سائڈ سے ہوتا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اوپر روم میں چلا گیا۔۔۔

"مسٹر احد مجید مرہا نے کبھی ہار ماننا سیکھا ہی نہیں ہے" مرہا یہ کہتی موم ڈیڈ کی طرف چلی گئی۔ اس کے دماغ نے احد کو حاصل کرنے پلین تیار کر رکھا تھا۔

....

احد ابھی روم میں داخل ہوا تھا۔ وہ بیگ سائیڈ پہ رکھتا واشروم میں گھس گیا۔ اور نہا کے باہر آیا وہ جیسے ہی باہر آیا اسے صائمہ بیگم روم میں آتی دکھائی دیں۔۔

"ارے دادی آپ کیوں یہاں آگئیں۔ مجھے بلا لیا ہوتا" وہ ان کا ہاتھ تھامتا بیڈ تک لے آیا اور انھیں بٹھا دیا اور ساتھ ہی ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔۔۔

"کیوں میرا آنا تمھیں پسند نہیں آیا کیا" صائمہ نے جھٹ سے اس کی بات پکڑ لی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔

"نہیں دادی ایسی بات نہیں ہے"۔ وہ ان کی گود میں سر رکھتا بولا۔ احد کو ہمیشہ اپنے والدین کی کمی محسوس ہوتی تھی۔ جب اسے اپنے ماما بابا کی زیادہ یاد آتی تھی تو وہ صائمہ بیگم کی گود میں سر رکھ کے بیٹھ جاتا۔۔۔

"کیا بات ہے میرا بیٹا!" وہ اس کے گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتی پوچھنے لگیں۔ اصل میں کل سے احد کافی ڈسٹرب تھا۔ جب سے رجاء سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔ اسکی محرومی نے اسے اس کی محرومی یاد دلادی تھی۔ رجاء کے لیے اس کے دل میں ہمدردی ضرور تھی۔۔

"دادی کل مجھے ایک لڑکی ملی تھی۔ اس کی کافی میرے اوپر گر گئی تھی۔ میں اس پہ بہت غصہ کیا۔ بعد مجھے پتا چلا کہ وہ نابینا ہے۔ ایک پل کے لیے مجھے لگا میری اور اس کی تکلیف ایک ہی ہے۔ مجھے بہت دکھ ہوا اپنے رویے پہ دادی،"۔ صائمہ بیگم حیران تھیں کہ ان کا پوتا کسی لڑکی کی بات کر رہا ہے کہ اس کے رویے سے اسے ٹھیس پہنچی۔ ان چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔

"احد کبھی کبھی انسان غلطی سے وہ سب کر جاتا ہے جو اسے نہیں کرنا چاہتا۔ تم اس بات پہ دکھی ہو کہ تم نے اس لڑکی کا دل دکھایا۔ کیا پتہ شاید تمہارے الفاظ نے اسے تکلیف پہنچائی ہو لیکن بیٹا تم نے جان بوجھ کے کچھ نہیں کیا" اس کی دادی اسے تسلی دیتی ہوئی بولیں۔۔

"ویسے احد تمہیں مرہا کیسی لگتی ہے"۔۔۔۔

"دادی آپ جو پوچھنے آئیں میں جانتا ہوں اور میں پہلے بھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھے مرہا میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔آپ دادو کو بتا دیجیے کہ میں اس سے ہر گز شادی نہیں کروں گا۔میں اسی سے شادی کروں گا جو میرے دل میں آئے گی" احد جانتا تھا کہ اس کی دادی اس سے شادی کے بارے میں بات کرنے آئیں ہیں۔

وہ اٹھ گیا اور منہ دوسری طرف کر لیا۔دادی بھی کھڑی ہو گئی۔

"پر کیوں احد مرہا گھر کی بچی ہے اور تمہارے دادو بھی یہی چاہتے ہیں کہ مرہا کی شادی تم سے ہو"۔۔۔۔۔

"دادی میں مرہا سے محبت نہیں کرتا۔میں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں اسی سے شادی کروں گا جو میری محبت ہو گی،اور اب تک میرے دل کو کوئی نہیں بھای"۔۔۔

"جو کرنا ہے کرو میں تو بس تمھیں سمجھانے آئی تھی۔تم جانو تمہارے دادو جانیں" یہ کہہ وہ رکی نہیں بلکہ باہر چلی گئیں۔۔

"دادی میں مر کے بھی مرہا سے شادی نہیں کروں گا"،،،،

....

"رجاء میں نے سنا ہے عاشی کی کافی اچھی پرسنیلیٹی ہے" ردا اور رجاء ابھی ابھی سونے کے لیے بیڈ پہ لیٹی تھیں۔دونوں ایک ہی کمرے میں رہتی تھی۔ردا نے رجاء سے کل کے بارے میں پوچھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔وہ تو اس انسان کو جانتی بھی نہیں تھی لیکن اس کی الفاظ نے اسے بہت تکلیف دی تھی۔اسے ان باتوں کی عادت ہو چکی تھی لیکن اس اجنبی نے جو کہا وہ اسے کافی تکلیف دے گیا۔۔۔

"ہاں آپی عاشی ماشاءاللہ ہے ہی اتنی لائق۔ اور اس نے محنت بھی تو بہت کی تھی۔ کاش میں بھی یونیورسٹی جاسکتی۔ میں بھی پڑھ سکتی۔ میں بھی اپنے خواب پورے کرسکتی" رجاء نے حسرت سے کہا تو ردا نے لمبی سانس ہوا کے سپرد کی۔۔۔

"میری جان انشااللہ تم بھی ضرور اپنے خواب پورے کرو گی۔ اللہ کا کرم ہے کہ میری جاب ہو گئی۔ اب بہت جلد تمہارا آپریشن ہو گا تم دیکھنے لگو گی۔" اس نے رجاء کو تسلی دی۔

"انشااللہ آپی"، رجاء کی اب امید بڑھ رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔

"مس ردا کم ٹو مائے کیبن ک" ردا ابھی اپنے کیبن میں بیٹھی کچھ فائلز سٹڈی کر رہی تھی کہ اچانک ٹیلی کوم بجا۔ احد نے اسے کیبن میں آنے کو کہا۔

"او کے سر"۔۔۔۔۔

ردا جیسے ہی اجازت لے کے اندر داخل ہوئی تو دیکھا سامنے حیدر بیٹھا ہے۔ ردا اسے دیکھ کہ ڈر گئی۔ اسے خدشہ تھا کہ حیدر اسے جاب سے نہ نکلوا دے۔ وہ گھبراہٹ پہ قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔ حیدر کی تو آنکھوں میں الگ ہی چمک آگئی ردا کو دیکھ کے۔ وہ سفید کلر کے کرتا شلوار میں سر پہ دوپٹہ ٹکائے۔ میک اپ سے پاک چہرہ، سادگی میں وہ اس کے دل میں اتر رہی تھی۔ حیدر اسے مسکراتے دیکھنے میں مگن تھا۔

"یس سر آپ نے بلایا" ردا اپنے آپ پہ قابو پاتے ہوئے بولی۔۔۔

"ہاں مس ردا، وہ یہ حیدر "اس سے پہلے احد کہتا حیدر بیچ میں کود پڑا۔

"احد میں کل ان سے اپنا تعارف کروادیا تھا۔ کیوں مس ردا صحیح کہہ رہا ہوں ناہیں "حیدر پراسرار سا مسکرایا۔ ردا اس کا مطلب سمجھتے ہی مزید ڈر گئی۔ اور اس کی آنکھوں کے کونے بھیگنے لگے کہ اب وہ اسے جاب سے نکلوادے گا۔ جو حیدر سے چھپ نہ سکا۔ حیدر کو اس کی آنکھوں کی نمی تکلیف دے رہی تھی۔۔

"تم نے تعارف کروالیا چلو اچھی بات ہے۔ تو مس ردا "اس نے ردا کو اپنی طرف متوجہ کیا جو حیدر کو ہی دیکھ رہی تھی۔ ردا ہڑبڑاہٹ پہ قابو کرتی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"جج جی سر "۔۔۔

"آپ ٹھیک تو ہیں نا "احد پریشانی سے پوچھا۔ جسے اس کا یوں گڑبڑانا عجیب سا لگا۔۔

"یس سر آئم اوکے "وہ فوراً بولی۔ حیدر بس اسے دیکھ کے مسلسل مسکرائے جا رہا تھا۔

"اچھا تو مس ردا، ہم ایک نئی فیکٹری کا سیٹ اپ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم نے سائٹ پہ کام شروع کروادیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اور حیدر اس سائٹ کا وزیٹ کر کے آئیں۔ اور کام بھی دیکھ آئیں صحیح چل رہا ہے کہ نہیں۔ "احد نے کہا تو ردا حیران ہو گئی۔ کہ اب اسے حیدر کے ساتھ سائٹ پہ جانا ہو گا۔ حیدر لگاتار مسکرائے جا رہا تھا وہ جو چاہتا تھا وہ ہو رہا تھا۔۔۔

"میں چلتا مگر آج ضروری میٹنگ ہے تو وہ چھوڑ نہیں سکتے۔ اور سائٹ کا وزیٹ بھی ضروری ہے۔ اور مس ردا مجھے ساری رپورٹس چاہیے اوکے۔ "ردا نے اثبات میں سر ہلایا۔

تھوڑی دیر بعد ردا حیدر کے ساتھ سائٹ کے لیے نکل گئی۔ردا پریشانی میں تھی کہ حیدر نے اس کی شکایت نہیں کی۔۔

"کیا سوچ رہی ہیں آپ مس ردا" حیدر نے اسے کسی سوچ میں ڈوبے دیکھا تو پوچھ بیٹھا۔۔

"کچھ نہیں" ردا نے سادہ سا جواب دیا۔۔

"ویسے مس ردا آپ ٹنشن مت لیجیے۔میں احد کو ہمارے جھگڑے کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتاؤں گا" حیدر نے کہا تو ردا نے نظر اٹھا کے دیکھا۔وہ بہت حیران تھی کہ اسے کیسے پتا چلا کہ وہ یہی سوچ رہی ہے۔۔

"آپ کو کیسے پتا کہ میں یہی سوچ رہی ہوں" اپنے تجسس کی وجہ سے ردا پوچھ بیٹھی۔

"بس مجھے دل کی باتیں پڑھنی آتی ہیں" حیدر شرارت سے اس کی جھکتے ہوئے بولا۔ردا پیچھے ہونے لگی۔حیدر مسکرایا اور جھٹ سے سیدھا ہوتا۔ڈرائیور کرنے لگا۔ردا نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔۔

حیدر ہنسنے لگا۔اس کی حیرانگی دیکھ اس کی ہنسی نکل گئی۔

"میں مذاق کر رہا ہوں مس ردا۔آپ پریشان مت ہوں مجھے کوئی دل کی باتیں واتیں پڑھنی نہیں آتی۔وہ تو بس میں نے تکا لگایا۔جو صحیح نکلا۔ویسے سکول میں میرا تکا کبھی اتنا accurate نہیں لگا"۔اس کی بات پہ ردا مسکرانے لگی۔حیدر اسے پہلی بار مسکراتا دیکھ رہا تھا۔وہ تو مسمرائز ہو گیا۔وہ مسکاتے ہوئے کتنی اچھی لگ رہی تھی یہ کوئی حیدر سے پوچھتا۔حیدر بھی مسکرانے لگا۔۔۔

ان کی گاڑی سگنل پہ رکی تو وہاں ایک فقیر آگیا۔۔۔

حیدر نے اسے پیسے دیے۔"اللہ تم دونوں کی جوڑی ہمیشہ سلامت رکھے "فقیر نے انھیں دعا دی۔تو حیدر نے زیرِلب آمین بولا۔ردا اس کی بات پہ حیران ہو گئی۔وہ فقیر اسے حیدر کی بیوی سمجھ رہا تھا۔

حیدر بہت خوش ہو گیا۔اس نے فقیر کو واپس بلایا اور اسے کافی پیسے دیے۔فقیر مزید دعا دیتا چلا گیا۔ردا کو اس کی دماغی حالت پہ شک ہوا۔۔۔۔

"سوری سر" ردا اس سے معافی مانگنے لگی۔سگنل گرین ہو گیا۔حیدر گاڑی چلاتا اسے اچنبھے سے دیکھنے لگا۔۔۔۔

"سوری کیوں مس ردا"،،،،،،

"وہ سر!!وہ فقیر نے کہا۔اسے لگا کہ "وہ ہچکچائی۔۔۔

"کیا لگا" حیدر جان بوجھ کے پوچھنے لگا۔وہ سب جانتا تھا لیکن ردا کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

"یہی کہ ہم دونوں"۔۔۔۔۔

"ہم دونوں کیا" حیدر مسکراتے سوال کرنے لگا۔۔۔

"کہ ہم دونوں ہسبنڈ وائف ہیں۔اس لیے اس نے ایسی دعا دی۔اسے نہیں پتا تھا کہ آپ میرے باس ہیں۔اس لیے سوری" ردا نظریں جھکا گئی۔اور یہیں حیدر کو لگا کہ وہ اپنا آپ ردا کے سامنے ہار جائے گا۔۔۔۔

"اس میں آپ کیوں سوری بول رہی ہیں مس ردا۔آپ کی کیا غلطی ہے۔فقیر کو غلط فہمی ہو گئی۔میں مائنڈ نہیں کیا۔" حیدر ردا سے بولا۔۔۔۔

"کاش فقیر کی بات سچ ہو جائے" حیدر بس دل میں ہی کہہ پایا۔۔۔۔

....

انہی باتیں کے دوران وہ سائٹ پہ پہنچ گئے۔وہاں کنسٹرکشن چل رہی تھی۔وہاں سپروائزر انھیں ساری انفارمیشن دے رہا تھا۔دونوں سب دھیان سے سن رہے تھے۔اور ساتھ ردا سب نوٹ کر رہی تھی۔وہ سپروائزر کی باتیں سنتے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔اچانک ردا کے پاؤں کے نیچے کچھ آیا وہ لڑکھڑائی۔اس سے پہلے وہ گرتی حیدر نے اسکا بازو پکڑ لیا۔ردا کی کلائی حیدر کے ہاتھ میں تھی۔جیسے ہی دونوں ہوش میں آئے۔ردا نے فوراً اپنے ہاتھ چھڑوایا۔وہ خجل ہو گئی۔

"سوری سر" یہ کہہ کہ وہ رکی نہیں بلکہ اگے بڑھ گئی۔۔۔۔

"اٹس فائن میری جان! بہت جلد تمھیں حق سے چھوؤں گا" وہ مسکراتا ردا تک پہنچا۔آج تو قسمت اس پہ بہت مہربان تھی۔بار بار ردا کو اس کے قریب کر دیتی تھی۔گرمی بہت زیادہ تھی۔ردا کا رنگ گرمی سے سرخ ہو رہا تھا۔حیدر بھی کافی لال ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

شام ہو چکی تھی۔دونوں ساری سائٹ کا وزیٹ کر چکے تھے.بس فیکٹری کے اندر ایک جگہ رہتی تھی۔ردا سپروائزر کے ساتھ وہاں چلی گئی۔حیدر احد سے فون پہ بات کر رہا تھا۔سپروائزر کسی کام سے چلا گیا۔ردا وہاں کھڑی جائزہ لے رہی تھی۔اوپر والے حصے کام چل رہا تھا۔اچانک اوپر سے لکڑی کے تختے گرے۔ان پہ کچھ بھاری سامان رکھا تھا۔وہ تختے وزن برداشت نہ کر پائے اور ٹوٹ گئے۔نیچے ردا کھڑی تھی۔

ردا کو کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔اس نے اوپر مڑ کے دیکھا تو ششدر رہ گئی وہ وزنی تختے اس پہ گرنے والے تھے۔اس کے قدم جیسے وہیں جم گئے۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔اچانک اسے کسی کا دھکا لگا۔وہ اس انسان سمیت دور جا کے گری۔۔

حیدر جیسے ہی بات کر کے ردا کی طرف مڑا تو کی ٹانگوں سے جان نکل گئی۔وہ تختے سے ردا کے اوپر گرنے والے تھے۔اس سے پہلے وہ اس پہ گرتے۔حیدر پھرتی سے اس تک پہنچا اور اسے دھکا دے دیا۔اب دونوں زمین پہ گرے تھے۔چوٹ کسی کو بھی نہیں لگی تھی۔

ردا نے آنکھیں کھولی تو دیکھا۔وہ حیدر کے حصار میں تھی۔حیدر کو جیسے سے اپنی پوزیشن کا اندازہ ہوا وہ جھٹ سے اٹھا۔وہ بھی کھڑی ہو گئی۔۔۔

"تم ٹھیک تو ہو نا ردا۔ تمھیں چوٹ تو نہیں آئی نا" حیدر نے جھٹ سے اس سے پوچھا۔اسے ردا کی فکر ہو رہی تھی کہیں اسے چوٹ تو نہیں آئی۔۔۔

"نو سر میں ٹھیک ہوں۔ تھینکس میری جان بچانے کے لیے" ردا کو شرمندگی ہو رہی تھی بار بار اس کی وجہ سے حیدر پریشان ہو رہا تھا۔۔

"تھینک یو کوئی بات نہیں۔آپ کی جان بچانا میرا فرض تھا"۔۔۔۔۔

"اپنی جان کی جان بچانے کے لیے کیسا تھینکس" آخر میں وہ بڑبڑایا۔۔۔۔

"آپ نے کچھ کہا سر" ردا نے اسکی بڑبڑاہٹ سن کے پوچھا۔۔۔

"نہیں تو" حیدر خجل ہو گیا۔ خود پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے ابھی سپر وائزر پہ بہت غصہ آرہا تھا۔ اس کی لاپرواہی سے آج ردا کی جان بھی جا سکتی تھی۔ آج پہلی بار اپنا کچھ قیمتی کھونے کا ڈر محسوس ہوا۔ شاید جس کا وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔۔

اس نے سپر وائزر کی صبح سے خبر لی۔ اسے بہت ڈانٹا۔ بار بار وہ اپنی باتوں سے جتلا رہا تھا کہ آج اس سپر وائزر کی ایک غلطی سے اس کی محبت اسکی ردا کی جان بھی جا سکتی تھی۔ وہ تو لگ بھگ اسے کھونے ہی والا تھا۔ اس نے احد کو سب بتایا۔ سب جانتے تھے کہ احد کام کے معاملے میں بہت سخت تھا۔ وہ کسی کو کام کے معاملے میں معاف نہیں کرتا تھا۔ اس نے سپر وائزر کو آخری وارنگ دے کے چھوڑ دیا۔ پر حیدر کو سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔

"سوری سر" ردا نے پھر سے حیدر معافی مانگی۔

"بار بار سوری کیوں بول رہی ہیں آپ ردا" دونوں ابھی واپس جا رہے تھے۔ ڈیوٹی ٹائم ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے وہ اسے گھر چھوڑنے جا رہا تھا۔۔

"میری وجہ آپ کو بار بار پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا"۔۔۔۔

"مس ردا آپ کی وجہ سے نہیں، بلکہ قسمت میں ہی ایسا لکھا تھا تو اسے ہم بدل نہیں سکتے۔ سو پلیز بار بار سوری کہہ کے مجھے شرمندہ مت کریں۔" ردا نے حیدر کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے دل میں اسلیے بہت عزت پیدا ہو گئی تھی۔۔

حیدر اس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا لیکن ایک ایک چیز نوٹ کر رہا تھا۔۔

ردا کا گھر آگیا۔ وہ جانے لگی اور جاتے جاتے مڑی۔ اس نے حیدر کو گھر آنے کی دعوت دی لیکن وہ انکار ہو گیا۔ وہ ایسا موقع ہاتھ سے نہیں دے سکتا تھا لیکن احد اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسی لیے اسے جانا پڑا۔

....

ردا نے گھر آنے کے بعد کسی بھی حادثے کا نہیں بتایا۔ وہ ہمیشہ سے ہی ایسی تھی اپنی تکلیفیں چھپانے والی۔

"رجاء تمھیں پتا ہے پھپھو اور حارث آئے تھے" رات کو ردا اور رجاء حسب معمول بیڈ پہ لیٹی باتیں کر رہی تھیں۔ اچانک ردا نے رجاء کے سابقہ منگیتر کا ذکر چھیڑا۔ حارث رجاء کو بچپن سے پسند کرتا تھا۔ ابو کی زندگی میں پھپھو نے اسے حارث کے نام کی انگوٹھی پہنا دی تھی۔ پر ابراہیم صاحب کی ڈیتھ کے بعد جب اس کی پھپھو کو پتا چلا کہ رجاء اب دیکھ نہیں سکتی تو انھوں نے رشتہ ہی توڑ دیا۔۔۔

حارث کا ذکر کرتے ہی رجاء کے چہرے پہ ناگواری آ گئی۔ رجاء کو حارث کے رویے نے بہت دکھ پہنچایا تھا۔ جب اسے حارث کی سب سے زیادہ ضرورت تھی تب وہ اسے چھوڑ کے چلا گیا تھا۔ اس کی بے مروتی کا تو یہ عالم تھا کہ اس نے رجاء کا حال بھی نہ پوچھا۔ رجاء اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"کک کب آئے تھے؟" وہ بیٹھ گئی اور خود پہ ضبط کرنے کے باوجود اس کی تکلیف ظاہر تھی۔ وہ آنسو روکتے ہوئے ہلکان ہو رہی تھی۔ ردا اس کا دکھ سمجھ سکتی تھی۔ اس نے رجاء کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"امی بتا رہی تھیں۔ جب تم عاشی کے ساتھ ریسٹورنٹ گئی تھی۔ تب آئے تھے وہ"،،،،،،

"لیکن کیوں آئے تھے وہ۔ یہ دیکھنے کہ ہم جی رہے ہیں یا مر گئے" ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ردا نے اسے گلے لگا لیا۔۔۔۔

"کیوں آپی؟؟ کیوں آئے تھے۔ میری بے بسی کا تمسخر اڑانے آئے تھے"، رجاء ردا کے گلے سے لگی رو رہی تھی۔۔۔۔

"رجاء وہ اس لیے آئے تھے کہ" ردا ہچکچا رہی تھی۔ رامین بیگم کی توہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ رجاء کے سامنے فائزہ بیگم یا حارث کا ذکر اسے اس کی محرومی کی یاد دلاتا ہے۔۔۔۔

"کیوں آئے تھے وہ آپی"۔۔۔۔۔۔

"رجاء وہ۔۔۔، وہ حارث کی شادی کی دعوت دینے آئے تھے۔ اگلے مہینے حارث کی شادی ہے۔ انکل کے بزنس پاٹنر کی بیٹی سے" ردا نے رجاء کو بتایا۔ وہ تو شاک میں چلی گئی۔ وہ بھی حارث سے محبت کرتی تھی۔۔۔

رجاء کے آنسو باڑ توڑ کے بہنا شروع ہو گئے۔

"یہ تو ایک نہ ایک دن ہونا ہی تھا آپی۔ لیکن پھپھو یہاں دعوت دینے نہیں بلکہ میرے زخموں پہ نمک چھڑنے آئی تھیں۔ دیکھنے آئیں تھیں کہ حارث کی سابقہ منگیتر کو کیسا لگا گا اس کی شادی کا سن کے۔ آپی کبھی کبھی تو مجھے لگتا میری تقدیر میں آنسو کے علاوہ کچھ بھی نہیں لکھا۔ پچھلے تین سالوں سے آزمائش میں ہوں اور پتہ نہیں یہ آزمائش ختم بھی ہو گی بھی یا نہیں" وہ بہت درد بھری آواز میں بولی۔ پچھلے تین سالوں سے اس نے تکلیفیں ہی تو برداشت کی تھیں

"ایسا نہیں بولتے میری جان، اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ تمھیں شکر کرنا چاہیے کہ شادی سے پہلے تمھیں حارث کے بارے میں پتا چل گیا۔ جس نے تمہارا مصیبت میں ساتھ چھوڑ دیا وہ کیا زندگی کے لمبے سفر میں تمہارا ساتھ دیتا۔ تم دیکھنا تمہارا لیے اللہ حارث سے بہتر کوئی چنا ہو گا۔ جو تمھیں اپنائے گا۔ اس کے لیے تمہاری کوئی کمی معنی نہیں رکھے گی۔ جو تم سے سچی محبت کرے گا۔ جو زندگی کے ہر امتحان میں تمہارے لیے مضبوط دیوار کا کردار ادا کرے گا۔ جو کسی بھی مشکل کو تم تک پہنچنے نہیں دے گا"۔

"آپی آج کے دور میں ایسے لوگ نہیں ہوتے۔ آجکل لوگ materialistic ہیں۔ لڑکی اگر سانولی ہے تو اس کی شادی اسکے ماں باپ کے لیے ایک محاذ بن جاتی ہے۔ اگر کوئی لڑکی موٹی ہے تو اسے اس بات پہ رجیکٹ کر دیا جاتا ہے۔ لڑکی کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہو۔ لڑکی موٹی نہ ہو۔ لیکن زیادہ پتلی بھی نہ ہو۔ لڑکی کا قد لمبا ہو لیکن لڑکے سے لمبا نہ ہو۔ لڑکی پڑھی لکھی ہو لیکن لڑکے سے زیادہ پڑھی لکھی نہ ہو۔ اس کھوکھلے معاشرے کی کنڈیشنز پوری کرتے کرتے ہم لڑکیاں قبر میں اتر جاتی ہیں۔ جہاں یہ لوگ سانولی، موٹی، چھوٹے قد والی لڑکی کو قبول نہیں کرتے وہاں مجھ جیسی اندھی لڑکی کو کون قبول کرے گا۔ جو کسی کی مدد کے بغیر اٹھ کہ ایک گلاس پانی بھی نہیں لے سکتی"، رجاء نے سسکتے ہوئے کہا۔ اور یہ سب ہمارے معاشرے وہ تلخ حقیقت ہے جس کے چلتے کئی لڑکیاں ساری زندگی اپنے والدین کی دہلیز پہ گزار دیتی ہیں۔ اس امید سے کوئی تو ہو گا جس کے لیے یہ بے معنی ہو۔۔۔

"نہیں رجاء اللہ بڑا کارساز ہے۔مجھے یقین ہے،خدانے کوئی نہ کوئی تمہارے لیے بھی بنایا ہوگا۔جسے کے لیے تمہاری یہ کمی بے معنی ہوگی۔جو تمہارے خوبصورت دل سے محبت کرے گا۔اس کے لیے رجاء اسکی زندگی ہوگی۔"ردا اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔۔۔۔۔

"آپی میں پہلے بھی یہ کہہ چکی ہوں کہ جھوٹی امیدیں بہت تکلیف دیتی ہیں۔وقت رہتے ان امیدوں سے ہاتھ چھڑوالیا جائے تو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی"رجاء کو تو امید کی کوئی کرن نظر ہی نہیں آرہی تھی ساتھ ساتھ حارث کی شادی نے اسے اندر سے توڑ دیا تھا۔رجاء کا تو انسانیت سے بھروسہ اٹھ گیا تھا۔وہ تو پہلے ہی سب کے رویوں سے ٹوٹ چکی تھی۔لیکن پھر بھی مسکراتی رہتی تھی۔۔

"رجاء اللہ جو کرتا ہمیشہ بندے کے حق میں اچھا ہوتا ہے۔وقتی بھلے ہی تکلیف ہوتی ہے لیکن اس میں پوشیدہ بہتری کا اندازہ بعد میں ہوتا ہے۔اور ایمان والے اللہ کی آزمائش سے دلبرداشتہ نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ اسے اس قابل سمجھا کہ وہ اس کی آزمائش سے گزریں۔اور بے شک آزمائش اللہ اپنے نیک بندوں پہ ہی ڈالتا ہے۔اور اللہ نے قرآن میں اس بات نوید بھی دی ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔اور تمہاری اس مشکل بعد اللہ نے آسانی کی ہوگی"ردا ہمیشہ کی طرح اسے موٹیوٹ کرنے لگی۔

"آپی مجھے اپنے رب کے فیصلوں پہ کوئی شک نہیں۔بے شک وہ اپنے بندے کے لیے بہترین کرتا ہے۔لیکن آپی کبھی کبھی لوگوں کے رویے مجھے بہت تکلیف دیتے ہیں۔میں اندر سے ٹوٹ چکی ہوں آپی۔"رجاء کے اشک تھم ہی نہیں رہے تھے۔ردا نے اس کے آنسو صاف کیے اور بولی۔۔

"بس رجاء اللہ سب اچھا کرے گا اور لوگوں کو خاص کر کے پھپھو اور حارث کو بھول جاؤ۔ جب میں امی اور روشان ہیں نا تمہارے ساتھ۔ تو اب ان بے مروت لوگوں کے بارے میں سوچنا چھوڑ دو" ردا نے اسے گلے لگایا۔۔۔۔

"اچھا یہ بتاؤ دوا لی تم نے" ردا نے پوچھا تو رجاء نے ہاں میں سر ہلایا۔ ردا نے اسے خود سے الگ کیا اور لیٹا دیا اس کے اوپر کمفرٹر دے دیا۔ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔۔۔۔

"پتا نہیں رجاء کب تمہاری آزمائش ختم ہو گی" وہ دل میں خود سے مخاطب تھی۔ اس نے نیچے مڑ کے دیکھا تو رجاء سو چکی تھی۔ اس نے رجاء کے ماتھے پہ بوسہ دیا اور لیٹ گئی۔ ایک وہ ہی تھی جس نے مشکل میں بھی اچھے کی امید نہیں چھوڑی۔ رجاء اور گھر کی ذمہ داریوں کی وجہ سے وہ شادی نہیں کر رہی تھی۔ اس کا رشتہ ابراہیم صاحب نے اپنے دور کے کزن کے بیٹے حمزہ سے کروا دیا تھا۔ اور جلد ہی ان کی شادی ہونے والی تھی۔ لیکن حادثے کی وجہ سے شادی نہ ہو پائی۔ اس کے بعد حمزہ اور اس کی فیملی نے بہت کوشش کی شادی ہو جائے آخر کو ردا کماتی جو تھی۔ لیکن ردا اپنی فیملی کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اس لیے اس کی شادی لٹکی ہوئی تھی۔ ردا مسلسل شادی پوسپون کر رہی تھی۔ ردا نے رجاء کی خاطر اپنی خوشیوں کی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔۔۔۔

"ردا آپی آپ کو یاد ہے نا آج ہماری ڈاکٹر کی اپائنٹمنٹ ہے. آپکو تو پتا ہے کتنی مشکل سے ہمیں یہ اپائنٹمنٹ ملی ہے۔ پلیز لیٹ مت کیجیے گا" ردا آفس کے لیے نکل رہی تھی تو رجاء نے اسے یاد دلا دیا کہ آج انھیں رجاء کا چیک اپ کروانے جانا تھا۔

"ہاں میری جان۔میں جلدی آنے کی کوشش کروں گی۔میں آج چھٹی کرلیتی لیکن کیا کروں پرسوں بھی چھٹی کی تھی۔" وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئی بولی۔رجاء نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا۔ردا اس کا ماتھا چوم کے نکل گئی۔آفس کے لیے۔

"روشان آج تم نہیں گئے کالج۔" رجاء نے روشان کی آواز سنی تو اس سے پوچھنے لگی۔روشان دھپ سے صوفے پہ رجاء کے پاس بیٹھا۔۔

"نہیں آپی آج نہیں گیا۔آپ کے ساتھ ہوسپٹل جانا تھا اس لیے۔" روشان نے جواب دیا۔۔

"لیکن روشان تم کیوں چھٹی کی۔میں امی کے ساتھ چلی جاتی نا۔"۔۔۔۔

"ارے نہیں رجاء جب میں ہوں تو امی کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔میں زندہ ہوں ابھی آپ کا بھائی" روشان کی بات پہ رجاء کھل کے مسکرائی۔۔۔

"اچھا آپی میں آپ کے لیے باہر سے آئسکریم لے کر آتا ہوں پھر ساتھ مل کے مووی انجوائے کرتے ہیں اوکے۔" یہ کہتا روشان گیٹ سے باہر نکل گیا۔رامین بیگم کچن میں کام کر رہی تھیں۔رجاء کے پاس آ کے بیٹھیں۔۔۔

"رجاء مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔" اس کی امی سنجیدگی سے بولیں۔۔

"امی حارث کے بارے میں ہے نا۔" رجاء کی آنکھوں میں نمی آگئی۔جو اس نے جھٹ سے صاف کرلی۔جو اس کی امی کی نظر سے نہ چھپ سکا۔

"رجاء میری جان۔ تم اس بے قدرے انسان کے لیے رو رہی ہو۔ اپنے قیمتی آنسو ایسے گھٹیا لوگوں کے لیے کیوں ضائع کر رہی ہو۔" اس کی امی اس کے آنسو صاف کرتی بولیں۔

"امی اب میں پہلے والی وہ رجاء نہیں رہی جو کمزور تھی۔ اب میں بہت مضبوط ہوں۔ اور ہم حارث کی شادی میں جائیں گے۔ تاکہ انھیں معلوم ہو کہ رجاء کمزور نہیں ہے۔ اور اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

"پر رجاء تم ایسے مطلب کیسے جاؤں گی اپنے سابقہ منگیتر کی شادی میں۔" اس کی امی جانتی تھی کہ وہ بھلے یہ بول دے کہ وہ مضبوط ہے لیکن وہ نابینا ہونے کے بعد بہت حساس ہو گئی تھی۔

"امی میں ضرور جاؤں گی۔ انھیں دعائیں دینے۔ بھلے ہی وہ میرا سابقہ منگیتر ہے لیکن وہ میری پھپھو کا بیٹا بھی ہے۔ تو ہم ابو کے رشتے کے ناطے ضرور جائیں گے۔"،،،،

اس کی امی کچھ بولنے ہی والی تھیں کہ اچانک گھر کے دروازے پہ دستک ہوئی۔ امی نے دروازہ کھولا تو سامنے محلے کی شکیلا آنٹی تھیں۔

وہ امی کے ساتھ اندر آئی۔ "ارے بیٹا رجاء کیسی ہو؟" انھوں نے آتے ہی رجاء سے حال چال پوچھا۔ رجاء نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔

"الحمدللہ شکیلا آنٹی میں بلکل ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں۔" ۔۔۔۔

"ارے واہ رجاء تم نے مجھے میری آواز سے پہچان لیا۔ ورنہ مجھے لگا تھا مجھے اپنا نام بتانا پڑے گا۔ ظاہر ہے تم دیکھ جو نہیں سکتی۔" وہ رجاء کو ہمیشہ اس کی معذوری کا احساس دلاتی تھیں۔ رجاء نے آنکھیں موند لیں۔ اسے واقعی اپنی محرومی کا اندازہ ہو رہا تھا۔ اسے بہت دکھ ہوا۔ اس سے پہلے اس کی امی کچھ بولتی وہ خود پہ قابو پاتی پھیکا سا مسکارت بولی۔۔۔۔۔

"ارے آنٹی جی بھلے میں اندھی ہوں لیکن بعض لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو سب کچھ دیکھنے کے باوجود اندھے ہوتے ہیں۔ جو دوسروں کی محرومی کا مزاق بناتے ہیں۔ وہ سوچ کے اندھے لوگ ہوتے ہیں۔" رجاء کا اشارہ انہی کی طرف تھا۔ وہ بات کا مطلب سمجھتی برے برے سے منہ بنانے لگی۔ اس کی امی کے چہرے پہ بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔ وہ مسکراتی کچن میں چلی گئیں۔ اتنی بے عزتی کے بعد کچھ ناشتہ تو بنتا تھا۔۔۔۔

"خیر آنٹی چھوڑیے نا ان سب باتوں کو۔ میں تو لوگوں کو ان کی آواز سے پہچانتی ہوں۔" وہ مسکراتے مسلسل بول رہی تھی۔۔

"شکیلا تمہیں کچھ کام تھا۔" اس کی امی ہاتھوں میں چائے کی ٹرے تھامے کچن سے باہر آئیں۔

"ہاں وہ میں ایک خوشخبری لے کر آئی ہوں۔" وہ ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے بولی۔ رجاء اور اس کی امی کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔

"وہ کیا شکیلا۔" اس کی امی نے استفسار کیا۔۔۔

"میں رجاء کے لیے ایک رشتہ لائی ہوں۔" اس کی بات پہ رامین بیگم اور رجاء کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ رجاء کے چہرے پہ اذیت کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اسے لگ رہا تھا جیسے شکیلا آنٹی نے اس کے چہرے پہ تماچہ مارا ہو۔ اس کی بے بسی کا مذاق آڑایا ہو۔۔۔۔

"شکیلا تم میری بیٹی کا مذاق اڑا رہی ہو۔ اس کی کمی کو نشانہ بنا رہی ہو۔ پاگل ہو گئی ہو۔" اس کی امی نے غصے سے کہا۔۔۔۔

"دیکھو رامین میں تمہاری بیٹی کا کوئی مذاق نہیں بنا رہی۔ میں رجاء کے لیے رشتہ لائی ہوں۔ وہ جو گلی کے نکڑ والے امجد صاحب ہیں انکا جو بیٹا شرجیل اس کے لیے۔ وہ اپنی رجاء کو پسند کرتا ہے۔ اور اس کی معذوری کے باوجود اس سے شادی کا خواہش مند ہے۔" وہ تحمل سے سب سمجھانے لگی۔

"تم پاگل ہو شکیلا۔ تم امجد صاحب کے اس چرسی، جواری اور لفنگے بیٹے کا رشتہ میری رجاء کے لیے لائی ہو۔ دماغ خراب ہے تمہارا۔" رامین بیگم غصے سے آگ بگولا ہو رہی تھیں۔۔ رجاء کو بھی یہ سب اپنی تذلیل محسوس ہو رہی تھی۔ یہ شرجیل اکثر ہی رجاء پہ آوازیں کستا۔ کتنی بار اس نے رجاء کو تنگ کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔

"رامین زرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔ رجاء کے لیے رشتہ آیا ہے۔ جب انھیں رجاء کی معذوری سے کوئی مسئلہ نہیں تو پھر تمھیں کیوں ہے؟" وہ رامین بیگم انھیں سمجھانے لگیں۔۔۔۔

"مجھے کیوں نہ ہو اعتراز۔ تم ایسے لڑکے کا رشتہ لائی ہو پتا نہیں کتنی بار لڑکیوں کو چھیڑنے کی اور جوئے کی وجہ سے جھیل گیا ہے۔ میں کبھی بھی جان بوجھ کے اپنی بیٹی کو دلدل میں دھکیل سکتی۔"۔۔۔۔۔۔

"تو رامین تم کیا سوچ رہی ہو تمہاری اس اندھی لڑکی کے لیے کوئی شہزادہ آئے گا۔" شکیلا جھٹکے سے کھڑی ہوتی غصے سے پھنکاری۔۔۔

"اگر کوئی بھی میری بیٹی کا ہاتھ نہ تھامے پھر بھی میں اس آوارہ شرجیل کے ہاتھ میں نہیں دوں گی۔ میری رجاء بھلے ساری زندگی کنواری رہے۔"،،،،،

"دیکھو رامین دماغ سے کام لو۔ کیا تم ساری زندگی رہو گی۔ کیا پتا کیا ہو مستقبل ہو گا اس کا۔ اس لیے میری مانو شادی کروا دو۔" وہ پینترا بدلتی سمجھانے کی کوشش کرنے لگیں۔ رجاء پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ اپنی قسمت پہ۔۔۔۔

"میری بیٹی کوئی بوجھ نہیں ہے۔ سمجھی تم۔ جب اس کی ماں زندہ ہے نا تب تک میں اسکا خیال رکھوں گی۔ اب تم جا سکتی ہو۔" وہ شکیلا کو باہر راستہ دکھاتی بولیں۔ شکیلا غصے سے باہر جانے لگی۔ اور پلٹ کے بولی۔۔۔۔

"رامین تمہاری بیٹی پکا ساری عمر کنواری ہی رہے گی۔ کیونکہ تمہاری اندھی بیٹی کے لیے ایسے ہی شرابی یا کسی پاگل کے ہی رشتے آئیں گے۔ کوئی شہزادہ گھوڑے پہ بیٹھ کے نہیں آئے گا اور کہے گا میں آپ کی اس اندھی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ہنسی اور باہر نکل گئی۔ لیکن جاتے جاتے رجاء کی معذوری کا بہت بھدا مذاق اڑا گئی۔ رامین بیگم آنسو صاف کرتی پیچھے مڑی تو دیکھا رجاء وہاں نہیں تھی۔۔۔

رجاء کو گھر کے کونے کونے کا اندازہ تھا اس لیے اپنے روم چلی گئی۔ جیسے ہی رامین بیگم کمرے میں گئیں تو دیکھا رجاء بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھ سے آنسو لڑی کی مانند نکل کے بے مول ہو گیا۔ رامین پچھلے تین سالوں

سے اس کی حالت دیکھ رہی تھی۔ لوگوں کی باتیں اسے ہمیشہ اندر سے توڑ دیتی تھیں۔ رجاء بڑی مشکل سے نارمل ہوتی تھی لیکن پھر کوئی نہ کوئی آ جاتا تھا اپنے الفاظ سے اس کی روح زخمی کرنے۔۔

"رجاء میری جان۔" رامین نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہولے سے کہا۔ تو رجاء تڑپ کے ان کے سینے سے لگ گئی۔۔۔

"امی میں مر جانا چاہتی ہوں۔" وہ دھاڑیں مارتی رونے لگی۔ رونے کی وجہ سے اس کی ہچکی بندھ گئی۔۔

"نہیں بچے ایسا نہیں بولتے۔" وہ اس کی پیٹھ سہلاتی اسے نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔۔۔

"کاش امی میں بھی ابو کے ساتھ مر جاتی۔" وہ مسلسل موت کی خواہش کر رہی تھی۔ اس کی امی اس کی باتوں سے تڑپ اٹھتی تھیں۔۔۔۔

"نہیں میری بچی زندگی تو بہت خوبصورت نعمت ہے۔ اس طرح کفرانِ نعمت نہیں کرتے میری جان۔" اس کی امی اسے سمجھا رہی تھی۔ وہ ان کے سینے سے لگی۔ رو رہی تھی۔

"امی میں کیا کروں۔ مجھے اپنی اور تذلیل برداشت نہیں ہوتی۔ میری یہ کمی مجھے اندر سے دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ میں پل پل مر رہی ہوں۔"۔۔۔۔

"بس رجاء ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے کہا تھا نا کہ تم مضبوط ہو۔ اور اب ایسے ایرے غیرے کی باتوں سے خود کو تکلیف میں مبتلا کرو گی۔"۔۔۔۔۔۔

"امی شکیلا آنٹی صحیح ہی کہہ گئی ہیں کہ مجھ جیسی اندھی لڑکی سے تو کوئی چڑ سی ہی شادی کرے گا نا۔ مجھے کوئی پرنس چارمنگ تو ملے گا نہیں۔" وہ اپنی امی سے الگ ہوئی۔۔۔۔۔

"نہیں میری جان اللہ نے اپنے بندوں کے لیے بہترین ہی سوچا ہوتا ہے۔ اور ویسے بھی جوڑے آسمانوں میں بنتے ہیں اور دیکھنا تمہارے روح کے ساتھی کے لیے تمہاری ساری محرومیوں کو خود میں سمیٹ لے گا۔ بس اللہ پہ یقین رکھو اور اب رونا بند کرو۔ آج تمہیں چیک اپ کے لیے بھی جانا ہے نا۔" اس کی امی نے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

"اب تم باہر چل کے بیٹھو روشان آئسکریم لے کے آتا ہو گا۔ وہ تمہیں ایسے اداس دیکھے تو اسے اچھا نہیں لگے گا۔ اور اب تم فضول لوگوں کی باتوں پہ توجہ مت دو۔ میں تمہارے لیے کچھ لاتی ہوں اوکے۔" یہ کہہ کے وہ اسے باہر صحن میں لے آئی۔ وہ چپ تو ہو گئی لیکن اسے شکیلا آنٹی کی باتیں بہت تکلیف دے رہی تھی۔ لیکن وہ رو کے امی کو مزید تکلیف نہیں دے سکتی تھی۔۔

....

ردا اس وقت کیبن میں بیٹھی لیپ ٹاپ پہ کچھ کام کر رہی تھی۔ حیدر اس کے کیبن میں آیا۔ وہ تو اس کے کیبن میں آنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا۔ ہاتھ میں فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کی نظر ردا پہ پڑی جو بہت دھیان سے کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔ سادے سے حلیے میں بھی وہ اس کے دل پہ گھر کر رہی تھی۔۔۔۔

"مس ردا یہ فائل ہے پراجیکٹ کی۔اسے ایک دفعہ سٹڈی کر لیجئے۔کوئی بھی بات سمجھ میں نہ آئے تو مجھ سے کنسلٹ کر لیجئے گا۔احد کو دو دن کے اندر اس کی پرزنٹشن چاہیے۔" وہ اسے فائل دیتے بولا۔ردا جو اچانک اس طرح کیبن میں آنے کی وجہ سے پریشانی ہو گئی تھی۔اپنی نروسنس پہ قابو پاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"اوا وکے سر۔"۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی اس کا فون بجا اس نے فوراً کاٹ دیا۔حیدر کو اس کا رویہ بہت عجیب لگا۔۔۔۔

"اچھا تو اگر آپ وہیلپ چاہیے تو۔" حیدر بولتے رکا پھر سے اس کا فون بجا۔اس نے ہڑ بڑا کے فون قابو پالیا۔۔

"ردا فون اٹھا لیجئے کیا پتا کسی کو ضروری کام ہو۔" وہ اس کے عجیب سے رویے سے حیران تھا۔۔۔۔۔

"نہیں سر کوئی بات نہیں۔میں بعد میں بات کر لوں گی۔"،،،

"اچھا تو آپ پرزنٹشن پہ کام شروع کر دیں۔اگر چاہیے تو میں ہیلپ کر دوں گا۔" اس کی بات پہ ردا نے سر ہلایا اور حیدر کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس سے کیسے بات کا کرے۔وہ مسکراتا باہر چلا گیا۔ردا کو پھر سے فون آنے لگا۔۔"حمزہ تمہارے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے؟ کیوں بار بار کال کر رہے ہو۔اگر میں فون کاٹ رہی ہوں بزی ہوں گی۔"۔۔۔

وہ سامنے والے انسان پہ سخت برہم تھی۔حیدر ابھی باہر کھڑا مسکرا رہا تھا۔دروازہ تھوڑا کھلا تھا۔اس نے ردا کو پہلی بار چلاتے غصہ کرتا دیکھا تھا۔وہ کافی حیران تھا۔وہ تو کافی پولائٹ تھی۔اسے غصہ آرہا تھا۔۔۔۔۔

"دیکھو حمزہ میں ابھی گھر پہ نہیں ہوں کہ تم سے محبت بھری باتیں کروں۔ اور ویسے بھی میں ان شٹ باتوں پہ یقین نہیں کرتی۔ اس لیے جو کہنا ہے جلدی بولو۔" اس کی باتیں سن کے حیدر کے دل میں عجیب سا ڈر تھا۔ کہیں وہ کسی سے محبت۔ لیکن اس کے لہجے سے بلکل بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

"میں کہیں نہیں جا رہی تمہارے ساتھ۔"،،،،،

"تم میرے ہونے والے شوہر ہو گے۔ ابھی ہوئے نہیں ہوا ابھی صرف منگیتر ہو۔ اس لیے یہ رعب کسی اور کو دکھانا سمجھے۔ اب مجھے کال کر کے ڈسٹرب مت کرنا۔" اس کے الفاظ حیدر کے سر پہ ہتھوڑے کی طرح لگے۔ اس کا مطلب جس لڑکی سے وہ محبت کرنے لگا تھا۔ اس کی منگنی ہو چکی تھی۔ اس کو بہت تکلیف تھی۔ وہ خود کو گھسیٹ کے کیبن تک پہنچا۔ اس کی آنکھوں میں لاشعوری طور پہ آنسو آ گئے۔۔۔۔۔

اسے بہت تکلیف تھی۔ لیکن وہ جھٹکے سے خود سے مخاطب ہوا۔۔۔

"اس صرف منگنی ہوئی ہے شادی نہیں۔ اور اسے دیکھ کے لگ نہیں رہا تھا وہ اس منگنی سے خوش تھی۔ مجھے اس حمزہ کے بارے میں سب پتا لگوانا ہو گا۔ اور مسٹر حمزہ ردا تو میری ہے۔ اور اسے ہر حال میں اپنا بنا کے رہوں گا۔" وہ مستحکم ارادہ کرتے اپنے دوست کو کال کرنے لگا۔۔۔۔

"ہاں ہیلو اسفند مجھے ایک انسان کے بارے میں پتا لگوانا ہے۔"،،،

"لیکن میرے پاس اس کی فوٹو نہیں ہے۔ نہ ہی میں اسے جانتا ہوں بس مجھے یہ پتا ہے کہ اس کا نام حمزہ ہے۔"،،،،،

"لیکن یار حیدر اس شہر میں پتا نہیں کتنے حمزہ ہیں۔" فون کے ریسور پہ اسفند کی آواز گونجی۔۔۔

"وہ سب مجھے نہیں پتا اسفند کہیں سے بھی کر لیکن مجھے اس کا سارا ڈیٹا مجھے چاہیے۔" وہ کرسی پہ مسلسل ہل رہا تھا۔ اسے کسی طور سکون نہیں تھا۔۔۔

"اچھا میں کوشش کرتا ہوں۔" اسفند نے کہا تو حیدر نے شکریہ بولتے فون بند کر دیا اور سر اپنی چیئر پہ گرایا۔۔۔۔

"ردا تم میرا عشق ہو۔ میں تمھیں کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا۔ تم صرف میری ہو گی میری جان۔ یہ وعدہ رہا حیدر یاسین کا ہونے والی مسز ردا حیدر یاسین سے۔"۔۔۔ وہ مسکراتا اس سے مخاطب تھا۔۔۔

....

"ردا آپی کہاں رہ گئیں۔ دو بجے بول کے گئیں تھیں۔ اب تین ہونے والے ہیں۔" روشان ابھی رجاء کو لیے ردا کے آفس کے باہر کھڑی ٹیکسی میں اس کا ویٹ کر رہا تھا۔ انھیں ردا کو آفس سے لے کے ہوسپٹل جانا تھا۔ ان کے چار بجے کی اپائنمنٹ تھی۔۔۔۔

"روشان تم آپی کو فون لگاؤ۔" رجاء نے کہا تو روشان کو فون لگایا۔ جو دوسری بیل میں ہی اٹھا لیا گیا۔۔۔

"ہاں روشان بولو۔"۔ وہ کچھ کام کر رہی تھی۔ وہ اتنی بزی تھی۔ کہ اسے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ انھیں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔۔۔

"آپی کہاں ہیں آپ ہم آپ کے آفس کے باہر ویٹ کر رہے ہیں۔ جلدی آئیے چار بجے کی ڈاکٹر کی اپائنمنٹ ہے نا ڈاکٹر۔" رجاء روشان کے ہاتھ سے موبائل لیتی ردا سے پوچھنے لگی۔۔

"اوسوری یار مجھے یاد ہی نہیں رہا۔میں ابھی سر سے چھٹی لے لے آتی ہوں۔" یہ کہہ کے رداا حد کے کیبن کی طرف چلنے لگی۔

"جلدی کرنا آپی پلیز۔پرسوں بھی کینسل ہو گئی تھی اپائنمنٹ۔"۔۔۔

ردا احد سے اجازت لیتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

"سر مجھے ہاف ڈے لیو چاہیے۔"سب جانتے تھے احد کام کے معاملے میں بہت سخت تھا۔۔۔وہ ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"مس ردا ابھی آپ کو جوائن کیے صرف دو ہفتے ہوئے ہیں۔پرسوں بھی آپ نے چھٹی کی تھی اور آج آپ ہاف ڈے لیو مانگ رہی ہیں۔کیا میں اس غیر ذمہ دارنہ رویے کی وجہ جان سکتا ہوں۔" وہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ لہجے میں رعب سے بولا۔وہ لیپ ٹاپ سائڈ پہ رکھتے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

"سر کچھ پرسنل کام ہے پلیز سر۔" وہ ہچکچاتے بولی۔۔۔

"آپ جانتے ہیں دو گھنٹے میں ہمارمیٹنگ ہے۔سوری آپ کا پرسوں کے چھٹی کی وجہ سے بہت سا کام پینڈنگ ہے۔اس لیے آپ نہیں جا سکتی۔"۔۔۔۔

"سر پلیز اٹس امپورٹینٹ۔" وہ پریشانی سے بولی۔۔۔

"تو میں نوا گر اتنا ہی ضروری ہے تو آپ ریزائن دے کے جا سکتی ہیں۔ورنہ سوری۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ردا آنسو کنٹرول کرتی باہر نکل گئی۔آج ڈاکٹر کے پاس جانا ضروری تھا لیکن وہ نوکری نہیں چھوڑ سکتی تھی۔اسے نوکری کی

بہت ضرورت تھی۔اس نے فون کرکے رجاء کو منع کردیااور گھر جانے کو کہا۔اس نے بتایاکہ اسے چھٹی نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔

"روشان مجھے آپی کے آفس لے چلو۔ہم آپی کے باس سے بات کریں گے۔وہ ضرور آپی کو بھیج دیں گے۔"اس کی بات پہ روشان اس کاہاتھ پکڑتا۔اندر لے گیا۔وہ ریسپشن پہ بات کرتی ہے کہ اسے باس سے بات کرنی ہے۔پہلے تو سباسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔انہیں نہیں پتا تھاکہ وہ رداکی بہن ہے۔۔۔

احد جو فون پہ بات کررہاتھا۔وہ میٹنگ روم کی طرف جارہاتھاکہ اچانک اس کی نظر رجاء پہ پڑی۔وہ پہلی ملاقات کے بعد بھول نہیں پایاتھا۔اسے خوشگوار حیرت ہورہی تھی۔وہ یہاں کیاکررہی ہے۔بلیک سادے سے فراک میں وہ کوئی پری معلوم ہورہی تھی۔رسیپشنسٹ اسے ملنے نہیں دے رہی تھی۔احد واپس کیبن ی طرف گیا۔اور پیون کو بھیج کہ رجاء کو کیبن میں بلوالیا۔۔۔

"سر مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔"روشان رجاء کولے کر جیسے ہی کیبن میں آیاوہ بولنے۔۔

"جی کہیے میڈم۔"احد نے کہاتو رجاء کو یہ آواز کافی شناسا لگی۔

"سر میں ردا ابراہیم کی چھوٹی بہن ہوں۔"اس کی اس بات پہ احد کافی حیران ہوا۔دنیا تو واقعی گول ہے۔۔۔

"سر پلیز آپ اسے لیو دے دیجیے۔

...Actually I am blind

ہماری آج ڈاکٹر کی اپائمنٹ ہے۔بہت مشکل سے ہمیں اپائمنٹ ملی ہے۔پرسوں بھی اسی لیے آپی نے چھٹی کی تھی۔لیکن ڈاکٹر کو پرسنل ایشوز کی وجہ سے جانا پڑا۔"..........وہ بول رہی تھی تو احد اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔وہ جیسے کسی اور دنیا میں پہنچ چکا تھا۔اس نے رجاء سے ملنے کی خواہش ضرور کی تھی۔لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ اس کی خواہش اتنے جلدی پوری ہو جائے گی۔۔۔

"سر پلیز ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔"رجاء نے یاد کروایا تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا،اس کے چہرے پہ بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔

"مس ردا کم ٹو مائے کیبن۔"احد نے فون کیا تو وہ جب اجازت لیتی اندر آئی تو اسے دیکھ کے حیران ہو گئی۔

"رجاء تم یہاں کیوں آگئی۔میرا مطلب ہے؟"ردا جیسے ہی احد کے کیبن میں آئی سامنے رجاء کو دیکھ کے حیران ہو گئی۔وہ فوراً سے اس کے پاس پہنچی۔۔

"آپی آج چیک اپ کروانا ضروری تھا۔آپ کو پتا ہے پورے مہینے کے انتظار کے بعد ان optometrists(eye specialist) کا اپائمنٹ ملا ہے۔

"ہاں لیکن۔"ردا ہچکچائی۔احد جو پتا نہیں اسے یہاں دیکھ اتنا فریش فیل کر رہا تھا۔مسکرائے جا رہا تھا۔اس کا حسن اس کالے رنگ میں دمک رہا تھا۔احد کو پتا نہیں کیوں اس میں کشش محسوس ہو رہی تھی۔نظریں ہٹنے کو تیار ہی نہیں تھیں۔وہ اپنی حالت پہ حیران تھا۔۔۔

"پلیز سر اٹ از اے ریکوسٹ۔ پلیز آپی کو آف دے دیں۔ ہم الریڈی بہت لیٹ ہو چکے ہیں۔" وہ احد سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"رجاء کوئی بات نہیں۔ ہم اگلے مہینے چلے جائیں گے۔ مجھے بہت کام پینڈنگ ہے تو آج نہیں چل سکتے۔" ردا کو ڈر تھا کہیں احد رجاء یا اسے نہ ڈانٹ دے۔۔۔

"ایک منٹ مس ردا۔ اپائمنٹ ضروری ہے۔ آپ چلی جائیے۔ مجھے پہلے نہیں پتا تھا کہ بات آپ کی سسٹر کی صحت کی ہے ورنہ میں آپ کو نہیں روکتا۔" احد کی نظریں رجاء پہ ہی تھیں۔ روشان بھی ساتھ کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں حیدر بھی اندر آیا۔ وہ آفس میں اجنبی لوگوں کو دیکھ کے حیران تھا۔ جیسے ہی اس نے رجاء کو دیکھا۔ اسے یاد آیا کہ یہ تو وہی اندھی لڑکی ہے۔۔۔۔

"احد یہ تو وہی۔" حیدر احد کے پاس آتے ہی کچھ بولنے والا تھا۔ کہ احد نے اسے آنکھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"ہاں یہ تو مس ردا کی سسٹر ہیں۔ نام کیا ہے؟" احد نے فوراً سے اس بات کاٹی۔۔۔

"رجاء نام ہے میرا سر۔" رجاء نے جواب دیا۔ حیدر تو حیران ہو گیا۔ کہ احد نے پہلی بار جس لڑکی کو گھورا تھا وہ ردا کی بہن ہے۔ اسے دماغ میں خرافات نے جنم لیا۔ مطلب احد رجاء کو پسند کرتا ہے۔ وہ کسی سوچ میں گم مسکرا رہا تھا۔۔۔

"کیا سوچ رہا ہے؟ حیدر نے اس کے قریب آ کے پوچھا۔ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا۔ حیدر کو بیچ میں احد کی حرکتوں پہ ہنسی آ رہی تھی۔ وہ بلکل چھوٹی عمر کے لڑکوں والی حرکتیں کر رہا تھا۔

"کک کچھ نہیں۔" وہ ہڑبڑایا۔

"تو مس ردا آپ اپنی سسٹر کے ساتھ جاسکتی ہیں۔" احد نے اسے پرمیشن دی تو حیدر فوراً سے بولا۔۔۔

"میں آپ لوگوں کو ہاسپٹل چھوڑ دیتا ہوں۔" حیدر ردا کو پیار بھری نظروں سے دیکھ کے بولا۔ تو احد نے فوراً اس کی بات کاٹی۔۔۔

"حیدر تمھیں میٹنگ اٹینڈ کرنی تھی نا۔ تو تم جاؤ۔ میں انھیں ہوسپٹل چھوڑ دوں گا ویسے بھی میں اپنے دوست کی امی کو دیکھنے ہوسپٹل جا ہی رہا ہوں تو انھیں بھی چھوڑ دوں گا۔ کیا خیال ہے مس ردا؟" اس نے ردا سے پوچھا۔ وہ اس کا یہ رویہ دیکھ کے حیران ہو گئی کیونکہ وہ تو ایسا نہیں تھا بلکل سخت تھا۔ اس کے لہجے میں بچوں والی بات تھی۔ جیسے کوئی بچہ خوش ہو۔۔۔۔

"پر سر دو گھنٹے بعد میٹنگ تھی۔" وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔

"یس مس ردا لیکن میری نہیں حیدر کی تھی۔ تو یہ یہاں ہیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔" وہ بارعب آواز میں بولا۔۔۔

"پر سر ہم کیب سے چلیں جائیں گے۔" ردا کچھ بولتی رجاء نے اس کے منہ کی بات چھین لی۔

"کوئی بات نہیں مس رجاء۔ میں چھوڑ دوں گا۔" اس نے رجاء کا نام لیا تو اس بہت خوبصورت احساس ہوا۔ اسے دل میں رجاء کے لیے بہت ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے اپنی بچکانہ باتوں پہ حیرانگی ہو رہی تھی۔۔

"پر۔" رجاء ان کی بات سن کے ہچکچائی۔

"اب جب احد بھی اسی طرف جا رہا ہے تو وہ آپ کو چھوڑ دے گا۔" احد کے ایکسپرشنز دیکھ کے حیدر شریر سا مسکرایا۔ اس نے رجاء کی بات کاٹی۔ ردا حیران تھی باس کے اس رویہ۔۔

احد کے ساتھ تینوں چل رہے تھے۔ رجاء کا ہاتھ ردا کے ہاتھ میں تھا۔ احد کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسکا ہاتھ تھام لے۔ لیکن مجبور تھا۔۔

وہ گاڑی چلا رہا تھا۔ لیکن اس کی نظر مرر سے پیچھے بیٹھی رجاء پہ ہی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کسی ایک ہی ملاقات میں اسے کیسے امپرس کر سکتا ہے۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ اس سے ہمدردی میں سب کر رہا ہے۔۔۔

وہ سب کے لے کر ہوسپٹل پہنچا۔ رجاء روشان اور ردا اندر چلے گئے۔ وہ بھی ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس نے دوست کی امی کو دیکھنے کا جھوٹ جو بولا۔۔۔۔

وہ ان کے آس پاس ہی تھا۔ رجاء کا چیک اپ ہو گیا۔ رش کافی تھی اسلیے انھیں کافی دیر ہو گئی۔ تقریباً تین گھنٹے وہاں گزر گئے۔ احد پھر بھی نہیں گیا۔ وہ ان کے فری ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔۔

واپسی پہ بھی احد رجاء اور ردا کو زبردستی اپنے ساتھ لایا تھا کیونکہ شام ہو چکی تھی۔۔۔

....

"سر آپ نے آج ہماری بہت ہیلپ کی ہے۔ تھینک یو سو مچ سر۔" ردا اور رجاء کا گھر آ چکا تھا۔ ردا رجاء اور روشان اترے تو ردا نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ کہ وہ آج سارا ٹائم ان کے ساتھ تھا۔ ردا تو اس کے رویے پہ حیران تھی۔ لیکن اس کے دل میں احد کے لیے عزت مزید بڑھ گئی۔۔

"سر آپ نے آج ہماری ہیلپ کی۔ پلیز سر اندر آیئے نا۔ امی آپ کو دیکھ کے بہت خوش ہو نگی۔ پلیز سر ہمیں اپنی مہمانوازی کرنے کا موقع دیجیے سر۔ پلیز سر منع مت کیجیے گا۔" رجاء نے اس اتنے خلوص سے کہا۔

"پر مس رجاء مجھے واپس آفس جانا ہے۔" وہ اتنے پیار سے کہہ رہی تھی پھر بھی اس نے انکار کر دیا۔۔

"پلیز سر تھوڑی دیر کی تو بات ہے۔" ردا نے اس کی بات میں اضافہ کیا۔۔

"میں چائے پیوں گا۔" احد نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔۔

"یا شیور سر۔" وہ خوشی سے بولی۔

"امی دیکھیے نا کون آیا ہے۔" ردا اندر داخل ہوتے ہی امی کو آواز لگائی جو کچن میں تھیں۔ رجاء اور روشان بھی اندر آچکے تھے۔ احد بڑی تاسیف سے اس چھوٹے سے گھر کو دیکھ رہا تھا۔ جو صاف ستھرا تھا۔ ہر چیز ارینج تھی۔۔

"کون ہے ردا؟" وہ کچن سے باہر نکلتی بولیں۔ وہ احد کو اجنبی نظروں سے دیکھنے لگیں۔

"امی یہ میرے باس ہیں۔ احد سر۔" ردا نے تعارف کروایا۔

"السلام علیکم انٹی۔" اس نے مودب سے سلام کیا۔ رامین بہت خوش ہوئیں۔

"وعلیکم السلام بیٹا۔" اس نے جواب دیا۔

ردا نے اسے چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا۔ رامین اس سے باتیں کرنے لگیں۔ وہ مسکرا تا انھیں جواب دے رہا تھا۔ اسے سب بہت اچھے لگے تھے۔۔

ردا احد کے لیے چائے کا انتظام کرنے گئی تھی۔ رجاء کمرے میں گئی تھی چینج کرنے۔ روشان بھی روم میں تھا۔۔

احد کو کال آرہی تھی۔وہ اٹینڈ کرنے باہر گیا۔واپسی پہ اس کی نظر باہر آتی رجاء پہ پڑی۔جو شاید ابھی نہا کے باہر آئی تھی۔اسکے بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔احد کی نظر اس پہ ٹک گئی۔وہ اسے دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگی۔

وہ ہاتھ چلاتی باہر کی طرف آرہی تھی۔اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا۔وہ لڑکھڑائی۔اس سے پہلے گرتی احد نے اسے تھام لیا۔احد کا ایک ہاتھ اس کے کندھے پہ تھا دوسرا اس کے ہاتھ میں تھا۔اس نے اسے تھام رکھا تھا۔

"آرام سے۔"وہ آہستگی سے اسے سیدھا کرتا بولا۔وہ ایک دم بوکھلا گئی۔لیکن خود پہ قابو پاتی ہوئے بولی۔۔

"آپ وہ۔"وہ ہچکچائی۔

"آپ ٹھیک ہیں نا آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔"۔۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔"اس نے ایک دم جواب دیا۔

"وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"احد اپنے اس دن والے رویے سے بہت شرمندہ تھا۔اس لیے اس سے معافی مانگنے کا سوچ رہا تھا۔۔

"اس دن کے بارے میں ہے نا۔"رجاء نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں وہی ہوں جس سے آپ کی ٹکر ہوئی تھی۔"احد کافی حیران تھا اس نے اسے کیسے پہچانا۔۔

"میں انسان کو اس کی آواز سے پہچان لیتی ہوں۔ میں نے آپ کی آواز سنتے ہی آپ کو پہچان لیا تھا۔" رجاء مسکرا رہی تھی۔ لیکن احد کو اس کی آنکھوں میں واضح نمی نظر آئی۔۔

"رجاء پلیز مجھے معاف کر دیجئے۔ میں اپنے اس دن والے رویے کے وجہ سے بہت شرمندہ ہوں۔" احد کے لہجے میں واضح ندامت نظر آئی آرہی تھیں۔۔۔

"ارے نہیں سر آپ پلیز معافی متجس مانگیے۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ بھی ایسا ہی بیو کرتا۔ اور ویسے بھی مجھے ایسے رویوں کی عادت ہو چکی ہے۔" وہ آنسو کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ احد کو اس کے آنسو بہت برے لگ رہے تھے۔ اس کی گرے آنکھوں میں واضح تکلیف تھی۔۔۔

"اگین سوری رجاء۔ اور اگر۔" وہ اس سے پہلے کچھ بولتا۔ ردا اسے ڈھونڈتی وہاں آگئی۔ وہ مسکرا دیا۔ ردا رجاء کا ہاتھ تھام کے اسے اپنے ساتھ اندر لے گئی۔۔

چائے پینے کے دوران وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر ایک پل کے لیے بھی رجاء سے نہیں ہٹی۔ رامین کو تو وہ پسند آیا تھا۔ اتنا حسین اور امیر ہونے کے باوجود اس میں انھیں ذرا بھی غرور نظر نہیں آیا تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ احد مجید کا خاص کرم تھا ان پر صرف رجاء کی وجہ سے ورنہ تو بہت ہی مغرور تھا۔ اسے اپنے دل میں رجاء گھر کرتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی تکلیف اسے بھی بہت تکلیف دے رہی تھی۔۔۔۔

....

"کیا بات ہے میرا شہزادہ آج بہت مسکرا رہا ہے۔" احد مسکراتا رجاء کے خیالوں میں گھر میں داخل ہوا۔ وہ لیٹ ہو چکا تھا۔ اس لیے آفس کے بجائے سیدھا گھر آ گیا۔ وہ ہال سے گزر رہا تھا کہ اس کی دادی نے اسے روکا۔ عمر بھی وہیں بیٹھا ہنسنے لگا۔ عمر بھی یونی میں ایم بی اے کر رہا تھا۔ لیکن بہت اچھا تھا۔ مرہا کی نسبت کافی تمیز دار اور کافی مزاحیہ بھی تھا۔ وہ احد کو بڑے بھائی کی طرح مانتا تھا۔۔

"دادی بھائی کسی لڑکی کے خیالوں میں گم ہیں۔ رائٹ بھائی۔" عمر جو ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ دادی کی بات سن کے فوراً سے گیس لگا دیا۔ جو بلکل صیح تھا۔۔ احد ہڑبڑایا۔

"کیا فضول باتیں کر رہے تم عمر۔" احد نے اسے جھڑکا۔۔

"ہاں ہم تو فضول باتیں ہی کریں گے۔" عمر منہ بناتا بولا۔۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں۔" مرہا بھی کمرے سے باہر آئی اور دھڑام سے صوفے سے بیٹھی۔۔

"کچھ نہیں بس احد سے پوچھ رہی تھی کہ آج جلدی آ گیا وہ۔" دادی نے مرہا کی بات کا جواب دیا۔۔

"ویسے احد تم دن بہ دن ہینڈسم ہوتے جا رہے ہو۔" مرہا پر اسرار مسکراہٹ دیتی احد سے مخاطب ہوئی۔ احد نے کڑوا سا منہ بنایا۔ دادی اور عمر بس اسے گھورتے ہی رہ گئے لیکن وہ ڈھیٹ بنی احد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

"دادی میں فریش ہونے جا رہا ہوں۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے آپ فہیم چاچا کو بول کہ میرا کھانا اوپر بھیجوا دیجیے گا۔" وہ مرہا کی بات نظر انداز کرتا اوپر جانے لگا۔۔

"ارے احد آج تم گھر جلدی آ ہی گئے ہو تو اپنے دادی دادا کے ساتھ رات کا کھانا کھاؤ نا بیٹا۔" دادی نے احد سے کہا تو احد مرہا کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ اسے ایوئیڈ کر رہا تھا پر دادی نے اتنے پیار سے کہا کہ وہ منع ہی نہیں کر سکا۔۔۔

"اوکے دادی میں فریش ہو کے آتا ہوں۔" یہ کہہ کے وہ اوپر روم میں چلا گیا۔ آتے ہی روم میں اس نے لیپ ٹاپ کا بیگ بیڈ پہ رکھا اور چینج کرنے چلا گیا۔ نہانے کے بعد وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا ہوا تو اسے رجاء کا مسکراتا سراپا نظر آیا۔

"اومائے گوڈ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔؟" وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود سے سوال کرنے لگا۔۔

"کیوں میں رجاء کی طرف اتنا اٹریکٹ ہو رہا ہوں۔ جیسے میرا اس سے پرانا رشتہ ہو۔ جیسے میں اسے برسوں سے جانتا ہوں۔ اف میرے دل و دماغ پہ سوار ہو رہی ہے یہ لڑکی۔ آخر کیا ہے اس میں۔"۔۔۔۔۔

"اس کی معصومیت اور سب سے بڑھ کے اس کی محرومی مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ اس کی اور میری محرومی بلکل ایک جیسی ہے۔ ہم دونوں بہت کچھ کھویا ہے۔ شاید اسی لیے۔" اس نے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیا۔۔۔

"میں دل میں ایک نرم گوشہ محسوس ہو رہا ہے رجاء کے لیے۔" وہ عجیب کشمکش میں تھا کہ آخر اسے ہو کیا گیا۔ وہ ابھی بھی رجاء کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ فہیم آگیا اسے کھانے پہ بلانے۔ وہ اسی سوچ میں گم نیچے چلا گیا۔

....

"ردا بیٹا آج جلدی جا رہی ہو آفس۔" ردا اگلی صبح جلدی تیار ہو گئی تھی۔ اس کی امی اسے دیکھ کے پوچھنے لگیں۔

"ہاں وہ امی ایک ضروری میٹنگ ہے۔"اس نے جھوٹ بولا۔۔رجاء ابھی بھی سورہی تھی۔ڈاکٹر کی نئ دوا سے اسے کافی نیند آرہی تھی۔

"اچھا بیٹا دھیان سے جانا۔"امی نے ہمیشہ کی طرح ہدایت کی۔اس کی کوئی میٹنگ نہیں تھی حمزہ جو اسے مسلسل فون کالز کر رہا تھا اسے پارک میں بلایا تھا۔وہ آج اس سے کہنے گئی تھی کہ وہ اسے پریشان نہ کیا کرے۔۔

وہ پارک میں پہنچی تو دیکھا حمزہ پہلے سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

"بولو حمزہ تمھیں کیا کہنا تھا۔جو مسلسل کالز کر کے مجھے پریشان کر رہے تھے۔"وہ آتے ہی اکھڑے لہجے میں بولی۔۔۔

"یار ردا بیٹھ کے بات کرتے ہیں۔"وہ بینچ کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔۔

"جو کہنا ہے جلدی کہو۔میرے پاس وقت نہیں ہے مجھے آفس کے لیے لیٹ ہو رہا ہے۔"۔

"اچھا میں کہنا چاہتا ہوں کے اب ہمیں شادی کر لینی چاہیے۔منگنی کو تین سال ہو چکے ہیں۔"حمزہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ردا نے جھٹ سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

"حمزہ تم تو جانتے ہو گھر کو اور رجاء کو میری ضرورت ہے اس لیے میں ابھی شادی نہیں کر سکتی۔"اس نے اپنا موقف بیان کیا۔۔۔

"رجاء اور گھر کی وجہ سے شادی نہیں کرنی یا کوئی بات ہے۔"وہ شکی سے لہجے میں آبرو اچکا کے بولا۔ردا کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی۔وہ بڑی حیرانگی سے دیکھنے لگی۔۔

"کیا بات حمزہ۔ تم کس بارے میں بات کر رہے ہو۔" ردا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بول رہا ہے۔

"اچھا تو ردا میڈم میں ہی بتا دیتا ہوں۔ تم یہ شادی اس لیے ٹال رہی ہو کیونکہ اب بڑی مچھلی تمہارے شکنجے میں پھنس گئی۔ تم نے ایک امیر زادہ پھنسا لیا ہے۔" اس کے لہجے میں نفرت تھی۔ ردا کو اپنا آپ زمین میں دھنستا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ حمزہ نے اس کے کردار پہ انگلی اٹھائی تھی۔۔

"کیا بکواس کر رہے تم حمزہ۔" وہ دانت پیس کے غصے سے بولی۔ آنکھوں کے لباب آنسو سے بھر گئے۔۔۔

"ہاں اب تو میں بکواس کروں گا۔ تم اپنے باس کیا نام ہے ہاں حیدر یاسین کے ساتھ گاڑی میں گھومو۔ اس کے ساتھ پائی جاؤ۔ ردا میڈم میں اندھا نہیں ہوں تمہارا چکر تمہارے باس سے چل رہا ہے۔" وہ اس سے پہلے کچھ بولتا ردا کا ہاتھ اٹھا اور اس کے چہرے پہ چھاپ چھوڑ گیا۔ وہ آنسو بھری آنکھوں سے حیرانگی سے دیکھ رہی۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ حمزہ کا گلا دبا دے۔

"اپنی زبان کو لگام دو مسٹر حمزہ جانتے ہو کیا بول رہے ہو۔ جو انسان مجھ پہ یقین نہیں کر سکتا وہ ساری زندگی میرا کیا ساتھ دے گا۔ آئندہ میرے یا میرے گھر کے آس پاس نظر آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ مجھے اپنی شکل مت دکھانا گھٹیا انسان۔" وہ انگلی آٹھاتی وارن کرتی وہاں سے بڑے بڑے قدم اٹھاتی چلی گئی۔ پیچھے حمزہ اتنے سارے لوگوں کے سامنے تھپڑ پڑنے پہ تلملا رہا تھا۔۔۔

"اس تھپڑ کا جواب تمھیں بہت جلد مل جائے گا مس ردا ابراہیم۔" وہ اپنے گال پہ ہاتھ رکھتا نفرت سے بولا۔ وہ اسے برباد کرنے کا سوچ چکا تھا۔۔۔

ردا اس وقت آفس کے کیفٹریا میں بیٹھی تھی ابھی لنچ بریک تھی۔آج صبح حمزہ کی باتیں سن کے اس کا دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔حمزہ نے اس کے کردار پہ انگلی اٹھائی تھی۔وہ حمزہ کو کبھی معاف نہیں کرے سکتی تھی۔وہ سوچ میں گم تھی۔اس کی کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔۔۔

"کیا سوچ رہیں ہیں آپ ردا؟"ردا کسی کی آواز پہ ہوش کی دنیا میں لوٹی۔اس نے دیکھا تو حیدر اسے حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔اسے دیکھتے ہی آج صبح کی حمزہ کی باتیں اسے یاد آ گئیں۔وہ بنا کچھ بولے وہاں سے چلی گئی۔۔

"اسے کیا ہوا۔یہ مجھے اگنور کیوں کر رہی ہے؟"حیدر اس کے رویے سے بہت حیران ہوا اور سوچ میں پڑھ گیا۔۔۔

ردا فوراً کیبن میں آئی۔ضبط کیے آنسو بہنے لگے۔اس کے کردار پہ آج انگلی اٹھی تھی۔وہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی قصور وار ٹھہرائی گئی تھی۔حیدر اس کے پیچھے کیبن میں آیا۔اس نے ردا کو آواز دی۔اس کا رخ دوسری طرف تھا۔اس نے فوراً آنسو صاف کیے۔۔۔

"ردا آپ مجھے اگنور کیوں کر رہی ہیں؟"حیدر نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔۔۔

"سر پلیز آپ یہاں سے چلے جائیے۔"ردا نے بوجھل آواز میں کہا۔۔۔

"ردا آپ رو رہی ہیں لیکن کیوں؟"وہ ردا کے جیسے جیسے قریب آنے لگا وہ دور ہٹنے لگی۔حیدر کو اس کا رویہ عجیب سا لگا۔۔

"سر پلیز آپ یہاں سے چلے جائیے اس سے پہلے کے لوگ میرے کردار پہ انگلیاں اٹھانے لگیں۔" ردا نے آنسو کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔ حیدر کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ مزید ردا کے قریب ہوا۔ ردا ہٹتے ہٹتے پیچھے دیوار سے جا لگی۔۔۔

"کسی نے آپ سے کچھ کہا ہے کیا؟" حیدر نے اس کے ایک طرف دیوار پہ ہاتھ رکھا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔۔۔

"سر پلیز آپ ہٹیے۔ اگر کسی نے ایسے دیکھ لیا تو پھر سے میرا دامن داغدار کرنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ پلیز سر میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ پلیز مجھ میں اور ذلت برداشت کرنے کی سقت نہیں ہے۔" وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔ حیدر پیچھے ہٹ گیا۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ اس انسان کا قتل کروا دے جس نے اس کے کردار پہ انگلی اٹھائی تھی۔۔۔

"کس نے آپ سے کیا کہا؟ مجھے سب بتائیے۔ تفصیل سے۔" حیدر نے سنجیدگی سے کہا۔۔

ردا کو مجبوراً اسے سب بتانا پڑا۔ وہ پیچھے ہی نہیں ہٹ رہا تھا۔ جیسے جیسے ردا کی بات سن رہا تھا غصے سے لال ہو رہا تھا۔ اسے اپنی کوئی ٹنشن نہیں تھی وہ تو لڑکا تھا لیکن ردا لڑکی تھی۔ اس کی پاکیزگی کی گواہ وہ تھا۔ وہ کیسے کسی کو اس کے پاکیزہ دامن کو داغدار کرنے دیتا۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کروا دے۔۔۔

"ردا آپ فضول لوگوں کی باتوں پہ توجہ مت دیجیئے۔ میں آپ کے اس منگیتر کا انتظام کرتا ہوں۔" حیدر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔

"سر آپ کیا کریں گے۔ پلیز سر ایسا کچھ مت کیجیے گا کہ کہیں بات سنبھلنے کے بجائے مزید بگڑ جائے۔" ردا نے التجاء کی۔ حیدر نے پانی کا گلاس اس کے سامنے کیا۔ اور بولا۔۔۔

"آپ پلیز پریشان مت ہوئیے۔ میں کچھ نہیں کرو۔ بس آپ کے منگیتر کو تھوڑی سی پھینٹی کی ضرورت ہے۔ آپ بس کام پہ فوکس کیجیے۔ کل امپورٹینٹ میٹنگ ہے تو بی ریڈی۔" حیدر نے اسے بزی رکھنے کے لیے کام یاد کروا دیا اور اس حمزہ کا علاج سوچ لیا۔۔ ردا نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈیسک پہ بیٹھ کے کام کرنے لگی۔۔۔

حیدر باہر نکل گیا۔۔۔ اپنے کیبن میں جاتے ہی اسفند کو کال کی۔۔۔

"ہاں اسفند کچھ پتا چلا اس کے بارے میں۔"۔۔ حیدر نے اسے ردا کی ساری انفارمیشن دے دی تھی۔ جس کی مدد سے اس نے حمزہ کی ساری انفارمیشن نکال دی

"ہاں پتا چل گیا۔" اسفند نے جواب دیا تو حیدر کے چہرے پہ پراسرار مسکراہٹ آگئی۔۔

"اچھا تو ایک کام کرو۔ اسے اٹھواؤ۔ اور اس کی اچھے سے خدمت کرو۔ ذرا اسے بھی تو حیدر یاسین کی محبت کی توہین کا انجام تو پتا چلا۔" یہ کہہ کے اس نے کال کاٹ دی۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ حمزہ کو ایسا غائب کرے کہ اس کے سایے کو بھی پتا نہ چلے۔ لیکن وہ ردا کی بات کو ٹال نہیں سکتا تھا۔

....

"حیدر فوراً میرے کیبن میں آؤ۔ مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" حیدر کام میں بزی تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور احد آندھی طوفان بنا اندر داخل ہوا۔ آتے ہی حیدر کو سنجیدگی سے اپنے کیبن میں آنے کو کہا۔۔

"جو بات کرنی ہے احد یہیں کر۔ میں پریزنٹیشن بنا رہا ہوں۔" حیدر نے مصروف تھا اس نے احد کے لہجے پہ غور نہیں کیا۔

"بات ضروری ہے یہاں نہیں ہو سکتی جلدی پہنچ۔" احد یہ کہتے رکا نہیں بلکہ باہر نکل گیا۔ حیدر کوفت کا شکار تھا۔ اس کے کیبن میں پہنچا۔۔

"اب بول کیا بول رہا تھا۔" حیدر نے آتے ہی کہا۔۔

احد کو چیئر پہ بیٹھا تھا جھٹ سے کھڑا ہو گیا۔۔۔

"یہ میں کیا سن رہا ہوں حیدر۔ یہ تو کیا کر رہا ہے۔" احد نے اپنی گرے آنکھیں اس کی کالی گہری آنکھوں میں گھاڑیں۔ "کس بارے میں بات کر رہا ہے تو سیدھا سیدھا بول۔" حیدر کو کچھ سمجھ نہ آیا۔۔

"مجھے اسفند کی کال آئی تھی۔ یہ ردا اور حمزہ جو بھی اس کا کیا مسئلہ ہے۔ تو نے اسفند کو حمزہ کے بارے میں پتا لگوانے کو کیوں کہا۔ تو جانتا ہے وہ ردا کا منگیتر ہے۔ تو نے اسے اغواہ کیوں کروا رہا ہے۔ حیدر تیرے دماغ میں کیا خرافات ہے۔" احد نے ایک ایک لفظ چبا کے کہا۔۔

"او تو اسفند نے اپنے پاس سے چغلی کر ہی دی۔" حیدر نے دانت پیس کے کہا۔۔۔

"حیدر کیوں کر رہا ہے تو یہ سب۔ تو جانتا ہے تیری اس حرکت سے ردا پہ بھی انگلیاں اٹھ سکتی ہیں۔" احد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"اس نے ردا کے کردار پہ کیچڑ اچھالا ہے۔اور یہ مجھ سے قطعی منظور نہیں ہے۔"حیدر کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔۔۔

"حیدر ردا سے دور رہ بس میں اور کچھ نہیں جانتا۔ تیری وجہ سے اس کی عزت بھی خراب ہو سکتی ہے۔"۔۔۔۔

"یہ تو ممکن نہیں ہے میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔اور اس بات کا تجھے اندازہ ہو چکا ہو گا کہ میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔اور ردا میری ہو گی۔ سمجھا۔"حیدر نے غصے سے کہا تو احد کو تو پہلے سے ہی اندازہ تھا کیونکہ وہ ہر وقت ردا کے آس پاس بھٹکتا رہتا تھا۔اس کے پاس جانے کے موقعے تلاش کرتا تھا۔۔۔

"تو میری چھوڑ میں تو شروع سے ہی ایسا تھا۔"حیدر نے شرارت سے کہا۔ماحول کا تناؤ مٹانے کے لیے بولا۔۔۔

"کیا دل پھینک عاشق۔"احد اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا دیا۔

"ارے نہیں فلرٹی تھا لیکن عاشق تو میں صرف ردا کا ہی ہوں۔"حیدر نے دانتوں کی نمائش کیم۔۔

"حیدر وہ کسی اور کی منگیتر ہے۔ بھول جا اسے۔"۔۔۔۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔ مجھے پہلی با کسی سے اتنی شدید محبت ہو گئی ہے اور تو مجھے بھولنے کو کہہ رہا ہے۔ ویری بیڈ۔"حیدر نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔۔

"تو میری چھوڑ اپنی بتا ردا کی بہن پہ بڑی کرم نوازیاں ہو رہی تھیں تیری۔ کہاں تو لڑکیوں کو منہ نہیں لگاتا تھا اور کہاں کل پورا دن اس کے ساتھ ہوسپٹل میں رہا کیا بات ہے۔ لگتا میرا یار بھی محبت کی جیل کا قیدی بن چکا

ہے۔" حیدر نے مسکراتے احد کی ٹانگ کھینچی۔ احد کے سامنے اچانک اس کا سراپا لہرایا۔ اس کی ناک کی چمکتی لونگ دل میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن وہ کہاں ماننے والا تھا۔۔

"یار وہ معذور تھی بس اس لیے۔ اور میں اپنی غلطی کا ازلہ کر رہا تھا۔ اس کی مدد کر کے۔" احد نے جھوٹ بولا۔۔۔

"یہ جو تو نظریں چرا رہا ہے نا یہ سب سچ بتا رہی ہیں۔ بچپن سے جانتا ہوں تجھے۔ تو ایسا بلکل بھی نہیں تھا۔ تو ردا کی سسٹر کے لیے کچھ فیل کر رہا ہے۔ تو مان یہ نہ مان تو اسے چاہنے لگا ہے۔" حیدر نے اس کی گرے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے تو بس فضول میں سوچ رہا ہے کام پہ دھیان دے اور جو اتنا پھیلا کے آیا ہے اسے سمیٹ سمجھا۔" احد نے اسے جھڑکا۔ وہ مسکراتا معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے دوست کے بدلے بدلے رویے سے سب سمجھ رہا تھا۔۔۔۔

....

شام حیدر اپنے کمرے میں کاؤچ پہ بیٹھا۔ کام میں بزی تھا۔ لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا کہ اچانک کسی نے ٹیبل پہ فائل پٹخی۔ اس نے نظر اٹھا کے دیکھا تو اس کے چاچا غصے سے لال ہو رہے تھے۔ اسے گھور رہے تھے۔ وہ پر سکون بیٹھا تھا۔

"کیا ہے یہ احد۔" وہ فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"کیا ہے ایسا۔" احد نے سنجیدگی سے فائل کھول کے دیکھی۔۔۔

"تم نے کوٹ میں کمپنی کے سونٹی پرسنٹ شیئرز کا claim کیا ہے۔ کوٹ کا نوٹس ہے کہ تمہارے شیئرز تمہارے حوالے کر دوں۔" اس کے چاچا تلملا رہے تھے۔ وہ ایسے شو کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔

"مجھے تو پہلے سے ہی پتا تھا یہ آستین کا سانپ ہے۔ جسے ہم پال تو رہے ہیں لیکن کل ہمیں ہی ڈسے گا۔" چاچی جو چاچا کے ساتھ ہی تھیں۔ نفرت سے پھنکاری۔ احدان کی بات پہ مسکرانے لگا۔ اس کی گرے آنکھوں میں چاچا اپنے لیے واضح بے مروتی دیکھ سکتے تھے۔۔۔

"چاچو آپ کو میں کب سے کہہ رہا تھا کہ میرے شیئرز مجھ دے دیجیے۔ لیکن آپ کے تو کانوں پہ جوں تک نہ رینگی۔ پھر مجبوراً مجھے کوٹ جانا پڑا۔ اور میں نے صرف اپنا حق مانگا ہے۔ جو پچھلے کئی سالوں سے آپ نے مارا ہوا تھا۔ اس میں غلط کیا ہے چاچا جان۔" احد نے تحمل سے انھیں آگ میں جھونک دیا۔۔۔

"اور چاچی میں کوئی سانپ نہیں ہوں۔ اور آپ کی انفارمیشن کے لیے بتا دوں آپ نے مجھے نہیں۔ میری دولت نے آپ کو پالا ہے۔ تو اب مجھے میرا حق چاہیے۔" احد نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی چاچی اور چاچا پاؤں پٹختے باہر نکل گئے۔ پیچھے احد گردن اکڑا کے بولا۔۔۔

"یہ تو صرف شروعات ہے۔ گیم تو ابھی باقی ہے۔ میرے سو کالڈ چاچا جان۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کے پراسرار مسکرایا۔۔۔

"اس احد کا کچھ تو کرنا پڑے گا۔" اشفاق صاحب کمرے میں آتے ہی دھاڑے۔ ان کی بیگم پیچھے آئیں۔۔۔

"ہمیں کچھ ایسا کرنا ہو گا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔" اس کی چالاک چاچی شیطانی دماغ والی تھیں ان کے دماغ میں کچھ تو چل رہا تھا۔۔۔

....

"رجاء تم سچ میں حارث کی شادی میں جانا چاہتی ہو۔" رجاء تیار ہو رہی تھی۔ آج حارث کی شادی تھی۔ ردا جانتی تھی کہ رجاء بہت تکلیف میں ہے لیکن اپنی امی کے ساتھ وہ بھی جانے کی ضد کر رہی تھی۔ ردا نک سک سی تیار تھی۔ اس نے رجاء سے پوچھا تو وہ بولی۔۔۔۔

"آپی حارث میرا کزن بھی ہے اس کی شادی میں کیوں چھوڑوں گی۔ اور ویسے بھی پھپھو نے مجھے خاص طور پہ دعوت دی ہے۔ تو کیسے نہ جاؤں۔ بھلے ہی میں اس کی سابقہ منگیتر ہوں لیکن اس کی خوشی میں شریک ہونا تو بنتا ہے۔ اور میں ان سب کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ رجاء کو ایسے بے مروت لوگوں کی باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ رجاء اب مضبوط ہے۔" اس نے ہوا کے سپرد سانس کیا۔ امی اور ردا بار بار پوچھ رہی تھیں۔ وہ اس کی تکلیف کا اندازہ لگا سکتی تھیں۔

آج حارث کی شادی تھی۔ رجاء کا منگیتر۔ سابقہ۔ وہ بھی جا رہی تھی۔ ردا کے ساتھ حمزہ والے واقع کو ہفتہ ہو چکا تھا۔ کچھ دن پہلے حمزہ نے فون کر کے اپنی باتوں اور رویے کے لیے معافی مانگی تھی۔ ردا نے اسے معاف کر دیا تھا۔۔۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

ردار جاء امی اور روشان شادی کے فنکشن میں پہنچ چکے تھے۔ رجاء پیچ کلر کے لونگ فراک میں بالوں کا جوڑا بنائے؛ ہلکا سا میک اپ؛ ناک میں چمکتی لونگ اور جیولری میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ ردا نے گرین کلر کا فراک پہن رکھا تھا وہ بھی کافی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

روشان نے رجاء کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ وہ چل تو رہی تھی لیکن اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ دھاڑیں مار مار کے روئے۔ اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔ لیکن اب آگئی تھی تو برداشت تو کرتی ہی نا۔۔۔

"احد ویسے حارث خورشید کے ساتھ ڈیل ہمیں کافی پرافٹ دے گی۔" حیدر ابھی ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ بھی نک سک سے تیار تھے لگ رہا تھا کہ شادی میں جا رہے ہوں۔۔

"ہاں اسی لیے تو اس کی شادی میں جا رہے ہیں ورنہ مجھے ایسے فنکشنز بلکل نہیں پسند۔" احد نے بیزاری سے کہا۔ اس نے گرے کلر کا تھری پیس پہن رکھا تھا۔ ہمیشہ کی طرح کافی ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔۔۔

حیدر نے سر ہلایا۔ دونوں ہال میں پہنچ گئے۔ احد اور حیدر ہال میں داخل ہوئے انکا استقبال خورشید صاحب نے کیا۔۔ احد اور حیدر حارث کو مبارک باد دے کر کچھ بزنس فرینڈز کے ساتھ ایک ٹیبل پہ بیٹھ گئے تو احد کی نظر ایک جگہ اٹک گئی۔ وہی چمکیلی لونگ؛ وہی لائٹ براؤن آنکھیں۔ اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ اسے اتنے جلدی دوبارہ ملے گی۔۔۔۔

سامنے رجاء روشان کے ساتھ ایک کونے میں کھڑی تھی۔احد بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ آج بہت حسین لگ رہی تھی۔اس کا دل کیا کہ اس کی ناک کی لونگ کو جا کے چھوئے۔وہ پیچ رنگ کے فراک میں اسے دل کی ملکہ لگی۔۔۔

"ارے رجاء تم بھی آئی ہو۔اچھا کیا۔دیکھو حارث کتنا خوش ہے۔" ردا اور رامین شاید حارث کو مبارکباد دینے گئی تھیں۔رجاء کی تو ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اس کے سامنے جائے۔وہ خود پہ ضبط کیے ہوئے تھی۔روشان اسی کے پاس تھا۔روشان اسے لے کر ایک ٹیبل پہ بیٹھ گیا۔وہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے اسے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔کہ اچانک وہاں کہیں سے پھپھو فائزہ بھی آ گئیں۔انھیں تو رجاء زیادہ پسند بھی نہیں تھی لیکن اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے اسے اپنانے کو تیار تھیں۔لیکن پھر رجاء کی معذوری نے انھیں موقع دے دیا کہ وہ رشتہ توڑ دیں۔سو انھوں نے ایسے ہی کیا۔اور اسے بہت برا بھلا کہا۔جو وہ ہمیشہ کرتی آئیں تھیں۔ابھی بھی اسے اور تکلیف دینے آئی تھی۔۔۔ رجاء ان کی بات سن کے پھیکا سا مسکرائی۔اس کے حال کیا ہو رہا تھا یہ صرف جانتی تھی۔پھپھو نے آتے ہی اپنی کڑوی زبان کے تیور دکھائے۔وہ جانتی تھی وہ اسے نیچا دکھائیں گی۔

"ارے میں تو بھول ہی گئی تم تو اندھی ہو۔تو تم کیسے میرے بیٹے کی خوشی دیکھ سکتی ہو۔شکر ہے تم جیسی منحوس سے اس کی جان چھوٹی۔ورنہ میرے بھائی کی طرح تم میرے حارث کو بھی کھا جاتی۔" پھپھو کی بات رجاء کے سینے میں کسی تیر کی طرح لگی تھی۔پھپھو کی بات پہ وہ ایک دم کرسی سے اٹھی اور آنسو ضبط کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتے بولی۔۔۔

"پھ پھپھو! آآپ یہ کیا بول رہ رہی ہیں۔" اس کی زبان سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا ہوئے۔ پھپھو اسے نفرت سے دیکھ رہیں تھیں۔ رجاء کو ان کے لہجے میں نفرت محسوس ہوئی۔۔۔

"پھپھو آپ کا کوئی حق نہیں بنتا میری آپی سے ایسے بات کرنے کا۔" روشان نے غصے سے پھپھو سے کہا۔۔۔

"روشان میرے بچے! میں سچ کہہ رہی ہوں۔ یہ تو ہے ہی منحوس۔ وہ تو اللہ کا لاکھ شکر ہے میرا حارث اس کی منحوسیت سے بچ گیا۔" پھپھو اس سے بہت پیار کرتیں تھیں۔ بس انھیں پتہ نہیں رجاء سے کیا دشمنی تھی۔ انھوں نے محبت سے روشان کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"پھپھو پلیز ایسا مت کہیے۔ اس دن جو ہوا اس میں میرا کیا قصور تھا۔ وہ تو ایک ایکسڈنٹ تھا۔ آپ بار بار مجھے گناہگار ٹھہرا رہی ہو۔" رجاء کے نینا بھیگنے لگنے۔ ایک آنسو اس کے رخسار سے پھسل گیا۔ اسے پتا تھا کہ وہ یہاں آئے گی تو یہ باتیں تو سننے کو ملیں گی۔ وہ اپنی پھپھو سے بہت پیار کرتی تھی۔ وہ کھڑوی باتوں کو برداشت کر لیتی تھی۔۔۔۔۔۔

"بس اب ہر بار کی طرح ڈرامے بازی شروع ہو گئی ہے تمہاری۔" فائزہ نے دانت پیس کے کہا۔

"پھپھو پلیز بس کر دیجیے۔ دعوت دے کے بلایا اور اب بے عزتی کر رہی ہیں۔ اگر یہی سب ہونا ہے تم ہم جا رہے ہیں۔" روشان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ اسے اپنی آپی کے آنسو برداشت نہیں ہو رہے تھے۔۔۔

پیچھا کھڑا ایک نفس مٹھیاں بھینچے فائزہ بیگم کی کڑوی کسیلی باتیں سن کے خود پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی گرے آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔ رجاء کے آنسو اس سے برداشت نہیں ہو رہے تھے۔ اسے فائزہ بیگم کی گھٹیا سوچ پہ سخت طیش آ رہا تھا۔۔۔۔۔

احد تو رجاء کو دیکھتے دیکھتے کسی اور جہاں میں پہنچ چکا تھا۔ حیدر نے اسے ہلایا تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا۔۔۔۔

ابھی وہ اس کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک وہاں کھڑی فائزہ بیگم اور رجاء کی باتیں سنیں۔ باتیں کافی کڑوی تھیں۔ احد کو ناگوار گزر رہی تھیں۔ تو اس کا کیا حال ہو رہا ہوگا۔ پاس بیٹھی عورتیں کھسر پھسر کر رہی تھیں۔ احد کو ان سے رجاء اور حارث کے رشتے کے بارے میں پتا چلا۔۔۔۔

پھپھو اسے برا بھلا کہہ کے چلی گئیں۔ وہ رو رہی تھی اس نے روشان کو باہر لے جانے کو بولا اس کا وہاں دم گھٹ رہا تھا۔۔۔۔

....

"یا اللہ مجھے موت دے دے۔ میں اور برداشت نہیں کر سکتی۔ اس معذوری کے ساتھ میرا جینا بہت مشکل ہو چکا ہے۔ یہ لوگ، یہ معاشرہ مجھے کبھی ایکسیپٹ نہیں کرے گا۔" رجاء کو روشان ہال کے باہر چھوڑ آیا تھا۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ اس کے آنسو تو تھم چکے تھے لیکن پھپھو کی باتوں نے اسے بہت تکلیف دی تھی۔ پھپھو تو موقع تلاش کرتی تھی اسے نیچا دکھانے کا۔ آج بھری محفل میں انھوں نے رجاء کی تذلیل کی تھی۔ اور حارث بھی ایسی باتیں کر رہا تھا۔ جیسا وہ کوئی اچھوت ہو۔

ابھی روشان اسے وہاں ایک بینچ پہ بٹھا گیا۔ بار بار خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی کہ بار بار پھپھو کی باتیں یاد آ رہی تھیں۔ اس کا آنسو ٹوٹ کے زمین میں جذب ہو گیا۔۔۔

وہ ٹوٹے لہجے میں اپنے رب سے شکوہ کر رہی تھی۔احد پیچھے کھڑا سب سن رہا تھا۔جب سے اسے پتا چلا ہے کہ فائزہ بیگم اور حارث نے اس کے ساتھ کیا ہے اس کے تن بدن میں آگ لگ چکی تھی۔وہ سلگ رہا تھا۔۔۔

"ظرف بڑا کر کے میں اسی انسان کی شادی میں آئی جس کو میں نے سب سے زیادہ چاہا۔لیکن اس انسان نے دو پل میں ہی میری محبت کو دو کوڑی کا کر دیا تھا۔وہ انسان کیا ساتھ دیتا تیرا رجاء جس کا کوئی دین ایمان ہی نہیں ہے۔" وہ روتے روتے خود سے مخاطب تھی۔پیچھے کھڑا احد نے اذیت سے آنکھیں موندیں۔رجاء کی باتیں اسے بہت درد دے رہی تھیں۔پتا نہیں کیوں لیکن اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسے سینے سے لگا لے۔اس کی ہر ایک درد کو خوشیوں میں بدل دے۔۔۔

رجاء کو پتا ہی نہیں چلا احد بینچ کے پیچھے کھڑا سب سن رہا ہے۔وہ تو اندر کا درد آنسوؤں کے ذریعے نکال رہی تھی۔۔۔

"اللہ جی کیا کبھی مجھے بھی کوئی میری اس سے سمیت چاہے گا۔یا یہ ذلت یہ تکلیف ساری زندگی میری نصیب میں لکھ دی جائے گی۔کبھی کبھی دل کرتا ہے خود کو ختم کر لوں۔پھر امی روشان ردا آپکے بارے میں سوچتی ہوں کہ وہ تو مجھ سے بغیر کسی غرض کے محبت کرتے ہیں۔" رجاء روتے بار بار موت مانگ رہی تھی۔وہ اپنا سارا دکھ نکال رہی تھی۔احد کی گرے آنکھوں میں بہت غصہ تھا۔اسکی تکلیف پتا نہیں کیوں اسے بے چین کر رہی تھی۔۔۔۔

احد رجاء میں کھویا تھا کہ اچانک فون بجا۔فون کی رنگ سے رجاء ایک دم چونکی اور کھڑی ہو گئی۔۔۔

"کون ہے کون ہے یہاں؟" رجاء نے ڈر پہ قابو پاتے ہوئے پوچھا۔احد نے فورا اپنا فون بند کیا۔۔۔

"دیکھیے آپ جو کوئی بھی پلیز میرے پاس مت آیئے۔" احد اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے لہجے میں اسے تنبیہ کر رہی تھی۔ وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا وہ پیچھے جا رہی تھی۔ رجاء بھاری قدموں کی آواز باآسانی سن سکتی تھی۔ جیسے جیسے وہ قریب آ رہا تھا اس کی ٹانگوں سے سانس نکل رہا تھا۔ بوٹوں کی آواز سے یہ بات واضح تھی کہ وہ کوئی مرد تھا۔ احد ہلکی سی مسکراہٹ لیے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کی شوخ نظریں بس رجاء کی لونگ پہ اٹکی تھیں۔۔۔۔

رجاء کا پاؤں اس کی فراک میں اٹک گیا۔ وہ گرنے ہی والی تھی کہ احد نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ اسے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا وہ اس کے سینے سے ٹکرا گئی۔ رجاء کے ہاتھ اس کے سینے پہ دھرے تھر تھر کانپ رہے تھے۔ وہ مسکرائے بس اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔۔

"پلیز مجھے چھوڑ دو۔ جانے دو مجھے۔ تمہیں خدا کا واسطہ۔" وہ روتے روتے بولی۔ احد نے اس کے آنسو صاف کیے۔ اس نے رجاء کی لونگ کو چھوا۔ تو رجاء کا جسم ٹھنڈا پڑنے لگا۔ احد کا دل کیا کہ ہونٹوں سے اس کی لونگ کو چھو لے لیکن یہ حق اس کے پاس ابھی نہیں تھا۔ اس نے رجاء کو نرمی سے چھوڑ دیا۔ اور چلا گیا۔ رجاء بے جان ہو گئی۔ اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ کوئی اجنبی اسکے بہت قریب تھا۔ روشان امی کے کہنے پہ رجاء کو لینے آیا تھا۔ رجاء اس جگہ پہ جم گئی تھی۔ وہ سوچ ہی رہی تھی کہ وہ کون تھا۔۔۔

"آپی!" روشان نے آواز دی تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

"ج جی روشان۔"۔

"چلیں آپی امی آپ کو اندر بلا رہی ہیں۔" روشان نے رجاء کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"ہاں روشان چلو۔" رجاء نے ساری بات خود تک رکھی وہ کسی کو پتا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن حیران بھی بہت تھی کہ وہ آخر ہو کون سکتا ہے جو بنا کچھ کہے صرف اس کی ناک کی لونگ کو چھو گیا تھا۔۔

....

ردا اپنا فراک سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھی۔ وہ بار بار اس کے پاؤں میں اٹک رہا تھا۔ چلتے چلتے اس کا پاؤں اٹکا وہ لڑکھڑائی کہ سامنے آتے فون پہ بات کرتے انسان کے اوپر گر گئی۔ وہ بیچارا اپنا آپ سنبھال نہ سکا اور اس سمت زمین بوس ہو گیا۔۔۔

حیدر کو جاوید صاحب کا فون آیا تھا۔ وہ ان کی بات پہ جھنجھلایا ہوا تھا کہ اچانک سامنے سے آتی لڑکی اس پہ گری۔ وہ لڑکی کوئی اور نہیں ردا تھی۔ حیدر بہت حیران تھا اور خوش بھی کہ بار بار قسمت دونوں کو ملاتی تھی۔ ردا کے لمبے گھنے بال زمین پہ بکھرے تھے۔ اور اسے ایسے تیار دیکھ تو حیدر بلکل دیوانہ ہی ہو گیا تھا۔۔

"سر آپ یہاں۔" ردا اسے دیکھ فورا کھڑی ہو گئی۔ اسے حیدر کو دیکھ کافی حیرانگی ہو رہی تھی۔۔

"یہی سوال تو میرا بھی مس ردا۔ آپ یہاں کیسے؟" اس نے ردا کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور اس سوال کا جواب دینے کے بجائے سوال کر دیا۔

"سر وہ ایکچولی شادی میرے کزن کی ہے۔ پھپھو کے بیٹے کی۔" ردا نے اسے جواب دیا۔۔۔

"اس کا مطلب حارث خورشید آپ کا کزن ہے۔" اس کی حیرانگی کی کوئی انتہاء نہیں تھی۔۔۔۔

"لیس سر آپ یہاں۔" اس نے پوچھا۔

"وہ ان کی کمپنی سے ہمارا کانٹریکٹ ہوا ہے۔ تو اس لیے آئے ہیں۔ احد بھی آیا ہے۔"۔۔۔۔

"سر بھی آئے ہیں۔ کہاں ہیں۔" ردا نے احد کا پوچھا۔

"وہ یہیں کہیں ہوگا۔ ویسے ردا آپ سے ایک بات پوچھوں؟" حیدر نے تمہید باندھی۔

"جی سر۔" ردا نے سادا سا جواب دیا۔

"آپ کا کزن اتنا بڑا بزنس مین ہے تو کیا یہ آپ کو مطلب آپ دوسری جگہ نوکری تلاش کر رہیں تھیں۔ ان کی کمپنی میں کر لیتی نا۔" حیدر نے کہا تو ردا پھیکا سا مسکرائی۔۔۔۔۔

"سر آپ کو تو پتا ہے ابو کے جانے کے بعد سب ذمہ داری میرے سر آگئی تھی۔ ان سب نے تو مڑ کے بھی نہیں دیکھا کہ ہم زندہ ہیں یا مر گئے۔ بس آج ہم یہاں ہیں صرف ابو کی وجہ سے کیونکہ پھپھو ابو کی اکلوتی بہن تھیں۔" وہ آنسو ضبط کرتی بولی۔ حیدر کو اس کے آنسو برے لگ رہے تھے۔۔۔۔

....

"تو آخر ایسا کیا ہوا کہ آپ کی پھپھو نے آپ سے سارے رشتے توڑ دیے۔" حیدر نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو اس کا فی برا لگا اور پوچھ بیٹھا۔ ردا نے کوئی جواب نہیں دیا تو حیدر کو لگا وہ اپسیٹ ہو گئی ہے اس لیے وہ چپ ہو گیا۔۔۔

"سر ایکو چلی رجاء کی منگنی ابو نے حارث سے کروادی تھی۔ لیکن پھپھو وہ شروع سے پسند نہیں تھی۔ پر حارث کی خاطر انھیں ہاں کرنی پڑی۔ پر رجاء کی بینائی جانے کے بعد انھیں اس سے پیچھا چھڑوانے کا موقع مل گیا۔ تو پھر آئیں اور رجاء کو برا بھلا کہا۔ یہاں تک کہ ابو کی موت کا ذمہ دار بھی اسے ہی ٹھہرایا۔ وہ تو معصوم تھی۔ لیکن پھپھو نے میری رجاء کو اندر سے توڑ دیا یہاں تک رجاء خود کو ابو کی موت کی وجہ سمجھنے لگی۔" ردا بے آواز روتے ہوئے اپنا سارا درد اسے بتا رہی تھی۔ پتا نہیں کیوں وہ اس کے سامنے کھلتی چلی گئی۔ حیدر ردا کی حالت دیکھ بہت برا لگ رہا تھا۔ اور حیرانگی ہو رہی تھی پھپھو کی بے حسی۔۔۔

احد جو ابھی رجاء کی چمکیلی لونگ کے جادو سے نکل کے آیا تھا لیکن اس کی قربت سے سرشار وہ حیدر کی طرف بڑھ رہا تھا رجاء کے بارے میں جان کر اسے بہت دکھ ہوا کہ رجاء کتنے عرصے سے یہ سب جھیل رہی ہے۔۔

"تو رجاء کا ایکسڈنٹ ہوا تھا۔" حیدر نے پوچھا۔۔

"ہاں سر رجاء پہلے دیکھ سکتی تھی۔ ہم سب کی طرح دنیا کے رنگ سب کچھ دیکھا کتی تھی۔ لیکن ایکسڈنٹ نے رجاء سے اس کی بینائی اور ہم سے ابو کو چھین لیے۔ اس حادثے کو تین سال ہو چکے ہیں۔ اس عرصے میں رجاء نے بہت کچھ سہا ہے۔ اور سب سے بڑھ کے حارث کی بے وفائی نے سب سے زیادہ تکلیف دی ہے۔ حارث نے تو محبت کے دعوے کیے تھے لیکن رجاء کو جب اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی تب اس نے مڑ کے بھی نہیں دیکھا۔ میری بہن نے تو بہت تکلیف سہی ہے۔ جس کا اندازہ بھی ہم نہیں لگا سکتے۔" ردا ترک بہ ترک حیدر کو سب بتا رہی

تھی۔ حیدر اور احد دونوں سانس روکے سب سن رہے تھے۔ حیدر کو بہت دکھ ہوا۔ آخر کو اس محبت کی بہن تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ردا کے سارے درد خود میں سمیٹ لے۔۔۔

احد نے تکلیف کے احساس سے اپنی آنکھیں میچیں۔ حیدر اور ردا کو نہیں پتا تھا کہ احد پیچھے کھڑا گرے آنکھوں میں غصہ لیے سب سن رہا تھا۔۔۔۔

"ردا تم ٹھیک تو ہو نا۔" روشان ردا کو ہال میں لایا اور امی کے پاس بٹھا دیا۔ وہ اس وقت بلکل حارث کے سامنے بیٹھی اس کشمکش میں تھی کہ وہ انسان کون تھا۔ وہ کچھ بولا کیوں نہیں۔ حارث سٹیج سے ہو کے رجاء کو ہی دیکھ رہا تھا۔ پتا نہیں کیوں اسے ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ رجاء سے اس کی طبعیت پوچھ آئے۔ پچھلے تین سالوں سے اس نے رجاء کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ وہ رجاء سے بے وفائی کر چکا تھا۔

"ہاں امی میں ٹھیک ہوں۔" رجاء اپنی سوچ میں گم تھی کہ اچانک امی کے بولنے میں ہوش میں آئی۔ اسے اپنی بھی اپنے چہرے پہ اس کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ پتا نہیں کیوں اسے اس لمس بے تحاشہ محبت محسوس ہوئی۔۔۔

"رجاء چلو تم بھی جا کے حارث کو مبارکباد دے دو۔" امی نے کہا تو رجاء بے بس ہو گئی اسے حارث جیسے گھٹیا انسان کے منہ نہیں لگنا تھا۔۔۔۔

"پر امی۔"۔۔۔

"رجاء انہیں بتا دو کے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔" ردا انہیں کی طرف آتی بولی وہ جو ابھی حیدر کے سامنے دل کا غبار نکال کے بہت اچھا اور ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ رجاء کو حارث کو اس اوقات یاد دلوانے کا کہہ رہی تھی۔۔۔۔

"پر" اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی رجاء اس کو کھینچتی سٹیج تک لے گئی۔ اور آرام سے سٹیج پہ حارث کے روبرو کھڑا کیا۔ حارث دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے اسے مسکراتے دیکھنے لگا جو پاس کھڑی زویا کو ناگوار گزرا۔۔۔

"کیسی ہو رجاء۔" حارث نے مسکراتے رجاء سے پوچھا۔ رجاء کی آنکھیں چھلکنے کو تیار تھی۔ اس سے پہلے وہ اپنے آنسو بے مول کرتی ردا نے اس کا ہاتھ کس کے پکڑا۔ رجاء اپنے آنسو پہ قابو پالیا۔ اور لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔۔۔

"حارث میں بلکل ٹھیک ہوں۔ کچھ لوگوں کو لگا تھا کہ میں اب ختم ہو چکی ہوں لیکن ان کی غلط فہمی میں دور کرتی چلوں۔ میں رجاء ہوں۔ بھلے ہی تکلیف میں ہوں لیکن حوصلے بہت بلند ہیں۔ خود کو سنبھالنا آتا ہے مجھے۔" رجاء ایک ایک لفظ چبا کے بولی۔ اس کے لہجے میں حارث کو بے اعتنائی، نفرت واضح محسوس ہوئی۔ وہ سب اسے سنا رہی تھی۔ حارث بلکل چپ تھا۔ زویا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

"خیر شادی مبارک ہو حارث۔۔۔ بھائی اور زویا بھابھی۔ امید کرتی ہوں آپ زویا بھابھی کا ساتھ زندگی بھر دیں گے۔ جب انھیں آپ کی ضرورت ہو گی تب انہیں مصیبت میں چھوڑ کر کہیں چھپیں گے نہیں۔" رجاء مصنوعی مسکراہٹ لیے اس بہت کچھ سمجھا دیا۔ ڈھکے چھپے الفاظ میں وہ حارث پہ طنز کر گئی۔ حارث نے زبردستی مسکراہٹ سجائی اور زویا تو نا سمجھی میں کبھی اس نابینا لڑکی کو دیکھتی اور کبھی حارث کو۔۔۔

"چلیں آپی یہاں سے۔" رجاء ردا سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"ہاں چلو رجاء حارث ہم چلتے ہیں۔ امید کرتی ہوں رجاء کی باتوں کو تم سریسلی لو گے۔" حارث کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کے ردا نے بھی طنز کا تیر چلایا۔ حارث تو بس دیکھتا رہ گیا اور وہ دونوں نیچے اتر گئی۔ پیچھے زویا اسے تیکھی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

....

احد نے جب سے ردا کی بات سنی تھی وہ اندر سے جل رہا تھا سلگ رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حارث کو جان سے مار دے۔ اس کی گرے میں لال ڈورے اس کے غصے کی نوید دے رہے تھے۔ وہ مٹھیاں بھینچے ضبط کر رہا تھا۔ حیدر فون پہ بات کر رہا تھا پھر انہیں نکلنا تھا۔ وہ بے چین ہو رہا تھا۔ اس نے رجاء کو دیکھا جو ردا کا ہاتھ تھامے پر سکون باہر کی طرف جا رہی تھی۔ روشان اور رامین بھی اسی کے ساتھ تھیں۔ اس کے چہرے پہ سکون کے تاثر دیکھ کے احد کافی حیران ہوا۔ اسے تو رجاء کے صبر پہ رشک آنے لگا۔۔۔۔۔

"کتنا کچھ برداشت کیا تم نے رجاء اس کے باوجود اتنی پر سکون کیسے ہو تم۔ کاش اللہ مجھے بھی اتنا صبر دے دے۔ تمہیں دیکھ کے مجھے لگتا ہے کہ اس دنیا میں ابھی بھی اچھے لوگ ہیں۔ اتنا کچھ سہنے کے بعد بھی تم کچھ نہیں بولی۔ مجھے تو تمہاری اس اچھائی سے محبت ہونے لگی ہے۔ میں سچ میں تم سے بے انتہاء چاہنے لگا ہوں۔ مجھے عشق ہو گیا ہے تم سے۔ مجھے تمہارے دکھ اندر سے جھنجھوڑ رہے ہیں۔ بس میں تمہارے سارے دکھ اپنے اندر سمیٹنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میری ساری محرومیاں خود میں سمیٹ لو۔"

احد اسکے جانے کے بعد اس سے مخاطب تھا۔ آخر اپنے عجیب سے احساس کو اس نے عشق کا نام دے ہی دیا۔ وہ احد کو محبت میں یقین ہی نہیں رکھتا تھا آج محبت سے بھی آگے بڑھ چکا تھا۔ پچھلے کئی دنوں سے اسے رجاء کا خیال پریشان کر رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آج تک اس کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا لیکن رجاء سے چند ملاقاتوں کے بعد ہی وہ اس کو دیکھنے کی خواہش کرنے لگا تھا۔ احد مجید لڑکیوں سے کوسوں دور رہنے والا آج ایک نابینا لڑکی کے عشق کا دم بھرنے لگا تھا۔ اس کے آنسو اسے بہت تکلیف دیتے تھے۔ اور اب وہ ارادہ کر چکا تھا کہ وہ اس سے شادی کر کے رہے گا۔۔۔۔

"احد چل چلتے ہیں۔" حیدر بات کر کے آیا تو احد کو کسی خیال میں گم پا کے فوراً بولا تو احد کو دل ہی دل رجاء سے مخاطب تھا اس کی آواز پہ گڑ گڑایا۔۔۔

"وہاں چل۔ لیکن اس سے پہلے کچھ بہت ضروری کام ہے وہ کر تو لیں۔" وہ غصے سے ایک ایک لفظ چبا کے بولا۔ حیدر نے اس کی آنکھوں میں خون اترتا دیکھ جھر جھری سی لی۔۔۔

"کیا بات ہے تو بہت غصے میں ہے؟" حیدر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے نرمی سے پوچھا۔۔۔

"کچھ نہیں۔" یہ کہہ کہ وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتا سٹیج تک پہنچا۔ حیدر حیران تھا وہ وہاں کیوں جا رہا ہے اس لیے پیچھے پیچھے بھاگنے لگا۔۔۔

"احد تو وہاں کیوں جا رہا ہے۔" حیدر اس کے قدم سے قدم ملانے کی کوشش کرتے بھاگ رہا تھا۔ وہ بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

"ہیلو مسٹر حارث! ہپی ویڈنگ۔ وہ میں آپ کو آگاہ کرنے آیا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ یہ ڈیل نہیں کر سکتے۔ ہم یہ ڈیل کینسل کر رہے ہیں۔" احد نے حیدر اور حارث دونوں کے سر پہ بم پھوڑا۔۔

"کیا! لیکن کیوں۔ ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے مسٹر احد۔ آپ اچانک یہ ڈیل کیوں کینسل کر رہے ہیں۔ ہماری کمپنی کو بہت بڑا نقصان ہو گا۔ پلیز ایسا مت کیجیے۔" حارث جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ وہ شوک میں چلا گیا۔ آخر اس کی کمپنی کی ریپوٹیشن کا سوال تھا۔ وہ مسلسل احد کو کنونس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن احد کو بلکل کسی کی سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔۔

"احد لیکن۔" حیدر حیران تھا وہ کچھ بولنے ہی والا تھا کہ احد نے ہاتھ کھڑا کے چپ کروا دیا۔۔

حارث کو بوکھلایا دیکھ کر اس کی امی اور ابو بھی سٹیج پہ چلے آئے۔ ساری باتیں سن رہے تھے۔۔

"وہ کیا ہے نا مسٹر حارث جو لوگ اپنے خون کے رشتوں کے سگے اور وفادار نہیں ہو سکے وہ کیا ہمارے وفادار ہوں گے۔ اور ویسے بھی باتوں اور وعدوں سے پیچھے ہٹنے والے لوگوں سے تعلق واسطہ رکھنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ اس لیے آپ کوئی اور ڈھونڈ لیجے۔" احد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہا۔ اس کی نظر فائزہ اور اسی پہ تھی۔ حارث پریشان تھا۔ خورشید صاحب کچھ بولنے ہی والے تھے کہ احد انہیں موقع دیے بنا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر چلا گیا۔ حیدر تو اتنا کنفیوز تھا کہ ڈیل کے لیے اپنی طبیعت کے برخلاف وہ شادی میں آیا اور اب اس نے یہ ڈیل ہی کینسل

کردی۔ آخر اچانک ایسا کیا ہو گیا تھا۔ حارث تو ڈھے گیا صوفے پہ۔ اس کی کمپنی کا بہت بڑا لوس ہو گیا تھا۔ فائزہ اور خورشید صاحب بہت بہت حیران تھے۔ انہیں احد کی بات کا مفہوم سمجھ ہی نہیں آیا۔۔۔۔

"احد احد تو پاگل ہے۔ تو نے ڈیل کیوں کینسل کر دی۔" حیدر چلاتے ہوئے احد کے پیچھے لپکا جو گاڑی میں بیٹھ چکا تھا اور گاڑی سٹاٹ کر چکا تھا۔ حیدر لپک کے گاڑی میں بیٹھا کہیں وہ اسے وہیں چھینک کے نہ چلا جائے۔۔

احد بہت رش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ حیدر کو ڈر تھا کہیں وہ گاڑی نہ ٹھوک دے۔ احد کی تو جیسے رگیں ابھی پھٹ جائیں گی۔۔۔

"احد کیا ہو گیا ہے تجھے کیوں اتنے غصے میں ہے۔" حیدر مسلسل سوال کر رہا تھا۔ احد زبان پہ قفل لگائے بیٹھا تھا۔۔

"کیوں کر دی تو نے ڈیل کینسل۔ کچھ بول۔ کیوں اس قدر غصے میں ہے تو کچھ بول بھی۔ احد" وہ اس کا کندھا ہلاتے اسے جھنجھوڑنے لگا اسکی آواز کافی اونچی تھی۔ احد نے ایک دم بریک ماری۔ حیدر کا سر ڈیش بورڈ سے لگتے لگتے بچا۔ حیدر جیسے ہی سیدھا ہوا اس نے مڑ کے حیدر کو دیکھا۔ حیدر تو ڈر ہی گیا۔ اس کی آنکھوں سے انگارے برس رہے تھے۔۔ وہ غصے سے گاڑی سے اترا اور دھڑام سے دروازہ بند کیا۔ حیدر بھی اترا۔ وہ ایک سنسنان جگہ تھا۔ وہاں گاڑیاں ناہونے کے برابر تھیں۔ وہ دونوں دیتو سے مخالف سیمت میں آچکے تھے۔۔۔۔

"بول احد کیوں تو نے اپنا ہی نقصان کر دیا۔" حیدر نے اب کی بار تحمل سے پوچھا تو احد نے اپنے براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

"کیونکہ اس حارث نے اسے تکلیف دی۔اسے رولایا۔اس کی وجہ سے وہ روئی۔" احد نے ایک ایک لفظ چبا کے کہا ۔حیدر اسے حیرانگی سے دیکھنے لگا۔اسے اس کی بات سمجھ نہیں آئی کہ وہ کس کی بات کر رہا تھا۔۔۔

اسے وہ بلکل دیوانہ لگ رہا تھا۔۔۔

"کس کی بات کر رہا ہے تو احد۔" حیدر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے نرمی سے پوچھا۔۔۔

"م مم میں رجاء کی بات کر رہا ہوں۔" احد نے آنکھیں موندتے کہا۔اس کے سامنے رجاء کا معصوم سراپا لہرایا۔۔۔۔

"لیکن کیوں احد کسی پرائی لڑکی کے لیے تو نے اتنا سب کیوں کیا۔آخر ہو کیا گیا ہے تجھے۔" حیدر تو آج اس سے سب اگلوانے کے موڈ میں تھا۔ہر وہ بات جو اس کا یار دل میں چھپائے بیٹھا ہے۔۔۔۔

"وہ کوئی پرائی لڑکی نہیں ہے ڈیم اٹ۔" احد نے گاڑی کے بونٹ پہ زور سے ہاتھ مارا۔۔

"بتا مجھے کیوں کیا تو اس کے لیے اتنا سب۔" حیدر احد سے سب بولوانا چاہتا تھا جو اس نے احد کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔

"کیونکہ وہ احد مجید کی محبت ہے۔میں اس سے بے تحاشہ محبت کرتا ہوں۔اور کسی کی وجہ سے رجاء کی آنکھوں میں ایک بھی آنسو آیا تو میں اسے برباد کر دوں گا۔" احد سرخ آنکھیں لیے جنونی ہو رہا تھا۔حیدر اس کی بات سن کے مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔احد کا یہ جنونی انداز اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔

"واہ احد تو تو چھپا رستم نکلا۔ویسے کب ہوا یہ کارنامہ۔" حیدر تو خوشی سے جھوم رہا تھا اس نے احد سے پوچھا۔۔۔۔

"پتا نہیں حیدر مجھے خود اندازہ ہی نہیں ہوا کہ کب رجاء نے میرے دل پہ قبضہ کیا۔ بس لگ گیا مجھے بھی محبت کا مرض۔" احد نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔ اس کے سامنے اپنی اور رجاء کی ہر ایک ملاقات کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔ حیدر بس مسکرائے جا رہا تھا۔ اس نے دل میں شکر ادا کیا کہ احد کے دل میں بھی کوئی لڑکی آئی ورنہ تو اس لگ رہا تھا کہ احد نے کنوارہ ہی مرنا ہے۔۔۔

وہ اسے تنگ کرتا رہا۔ سارے راستے اسے بس زچ کیا۔ وہ رجاء کے لیے خوش بھی تھا۔ وہ اسے اپنی بہن مانتا تھا آخر کو ردا کی جان بستی تھی اس میں۔۔۔۔

....

احد ابھی گھر پہنچا تھا۔ رجاء کے خیالوں میں گم مسکراتا کمرے میں پہنچا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ تبھی عمر کمرے میں آیا۔۔۔

"او مائی گوڈ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ دا موسٹ سریس پرسن آف دس ہاوس مسکرا رہے ہیں۔ کیا بات ہے بھائی۔" عمر آنکھیں ملتے ایکٹنگ کرنے لگا۔ احد اس کی بات پہ مسکرانے لگا۔۔۔

"کچھ نہیں عمر بس ایسے ہی۔" احد نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔۔۔

"کون ہے وہ بھائی۔" عمر نے شکی نظروں سے دیکھا۔۔۔

"کون عمر۔" احد نے نا سمجھی میں اسے دیکھا۔۔۔

"وہی احد بیٹا جی جس کی وجہ سے آجکل اکیلے اکیلے مسکرایا جاتا ہے۔" دادا جی اور دادی اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔ انھوں نے دونوں کی باتیں سن لیں۔ دادی تو مسکرا رہی تھیں۔ دادا جی کو لگا کہ وہ مرہا کا نام لے گا۔۔۔۔

"داداجی ہے بس۔" احد مسکراتے پراسرار انداز میں کہا۔۔

"مرہا ہے ناوہ خوش نصیب۔" داداجی نے مسکرا کے کہا تو احد اور دادی کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔احد کو غصہ آنے لگا لیکن وہ خود پہ قابو پا گیا۔۔

"نہیں دادو میں مرہا کو نہیں کسی اور کو چاہتا ہوں۔" احد نے کہا تو داداجی حیران ہو گئے۔وہ تو مرہا کو احد کی دلہن بنتا دیکھنا چاہتے تھے اسی سلسلے میں اس سے بات کرنے آئے تھے۔

اشفاق اور سارہ دونوں کو بہت غصہ آیا جب انہیں احد کو اس کا شیئر دینا پڑا۔اس لیے وہ سیدھا کاظم صاحب کے پاس پہنچے۔تاکہ انہیں مرہا اور احد کی شادی کے لیے قائل کر سکیں۔انھوں نے چکنی چپڑی باتیں کر کے انہیں منا ہی لیا تھا۔وہ بس احد کی دولت پہ نظریں گاڑھے بیٹھے تھے۔۔۔۔

"پر احد میں چاہتا تھا کہ تم مرہا سے شادی کرو۔گھر کی بچی ہے۔" داداجی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

"دادو آپ کے لیے کیا واقعی میں اہم ہوں۔" احد نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔اور امید سے انہیں دیکھنے لگا۔۔۔

"ایسا کیوں بول رہے ہو میرے بچے۔تم میرے آمین کی آخری نشانی ہو میرے پاس۔تم سے اہم میرے لیے کوئی نہیں بیٹا۔" دادو نے محبت سے کہا۔

"تو اپنے اس بیٹے کی ایک بات مانیں گے۔" احد نے امید سے ان کی طرف دیکھا۔

"ہاں بیٹا بولو۔"،،،،،،

"دادو میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں۔ میں اس سے ہی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مرہا سے نہیں۔ اس لیے ہم بہتر ساتھی ڈھونڈیں گے۔ بس دادو میں اتنا چاہتا ہوں کہ آپ میرا رشتہ وہاں لے جائیں۔" احد کے کہنے پہ داداجی چپ ہو گئے۔ دادی انہیں پریشانی سے دیکھنے لگی۔ داداجی کچھ بھی بولے بغیر وہاں سے چلے گئے۔ داداجی کچھ نہ بولے۔۔۔

دادی بھی پریشان ہو گئی۔ عمر تو بس چپ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

"دادی۔" احد ان کی طرف مڑا۔ دادی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

"کوئی بات نہیں بیٹا بہت جلد تمہارے دادو وہاں جائیں گے۔ بس تم تھوڑا صبر رکھو۔ ویسے اس کا نام کیا ہے۔" دادی نے مسکراتے اس سے پوچھا۔۔۔

"رجاء نام ہے اس کا۔" احد نے مسکراتے انہیں بتایا۔۔۔

"کیسی دکھتی ہے وہ۔" دادی نے مزید تحقیقات کی۔۔۔

"بے حد حسین۔۔ میں نے آج تک اس جیسا کوئی نہیں دیکھا ہے۔ سب سے الگ ہے وہ جس نے احد مجید کا دل چرا لیا۔" احد کھوئے کھوئے انداز میں محبت سے چور لہجے میں بولا۔ باہر کھڑی مرہا جو سب سن رہی تھی اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ غصے سے لال ہوتے وہ وہاں سے چلی گئی۔ اپنی جگہ وہ کسی اور کو نہیں لینے دے سکتی تھی۔۔۔

"پر دادی وہ دیکھ نہیں سکتی۔ جس لڑکی کا میں نے آپ سے اس دن ذکر کیا تھا یہ وہی لڑکی ہے۔ میں اس کے بغیر اب نہیں رہ سکتا۔" اس نے جب دادی کو بتایا۔ تو دادی کو دھچکا لگا۔ تو دادی پریشانی ہو گئی۔ ان کے پوتے کی شادی ایک اندھی لڑکی سے۔ لیکن اپنے پوتے کی آنکھوں میں محبت کے دیے جلتے دیکھ وہ چپ ہو گئی۔۔۔

"پر بیٹا وہ دیکھ نہیں سکتی۔ ایسے کیسے ہم تمہاری شادی ایک معذور لڑکی سے کرا دیں۔" دادی نے اسے نرمی سے سمجھا رہی تھی۔ ان کی بات پہ احد تڑپ گیا۔۔۔۔

"دادی وہ معذور نہیں ہے۔ وہ کئی لوگوں سے بہتر ہے جو اس گھر میں ہمارے اپنوں کی صورت میں رہتے ہیں۔ دادی تو کیا ہوا وہ دیکھ نہیں سکتی تو۔ میری محبت، میرا عشق اس کے آنکھوں کی روشنی بنے گا۔ وہ آنکھیں اور میں اس کی روشنی۔ دادی مجھے زندگی میں پہلی بار کسی سے محبت ہوئی ہے۔ پلیز میری محبت کی توہین مت کیجیے۔"،،،،،

"احد یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ اس پہ عمل بہت مشکل ہے۔ تم آج کہہ تو رہے ہو کل اس کی یہ کمی تمہارا بوجھ بن جائے گی۔ جو اسے بہت تکلیف دے گی۔" دادی نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

"دادی میری محبت اتنی کمزور نہیں ہے کہ وہ اس پہ بوجھ بن جائے۔ محبوب کو تو اس کی کمی سے بھی محبت کی جاتی ہے دادی۔ اور میں اپنی رجاء کی ہر کمی سے محبت کروں گا۔ میں اس کی آنکھوں میں ایک آنسو بھی نہیں آنے دوں گا۔"۔۔۔۔

"پر احد ایک بار سوچ لو۔ لوگ کیا کہیں گے۔ ہمارا سٹیٹس ہے۔ لوگ کہیں گے کہ احد مجید کو ایک اندھی لڑکی کے علاوہ کوئی اور نہیں ملی شادی کرنے کے لیے۔" دادی نے اصل بات بتائی۔۔۔

"دادی لوگ کیا سوچتے ہیں ہیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا بس مجھے اپنی رجاء چاہیے۔اور ویسے بھی آپ لوگوں کو کبھی خوش نہیں کر سکتے۔"۔۔۔۔

دادی مڑ کے کھڑکی کی طرف چلی گئیں۔ عمر بھی کب سے سب سن رہا تھا۔وہ اور دادی اس کے لہجے میں واضح ضد اور جنون محسوس کر سکتے تھے۔۔۔

دادی چپ ہو گئی۔ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ عمر اپنے بھائی کے لیے بہت خوش تھا۔۔۔

"ویسے بھائی یہ کہاوت ہے کہ محبت اندھی ہوتی ہے۔آپ تو اس بات کی جیتی جاگتی مثال ہیں۔کوئی اور آپ کا ساتھ دے نہ دے میں ضرور دوں گا۔"عمر کی بات پہ احد نے اس گلے لگالیا۔دادی چاہتی تھی کہ وہ ایک بار پھر اپنے فیصلے پہ غور کرے لیکن رجاء کی محبت میں وہ اندھا ہو چکا تھا۔۔۔۔

اب کیسے ہو گی رجاء احد کی۔اس نے محبت کا اعتراف تو کر دیا۔لیکن کیسے رجاء احد کی زندگی میں شامل ہو گی۔اگلی قسط میں کچھ ہونے والا ہے۔اور مرہا آگے کیا کرے گی۔۔۔

"امی آج میں بہت خوش ہوں۔"ردا امی سے مخاطب تھی۔سب شادی سے تھوڑی دیر پہلے ہی گھر پہنچے تھے۔رجاء کمرے میں تھی چینج کرنے گئی تھی۔ردا بہت تھک چکی تھی تو کچن میں اپنے لیے چائے بنانے گئی تھی تو سامنے امی پہلے سے ہی چائے بنا رہی تھیں۔وہ بہت خوش لگ رہی تھی۔آتے ہی سٹول پہ بیٹھ گئی اور چہکتے ہوئے امی سے بولی۔۔۔۔

"کیا بات ہے میری بیٹی کیوں اتنی خوش ہے آج۔" امی نے کپس میں چائے انڈیلتے مسکراتے ہوئے ردا سے پوچھا۔ آج ردا بہت ٹائم بعد ایسے خوش لگ رہی تھی۔۔

"امی ہماری رجاء نے آج حارث کو بتادیا کہ وہ بہت مضبوط ہے۔ پتا ہے آپ کو امی رجاء نے پہلی مرتبہ اسے اتنی باتیں سنائی۔ بیچارے کا منہ دیکھنے کے قابل تھا۔" ردا نے خوش ہوتے ہوئے امی کو رجاء کی ایک ایک بات بتا رہی تھی۔ امی کو رجاء کے لیے بتا رہی تھی۔

"پتا نہیں ردا میری رجاء کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔ اور دکھ ہیں اس کی زندگی میں۔" امی کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ ردا چائے کا سائڈ پہ رکھتی بولی۔۔۔

"امی آپ ایسے روئیں گی تو رجاء کو کون سنبھالے گا۔ انشاءاللہ بہت جلد رجاء دیکھنے لگے گی۔ آپ فکر مت کیجیے۔" ردا نے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ رامین نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

"آپی!" رجاء بھی اسے آواز دیتی کچن میں پہنچ گئی۔ رامین نے فوراً آنسو صاف کیے۔۔۔۔

"رجاء تم۔ میں تو کمرے میں ہی آ رہی تھی۔" ردا رجاء تک پہنچی اور اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ رجاء نے ردا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور مسکرا کے بولی۔۔۔

"کوئی بات نہیں آپی۔ اب میں آ گئی ہوں نا۔"۔۔۔

"رجاء چائے پیو گی۔" رامین بیگم نے کہا تو رجاء تو چائے کی دیوانی تھی فوراً سے مان گئی۔ رامین نے اسے چائے دی۔۔۔

"ردا کل حمزہ کی امی کی کال آئی تھی۔وہ میں بھول گئی تھی۔" رامین نے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو ردا کے چہرے کے تاثرات ایک دم سخت ہو گئے۔اسے اب حمزہ سے نفرت سی ہونے لگی تھی۔پر اس دن کے بعد حمزہ نے پتا نہیں کیوں اس سے گڑگڑا کے معافی مانگی تھی۔اس نے ناچاہتے ہوئے بھی معاف کر دیا تھا۔۔۔۔

"کیوں امی اچانک۔" ردا نے نظریں چراتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"کیا ہوا آپی ہونہہ ہونہہ حمزہ بھائی کا نام سن شرما گئی کیا۔" رجاء اسے چھیڑتے بولی۔ردا نے امی کی طرف دیکھا جو ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔اور رجاء کی بات پہ ہنس رہی تھی۔اسے ناچاہتے مصنوعی مسکراہٹ کا سہارا لینا پڑا۔

"ردا تم پچھلے تین سال سے انھیں ٹال رہی ہو۔وہ کل آ رہی ہیں۔شادی کے بارے میں بات کرنے۔" رامین نے اس کے سر پہ بم پھوڑا۔ردا تو پریشان ہو گئی۔۔۔

"امی میں آپ کو رجاء کو؛اس گھر کو میری ضرورت ہے۔میں ابھی شادی نہیں کر سکتی۔" ردا نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔اسے ابھی بلکل بھی حمزہ کا یا شادی کا ذکر تک گوارا نہیں تھا۔۔۔

"ردا کب تک تم شادی سے انکار کرتی رہو گی۔تین سال سے زیادہ ہو گئے ہیں اور رجاء کی یا ہماری فکر مت کرو سب ہو جائے گا۔" اس کی امی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے سمجھانے لگیں۔وہ کافی امید سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

"ہاں آپی آپ امی ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ کو اب شادی کر لینی چاہیے۔ آپ کو بھی حق ہے سیٹل ہونے کا۔ اپنی فیملی بنانے کا۔ آپ کب تک یہ میرے لیے خود کے خوابوں کو روندھیں گی۔ دیکھے آپی جہاں تک بات ہماری ہے تو کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے گا۔" رجاء نے ردا کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا اور اسے زور سے دبایا۔

"پر رجاء۔" ردا نے کچھ کہنا چاہا تو رجاء نے اس کی بات کاٹی۔۔۔

"پر ور کچھ نہیں آپی کل حمزہ بھائی کی امی آ رہی ہیں۔ شادی کے سلسلے میں اور ہر بار کی طرح شادی کو آگے نہیں کریں گیں۔" ،،،،

"ہاں ردا رجاء صحیح کہہ رہی ہے۔ بس اب تم ہماری فکر چھوڑو۔ اور اب اپنا گھر بسانے کا سوچو۔" رامین نے کہا تو ردا بس بے بسی سے انھیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

....

حیدر گھر پہنچا تو سامنے ماما لاونج میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

"السّلام علیکم موم۔" حیدر نے آتے ہی صبا بیگم کو سلام کیا۔ صبا یاسین حیدر کی ماں تھیں۔ حیدر ان کی اکلوتی اولاد تھی۔ یاسین صاحب کا اپنا بزنس تھا لیکن حیدر اپنا نام کمانا چاہتا تھا۔ وہ لنڈن سے احد کے ساتھ ہی پڑھائی کر کے لوٹا تھا۔ یاسین صاحب حیدر کے بہترین دوست تھے۔ حیدر دل کی ہر بات ان سے شیئر کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ردا کے بارے میں بھی اپنے ڈیڈ کو بتا چکا تھا۔۔۔۔

"وَعَلَیکُم السَّلَام۔"صبا نے گھور کے حیدر کو دیکھا۔اور جواب دیا۔حیدر نے ڈیڈ کو دیکھ کے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ موم کو کیا ہوا۔آگ کا گولا کیوں بنی ہوئی ہیں۔یاسین صاحب سامنے صوفے پہ بیٹھے تھے۔انھوں نے گردن کٹنے کا اشارہ کیا۔حیدر کو سمجھ نہیں آیا کیا ہوا۔۔

"موم سب ٹھیک تو ہے آپ اتنی رات تک جاگ رہی ہیں۔اور کیا ہوا آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں؟"حیدر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔

"مجھ سے پوچھ رہے ہو تم کیا ہوا۔مجھے تو تم سے پوچھنا چاہیے تھا۔کیا چل رہا ہے سب۔تم باپ بیٹے کیا کھچڑی پکا رہے ہو ہاں۔اور یہ لڑکی کا کیا چکر ہے۔"صبا نے پہلی تیکھی نظر اپنے شوہر نامدار پہ ڈالی جو دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پہ سجائے ایسے بیٹھے تھے کہ جیسا ہزار معصوم مرے ہوں گے تو وہ پیدا ہوئے ہوں گے۔اور پھر اپنے بیٹے کو دیکھا جس کو کھٹکا سا لگ گیا۔وہ بھول گیا تھا کہ اس کے ڈیڈ اسکی موم سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔۔۔۔

"ڈیڈ سب بتا دیا موم کو۔"اس نے یاسین صاحب کی طرف دیکھا۔

"غلطی سے منہ سے نکل گیا بیٹا جی۔"انھوں نے صبا کی طرف چور نظروں سے دیکھا جو دونوں کو بڑی خطرناک گھوری دے رہی تھیں۔۔

"ڈیڈ ابھی نہیں بتانا تھا۔"حیدر نے معصومیت سے کہا۔پھر صبا کی طرف مڑا۔۔

"موم میں آپ کو بتانے ہی والا تھا۔بس تھوڑے ٹائم بعد۔"اس نے کہا تو صبا نے اس کی بات کاٹی۔۔

"ہاں ابھی بھی مجھے کچھ پتا نا چلتا۔ اگر تمہارے ڈیڈ کے منہ سے نہ نکلتا۔ میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ آج کل حیدر بڑا کام بزی رہتا ہے تو تمہارے ڈیڈ نے کہا کہ آجکل تم احد کی سیکٹری کے چکر میں گھن چکر بنے ہوئے ہو۔ شکر انہوں نے مجھے بتادیا ورنہ تمہاری شادی کے بعد ہی بتانے کا ارادہ رکھ رہے تھے تم۔" صبا نے اس کا پکڑ لیا تو حیدر کے چہرے پہ ہنسی آگئی۔۔۔

"آہ موم چھوڑیں نا۔ میں آپ کو بتانے ہی والا تھا۔ سچ میں۔" حیدر نے کان چھڑاونے کی از حد کوشش کی۔ صبا نے اس کا کان چھوڑ دیا۔۔۔

"کب بتانے والے تھے ڈیڈ کو بتادیا تھا۔ اب جب پول کھل چکی ہے تو بتاؤ میری ہونے والی بہو کیسی ہے۔" صبا نے مسکراتے اسے حیران کر دیا۔۔۔

"اس کا مطلب آپ کو کوئی اعتراض نہیں۔" حیدر کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔۔۔

"مجھے کیا اعتراض ہو گا۔ میں نے تو ہمیشہ تمہاری خوشی ہی چاہی ہے۔ بس تم مجھے میری بہو سے ملاؤ۔" صبا بہت خوش تھیں۔

"تھینک یو، تھینک یو موم۔ آئی لو یو۔" حیدر نے انھیں زور سے گلے لگایا۔ یاسین صاحب بہت خوش تھے ورنہ انھیں تو لگ رہا تھا کہ آج پکی کلاس لگنے والی تھی۔۔۔

"شکر ہے بیگم آپ مان گئیں ورنہ مجھے تو لگ رہا تھا کہ آپ مجھے اور اپنے بیٹے کو آج دھکے مار کے گھر سے نکالنے کے در پہ تھیں۔" یاسین صاحب بھی ان تک آئے اور صبا کے کندھے پہ بازو پھیلایا۔ وہ ہنستے ہوئے بولے۔ حیدر شریر سا مسکرایا۔ صبا نے انھیں گھوری سے نوازا۔ وہ پھر بھی ہنس ہی رہے تھے۔۔۔۔

"ہاں آپ باپ بیٹے نے تو مجھے تو کچھ سمجھا ہی نہیں ہے۔ بچپن سے آج تک حیدر مجھ سے پہلے آپ سے ہر بات شیئر کرتا آرہا ہے۔ اور آپ بھی اس کی حرکتوں پہ اسے جھڑکنے کے بجائے اس کا ساتھ دیتے آئے ہیں۔" صبا نے غصے سے کہا اور دوسری طرف حیدر تھا۔۔۔۔

"ہاں تو جھڑکنے کے لیے ڈرانے کے لیے آپ کی گھوری کافی ہے بیگم۔ اور ویسے بھی میں اپنے بیٹے کا باپ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوست بھی ہوں۔ کیوں حیدر۔" یاسین صاحب نے حیدر کی طرف دیکھا۔۔۔

"یس ڈیڈ۔" حیدر نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

"ویسے حیدر میری بہو سے کب ملوا رہے ہو۔ مجھ سے تو انتظار ہی نہیں ہو رہا۔ کوئی تصویر ہے اس کی" صبا بہت بے صبری ہو رہی تھیں۔۔۔

"ہاں حیدر تمہاری موم سے صبر نہیں ہو رہا۔ آج تک ہم دونوں کا خون چوستی آئی ہیں۔ اب تمہاری بیوی کے آنے کے بعد اس کا خون چوسیں گیں۔ ہے نا بیگم۔" یاسین صاحب انھیں تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ صبا بیگم نے دانت پیس کے انھیں گھورا۔ اور ان کا حصار توڑ دیا۔ یاسین صاحب ان کی گھوری دیکھ کے چپ ہو گئے۔ انھیں نہیں اپنی بینڈ بجوانی تھی۔۔

"موم ایک ہی تصویر ہے وہ بھی چپکے سے لی تھی۔ اگر ردا کو پتا چل گیا تو وہ مجھے مار ڈالے گی۔" حیدر نے اس کی تصویر جو بہت احتیاط سے گیلری کے سیف فولڈر میں چھپا کے رکھی تھی۔ انھیں دکھائی۔ تصویر میں ردا بڑے مگن انداز میں لیپ ٹاپ پہ کام کر رہی تھی۔ ریڈ کالر کے ڈریس میں وہ حیدر کو تو حسین ہی لگ رہی تھی۔ لیکن یاسین صاحب اور صبا بھی اس کی پسند کو داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔۔۔

"ماشاءاللہ یہ تو بہت خوبصورت ہے۔ ویسے بہت اچھی پسند ہے تمہاری حیدر۔" صبا بیگم تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے بولیں۔۔

"ہاں بیگم ہمارے گھر کی بہو ہے تو خوبصورت لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کوے کی شکل کو وہ کیسے پسند کر گئی۔ خود تو اتنی پیاری ہے لیکن پتا نہیں چوائس بہت گندھی ہے ردا کی۔" یاسین صاحب ہنسی دباتے حیدر کی ٹانگ کھینچتے بولے۔ صبا بس مسکرا رہی تھی۔ حیدر کا تو منہ کھل گیا۔

"ڈیڈ اب ایسی بات بھی نہیں ہے اتنا بھی برا نہیں دکھتا میں۔ کافی ہینڈسم ہوں میں۔ لنڈن ساری نہیں تو دو تین لڑکیاں مرتی تھیں مجھ پہ۔ باقی سب تو احد کے پیچھے مکھیوں کی طرح گھومتی تھیں۔" حیدر نے صفائی دی۔ آخر بات آہستگی سے کہی۔۔۔۔

"ہاں ہاں ماشاءاللہ میرا بیٹا بھی کم نہیں ہے۔ بہت حسین ہے یہ۔" صبا نے بھی اس کی تائید کی۔۔۔

"موم حسین نہیں ہینڈسم۔" حیدر نے درستگی کی۔۔۔

"اچھا بھئی جو بھی ہے مجھے اس کا اڈریس دو کل میں اور تمہارے ڈیڈ رشتے لے جاتے ہیں۔" اس کی موم نے تصویر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"موم ایک پرابلم ہے۔ میں نے ابھی تک ردا کو نہیں بتایا کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ ایک ون سائڈڈ لو ہے۔ میں بہت جلد اسے بتا دوں گا پھر اس سے شادی کروں گا۔" حیدر نے بتایا تو سب کے منہ کھل گئے۔۔۔

"حیدر تم نے ابھی تک ردا کو نہیں بتایا۔ تو جلدی بتاؤ۔ مجھ سے اور صبر نہیں ہو رہا۔ میں اب بہو لانا چاہتی ہوں۔" صبا نے اس سر پہ چپت لگاتے ہوئے کہا تو یاسین صاحب بھی یہی کہہ رہے تھے۔۔ حیدر نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"ہاں موم بہت جلد بتاؤں گا۔ پہلے کچھ ضروری کام تو کر لوں۔" حیدر کے دماغ میں کچھ پک رہا تھا۔ وہ حمزہ کو ردا کی زندگی سے نکال باہر کرنا چاہتا تھا۔ لیکن شاید ابھی کچھ ہونے باقی تھا۔۔۔

....

مرہا جب سے احد کی بات سن کے آئی تھی غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔ وہ کمرے میں توڑ پھوڑ کر رہی تھی۔۔۔

"نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ احد نے کیسے دھڑلے سے اس لڑکی کا نام لے لیا۔ جبکہ میں مرہا اشفاق جو کئی سالوں سے اس کی محبت میں قید ہوں اسے میرا ایک ذرا بھی احساس نہیں ہوا۔" مرہا نے اپنے ڈریسنگ ٹیبل سے ساری قیمتی پرفیوم کی بوتلیں زمین پہ پٹخ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ چلا رہی تھی۔۔۔

"نہیں احد صرف میرا ہے۔ بچپن سے چاہا ہے میں نے اسے۔اتنی آسانی سے تو میں اسے کسی اور ہونے نہیں دے سکتی۔اگر تمہیں پانے کے لیے مجھے اس لڑکی کو راستے سے بھی ہٹانے پڑے تو میں کروں گی۔" مرہا احد سے مخاطب پاگل ہو چکی تھی۔وہ اسے پانے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے۔۔۔

"لیکن مجھے پتا کیسے چلے گا کہ وہ ہے کون؟" مرہا مسلسل کمرے میں چکرا رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

"دادی کو تو پتا ہو گا نا۔ نہیں نہیں دادی سے نہیں۔ایک کام کرتی ہوں فریال کے بھائی رافع کو بولتی ہوں۔وہ تو ڈیٹکٹو ہے۔وہ مجھے پتا اس لڑکی کے بارے میں سب انفارمیشن دے دے گا۔" فریال مرہا کی دوست تھی۔اس نے فورا فون اٹھایا اور رافع کو کال کی۔اس سب بتاتی گئی۔رافع سب سمجھ گیا اس نے احد کے بارے میں پوچھا وہ احد کے ذریعے بہت آسانی سے رجاء تک پہنچ سکتا تھا۔۔۔

"مجھے اس لڑکی کی ساری انفارمیشن چاہیے۔" یہ کہہ کے اس نے فون کاٹ دیا۔پیسے کام کے بعد اسے مل جاتے۔۔۔

"اب دیکھتی ہوں میں ڈارلنگ احد تم کیسے کسی اور کے ہوتے ہو۔اس لڑکی کا نام نہ دنیا سے مٹایا تو میرا نام بھی مرہا نہیں۔" مرہا شیطانی ہنسی ہنسی اسے بس جلدی سے جلدی احد کو اپنا بنانا تھا۔۔۔

....

اگلی صبح ردا آفس کے لیے نکل چکی تھی۔امی کام میں مصروف تھیں۔اچانک لینڈ لائن پہ کال آئی۔آس پاس کوئی نہیں تھا تو مجبوراً رجاء کو فون اٹھانا پڑا۔۔۔

"ہیلو۔ہیلو!" رجاء کی آواز رسیور پہ ابھری تو اگلے انسان کی تو جیسے صبح حسین ہو گئی ہو۔۔۔

"ہیلو کون ہے؟" پرسے رجاء نے کہا تو جواب نہیں آیا۔۔۔

احد اپنی چیئر پہ سر گرائے آنکھیں موندے اس کی آواز کو محسوس کر رہا تھا۔ محبت بھی کیا شے ہے اچھے خاصے انسان کو باولا کر دیتی ہے یہ بات آج احد کو سمجھ آ رہی تھی۔

"ہیلو کون ہے۔ بات کرنے کی زحمت نہیں کرنی تو فون کیوں کیا ہے۔" رجاء کو آخر کار غصہ آ گیا۔ احد نے آج تک اس کا معصوم روپ دیکھا تھا۔ غصہ والا روپ دیکھ کے وہ حیران رہ گیا۔ اس کی حیرانگی مسکراہٹ میں بدل گئی۔۔۔۔

رجاء کو جب مزید کوئی جواب نہیں ملا تو فون رکھ دیا۔ پھر سے کال آئی اس نے پھر فون اٹھایا۔۔۔

"ہیلو کون ہے۔ پلیز کچھ بولو۔" رجاء نے التجایہ انداز میں کہا۔ تو احد آنکھیں بند کیے اس کی آواز کو غصے کو محسوس کر رہا تھا۔۔ اس کی آواز سے اسے دل میں سکون اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ مسلسل مسکرائے جا رہا تھا۔۔۔

"رجاء کون ہے بیٹا۔" اس کی امی فارغ ہو کر باہر آئی تو رجاء کو کسی سے فون پہ بات کرتا دیکھا تو پوچھ بیٹھیں۔۔۔

"پتا نہیں امی کوئی پاگل انسان ہے۔ فون کر کے لگتا ہے بھول ہی گیا ہے کہ بات بھی کرنی ہوتی ہے۔" رجاء نے غصے سے کہا اور فون پٹخ دیا۔ احد اس کی باتوں پہ صرف مسکرا ہی سکا۔۔۔

"ہاں صحیح کہا میری جان پاگل تو میں ہو ہی چکا ہوں۔ تمہارے عشق میں تو بلکل پاگل ہو چکا ہوں۔" احد کی گہری آنکھوں میں بہت محبت تھی رجاء کے لیے۔ پتا نہیں اس رجاء کی آواز سن کے دل کو سکون سے ملا تھا۔ جو پہلے کبھی اسے محسوس نہیں ہوا تھا۔۔۔

وہ رجاء کے خیالوں میں گم تھا کہ اچانک اس کا فون بجا تو دیکھا اس کے جاسوس اور دوست اسفند کی کال تھی۔۔۔

"ہیلو اسفند بولو جو کام کہا تھا ہوا؟" احد نے اسفند کی کال اٹھاتے ہی کہا۔۔۔

"یس سر کام ہو گیا۔ رجاء میڈم میں ساری انفارمیشن مل گئی۔ سر رجاء میڈم کالج سے واپسی پہ ایکسڈنٹ میں اس کی آنکھوں کی روشنی چھن گئی۔" وہ ترک بہ ترک سب بتا رہا تھا۔۔۔

"یہ پتا ہے مجھے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کب گھر سے نکلتی ہے۔ کہاں زیادہ تر آنا جانا ہے اس کا سب۔" احد سے صبر نہیں ہو رہا تھا وہ رجاء کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

"سر میڈم شام کو واک کے لیے اپنی دوست عائشہ یا بھائی روشان کے ساتھ نکلتی ہیں۔ ویسے میڈم زیادہ گھر سے نہیں نکلتی لیکن محلے داروں کے مطابق جب وہ ٹھیک تھیں تو بچوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ لیکن اب وہ کہیں نہیں آتی جاتی۔۔"

"میری رجاء نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ اپنی کمی کے ساتھ وہ زندگی کو جی رہی ہے یہ اس کی ہمت ہے۔" احد نے درد سے آنکھیں موندتے ہوئے کہا۔۔۔

"اور کوئی خاص بات۔" احد نے مزید پوچھا۔

"نہیں سر کوئی خاص بات نہیں۔ مزید کچھ پتا چلنے پہ آگاہ کرتا ہوں۔"،،،

"ٹھیک ہے مجھے ہر پل کی خبر چاہیے۔ اور دیکھو کہ رجاء کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو اس کی بہانے سے مدد کر دینا،" احد نے اسفند کو اس کی سکیورٹی سونپی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ رجاء کو کوئی تکلیف ہو۔۔اب رجاء اس سے کچھ وقت کے لیے دور تھی۔ بہت جلد وہ اسے اپنا بنانے والا تھا۔۔۔

رجاء عاشی کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ کہ اچانک گھر کے دروازے پہ دستک ہوئی۔ امی روشان کے ساتھ مارکیٹ گئی ہوئی تھیں۔ ردا آفس میں تھی۔۔

"اس وقت کون ہے؟" رجاء نے دستک سنی تو عاشی سے بولی۔ وہ کافی اچنبھے میں تھی۔۔

"یار آنٹی ہوں گی۔" عاشی نے کہا۔۔

"یار ابھی امی کو نکلے تو صرف دس منٹ ہوئے ہیں۔ وہ اتنی جلدی واپس نہیں آئیں گی۔" رجاء نے گمبھیر لہجے میں کہا۔۔

"اچھا میں دیکھتی ہوں۔" عاشی اٹھی۔ گھنٹی لگاتار ہو رہی تھی۔ رجاء کافی جھنجھلاہٹ کا شکار ہو رہی تھی۔۔

"ایسا لگتا ہے بیل پہ ہاتھ رکھ کے بھول گیا ہے یہ انسان۔" رجاء کو اب غصہ آنے لگا۔۔

"آ رہی آ رہی ہوں۔ صبر کر لو بھئی ایسا لگ رہا قیامت آ گئی ہے۔" عاشی اونچی آواز میں بولتی دروازے تک گئی۔۔۔

"ہیں یہاں تو کوئی نہیں ہے۔" عاشی نے دروازہ کھولا۔ دورازے پہ کوئی نہیں تھا۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی پہ کسی کا نام بھی نہیں تھا۔ اچانک اس کی نظر ایک چھوٹے سائز کے گفٹ باکس اور لال گلابوں کے خوبصورت گلدستہ پہ پڑی۔ جو وہاں کوئی رکھ گیا تھا۔۔۔

"یہ کس نے چھوڑا۔" عاشی نے اٹھایا اور غور سے دیکھنے لگی۔۔۔

"چٹ بھی ہے۔ کیا لکھا ہے۔" اس نے باکس کے اوپر لگی چٹ کھولی تو اس پہ لکھا تھا۔۔۔

"For you Rija♥"

اس پہ صرف اتنے الفاظ ہی لکھے تھے۔نہ دینے والے کا پتہ لکھا تھا نہ نام۔۔۔

"یہ کس نے بھیجا ہے رجاء کے لیے۔"عاشی گفٹ کو گھور گھور کے دیکھ رہی تھی۔وہ اندر آئی۔۔

"رجاء یہ کسی نے تمہارے لیے بھیجا ہے۔"عاشی نے رجاء کو بتایا۔۔۔

"کیا عاشی؟"رجاء حیران تھی کہ کسی نے اس کے لیے کیا بھیجا ہے۔۔

"یار یہ لال گلابوں کا گلدستہ ہے اور گفٹ بھی ہے۔"عاشی ہاتھوں میں گفٹ اور پھول لیے حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔عاشی رجاء کے پاس بیٹھی۔اور ڈھونڈنے لگی دینے والے کا نام۔پتا سب کچھ۔۔۔

"پر عاشی مجھے کون یہ سب بھیجے گا۔"رجاء نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

"پتا نہیں رجاء مجھے نہیں پتا؛نام وغیرہ کچھ نہیں لکھا ہے۔"۔۔۔۔

"بس لکھا ہے تمہارے لیے رجاء۔"عاشی نے چٹ ڈس بن میں ڈال دی۔۔۔

"عاشی گفٹ کھولو۔پتا نہیں کون ایسا بے ہودہ مذاق کر رہا ہے۔"رجاء نے غصے سے کہا۔اس کے ساتھ آج سے پہلے ایسا کبھی کچھ نہیں ہوا تھا۔آج اچانک کسی کا گفٹ اور گلاب کے پھول اسے پریشان کر رہے تھے۔۔۔

"واؤ رجاء!اس کے اندر تو بہت خوبصورت کانچ کی چوڑیاں ہیں۔اور ایک اور باکس بھی ہے اس میں تو چاندی کی پائل ہیں۔"عاشی نے گفٹ کھولا تو کافی حیران ہو گئی۔کانچ کی چوڑیاں تھی۔اور سب سے بڑھ کے چاندی کی

خوبصورت پائل تھی۔عاشی کا منہ کھل گیا۔اسے سب بہت پسند آئیں۔لیکن جس کے لیے بھیجی گئی تھی۔اسے تو کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔وہ اس کشمکش میں تھی کہ اسے کس نے یہ سب بھیجا۔۔۔

"پر عاشی مجھے کون بھیج سکتا ہے یہ سب۔" رجاء نے پریشانی سے عاشی کو مخاطب کیا۔جو بڑے شوق سے وہ دیکھ رہی تھی۔۔

"ہاں پتا نہیں رجاء لیکن جو بھی ہو۔پائل بہت حسین ہے۔" عاشی اس کی بات پہ چونکی۔رجاء کافی ڈری ہوئی تھی۔

"عاشی تمہیں گفٹ کی پڑی ہے۔یہاں میری جان جارہی ہے کہ کون ہے ان سب کے پیچھے۔اور تم۔" رجاء کو غصہ آگیا۔۔۔

"رجاء یار فکر مت کرو۔ہو سکتا ہے تمہارا کوئی چاہنے والا ہو۔دیکھو نالال رنگ تو محبت کی نشانی ہو۔کیا پتا تمہارا کوئی عاشق یہ سب کر رہا ہو۔" عاشی اپنی ہنسی دباتی بہت سنجیدہ لہجے میں بولی۔وہ رجاء کو تنگ کرنا چاہتی تھی۔

"ہائے اللہ عاشی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔پتا نہیں کون کر رہا ہے یہ سب۔" رجاء نے عاشی کا ہاتھ زور سے جکڑ لیا۔یہ پھول اور اس دن کے بارے میں سوچ کے ہی اسکی جان جانے لگی۔اسے لگ رہا تھا یہ سب پر اسرار طور پر اس کے ساتھ ہو رہا ہے اس کا تعلق اس انسان سے ضرور ہے جو اس دن آیا تھا۔۔۔

"ہاہاہاہاہا! رجاء یار میں مذاق کر رہی تھی۔تم تو سیریس ہی ہو گئی۔دیکھو ٹینشن مت لو ہو سکتا ہے۔کہ کسی پرانی دوست نے کوریر کیا ہو۔تم بھی نہ" عاشی نے ہنستے ہوئے رجاء کو سمجھایا۔

"پر عاشی ایسے کیسے۔ مطلب اگر کسی دوست نے بھیجا ہوتا تو نام تو لکھتا نا۔" رجاء کا دل کسی صورت ماننے کو تیار نہیں تھا کہ کسی دوست نے اسے یہ تحفہ بھیجا ہے۔ وہ بہت پریشان ہو رہی تھی۔ بار بار اسے لگ رہا تھا کہ اس رات والے انسان اور ان چیزوں کا کوئی بہت ہی گہرا تعلق ہے۔۔۔۔

"دیکھو رجاء پریشان مت ہو۔ کچھ نہیں ہوتا۔ مجھے لگتا تمہیں تمہارا کوئی پرانا دوست سپرائز کرنا چاہ رہا ہو۔" عاشی اٹھی اور گلاب کے پھولوں کو واس میں سجا دیا۔ وہ پھول بہت حسین لگ رہے تھے۔۔

"اچھا چھوڑو یہ چوڑیاں اور پائل کسی نے تحفے میں بھیجی ہیں۔ ٹرائی تو کرو۔" عاشی رجاء تک آئی۔۔۔۔

"پر" رجاء کافی ہچکچا رہی تھی۔۔۔

"پر ور کچھ نہیں" عاشی نے رجاء کا ہاتھ پکڑا اور لال چوڑیاں اس کے ہاتھوں کی زینت بنا دیں۔ پھر عاشی نے اس کے پاؤں میں پائل پہنا دی۔ وہ پائل رجاء کے پاؤں میں بہت حسین لگ رہی تھیں۔۔۔

"واؤ رجاء کتنی پیاری لگ رہی ہو تم۔ یہ پائل تو بہت حسین لگ رہی ہے تمہارے پاؤں میں۔" عاشی نے رجاء سے کہا۔۔ رجاء نے چوڑیاں پہ ہاتھ پھیرا جو شور کرنے لگیں۔ رجاء کے چہرے پہ نرم سی مسکان آگئی۔۔۔۔

"اچھا جو بھی ہو۔ میں چائے بنا کے لے آتی ہوں۔ تم یہیں بیٹھو۔" عاشی نے کہا تو رجاء نے سر ہاں میں ہلایا۔ عاشی کچن میں چلی گئی۔ رجاء ابھی بھی پریشان تھی کہ یہ سب کس نے بھیجا ہے۔ کون ہو سکتا ہے۔ سب کے پیچھے۔۔۔۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

اچانک ٹیلی فون بجا۔ رجاء خیالوں میں گم تھی۔ فون کی آواز سے چونکی۔ وہ اٹھی اور آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ اس کی پائل کی چھن چھن فضا کی خاموشی میں خلل ڈال رہی تھی۔ وہ فون کے پاس آئی۔ اور فون اٹھایا۔ اس سے پہلے کچھ بولتی ایک مردانہ بارعب آواز سپیکر پہ ابھری۔۔۔

"کیسا لگا میرا گفٹ؟" احد نے مسکراتے رجاء سے کہا۔ وہ ابھی آفس میں اپنے کیبن کی گلاس وال سے باہر کے منظر دیکھ رہا تھا اور لیکن رجاء کو امیجن کر رہا تھا۔ چاکلیٹ براون سوٹ میں ملبوس۔ پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے۔ براون بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔ اپنی گرے آنکھوں میں رجاء کا حسین سراپا لیے وہ بس مسکرائے جا رہا تھا۔۔۔

"کون ہو تم؟ اور کیوں کر رہے ہو یہ سب۔" رجاء کی یہ بات سن کے ٹانگیں کانپیں لگی۔ کسی لڑکے نے اسے یہ سب بھیجا ہے۔ اس نے لڑکھڑاتی آواز میں احد سے پوچھا۔ احد کو اس کی آواز میں واضح ڈر محسوس ہوا۔ احد اس کی بات پہ مسکرایا۔ اس کی نظر گلاس کے باہر تھی۔ وہ نیچے آتی جاتی ٹریفک کو دیکھتے ہوئے پرسکون انداز میں بولا۔۔۔۔

"ارے جان! فکر کیوں کر رہی ہو۔ میں تو تمہارا سایہ ہوں۔ اور جہاں تک بات سب کرنے کی ہے تو اپنے عشق کی خاطر میں جان لے سکتا ہوں تو یہ تو چھوٹا سا؛ تحفہ ہے۔ یہ تحفہ کچھ نہیں ہے۔ میرا بس چلے تو ساری دنیا کی خوشیاں تمہارے ان حسین پیروں میں ڈھیر کر دوں جس میں تم نے ابھی وہ چاندی کی پائل پہن رکھی ہے۔" احد بس مسکرائے جا رہا تھا۔ اگر عام حالات ہوتے تو وہ کب کا احد کو پہچان چکی ہوتی لیکن ڈر کے مارے تو اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔۔۔

"تت تمہیں کیسے پتا یہ سب؟" رجاء نے گھبراہٹ کے مارے ٹوٹے پھوٹے الفاظ استعمال کیے۔۔۔

"میری جانم میں کہا نا میں تمہارا سایہ ہوں۔ تمہاری ہر چھوٹی چھوٹی خبر ہے مجھے"۔،،،،،

"تت تم وہی ہو نا جو اس دن شادی میں" رجاء کو شک ہو چکا تھا کہ یہ وہی انسان ہے جس نے اس دن اسے چھوا تھا۔ وہ کچھ بولتی احد نے اس کی بات کاٹی۔۔۔

"ہاں میرا علاوہ تمہیں چھونے کی کون ہمت کر سکتا ہے۔" رجاء کافی ڈر چکی تھی۔ اس کے آنسو خود بخود نکلنا شروع ہو چکے تھے۔ احد کو اس کا رونا محسوس ہوا۔۔۔

"اور ہاں اپنے آنسو ضائع مت کرو۔ اور رونا بند کرو۔" احد غرایا۔ رجاء نے فوراً آنسو صاف کیے۔ وہ فون رکھنے ہی والی تھی کہ اچانک احد کی آواز ابھری۔۔۔

"یہ چوڑیاں جن کی چھنکار میں یہاں تک سن سکتا ہوں۔ اور پائل جو ابھی تمہارے پاؤں مزید خوبصورت لگ رہی ہوں گی۔ اسے اتارنے کی کوشش مت کرنا۔ تم جانتی نہیں ہو مجھے۔ اگر ایسا کچھ کیا تو میں خود وہاں آکر تمہیں اپنے ہاتھوں سے پہناؤں گا۔ اور مجھے پتا ہے کہ تم ابھی گھر میں صرف اپنی دوست عاشی کے ساتھ ہو۔ تو سوچ لو۔"

احد نے اسے دھمکی دی۔ وہ جانتا تھا وہ ایسا کچھ ضرور کرے گی۔ وہ کبھی ایسا نہیں تھا لیکن پتا نہیں اسے کیا ہو گیا تھا۔ وہ زبردستی کا قائل نہیں تھا بس رجاء کے معاملے میں تھوڑا جنونی ہو رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ بس کسی بھی صورت میں رجاء خوش رہے بس۔۔۔

"کیوں کر رہے ہو۔دیکھو تم جو کوئی بھی ہو میرا پیچھا چھوڑ دو۔میں ایک معذور لڑکی ہوں تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔پلیز۔" رجاء نے آنسو صاف کرتے ہوئی کہا۔احد کو اس کے لہجے میں التجاء محسوس ہو رہی تھی۔احد نے آنکھیں موندیں اس کی معذوری والی بات سے اسے بہت تکلیف ہوئی تھی۔اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی۔اور غصے سے دھاڑا۔۔۔

"خبر دار جو کبھی خود کو معذور کہا تو۔تمہاری یہ کمی میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے سمجھی۔اور یاد رکھنا تمہارا سایہ ہوں میں؛ تمہاری پرچھائی اس لیے مجھے کبھی بھی تمہاری آنکھوں میں آنسو نظر نہ آئیں۔تم نہیں جانتی کہ تم میرے کتنے قریب ہو۔میرے سینے میں۔" احد نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔رجاء کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔رجاء نے فورا فون رکھا وہ بلکل شاک میں تھی کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا تھا اس کے ساتھ۔وہ تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس جیسی معذور لڑکی کے ساتھ بھی ایسا کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔

"رجاء یہ دیکھو میں نے چائے کے ساتھ پکوڑے بھی بنائے ہیں۔" رجاء سوچ میں ڈوبی تھی۔کافی پریشان بھی تھی۔ابھی وہ ٹیبل کے سہارے کھڑی تھی۔اچانک عاشی کی آواز سے چونکی۔اس نے فوراً آنسو صاف کر لیے۔اسے لگ رہا تھا عاشی کی عاشق والی بات سچ ہو گئی ہے۔۔۔

"ہاں عاشی اچ اچھا لگ کیا۔" رجاء نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا۔وہ انگلیاں مروڑ رہی تھی۔عاشی کو اس کا رویہ عجیب لگا۔۔

"کیا ہوا رجاء تم ٹھیک تو ہو نا۔" عاشی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے پوچھا۔وہ حیران تھی کہ تھوڑی دیر پہلے رجاء کو تو وہ ٹھیک چھوڑ کے گئی تھی۔اچانک ایسا کیا ہو گیا ہے۔کہ وہ عجیب سا بی ہیو کر رہی تھی۔۔۔

"ہاہاں میں ٹھیک ہوں عاشی۔اچھا چھوڑو ان باتوں کو چائے تو دو۔" رجاء نے اس کی بات ٹالی۔وہ کسی کو بتانا نہیں چاہتی تھی۔وہ بار بار چوڑیوں پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔وہ چوڑیاں اتارنا چاہتی تھی لیکن وہ اس انسان کا بھروسہ نہیں کر سکتی تھی۔جو اس کی ایک ایک خبر رکھ سکتا تھا وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

عاشی نے اثبات میں سر ہلایا اور اسے چائے دی۔وہ بس سوچ میں ڈوبی تھی کہ کیا علاج کیا جائے اس انسان کا۔ڈر بھی بہت لگ رہا تھا اسے۔۔

....

احد فون بند کرنے کے بعد بھی اسے ہی کھڑا سائڈ سمائل دے رہا تھا۔سامنے کے مناظر دیکھ رہا تھا۔کافی حیران تھا اپنی بچکانہ حرکتوں پہ۔اس نے ٹیبل سے اپنی کافی اٹھائی جو ٹھنڈی ہو چکی تھی لیکن رجاء کے خیالوں میں گم مسکراتا وہ ٹھنڈی کافی پی رہا تھا۔۔۔

"شاعر نے کیا خوب کہا ہے!

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجیے

اِک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے" حیدر جو ابھی ابھی احد کے کیبن میں آیا تھا۔اسے وہ رجاء سے باتیں کرتا سن چکا تھا۔اندر آتے ہی اس نے شعر پڑھا۔

احد اسے ایسے دیکھنے لگا جیسے بول رہا ہو۔ کیا۔۔۔

"ابے ایسے مت دیکھ صحیح کہہ رہا ہوں۔ عشق واقعی نہیں آسان؛ دیکھ رجاء کے عشق میں ٹھنڈی کافی پی رہا ہے۔" حیدر نے کافی کی طرف اشارہ کیا۔ تو احد کو محسوس ہوا کہ وہ کب سے ٹھنڈی کافی پی رہا ہے۔ اس نے کافی کا مگ سائیڈ پہ رکھ دیا۔۔

"کچھ کام تھا تجھے: یا فضول باتیں کرنا آیا ہے۔" احد اپنی کرسی پہ بیٹھتا لیپ ٹاپ پہ کام کرنے لگا۔۔

"ہاں نا۔ بات یہ ہے کہ "اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا تو احد نے اس پہ ایک نظر ڈالی اور پھر سے بزی ہو گیا کام میں۔۔

"بول میں سن رہا ہوں۔" احد نے نارملی کہا۔۔۔

"ابے اسے تو سائڈ کر دے۔ اب سن میری بات" حیدر نے جھنجھلا کے لیپ ٹاپ سائیڈ پہ کیا۔ احد اسے بیزاری سے دیکھنے لگا۔۔

"یار تو اپنی ہونے والی سالی یعنی ردا کو میرا بنانے میں مدد کر دے۔ تیرے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔" حیدر نے معصومیت سے احد سے کہا تو احد کا منہ کھل گیا۔ کافی حیران تھا اپنی دوست کی ڈیمانڈ سن کے۔۔۔

"بے ہودہ انسان کیسے منہ پھاڑ کے ردا کو مانگ رہا ہے۔ تو جانتا ہے نار دا منگنی شدہ ہے۔" احد نے حیدر کو سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

"دیکھ احد مجھے نہیں پتا مجھے بس ردا چاہیے۔ موم ڈیڈ کو بھی میں ردا کے بارے میں بتا چکا ہوں۔ جیسے تو رجاء سے عشق کرتا ہے ویسے میں بھی ردا سے عشق کرتا ہوں یار۔" حیدر ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔ اسے ہر حال میں ردا چاہیے تھی۔۔۔

"حیدر تو پاگل ہے انکل آنٹی کو بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کی منگنی ہو چکی ہے۔ تو جانتا ہے نا تیرا ایک غلط قدم اسکے دامن کا داغدار کر دے گا۔" احد اٹھ کے حیدر کے پاس گیا۔ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔ حیدر جو ہاف وائٹ کلر کی شرٹ کے ساتھ ڈاک بلیو جینز میں ملبوس تھا۔ ہمیشہ شرارتیں کرنے والا حیدر سوگوار تھا۔ اس پہ یہ سنجیدگی سوٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

"احد منگنی ہوئی تو ٹوٹ بھی سکتی ہے۔ کونسی اس کی شادی ہوئی ہے۔ اور اگر شادی بھی ہوئی تو طلاق بھی ہو سکتی ہے۔ احد یار میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا مجھے وہ چاہیے۔" حیدر احد سے بلکل کسی ضدی بچے کی طرح ضد کر رہا تھا۔ احد نے ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی۔۔۔

"حیدر تو فکر مت کر میں ہوں نا۔ میں کچھ کرتا ہوں۔" احد نے ناچاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ اپنے دلکش چہرے کی زینت بنائی۔۔۔

حیدر نے زور سے احد کو گلے لگایا۔ وہ جانتا تھا اپنے دوست کو وہ اس کی خاطر کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

"تھینکس یار۔" احد حیدر سے الگ ہوا۔ اتنے میں کیبن کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ اجازت ملتے ہی ردا اندر آئی۔ حیدر کا چہرہ تو خوشی سے کھل اٹھا۔ جہاں پہلے سنجیدگی تھی وہاں اب بس محبت ہی نظر آ رہی تھی۔۔۔

"آیئے مس ردا۔" ردا کو احد نے کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ردا بیٹھ گئی۔احد اپنی چیئر پہ واپس بیٹھ گیا۔حیدر بھی ردا کی ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گیا۔۔۔

"سر یہ فائل سائن کروانی تھی۔" ردا نے ایک فائل احد کے سامنے کی۔احد اس فائل کو گھمبیرتا سے سٹڈی کرنے لگا۔حیدر اپنی کہنی ٹیبل پہ ٹکائے منہ کے نیچے ہاتھ رکھے ردا کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ردا جو احد کی طرف متوجہ تھی۔خود پہ نظروں کی تپش محسوس کرتے حیدر کی طرف مڑی۔اس نے حیدر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔حیدر اس کے دیکھنے پہ گڑبڑا گیا۔اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ردا کو اسے دیکھ حیرت ہوئی۔احد نے فائل سائن کر کے ردا کو دی۔ردا جانے لگی۔تو حیدر نے اسے روکا۔۔۔

"مس ردا۔" ردا اس کی آواز پہ مڑ کے اسے دیکھنے لگی۔

"یس سر۔" ردا نے نیوی بلیو کلر کا پرنٹڈ سوٹ پہنا تھا۔ساتھ سفید رنگ کا دوپٹہ سر پہ ٹکائے۔حیدر کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

"مس ردا! وہ فیصل صاحب والی ڈیل کا کیا ہوا؟" حیدر کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ اسے کیسے روکے تو کسی ڈیل کا سہارا لے کر اسے روک لیا۔بس وہ چاہتا تھا وہ اس کے سامنے ہو۔اور وہ اسے بس دیکھتا ہی رہے۔احد کا دل کیا کہ اپنا سر پیٹ لے۔پچھلے مہینے وہ ڈیل فائنل ہو چکی تھی اور وہ کیا کر رہا ہے۔اس کی ان حرکتوں سے ردا کو شک ہو جائے گا۔۔۔

"سر وہ ڈیل تو پچھلے مہینے سائن ہو چکی ہے۔" ردا نے عجیب نظروں سے حیدر کو دیکھا۔حیدر نے احد کو اشارہ کیا۔جس نے اسے گھوری دی تو وہ سمجھ گیا کہ اس نے رائتہ پھیلا دیا ہے۔۔

"وہ مس ردا لگتا ہے۔ حیدر بھول گیا ہے۔ ڈیل کے بارے میں اسی لیے پوچھ رہا تھا۔ ہے نا حیدر۔" احد نے بات سنبھال لی ورنہ ردا کو تو شک ہو جاتا۔ حیدر کی لو دیتی نظریں ہی اسے عجیب لگ رہی تھیں۔ اور اب اس کی باتیں۔۔

احد نے حیدر کو گھورا جو ابھی بھی ردا کو ہی دیکھ رہا تھا۔ احد نے ٹیبل پہ دھرے اس کے ہاتھ پہ ہلکے سے پیپر ویٹ مارا۔ ردا نے احد کی یہ حرکت نہیں دیکھی۔۔

"آہ! ہاں ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا۔" حیدر کی ہلکی سے چیخ نکلی۔ تو ردا کو حیرانگی سے دیکھتے اس نے فوراً احد کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔

"مس ردا اب آپ جا سکتی ہیں۔" احد نے صرف اتنا ہی کہا۔ حیدر تو بلکل نہیں چاہتا تھا کہ وہ جائے۔

"یس سر۔" ردا یہ کہتی باہر نکل گئی۔

"حیدر کے بچے ہوش سے کام لیا کر۔ گدھے ابھی تیری حرکتوں سے اسے شک ہو جاتا۔" حیدر نے ردا کے جاتے ہی اس کے سر پہ چپت لگائی۔ حیدر برے برے منہ بنانے لگا۔۔۔

"ابھی اگر رجاء تیرے سامنے ہو تو میں دیکھوں۔ میرے بھئی محبت ہے ہی ایسی چیز۔ جب محبوب آپ کے سامنے ہو تو پھر عاشق کو کسی چیز کا ہوش رہتا ہے بھلا۔" حیدر نے آنکھ دباتے احد سے کہا۔ احد نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"او سڑک چھاپ عاشق۔ محبوب کو دیکھنے کے علاوہ اور بھی کام ہیں۔ ان پہ بھی توجہ دے دیجیے۔ آپ کا بھلا ہو جائے گا اور کمپنی کا بھی۔" احد نے کہا۔۔ تو حیدر بھی کہاں کم تھا فوراً بولا۔۔

"آپ بھی رجاء کو بار بار کالز کر کے پریشان کرنے کے بجائے کام کر لیجئے۔ بہت بے کار ہو گئے ہیں آپ۔ ہم تو پھر کام کر رہے ہیں لیکن آپ تو اس کے خیالوں میں ہی گم ہیں۔ زرا توجہ دے دیجیے کھڑوس مجید۔" حیدر یہ کہتا کھڑا ہوا۔ احد اس کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے احد اس تک پہنچتا۔ وہ بھاگتا باہر نکل گیا۔۔۔

"یہ نہیں سدھرے گا کبھی۔" احد افسوس سے سر ہلا رہا تھا۔ اسے روا کے لیے برا لگ رہا تھا کہ کس گدھے کے ساتھ بندھنے والی ہے وہ۔۔۔۔۔

....

"ہیلو احد سر۔" احد اپنے بیڈ پہ بیٹھا لیپ ٹاپ لیے کام کر رہا تھا۔ اس کے کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ کچھ روشنی چاند کی بھی تھی۔ چاندنی چھن کر کے اس کے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ وہ کام میں مگن تھا۔ اچانک اسکا فون بجا۔ دیکھا تو اسفند کا تھا۔۔۔

"ہاں اسفند بولو۔ اتنی رات کو کیوں کال کی۔" احد نے ٹائم دیکھا تو گیارہ بج رہے تھے۔ اسفند کی اس وقت کال دیکھ کے وہ کافی پریشان ہو گیا۔ کہیں رجاء کے بارے میں کچھ تو نہیں ہے۔۔۔

"سر مجھے آپ کو ضروری بات بتانی تھی۔ آپ کا فون میں کافی دیر سے ٹرائی کر رہا ہوں لیکن فون لگ ہی نہیں رہا تھا۔" اسفند نے پریشانی سے کہا۔

"کیا بات ہے اسفند پریشان لگ رہے ہو۔ کیا ہوا۔ رجاء ٹھیک تو ہے نا۔" احد نے لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھ لیا۔ فوراً کھڑا ہو گیا۔ چلتے چلتے کھڑکی تک آیا جہاں سے چاند کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ اس نے پریشانی سے اسفند سے پوچھا۔۔۔

"سر وہ آج ایک عجیب پر اسرار سا بندہ رجاء میم کے گھر کے آس پاس منڈلا رہا تھا۔ لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ جب میں اس تک گیا تو کوئی غائب ہو گیا۔" اسفند نے احد کو بتایا۔ تو احد واقعی پریشان ہو گیا۔

"کون تھا وہ؟ کچھ پتا چلا؟" احد نے تشویش سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں صاف پریشانی جھلک رہی تھی۔۔۔

"نہیں سر فلحال تو کچھ پتا نہیں چلا۔ کچھ پتا چلتا ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں۔"،،،

"دھیان سے اسفند مجھے اس انسان کے بارے میں ساری انفارمیشن چاہیے۔ اور دیکھنا کوئی بھی نامعلوم انسان رجاء کے آس پاس بھی نہ بھٹکے۔ اس کی سکیورٹی کی ذمہ داری تمہاری۔" احد نے اسے ہدایت کیں۔

"یس سر۔" یہ کہہ کے اس نے فون رکھ دیا۔ احد واقعی پریشان ہو گیا تھا۔ "کون تھا وہ شخص جو رجاء کے بارے میں معلومات اکھٹی کر رہا تھا۔ کہیں رجاء کو کوئی خطرہ تو نہیں۔" احد آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چاند میں اسے رجاء کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔

"جانم بہت جلد تم میرے پاس ہو گی۔ اب اور نہیں رہا جاتا مجھے تمہارے بغیر۔" احد رجاء سے مخاطب تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ سفید اور نیلے پردے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ احد کے بال بھی اڑ رہے تھے۔ اس کے دادا جی بھی اس سے کٹے کٹے سے رہنے لگے تھے۔ دادی نے شاید اسے رجاء کے بارے میں سب بتا دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ دادا جی منا ہی لے گا لیکن ابھی اسے صرف رجاء کی ٹنشن تھی۔ اس لگ رہا تھا کہ کچھ تو گڑ بڑ ہے۔۔۔

"کون تھا وہ؟" رجاء کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے وہ گھر کے چھوٹے سے صحن میں کھڑی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ اس کے کالے بال بار بار چہرے پہ آ رہے تھے وہ بار بار انھیں جھٹک رہی تھی۔ سفید

پٹیالہ شلوار پہ سفید ہی کرتی پہنے سفید دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ جو ہوا میں لہرا رہا تھا سفید کپڑوں میں وہ اس حسین چاندنی کا حصہ لگ رہی تھی۔۔ وہ ابھی بھی اسی خیال میں گم تھی اسے گفٹس بھیجنے والا شخص کون تھا۔ وہ کافی گم سم تھی ردا نے پوچھا تو اس نے سر درد کا بہانہ کرٖ دیا۔ اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ اس نے چوڑیوں کو ہاتھ سے چھوا۔ اسے اس انسان پہ بہت غصہ آیا۔ اس نے غصے سے چوڑیاں اتاری۔ اور زمین پہ زور سے دے ماری۔ چوڑیاں چکنا چور ہو گئی۔ لیکن وہ پائل جو اس کے پاؤں کی زینت بن چکی تھی اس کے بارے میں بھول ہی گئی۔۔۔

"آخر کیوں کر رہا ہے وہ انسان یہ سب۔" رجاء مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔ پریشانی سے اس کی جان جا رہی تھی۔ انگلیاں مروڑتی وہ سوچ رہی تھی کہ آخر اس انسان کا مقصد کیا ہے۔۔۔۔

"تمہاری محبت میں جانم۔" رجاء اپنے خیالوں میں گم تھی۔ اچانک اپنے پیچھے وہی بارعب مردانہ آواز سن کے اس کی تو اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے ہو گئی۔۔۔

احد کو جب سے اسفند نے اس نامعلوم انسان کے بارے میں بتایا تھا وہ بے چین ہو چکا تھا۔ نیند اسے آ نہیں رہی تھی۔ اس کا دل رجاء کو دیکھنے کا کر رہا تھا۔ دل کی آواز پہ لبیک کہتا وہ تیار ہو گیا۔ بلیو جینز پہ بلیک ہوڈ پہن لی اور گاڑی لے کے رجاء کے گھر کے باہر آن پہنچا۔ وہ جلدی سے اندر کودا۔ اچانک دوسری طرف سے کسی کی بڑبڑاہٹ کی آواز اسے سنائی دی۔ وہ اس طرف چلا گیا تو دیکھا رجاء سفید لباس میں چاند کی روشنی میں دمک رہی ہے سب سے بڑھ کر اس کی ناک کی لونگ اس پہ احد کو دل ہارتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ پلک جھپکائے بغیر اسے دیکھنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ اس کی

طرف قدم بڑھانے لگا۔اس سے پہلے وہ اس تک رجاء نے غصے میں چوڑیاں توڑ دیں۔احد اس کی حرکت پہ مسکرانے لگا۔اسے رجاء کے غصہ پہ پیار آ رہا تھا۔۔۔

رجاء نے اس کی آواز سنی اس سے پہلے وہ چیختی احد نے اس کے لبوں پہ ہاتھ رکھ دیا۔رجاء کی تو جان ہی نکل گئی اس کے چھونے سے۔اس کا لمس محسوس کرتے رجاء کے جسم میں سنسناہٹ ہوئی۔اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔احد کا ایک ہاتھ اس کے ہونٹوں پہ اور دوسرے سے اس نے رجاء کی کمر جکڑ رکھی تھی۔رجاء اس کے حصار میں چڑیا کی طرح پھڑ پھڑانے لگی۔

"میں کہا تھا نا جانم چوڑیاں مت اتارنا لیکن تم نے توڑ ہی دیں ویری بیڈ۔میں نے کہا تھا نا کہ میں تمہارا سایہ ہوں۔تمہارے ہر پل کی خبر مجھے ہے۔میں سب تمہارے سب سے زیادہ قریب ہوں۔تو اس حماقت کی وجہ۔"احد نے اس کان میں سرگوشی کی۔رجاء تو اسے کے سہارے کھڑی تھی۔ورنہ کب کی زمین بوس ہو چکی ہوتی۔رجاء کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔احد نے اس کی تڑپ دیکھ کے اسے کہا۔۔

"ہاتھ ہٹا رہا ہوں میں اگر تم چیخی تو تمہارے لیے ہی مسئلہ ہو گا۔ سمجھ تو رہی ہو گی تم۔" احد نے اسے کہا تو رجاء نے نفی میں سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو کہ نہیں بولوں گی۔احد نے مسکرا کے اس کے لبوں سے نرمی سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔

"کون ہو تم؛کیوں پڑے ہو میرے پیچھے۔دیکھو پلیز یہ سب بند کر دو۔غلط ہے یہ۔میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔"رجاء ابھی بھی مکمل اس کے حصار میں تھی۔رجاء نے روتے ہوئے کہا۔اس نے ہاتھ جوڑے تو احد نے ہاتھ اس کے نیچے کیے۔

"ایسامت کرو میری جان۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے تم روتی ہو تو۔ ٹھیک ہے ابھی جارہاہوں مگر یاد رکھنا تم صرف میری ہو۔ خود کو تکلیف دینا بند کرو۔ اور اپنا خیال رکھنا۔" احد اس کے بال جو بار بار اڑ کے چہرے پہ آرہے تھے۔ انھیں ہاتھوں سے پیچھے کرنے لگا۔ اس نے رجاء کے آنسو صاف کیے۔ اور ناک کی لونگ کو چھو کے پیچھے ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ جذبات میں بہتا اور کچھ غلط کر بیٹھتا وہ جانے لگا۔ رجاء تو بس بے ہوش ہونے والی تھی۔ اچانک ایک مرد اس کی زندگی میں آندھی طوفان بن کے آیا تھا۔۔۔

"اور میری بات یاد رکھنا کہ تم صرف میری ہو۔" احد نے یہ کہہ کے دیوار پھلانگی۔ رجاء بہت حیران تھی۔ کہ وہ انسان یہ بھی کر سکتا تھا۔ وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ یہ سوچ اسے کھائے جارہی تھی کہ آخر وہ ہے کون جو اس اپنا سایہ کہتا ہے۔ اس کی خوشبو اور آواز تو جانی پہچانی تھی لیکن رجاء کو یاد نہیں آرہا تھا کہ وہ آواز اس نے کہاں سنی تھی۔۔

"رجاء! اتنی رات کو تم یہاں کیا کر رہی ہو۔" احد کے جانے کے بعد تو جیسے رجاء کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑھ گئے تھے۔ وہ وہیں جم گئی تھی۔ ردا کی آنکھ کھلی تو بیڈ پہ رجاء کی جگہ خالی پا کر وہ کافی پریشان ہو گئی۔ ٹائم دیکھا تو بارہ بج رہے تھے۔ رجاء اتنی دیر تک نہیں جاگا کرتی تھی۔ ردا اسے ڈھونڈتی ڈھونڈتی صحن میں پہنچی تو دیکھا سامنے رجاء کسی خیال میں گم تھی۔ ردا کی آواز پہ رجاء ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔۔۔۔۔

"آپی وہ مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔" رجاء نے ہاتھ مروڑتے ہوئے کہا۔ ردا جیسے ہی آگے بڑھنے لگی۔ تو دیکھا لال چوڑیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ اور زمین پہ کانچ بکھرے ہوئے ہیں۔ ردا دھیان سے پاؤں زمین پہ رکھتی رجاء تک پہنچی۔۔۔

"رجاء تم نے یہ چوڑیاں کیوں توڑدیں۔" ردا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔رجاء کا دل کیا آپی کو سب بتادے لیکن وہ ڈر رہی تھی کہ کہیں وہ انسان واپس نہ آجائے۔اس کی آنکھوں بھر آئیں۔خود پہ قابو پاتے ہی رجاء ردا کی طرف مڑی۔

"آپی مجھے چوڑیاں تنگ کر رہی تھیں۔ان کا شور مجھے اریٹیٹ کر رہا تھا۔بس اس لیے غصے میں توڑدیں۔" رجاء نے جھوٹ بولا۔اس کا دل کر رہا تھا کہ دھاڑیں مار کے روئے۔اس انسان کا خوف اسے کھائے جا رہا تھا۔اپنی پلکوں کی آڑ میں وہ اپنے آنسو چھپا رہی تھی۔ردا اس کی بات پہ مسکرائی۔۔

"رجاء یہ تو غلط بات ہے۔یہ چوڑیاں کتنی خوبصورت ہیں۔مجھے عاشی نے بتایا کہ یہ تمہیں کسی دوست نے بھیجیں ہیں۔تو کسی کے خلوص کو ان چوڑیوں کی طرح چکنا چور کر دینا اچھی بات نہیں ہے۔اور میری اتنی پولائٹ اور دھیمے مزاج والی بہن کو کب سے اتنا غصہ آنے لگا ھھم۔" ردا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ دھر ہوا تھا۔اسے رجاء کا رویہ عجیب سا لگ رہا تھا۔۔

ردا کی بات پہ رجاء اس کے گلے لگ گئی۔دھیمی ہوا چل رہی تھی۔دونوں کے بال اڑ رہے تھے۔ردا اچانک رجاء کی حرکت پہ حیران ہوگئی۔اسے محسوس ہوا کہ رجاء کا جسم لرز رہا ہے۔اور وہ رو رہی ہے۔

"رجاء کیا ہوا؟تم رو کیوں رہی ہو؟کسی نے کچھ کہا تم سے۔بتاؤ مجھے۔کیا ہوا۔" ردا نے پریشانی سے پوچھا۔رجاء بس رو رہی تھی۔دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی۔ردا اس کے بال سہلاتی اسے پرسکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

"بس ایسے ہی آپی! آج مجھے ابو کی بہت یاد آ رہی ہے۔ اگر آج ابو ہمارے ساتھ ہوتے تو یہ سب تکلیفیں جو ہم فیس کر رہے ہیں۔ یہ سب نہ ہوتیں۔ حالات کچھ اور ہوتے" رجاء نے خوب رو لینے کے بعد جب اپنے دل سے بوجھ ہلکا ہوتا محسوس ہوا۔ تو ردا سے الگ ہو گئی۔ احد کا اس کی زندگی میں یوں آندھی طوفان بن کے آنے۔ اس کی محرومی۔ یہ سب باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہی تھیں۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ پاگل ہو جائے گی۔ صبح سے اسے ابو کی بھی بہت یاد آ رہی تھی۔ رجاء کی بات پہ ردا کی آنکھیں بھر آئیں۔ ابراہیم صاحب کی کمی اسے بھی بہت محسوس ہوتی تھی۔ لیکن وہ کیا کرتی مضبوط تو بننا پڑتا ہے۔ آخر گھر کی ساری زمہ داری اس کے کندھوں پہ تھی۔۔

ردا نے پہلے اپنے آنسو صاف کیے اور پھر رجاء کے آنسو صاف کیے۔ جو کھڑی سوں سوں کر رہی تھی۔

"رجاء ابو کے جانے کے بعد زندگی میں ایک خلا سی پیدا ہو گئی ہے۔ جو کوئی بھی نہیں بھر سکتا۔ لیکن رجاء ایسے خود کو تکلیف مت دوں۔ چلو اب اندر چلو۔ کافی رات ہو گئی ہے نا۔" ردا نے اسے سمجھایا اور اندر لے آئی۔ ردا کا دل بھی کافی بے چین ہو رہا پے جیسے کچھ ہونے والا۔ رجاء کی نیند احد کی وجہ سے اڑی ہوئی تھی اور ردا کو بے سکونی تھی۔

احد گاڑی کی چابی گھماتا سیٹی بجاتا گھر میں داخل ہوا۔ یہ وہ احد نہیں تھا جو ہر وقت سنجیدہ رہا کرتا تھا۔ آج کل اس کے رنگ ڈھنگ ہی بدلے ہوئے تھے۔ بچکانہ حرکتیں کر رہا تھا۔ اسے خود کے رویے پہ حیرانگی ہو رہی تھی۔ سارے گھر والے بھی اسکے بدلے بدلے رویہ سے حیران تھے۔۔

"احد کہاں سے آ رہے تم۔ اور کیا وقت ہے؟ اور کیا حرکتیں شروع کر رکھی ہیں تم نے۔" احد گھر میں داخل ہوا کہ داداجی کی روعب دار آواز سے رک گیا۔ اس نے مڑ کے داداجی کو دیکھا جو کافی غصہ لگ رہے تھے۔

"کیسی حرکتیں دادو۔" احد نے نا سمجھی سے دادو کی طرف دیکھا جو اسے ہی گھور رہے تھے۔۔

"برخوردار تمہیں کیا لگتا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ تم آج کل کیا کرتے پھر رہے ہو۔ ایک اندھی لڑکی کے پیچھے باولے ہو چکے ہو۔" دادو نے غصے سے کہا تو رجاء کو اندھا کہنے پہ احد کی گردن کی رگیں تن گئیں۔ اور نے اپنا ہاتھ مٹھی کی صورت میں بند کر لیا۔ خود پہ قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔

"دادو پلیز آپ کو جو کچھ کہنا ہے مجھے کہیے لیکن رجاء کو بیچ میں مت گھسیٹیے۔" احد نے غصے پہ قابو پاتے بہت آرام سے کہا۔ وہ دادا جی سے بدتمیزی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کاظم صاحب اس کی بات سن کے طیش میں آ گئے۔

"کیوں نا گھسیٹوں میں اسے۔ جانتے بھی ہو تم ایک اندھی لڑکی کی وجہ سے مرہا کا دل توڑ رہے ہو۔" کاظم صاحب کو اپنی اکلوتی پوتی مرہا کی ٹینشن تھی۔ احد سمجھ گیا کہ سب مرہا کا کیا دھرا ہے۔

"دادو وہ اندھی لڑکی میری محبت ہے۔ اور دل توڑنے والی بات کہاں سے آ گئی دادو۔ میں نے آپ سے بہت پہلے کہا تھا کہ میں مرہا کو نہیں چاہتا۔ تو میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔ میں اسی سے شادی کروں گا جو میرے دل میں بسے گی۔ اور رجاء میرے دل میں بس چکی ہے۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا دادو۔" احد نے کاظم صاحب کا ہاتھ پکڑا اور انہیں سمجھانے لگا۔ کاظم صاحب کو احد کی باتوں میں شدت اور جنون محسوس ہوا۔ پہلی بار احد کے لہجے میں محبت تھی۔ کسی لڑکی کے لیے۔۔

"احد سمجھنے کی کوشش کرو۔ مرہا نہیں رہ سکتی تمہارے بغیر بیٹا۔ اس سے شادی کر لو۔" کاظم صاحب کا لہجہ ابھی نرم تھا۔ وہ بہت دھیرے سے احد کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مرہا اور احد دونوں کو خوش دیکھنا چاہتے تھے۔

"دادو میں بھی رجاء کے بغیر جینے کا تصور نہیں کر سکتا۔ مرہا کو کوئی اور مل جائے گا دادو۔ لیکن رجاء اسے کوئی اس کی کمی کے ساتھ نہیں اپنائے گا۔ میرے لیے اس کی کمی کچھ نہیں ہے۔ دادو۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اور میری محبت ہی اس کی آنکھوں کی روشنی بنے گی۔"

احد نے دادو کی آنکھوں میں دیکھا۔ کاظم صاحب کو احد کی آنکھوں میں التجاء نظر آئی۔ رجاء کی بے تحاشہ محبت نظر آئی۔ مرہا کی آنکھوں میں بھی انھوں نے ایسی شدت نہیں دیکھی تھی۔ مرہا کی آنکھوں میں انہیں ضد ہی نظر آتی تھی۔۔

"بیٹا مجھے اس کی معذوری سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کے کام ہیں۔ تم اسے چاہتے ہو۔ میں جانتا ہوں لیکن مرہا۔" کاظم صاحب رک گئے۔

"دادو آپ چاہتے ہیں کہ میں خوش رہوں نا۔ تو میری خوشی رجاء کے ساتھ ہے۔ مجھے رجاء چاہیے۔" احد نے جنونی انداز میں کہا۔ کاظم صاحب جانتے تھے احد کو بچپن میں اپنی پسندیدہ چیز کے لیے وہ کچھ بھی کرتا تھا۔ لیکن اسے حاصل کر کے رہتا تھا۔ بہت ضدی تھا وہ۔ پر یہاں بات اس کی محبت کی تھی۔ وہ کیسے پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ مرہا بھی ضدی تھی لیکن احد کے آگے آج تک کوئی بھی ٹک نہیں پایا تھا۔

کاظم صاحب کو اپنے پوتے کو اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ کسی بات پہ اڑ جائے تو وہ کام کر کے رہتا تھا۔۔

"پر بیٹا مرہا۔" دادو نے پھر سے کوشش کی۔ لیکن وہ احد کی کیا جو مان جائے۔

"پلیز دادو میری خاطر۔" احد کے لہجے میں التجاء تھی۔ کاظم صاحب مسکرائے اور احد کے کندے پہ ہاتھ رکھ کے بولے۔۔

"بہت ضدی ہو تم۔ چلو ٹھیک ہے۔ تمہاری خوشی کے لیے رجاء ہمیں قبول ہے۔" ان کی بات پہ تو جیسے احد کو زندگی مل گئی۔ وہ خوشی سے ان کے گلے لگا۔ آج تک کاظم صاحب نے احد کو اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔ وہ یہی تو چاہتے تھے۔ وہ بھی کھل کے مسکرائے۔۔

"تھینک یو سو مچ دادو۔"،،،

"اچھا اب بتاؤ کب تک جانا ہے تمہاری رجاء کے گھر۔" کاظم صاحب نے احد سے پوچھا تو احد نے سوچا پہلے حیدر کا کچھ کر لوں۔

"دادو ابھی نہیں تھوڑے ٹائم بعد۔ ابھی کچھ ضروری کام ہیں وہ نمٹا لوں۔" احد نے کاظم صاحب سے کہا۔ تو کاظم صاحب مسکرائے۔

"جیسا تمہیں ٹھیک لگے بیٹا۔ پر جلدی ہی کرنا۔" کاظم صاحب کے کہنے پہ احد نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ کاظم صاحب اس کا کندھا تھپتھپاتے روم میں چلے گئے۔ احد بھی مسکراتا روم میں پہنچا۔ فریش ہونے کے بعد بیڈ پہ لیٹ گیا۔ سر نیچے ہاتھ رکھے رجاء کی بوکھلاہٹ کو سوچ کے مسکرانے لگا۔

"بہت جلد تم میری ہو گی جان۔" اس سے مخاطب گہرا مسکرایا اور آہستہ آہستہ نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا۔

....

حیدر گہری نیند میں سو رہا تھا۔ وہ پسینے سے شرابور تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بہت برا خواب دیکھ رہا ہو۔ جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی۔ اس منہ سے بے اختیار ردا کا نام نکلا۔۔۔

"یہ کیسا خواب تھا۔" حیدر جیسے خمار سے نکلا تو خود سے مخاطب ہوا۔ ٹائم دیکھا تو سات بج رہے تھے۔ وہ اسی سوچ میں تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ بجا۔

"حیدر بیٹا" صبا نے حیدر کو آواز دی۔

"جی موم" حیدر پسینا صاف کرتا دروازے تک گیا اور دروازہ کھولا۔

"بیٹا جلدی ریڈی ہو جاؤ۔ تمہارے ڈیڈ ناشتے پہ ویٹ کر رہے ہیں تمہارا" حیدر سے صبا نے کہا۔ وہ جانے لگیں تو حیدر نے انھیں روک لیا۔

"موم پلیز مجھے آپ کو ایک بات بتانی ہے۔" حیدر نے ان کا ہاتھ پکڑ کے روکا۔ حیدر کو اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگیں جو پسینے میں شرابور تھا۔ کالے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔ اور سفید رنگ میں سرخی گھل چکی تھی۔

"کیا بات ہے بیٹا۔ تم ٹھیک تو ہو۔ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں لگ رہے ہو؟" صبا یہ کہتی اندر کمرے میں آئیں۔ حیدر نے ان کے گلے لگ گیا۔ حیدر کا حال دیکھ کے اب صبا کو ٹنشن ہونے لگی تھی۔

"موم میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے۔ میں خواب میں دیکھا کے ردا میری آنکھوں کے سامنے ایک کھائی میں گرتی ہے۔ اور میں کچھ نہیں کر پاتا۔" حیدر آنکھیں بند کیے انھیں اپنا خواب بتا رہا تھا۔ صبا بھی ٹنشن میں آ گئیں کہ اس خواب کا کیا مطلب ہے۔ صبا نے اسے الگ گیا اور چہرے پہ ہاتھ رکھتی اسے سمجھانے لگیں۔

"بیٹا تم صبح شام ردا کے بارے میں سوچتے ہو۔اسی لیے تمھیں وہ خواب میں نظر آرہی ہے بس۔تم زیادہ ٹینشن مت لو۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔اب جلدی ریڈی ہو جاؤ۔" صبا نے اس کے بال سنوارے۔حیدر نے اثبات میں سر ہلایا۔اس کا دل مان نہیں رہا تھا۔

"جی موم۔آپ چلیے میں آتا ہوں،" حیدر نے مسکرا کے کہا۔

"جلدی آنا ورنہ تمہارے ڈیڈ کے فالتو کے جوکس سن سن کے میں پاگل ہو جاؤں گی۔اور ہاں ٹینشن مت لو۔ردا ٹھیک ہو گی۔تم اسے فون کر لو اوکے۔" حیدر نے ہاں میں سر ہلایا۔یہ کہہ صبا کمرے کے باہر نکل گئیں۔۔

"آخر اس خواب کا مطلب کیا ہے۔یااللہ سب ٹھیک رکھنا میرے بیٹے کی زندگی میں" صبا اس کی بات سن کے ٹینشن میں آ گئیں۔وہ دل ہی دل میں سب کی خیریت کی دعا کرنے لگیں۔۔

"پتا نہیں ردا ٹھیک ہے کہ نہیں۔فون کر کے دیکھتا ہوں۔" صبا کے جانے کے بعد حیدر نے سوچا کے وہ ردا کو فون کر دے۔اس نے فون اٹھایا اور ردا کا نمبر ملانے لگا۔

ردا ابھی نہا کے نکلی تھی۔کالے اور سرخ رنگ کے کنٹراسٹ والے کاٹن کے سوٹ میں اس کا رنگ چمک رہا تھا۔اس کے لمبے بالوں سے پانی قطروں کی صورت میں اس کی کمر بھگو رہا تھا۔اس نے بیڈ کی طرف دیکھا تو رجاء گہری نیند میں تھی۔رات کافی دیر سے اسے نیند آئی تھی۔

اچانک اس کا فون چنگھاڑنے لگا۔اس نے دیکھا تو حیدر کا تھا۔

"ہیلو!" حیدر کی آواز سپیکر پہ ابھری۔

"السلام علیکم سر۔" ردا نے سلام کیا۔اسے حیرت ہو رہی تھی کہ اتنی صبح حیدر اسے کیوں کال کر رہا ہے۔

"وعلیکم السلام ردا! کیسی ہیں آپ۔" حیدر کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا بولے۔

"سر میں بلکل ٹھیک ہوں۔ اتنی صبح آپ نے کال کی۔کچھ کام تھا۔" ردا نے حیدر کی بے قراری کو محسوس کیا تھا۔اسے بہت عجیب لگ رہا تھا کہ اسے کیا ہوا تھا۔

"ہاں وہ:وہ" حیدر نے ماتھا مسلا کہ کیا جھوٹ بولے۔کیا بہانہ بنائے۔

"وہ میں پوچھ رہا تھا کہ آپ نے میٹنگ کی ساری تیاریاں کرلیں۔" حیدر کو کچھ نہیں سوجھا تو اس نے آج ہونے والی میٹنگ کا بہانہ بنادیا۔

"یس سر سب مکمل ہے۔پر سر میٹنگ تو پانچ بجے ہے نا۔" ردا نے کہا تو حیدر نے اپنا ماتھ پیٹ لیا۔

"ہاں وہ مجھے یاد ہے لیکن میں سوچا آپ سے پوچھ لوں۔"۔

"ٹھیک ہے سر۔"۔۔۔۔

"ٹھیک ہے پھر آفس میں ملاقات ہو گی۔ بائے۔" حیدر کا دل پھر بھی نہیں مان رہا تھا۔

"اوکے سر۔" یہ کہہ کے ردا نے فون بند کر دیا۔ردا ایک پل کے لیے اس کے بارے میں سوچ کے رہ گئی۔پھر اس کے خیال کو جھٹکتی باہر چلی گئی۔

"I hope you're ok my love.I don't know what is going to happen but I promise I will protect you."

یہ کہہ حیدر نے فون ٹیبل پہ رکھ کے ڈریسنگ سے کپڑے لیتا فریش ہونے چلا گیا۔

....

"ہیلو!" مرہا گہری نیند میں تھی۔ اچانک اس کا فون چنگارنے لگا۔ اس کی نیند ٹوٹی تو جھنجھلا گئی۔ ہاتھ مار کے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا اور غصے سے بولی۔

"ہیلو مرہا! میں رافع تم نے جو کام کہا تھا وہ ہو گیا۔" رافع کی آواز سن کے مرہا کی نیند بھک سے اڑ گئی۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اسکے چہرے پہ شاطر مسکراہٹ آ گئی۔

"تو کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ جلدی بتاؤ اس لڑکی کے بارے میں میں۔" مرہا نے بے چینی سے کہا۔ اس کی آواز میں واضح غصہ تھا۔

"مرہا تمہارے کزن کا فون ٹریک کیا تو اس لڑکی کے گھر کا پتا چل گیا۔ اس گھر کے لینڈ لائن پہ فون کرتا ہے تمہارا کزن۔" اس نے تفصیلات دینا شروع کیں۔ مرہا سے انتظار نہیں ہو رہا تھا وہ ایک دم بولی۔

"جلدی بتاؤ رافع۔"،،

"مرہا یار مجھے سمجھ نہیں آتی تمہارے کزن کی پسند کو ہو کیا گیا ہے۔ جس لڑکی کو وہ چاہتا ہے اس کا نام رجاء ہے اور وہ اندھی ہے۔" رافع نے بتایا تو مرہا کا منہ کھل گیا۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ احد جیسا لڑکا جس کے پیچھے پتہ نہیں اس سمیت کتنی لڑکیاں پاگل تھیں۔ وہ ایک اندھی لڑکی کے پیچھے باولا ہو رہا تھا۔ مرہا تو پہلے شاک میں چلی گئی۔ لیکن جیسے ہی ہوش میں آئی اس نے رافع سے پوچھا۔

مزید کچھ پتا چلا۔"،،،،

"مرہا اس کی بہن احد کی سیکٹری ہے اور شاید اسی کے ذریعے وہ اس سے لڑکی سے ملا ہو گا۔" مرہا جیسے جیسے سن رہی تھی رجاء کا قتل کرنے کا اسے دل کر رہا تھا۔ احد اسے ریجیکٹ کر رہا تھا ایک اندھی لڑکی کے پیچھے۔

"اچھا اس لڑکی پہ نظر رکھو اور موقع ملتے ہی اسے اس دنیا کی تکلیف سے آزاد کر دو۔ بیچاری معذوری کی زندگی جو جی رہی ہے اس کی مشکل آسان کر دو۔ ویسے بھی اسے راستے سے ہٹانے میں تمہیں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔" مرہا نے سنگدلی سے کہا۔ اس کے چہرے پہ شیطانی ہنسی تھی۔ وہ احد کے لیے اتنی پاگل تھی کہ وہ جان لے بھی سکتی تھی اور جان دے بھی سکتی تھی۔

"اتنا آسان نہیں ہے مرہا۔ تمہارا کزن کچھ زیادہ ہی محبت کرتا ہے اس لڑکی سے۔ پل پل کی خبر ہے اس اندھی لڑکی کی اسے۔ اس کا ایک بندہ اس کی سیکیورٹی پہ ہے۔ کل میں چھپ کے اس کی تمام باتیں سن لیں تھیں۔ جب میں اس لڑکی کی انفارمیشن اکھٹی کر رہا تھا اسے مجھ پہ شک ہو گیا۔ اس نے تمہارے کزن کو میرے بارے میں بتا دیا ہے۔ کچھ زیادہ ہی تیز ہے تمہارا کزن۔" رافع نے تشویش سے کہا۔

"رافع جو کرنا ہے کرو۔ مگر وہ لڑکی زندہ نہیں بچنی چاہیے۔ اگر تم نے اسے نہیں ختم کیا تو تمہیں ایک پیسہ نہیں ملے گا۔ سمجھے۔" مرہا دھاڑی۔ رافع اس کے سنکی دماغ سے آگاہ تھا وہ جانتا تھا وہ الٹی کھوپڑی کی ہے۔

"میں کوشش کرتا ہوں مرہا۔" رافع نے کہا تو مرہا جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور غصے سے بولی۔

"مجھے کوشش نہیں نتیجہ چاہیے۔کچھ بھی کرو۔لیکن وہ اندھی لڑکی زندہ نہیں بچنی چاہیے۔اور ناکام ہو کے مت آنا ورنہ تم زندہ نہیں بچو گے۔"۔۔۔۔۔۔

"مر با کام ہو جائے تم چل کرو۔"رافع اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ھھھم کام ہونے کے بعد فون کرنا سمجھے۔"اس نے غصے سے فون رکھ دیا۔۔۔

"احد پاگل ہو گیا مجھے ٹھکرا کے اس اندھی کے پیچھے پاگل ہے۔لیکن میں احد کو کسی اور کا ہونے نہیں دوں گی۔کبھی نہیں"یہ کہہ نے اس ٹیبل پہ رکھا واس دیوار پہ دے مارا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سارا کچھ تہس نہس کردے۔وہ احد کو ہر حالت میں حاصل کرنا چاہتی تھی۔

....

احد ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔وہ مکمل تیار تھا۔سلور کلر کی مہنگی گھڑی ہاتھوں کی زینت بناتا وہ اپنی تیاری کو آخری ٹچ اپ دینے لگا۔۔

اس کی گرے آنکھوں میں الگ ہی چمک تھی۔دادی اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔احد نے بلیک شرٹ کے ساتھ ڈارک گرین تھری پیس پہن رکھا تھا۔احد کو ٹائی نہیں پسند تھی اس لیے وہ ٹائی نہیں لگاتا تھا۔

دادی کو ہر حالت میں ہی خوبرو لگتا تھا۔دادی نے ماشاءاللہ کہا اور اس کے سر کی بلائیں لینے لگیں۔

"کیا بات ہے میرا پوتا تو بہت خوش ہے کیا بات ہے؟"دادی نے آتے ہی سوال کیا۔احد رجاء کے بارے میں سوچ کے مسکرا رہا تھا۔

"دادی خوش کیسے نہ ہوں دادو ماں گئے۔انھیں میرے اور رجاء کے رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" اس نے خوشی سے بتایا۔دادی تو حیران تھیں۔انھوں بہت وقت بعد احد کو اس قدر خوش دیکھا تھا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے احد۔" دادی نے خوشی سے کہا۔

"دادی آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا۔رجاء دیکھ نہیں سکتی۔" احد نے تشویش سے پوچھا۔

"میرا احد خوش ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو گا بھلا۔اور اگر رجاء دیکھ نہیں سکتی تو ہم سب ہیں نا ہم اس کی آنکھیں بنیں گے۔" دادی نے کہا تو احد کے چہرے سے خوشی چھلک رہی تھی۔اسے لگ رہا تھا کہ اسے کسی نے زندگی لوٹا دی ہو۔

"ہاں دادی میں کبھی اپنی رجاء کو اس کی کمی کا احساس نہیں ہونے دوں گا۔میں اس کی آنکھیں بنو گا۔" احد نے سوچتے ہوئے کہا۔دادی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔اپنے احد کو اتنا خوش دیکھ وہ بھی بہت خوش تھیں۔انھیں اور کاظم صاحب کو تو اپنے احد کی خوشی چاہیے تھی۔جو دس سال پہلے آمین صاحب اور زہرا کے ساتھ ہی چلی گئی تھی۔۔۔

....

"السلام علیکم ڈیڈ!" حیدر ابھی تیار ہو کے ناشتے کی ٹیبل پہ پہنچا تھا۔وہ ابھی فل بلیک تھری پیس میں ملبوس تھا۔اس نے سنجیدگی سے سلام کیا۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

"وعلیکم السلام بیٹا جی۔ آج خیریت تو بڑے سنجیدہ لگ رہے ہو۔" یاسین صاحب جو ناشتے میں مصروف تھے۔ حیدر کے سلام کا جواب دیا۔ حیدر تھوڑا پریشان لگا تھا۔ ویسے تو ہر وقت ہنسا کرتا تھا لیکن آج تھوڑا سنجیدہ تھا جو ان سے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بھی حیدر جیسے تھے ہر وقت ہنستے رہتے تھے۔

"کچھ نہیں ڈیڈ بس ایسے ہی" حیدر نے بریڈ پہ جیم لگاتے سادہ سا جواب دیا۔ اتنے میں صبا بھی آ گئیں۔ ہاتھوں میں جوس کا جگ پکڑ رکھا تھا۔ انھوں نے جوس یاسین صاحب کے گلاس میں انڈیلا۔

"لگتا ہے بیگم آپ کے سپوت کو ہماری بہو کی یاد ستا رہی ہے۔" یاسین صاحب نے ہنستے ہوئے صبا سے کہا۔ وہ حیدر کو چھیڑ رہے تھے۔ حیدر کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔ لگتا ہے حیدر اب سدھر رہا ہے۔" صبا نے بھی اس کی ٹانگ کھینچی۔

"یہ تو امپاسبل ہے۔ اگر آپ کے پوتے پوتیاں بھی ہو جائیں نا موم۔ پھر بھی آپ کا بیٹا نہیں سدھرے گا۔" ردا کا نام سن کے حیدر کا موڈ فریش ہو گیا۔ وہ ہنسنے لگا۔ اس نے ڈیڈ کو آنکھ مارتے کہا۔ اس نے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا۔

"واہ بیٹا جی۔ شیخ چلی کے خیالی پلاؤ۔ ابھی شادی ہوئی نہیں کہ پہلے ہی بچوں کی پریشانی ہو گئی ہے۔" صبا نے اس کے سر پہ چپت لگائی۔ یاسین صاحب بھی ہنسنے لگے۔ انھیں اپنے بیٹے سے یہی امید تھی۔

"ویسے سب سے دو قدم آگے رہتا ہے میرا بیٹا۔ پراوڈ آف یو سن۔" یاسین صاحب نے ہنستے ہوئے حیدر کی باتوں کی تائید کر رہے تھے۔ اسی بات پہ صبا کا میٹر شارٹ ہوتا تھا۔ وہ ہمیشہ ان کی اس قسم کی باتوں سے چڑ جایا کرتی تھیں۔

"واہ یاسین صاحب اچھی باتیں سکھا رہے ہیں آپ اپنے بیٹے کو۔ دو قدم ہو نہہ ابھی دور دور تک شادی کا پتا نہیں ہے تو بچے کہاں سے ہوں گے۔ کمال کرتے ہیں آپ" صبا نے چڑ گئی۔ انھوں ایک گھوری یاسین صاحب کو دی جو ہنس ہی رہے تھے۔ اور دوسری حیدر کو جو کھل کے قہقہے لگا رہا تھا۔

"بیگم آپ کا یہ غصہ اف۔" یاسین نے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا اور صبا کو آنکھ ماری تو صبا کو منہ کھل گیا۔ حیدر معنی خیز مسکرا رہا تھا۔ انھوں بہت خطرناک گھوری سے یاسین صاحب کو نوازا۔۔۔

"اور موم شادی کا کیا پتا ہے۔ معلوم نہیں کل ہی ہو جائے اور آپ کی بہو گھر آ جائے۔ ہونے کو کیا نہیں ہو سکتا کیوں ڈیڈ۔" حیدر اٹھتا صبا تک پہنچا اور انھیں کندھے سے تھام کے بولا۔ اسکے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔

"بلکل بیٹا جی۔ آپ بیگم اتنا پریشان مت ہوئیے۔ شادی بھی ہو جائے گی۔" یاسین صاحب نے اس کی تائید کی۔ صبا بھی مسکرا دیں۔ انھوں نے اپنی چھوٹی سی دنیا کو دیکھا جہاں خوشیاں ہی تھیں۔ لیکن انھیں نہیں پتا تھا کہ حیدر نے جو کہا شاید کو سچ ہونے والا تھا۔۔

" قبول ہے...

قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔"

اس نے لڑکھڑاتی آواز میں نکاح قبول کرلیا۔اس کی آنکھوں سے اشک ٹوٹ کے نکاح نامے میں جذب ہوگیا۔جس پہ وہ دستخط کررہی تھی۔آج اس کی زندگی میں وہ انسان شامل ہوچکا تھا جس کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتی تھی۔

اس کی زندگی میں آنے والے ایک طوفان نے اس کی زندگی کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔اس کا جسم کانپ رہا تھا۔دماغ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔وہ ابھی کالے لباس میں تھی۔اسے دیکھ کے کہیں سے بھی دلہن کا گمان نہیں ہورہا تھا۔لگ رہا تھا کہ کوئی ماتم ہو۔

وہ ردا ابراہیم سے ردا حیدر یاسین بن چکی تھی۔جس کے لیے اسے بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔

وہ اپنے کمرے کے سنگل صوفے پہ بیٹھی کسی چیز کو گھور رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں بلکل ویرانی تھی۔اس کے بال بکھرے تھے۔رو رو آنکھیں اس قدر سرخ ہوچکی تھیں کہ ایسا محسوس ہوتا تھا اس کی آنکھوں سے خون چھلکنے کو تیار ہو۔اس نے پاس دوسرے صوفے پہ بیٹھی رجاء کا ہاتھ جکڑ رکھا تھا۔وہ خیالوں میں گم اپنی قسمت پہ ماتم منا رہی تھی کہ امی نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔اس نے آنسو بھری لال آنکھیں اٹھا کے رامین بیگم کی طرف دیکھا۔آنسوؤں نے اس کے گال بھگو دیے۔جو رونے کی وجہ سے لال ہورہے تھے۔اس کی چھوٹی ناک سرخ ہورہی تھی۔۔

رامین بھی سسک رہی تھیں۔ردا کھڑی ہوگئی۔اور امی کے گلے لگ کے دھاڑیں مار مار کے رونے لگی۔

"ام امی میں نے کچھ نہی نہیں کیا امی۔میرے ساتھ یہ کیا ہوگیا امی۔میں بے قصور ہوں۔میں بدکردار نہیں ہوں امی۔" روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی۔وہ بہت تکلیف میں تھی۔رجاء بھی رو رہی تھی۔عاشی اس کے پیچھے کھڑی

اس کی پیٹھ سہلا رہی تھی۔ رامین اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھیں۔ وہاں موجود سب اسے پرسکون کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

"مجھے پتا ہے میری جان۔ تمہارے دامن کل بھی پاک تھا اور آج بھی پاک ہے۔ اب جو ہو گیا وہ نصیب میں لکھا تھا۔ حیدر نے تمہارا ہاتھ تھاما ہے۔ اس حمزہ کی طرح تو نہیں جس نے بھری محفل میں تمہاری عزت کی دھجیاں بکھیر کے رکھ دی۔ اب رونا بند کرو۔ "رامین کو اپنی بیٹی پہ پورا بھروسہ تھا۔

"ہاں آپی امی صحیح کہہ رہی ہیں۔ وقت رہتے آپ اس گھٹیا انسان سے بچ گئی ہیں۔ حیدر بھائی کتنے اچھے ہیں۔ انھوں نے آپ کے لیے سٹینڈ لیا۔ اور جو ہوا اس میں نہ آپ کا قصور ہے اور نا حیدر بھائی کا۔ بس آپ دونوں کا ملنا ایسے ہی طے تھا۔ "رجاء ہاتھ پاؤں چلاتی گرتی سنبھلتی ردا تک پہنچی اور اسے سہارا دینے لگی۔ عاشی، رامین اور رجاء کو اس پہ پورا بھروسہ تھا۔ وہ اس کے کردار کی گواہی دے سکتی تھیں۔۔۔

"ام امی میں بدکردار نہیں ہوں نا۔ "ردا ابھی بھی رامین کے سینے سے لگی۔ رو رہی تھی۔ اسکا کی لال چنری سر سے ڈھلک کے گلے میں آ چکا تھی اس کے بال چٹیا سے نکل رہے تھے۔ بکھرے ہوئے تھے۔ ردا کا حلیہ بلکل کسی ہارے ہوئے انسان کا لگ رہا تھا جو اپنا سب کچھ ہار چکا تھا۔ پاکدامن ہونے کے باوجود اسے بدکردار کہا جا رہا تھا۔ کل رات آفس میں لیٹ تک رکنا اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔۔۔

"نہیں میری جان۔مجھے تم پہ پورا بھروسہ ہے۔تم جیسی سمجھدار لڑکی ایسا کچھ کر ہی نہیں سکتی۔تم حمزہ سے منگنی کے باوجود کبھی اس سے فری نہیں ہوئی۔تو ایسے کیسے کچھ غلط کر سکتی ہو۔" رامین اسے سمجھانے لگی۔ردا کے آنسو مسلسل بے مول ہو رہے تھے۔وہ رو رو تھک چکی تھی۔اپنے کردار کی گواہی دے دے کے تھک چکی تھی وہ۔

"قبول ہے۔

دل و جان سے قبول ہے۔۔

مجھے قبول ہے۔۔۔۔"

حیدر ابھی ردا کے گھر کے چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔مولوی صاحب بھی اس کے پاس بیٹھے تھے۔انھوں نکاح پڑھوایا۔حیدر نے قبول کیا۔حیدر کے ساتھ وہاں احد؛یاسین صاحب اور صبا بھی موجود تھے۔یاسین نے مسکرا کے اسے گلے لگایا۔اسے مبارکباد دی۔وہ ابھی بھی اسی کالے سوٹ میں ملبوس تھا۔ابھی صرف کالی سرٹ اور پینٹ میں ملبوس تھا۔اس کے گال بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔آنکھوں میں لال ڈورے تھے۔جو نیند کی کمی کا پتہ دے رہے تھے۔تھکاوٹ اور نیند کی کمی کے باوجود وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔وہ موجود سب لوگ اس کی پرسینلٹی سے امپریس ہو رہے تھے۔۔وہاں محلے کے کچھ لوگ بھی تھے۔روشان اور عاشی کے ابو ردا کی طرف سے وہاں موجود تھے۔۔

محلے والے بھی تھے جو نکاح کے کے بعد جا چکے تھے۔انھیں تماشہ دیکھنا تھا۔اس لیے تماشہ کرنے کے بعد چلے گئے۔شکیلا جو شروع سے ہی ردا اور رجاء کو نہیں پسند کرتی تھی۔اسے موقع مل گیا تھا۔انھیں باتیں سنانے کا۔لیکن

حیدر کو دیکھ کے وہ بہت جل گئی تھی۔ اتنا ہینڈسم اور اچھا لڑکا ردا کا شوہر بنا تھا۔ وہ تو سمجھ رہی تھی کہ ردا کو رامین کسی راہ چلتے انسان کے ساتھ باندھ دے گی لیکن حیدر کو دیکھ کے اس کے منصوبوں پر پانی پھر گیا تھا۔

"مبارک ہو میرے یار۔ تو نے بھی شادی کا لڈو کھا ہی لیا ہاں۔" احد بھی بلیک تھری پیس میں تھا۔ وہ آفس کے لیے تیار تھا جب حیدر نے اسے فون کر کے ایمرجنسی کا کہہ بلا لیا تھا۔ احد نے ہنستے ہوئے حیدر سے کہا۔ جس نے پھیکی سی مسکراہٹ دی۔ وہ ردا کو اپنا بنانا چاہتا تھا لیکن اس طرح نہیں۔ آج ردا پہ لگائے گئے سارے الزام اس کے دل کو چھلنی کر گئے تھے۔۔

"تھینکس یار۔" حیدر نے شکریہ ادا کیا۔ خوش تو تھا کہ ردا کی حمزہ سے جان چھوٹی۔

"مبارک ہو بیٹا۔ جن حالات میں تمہاری شادی ردا سے ہوئی ہے۔ میں سمجھ سکتی ہوں اس کی کیا حالت ہو گی۔ ہم سب کوشش کریں گے کہ وہ نارمل ہو جائے۔" صبا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا۔ روشان کو بھی اس نے گلے لگا۔ آخر اس کا اکلوتا سالا جو تھا۔

احد کی نظریں کافی دیر سے رجاء کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ جو نا جانے کہاں تھی۔ وہ بے چین ہو رہا تھا۔ اس نے رجاء ابھی تک نہیں دیکھی تھی۔۔۔

رامین بیگم باہر آئیں۔ حیدر ان کے سامنے جھک گیا۔ انھوں نے اسے دلاسہ دیا۔ انھیں حیدر بہت اچھا لگا تھا۔ ان کی آنکھیں نم تھیں۔ ان کی لاڈلی بیٹی کی شادی جن حالات میں ہوئی تھی۔ ہر ماں کے اپنی اولاد کے لیے کچھ ارمان ہوتے ہیں۔ لیکن رامین کے ارمان تو ملیامیٹ ہو چکے تھے۔

"خوش رہو بیٹا۔ تم نے میری ردا کی عزت رکھ لی۔ میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں۔" انھوں نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑے۔ حیدر نے تڑپ کے ان کے ہاتھ پکڑ لیے۔

"یہ کیا کہہ رہی آپ آنٹی۔ جو ہوا اس میں ردا کا کوئی قصور نہیں تھا۔ جو ہوا وہ قسمت میں لکھا تھا۔ تو اسے سزا کیوں ملتی۔ آپ نے مجھے بیٹا کہا ہے نا۔ تو بیٹے ماوؤں کے آگے جھکتے ہیں۔ مائیں نہیں۔" اس نے نرمی سے کہا۔ تو رامین کو بہت اچھا لگا۔۔

"رامین جی جو ہوا وہ ایک غلط فہمی تھی۔ اب ردا ہماری بیٹی ہے۔ آپ فکر مت کریں۔ ہمارا حیدر ردا کا بہت خیال رکھے گا۔" صبا نے رامین کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ رامین کو حیدر کے گھر والے بہت پسند آئے تھے۔۔

"جی صحیح کہہ رہی ہیں صبا۔ آپ فکر مت کیجیے بھابھی۔" یاسین صاحب نے صبا کی ہاں میں ہاں ملائی۔ رامین مسکرا دیں۔ انھیں ردا کی قسمت پہ رشک آ رہا تھا کہ اسے اتنا اچھا سسرال ملا تھا۔۔

"آپ نے حیدر کی بہت اچھی تربیت کی ہے۔ وہ اس کے رویہ سے ہی لگ رہا ہے۔ اس نے مشکل میں میری ردا کا ہاتھ تھاما۔ جب سب اپنوں نے اسے بے عزت کیا۔ اس کے دامن پہ کیچڑ اچھالا۔" رامین نے آنسو صاف کیے۔ احد بھی کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ وہ مسکرائے جا رہا تھا کہ حیدر کو تو اس کی محبت مل گئی۔ اب اس کا کیا ہو گا۔۔۔

"آنٹی کیا میں ردا سے مل سکتا ہوں۔" حیدر نظریں جھکائے ہچکچاتے ہوئے رامین سے بولا۔ رامین مسکرا دی۔

"روشان جاؤ بھائی کو آپی کا کمرہ دکھا دو۔" رامین نے آنسو صاف کرتے روشان سے کہا۔ روشان نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ ہنس رہا تھا۔۔

"آیئے حیدر بھائی۔" روشان نے کہا۔

"بہت اتاولا ہو رہا ہے تو بیٹا۔ اس گھر کا داماد کیا بن گیا دوست کو بھول ہی گیا۔ لیکن کوئی بہت جلد میں بھی اسی گھر کا داماد بنوں گا۔" احد نے کان میں حیدر سے کہا جو جانے ہی والا تھا۔ حیدر اس کی بات سن کے جاندار مسکرایا۔ احد بس یہی چاہتا تھا۔ اس کا کام ہو گیا۔ حیدر روشان کے ساتھ چل دیا۔ ردا کے کمرے کی طرف۔۔۔۔

دوسری طرف ردا رجاء کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔ اس کے آنسو چہرے کو بھگو رہے تھے۔ وہ بنا آواز کے روئے جا رہی تھی۔ رجاء اس کے سر پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔ ردا کا جسم کپکپا رہا تھا۔ وہ اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔ عاشی بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔

ردا کل کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جب اسے حیدر کا فون آیا تھا۔۔۔

....

فلیش بیک۔۔۔۔ گزشتہ صبح۔۔۔۔

ردا کے فون کی بیل سے رجاء کی آنکھ کھل چکی تھی۔ وہ سب سن رہی تھی جو باتیں حیدر اور ردا کے درمیان ہوئیں تھی۔ اس کے سفید کپڑوں میں سلوٹیں تھیں۔ وہ اٹھ بیٹھی۔۔

"آپی آپ یہیں ہیں۔" رجاء نے کہا تو ردا جو تولیے سے بال رگڑ رہی تھی اس کی بات سن کے مسکرا دی۔

"ہاں رجاء میں یہیں ہوں۔" اس نے بالوں کو سکھاتے مسکرا کے کہا۔۔۔

"اچھا آپی آپ آج جلدی گھر آجائیں گی۔" رجاء نے کہا۔

"کیوں ردا۔ آج مجھے بہت سارا کام ہے آفس میں پینڈنگ ہے۔ وہ کمپلیٹ کرنا ہے۔ تو لیٹ ہو جائے گا۔ کچھ کام تھا کیا۔" ردا نے مسکرا کے کہا۔ اس نے بال سکھائے اور بالوں کو برش کرنے لگی۔

"ہاں وہ آج شام کو باہر آئسکریم کھانے کا دل کر رہا تھا۔" رجاء نے اداسی سے کہا۔ لیکن پھر جھٹکے سے مسکرا دی۔

"لیکن کوئی بات نہیں۔ کام بھی ضروری پھر کبھی چلیں گے اوکے۔"۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے پرسوں۔ ڈن۔" ردا نے مسکرا کے کہا۔ ردا نے بالوں کی چٹیا بنائی۔ اور بس آنکھوں میں کاجل کی لیکر کھینچی۔ رجاء بیڈ سے اتری۔ ردا تیار ہو کے اس تک آئی۔ الماری سے ایک سوٹ لے کے اسے واشروم تک چھوڑ آئی۔۔۔

"ردا رجاء بیٹا ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ آجاؤ۔" باہر سے اچانک راحین کی آواز آئی۔ ردا نے فوراً کالی چادر اوڑھ لی۔ اور پرس لے کر باہر نکل گئی۔

ردا نے ناشتہ کیا۔

"امی آج کافی کام پینڈنگ ہے تو لیٹ گھر آوں گی ٹینشن مت لینا۔ کام مکمل کرنا ہے۔" ردا یہ کہتی گھر سے نکل گئی اور آفس کے لیے روانہ ہو گئی۔ وہ آفس پہنچی۔ اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا۔ اسے گھٹن سی ہو رہی تھی۔

وہ سب باتیں دماغ سے جھٹک کے کام میں مصروف تھی۔ اچانک اس کے کیبن کا دروازہ کھلا تو دیکھا۔ حیدر تھا۔۔

"ارے سر آپ۔ مجھے بلا لیا ہوتا۔ کچھ کام تھا۔" ردا اس کے آنے سے کھڑی ہو گئی۔ اور پوچھنے لگی۔۔

حیدر جیسے ہی آفس میں انٹر ہوا اس کا دل چاہا کہ وہ ردا کو ایک بار دیکھ لے۔ قدم خود بخود ردا کے کیبن کی طرف مڑ گئے۔ ردا بہت بری طرح کام میں بزی تھی۔

"احد کے بچے! کیا حال بنا دیا ہے تو میری ردا کا۔ کتنا کام کروائے گا تو اس سے۔ جلاد کہیں کے۔" اس نے ردا کو کام میں بزی دیکھ احد کو گالیوں سے نوازنا شروع کیا۔ اس کی وجہ سے ردا کو اتنا کام کرنا پڑ رہا ہے۔ اس نے دروازہ میں کھڑے ہوکے ردا کو نہارنا شروع کیا۔ تو ردا اس کو یوں کھڑا دیکھ سٹپٹا گئی۔۔۔۔۔

"نہیں مس ردا۔ کچھ کام نہیں تھا۔ یہاں سے گزر رہا تھا سوچا حال چال پوچھ لوں۔" حیدر نے محبت بھری نظروں سے ردا کو دیکھا۔ ردا کو اس کی نظریں کافی عجیب لگ رہی تھیں۔ وہ پزل ہو رہی تھی۔ ردا کی جھکی نظریں اور اوپر سے وہ کالا رنگ حیدر تو دیوانہ ہو رہا تھا۔ وہ کوئی جواب دیتی۔ کہ اچانک ٹیلی فون بجا۔ تو حیدر ہوش میں آیا۔ اور ردا نے شکر ادا کیا۔ اسے کبھی کبھی حیدر کی باتیں عجیب لگتی تھیں۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔

ردا نے فون اٹھایا تو احد نے اسے کیبن میں بلایا۔ شام کی میٹنگ کے بارے میں ڈسکس کرنے کے لیے۔ ردا نے فائل اٹھائی۔ اور جانے لگی تو حیدر راستہ روکے کھڑا تھا۔

"سر راستہ۔" ردا نے ہچکچاتے ہوئے کہا تو حیدر نے اسے راستہ دیا۔۔۔

میٹنگ بہت اچھی رہی تھی۔ سارا دن ردا کا پریزنٹیشن بنانے میں گزر گیا تھا۔ باقی کا کام وہ پینڈنگ تھا۔ رجاء کے چیک اپ کی وجہ اس نے پھر سے چھٹیاں کیں تھی۔ وہ کام ابھی باقی تھا۔ آج ردا نے سوچا کہ کام مکمل کر دے۔ اور بوجھ اتار دے سر سے۔۔۔

سب لوگ جا چکے تھے۔احد بھی چلا گیا تھا۔احد نے بھی پوچھا تھا کہ وہ نہیں جائے گی تو اس نے یہ کہہ کے انکار کر دیا کہ کام کمپلیٹ کر کے ہی جائے گی۔۔

"ردا کافی لیٹ ہو چکا ہے۔آپکو گھر نہیں جانا کیا۔"حیدر بھی نکل ہی رہا تھا کہ اچانک ردا کے کیبن کی کھڑکی سے نظر پڑی کہ وہ ابھی بھی کام کر رہی تھی۔تو وہ کیبن میں پہنچتے ہی بولا۔۔۔

ردا نے نظر اٹھا کے دیکھی تو حیدر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"سر ایکچولی میں نے پچھلے ہفتے چھٹیاں کی تھیں۔کام بہت پینڈنگ تھا تو سوچا وہ کمپلیٹ کر لوں۔"ردا نے کام کرتے ہوئے کہا۔حیدر نے ٹائم دیکھا تو ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔وہ بھی وہیں بیٹھ گیا۔

"ردا کتنا کام رہتا ہے۔"حیدر نے پوچھا۔ردا اس کے بیٹھنے پر کافی حیران ہوئی۔۔

"سر تھوڑا سا ہے۔بس کمپلیٹ کر لوں پھر نکلتی ہوں۔"ردا نے اس کی حرکت اگنور کرتے ہوئے کہا۔آفس پورا خالی تھا۔ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

"تو ٹھیک ہے تب تک میں بھی یہیں ہوں۔کیونکہ آپ کو اتنی رات کو اس آفس میں اکیلے چھوڑنے کا رسک میں نہیں لے سکتا۔"،

ردا اس کی بات پہ حیران ہو گئی۔

"پر سر آپ مطلب ایسے کیسے؟"ردا کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے۔۔

"مس ردا جلدی کمپلیٹ کریں کام۔ آور آپ کو اتنی رات کو اکیلے یہاں رکنے نہیں دے سکتا۔ کافی رسکی ہے۔" حیدر نے سنجیدگی سے کہا۔ ردا نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور کام میں لگ گئی۔ حیدر ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر منہ کے نیچے رکھے اسے لگاتار دیکھ رہا تھا۔

ردا نروس ہو رہی تھی۔ اس نے جلدی جلدی ہاتھ چلائے۔ کام کمپلیٹ کرتے کرتے اسے ساڑھے نو بج گئے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ وہ آرام سے بس سے گھر جا سکتی تھی۔ وہ سکیور تھا۔ لیڈیز بسس چلتی تھیں۔ اور اس کے گھر والی سائیڈ ساڑھے دس بجے آخری بس جاتی تھی۔ تو جب وہ اکثر لیٹ ہو جاتی تو بس سے ہی جاتی تھی۔

....

"ہو گیا سر۔" ردا نے ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کی۔ اسے حیدر کی نظروں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ اسلیے اس نے جلدی جلدی کام کمپلیٹ کیا۔

"تو چلیں مس ردا۔" حیدر کھڑا ہو گیا۔ اور ٹیبل پہ رکھی گاڑی کی چابیاں اٹھائی۔

ردا بھی کھڑی ہو گئی۔ اس نے سامان سمیٹا۔ چادر ٹھیک کی۔ اس نے روشان کو مسیج کر دیا کہ وہ آ رہی ہے۔ ابھی اسے روشان کا ٹیکسٹ ملا تھا کہ امی پریشان ہو رہی ہیں۔ وہ موبائل پرس میں رکھتی اور پرس اٹھاتی حیدر کی پیروی میں چلنے لگی۔ دونوں ایلویٹر میں داخل ہوئے۔ ردا چپ تھی۔ حیدر بھی کچھ بول نہیں رہا تھا۔

حیدر نے گراؤنڈ فلور کا بٹن دبایا۔ لفٹ چلنے لگی۔ ابھی لفٹ تھوڑی ہی دیر چلی کہ اچانک لفٹ کو جھٹکا لگا۔

"یہ کیاہو رہاہے؟" لفٹ مسلسل تھرتھرا رہی تھی۔ ردا کو ڈر لگنے لگا تھا۔اس نے حیدر سے پوچھا۔لفٹ ہل ہی رہی تھی کہ اچانک جھٹکے سے رک گئی۔اور ردا اپنا بیلنس نہ برقرار رکھ پائی اور گرنے ہی والی تھی کہ حیدر کی باہوں نے اس کی کمر کے گرد گھیرا تنگ کر دیا اور اسے گرنے سے بچایا۔

ایک لمحے کے لیے دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔ایک طرف محبت کا سمندر تھا تو دوسری طرف حیرت اور ڈر کے ملے جلے تاثرات تھے۔

حیدر کو جیسے ہی محسوس ہوا اس نے ردا کو آرام سے سیدھا کیا۔ردا جھنیپ گئی۔حیدر بھی کافی خجل ہو گیا۔۔۔۔۔

"لگتا ہے لفٹ خراب ہو گئی ہے۔پر الارم کیوں نہیں بجا۔" لفٹ کے رک جانے پر الارم بجتا ہے لیکن یہاں ایسا نہیں ہوا۔شاید الارم خراب تھا اور ان دونوں کی قسمت بھی۔حیدر نے رکی لفٹ کو دیکھ کر کہا۔ردا کے چہرے پر پریشانی کے اثار دکھ رہے تھے۔حیدر نے دیکھا تو لفٹ فور تھ اور ففتھ گراؤنڈ کے بیچ رکی تھی۔

"تو سر اب کیا ہو گا۔" ردا نے پریشانی سے پوچھا۔وہ مسلسل انگلیاں مروڑ رہی تھی۔۔۔

"مس ردا ہم نکل سکتے تھے لیکن لفٹ دو فلورز کے بیچ رک گئی ہے۔ہم دو فلورز کے بیچ میں لٹک رہے ہیں۔" حیدر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ردا کو تو اب پسینا آنے لگا تھا۔

"آپ فکر مت کیجیے ردا۔یہ فون ہے میں کسی کو مدد کے لیے بلاتا ہوں۔" حیدر نے وہاں موجود ایلویٹر ٹیلیفون کی طرف اشارہ تو ردا کی سانس میں سانس میں آئی۔اس نے فون کیا پر وہ چل ہی نہیں رہا تھا۔یہ ایلویٹر ٹیلی فون تھا جو ڈائریکٹ کنٹکٹ کرتا تھا ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹس سے۔جو لفٹ میں پھنسے لوگوں کو ریسکیو کرتے تھے۔۔۔

حیدر نے تین چار بار ٹرائی کیا مگر ٹیلیفون چل ہی نہیں رہا تھا۔ ردا انگلیاں مروڑتی اسے بہت پریشانی سے دیکھ رہی تھی۔ حیدر ردا کی طرف مڑا۔

"یہ فون تو کام ہی نہیں کر رہا۔ اب کیا کریں۔" حیدر نے ردا سے کہا تو ردا کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ حیدر نے فوراً فون نکالا تو نیٹ ورک ہی نہیں تھا۔ لفٹ میں نیٹ ورک نہیں ہوتا۔

"ڈیم اٹ نیٹ ورک بھی نہیں ہے۔" حیدر نے غصے سے ہاتھ دروازے پہ مارتے ہوئے کہا۔ اور ردا کو دیکھنے لگا۔ ردا جو سہمی کونے میں کھڑی تھی۔ اس کا ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔ ردا کوئی ڈری ہوئی بچی لگ رہی تھی۔

"اب ہم باہر کیسے نکلیں گے سر۔" ردا نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔ اسے گھر جانا تھا۔ روشان کا میسج آیا تھا کہ امی بہت پریشان ہیں۔ اس نے نکلتے وقت روشان کو میسج کر لیا تھا کہ وہ آ رہی ہے۔ اب اگر وہ گھر نہ پہنچی تو کیا ہوگا۔ یہ سوچ کے ہی اس کے ہی اسے لگا اس کی روح کوئی کھچوڑ رہا تھا۔

ایک نامحرم کے ساتھ اکیلی وہ لفٹ میں پھنس چکی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ دل کر رہا تھا دھاڑیں مار مار کے روئے۔

"آآآپ روییے مت ردا پلیز۔ میں کچھ کرتا ہوں۔" حیدر ردا کو روتے دیکھ ہڑبڑا گیا۔ اس لیے بے وقوفیاں کرنے لگا۔ لفٹ کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ جو جھٹکے کی وجہ سے پھنس گیا تھا۔ اور کھل نہیں رہا تھا۔ اس نے لفٹ کے اوپر موجود سیل ڈھکن کو کھولنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ وہ بہت اوپر تھا اور وہ وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ اور وہ بند تھا اسے کھولنا آسان نہیں تھا۔۔۔

"ردا کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ ہم پھنس چکے ہیں لفٹ میں۔اب صبح ہی کچھ ہو سکتا ہے۔ابھی تو کوئی بھی آفس میں موجود نہیں ہے۔"حیدر ردا کی طرف بڑھنے لگا کہ اسے حوصلے دے سکے۔وہ جیسے ہی آگے بڑھنے لگا وہ پیچھے ہو گئی۔وہ بلکل سمٹ گئی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔۔۔

"س سر مجھے گھر جانا ہے۔سب پریشان ہو رہے ہوں گے۔"وہ رونے لگی۔اب حیدر کو اس کا رونا برداشت بھی نہیں ہو رہا تھا لیکن وہ کیا کر سکتا تھا۔سوائے ویٹ کرنے کے۔

"ردا ہم پھنس چکے ہیں۔پلیز۔رونا بند کیجیے۔اب ہم صبح ہی گھر جا سکتے ہیں۔"حیدر کو اس کے رونے سے تکلیف ہو رہی تھی۔ایک تو جیسے ہی وہ قریب جاتا وہ سکڑ سمٹ جاتی۔اس کی سچویشن وہ سمجھ رہا تھا۔لیکن وہ کیا کرتا۔ایک لڑکی کے لیے اس سے مشکل وقت اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

حیدر نے ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہا۔ردا نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔جو جھنجھلا چکا تھا۔

"سر آپ سمجھ نہیں رہے اگر میں صبح گھر گئی تو لوگ میرے بارے میں طرح طرح کی باتیں کریں گے۔میرے کردار پہ انگلیاں اٹھیں گی۔پلیز سر کچھ کیجیے۔"ردا نے روتے ہوئے حیدر سے کہا۔حیدر سب سمجھ رہا تھا لیکن وہ بے بس تھا۔۔۔

"ردا میں بھی بے بس ہوں۔آپ کے سامنے میں نے کوشش کی ہے نا۔تو پھر۔میں کچھ نہیں کر سکتا۔"حیدر نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔وہ کیا کرے۔۔۔

ردا کی چادر بار بار ڈھلک رہی تھی۔ جسے وہ بار بار درست کر رہی تھی۔ نروسنس میں اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ وہ کونے کے ساتھ لگ کے کھڑی تھی۔۔

"سر ایسا مت کہیے پلیز۔ اگر لڑکی ایک رات کسی بھی پرابلم کی وجہ سے باہر رہے۔ اپنے گھر والوں کو خبر کیے بغیر تو وہ بدکردار کہلائی جاتی ہے۔ اور میری پاکدامنی کا گواہ تو کوئی بھی نہیں ہے۔ میں کیا کروں گی۔ امی رجاء اور روشان پریشان ہو رہے ہیں۔ یا اللہ میری مدد فرما۔" ردا جو آنے والے حالات کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ مسلسل تڑپ رہی تھی۔ وہ روتے روتے بیٹھ گئی۔ اس کی کمر ابھی بھی لفٹ کی دیوار کے ساتھ تھی۔ اس نے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹ لیے اور گھٹنوں میں منہ چھپائے رونے لگی۔ اس کی ہچکی بندھ گئی۔

حیدر کا دل کر رہا تھا کہ اسے سینے سے لگا لے لیکن وہ بغیر کسی حق کے اسے چھونا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا دل بھی پریشان تھا۔ اسے خود کی کوئی پریشانی نہیں تھی۔ وہ تو لڑکا تھا۔ اگر وہ یہاں اکیلا پھنس جاتا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ردا تھی۔ وہ لڑکی تھی اس کے کردار پہ لوگ سوال اٹھا سکتے تھے۔ لیکن وہ پاکدامن تھی۔ یہ وہ جانتا تھا۔ اللہ جانتا تھا لیکن یہ کھوکھلا سماج بغیر سوچے سمجھے تہمت لگانے سے گریز نہیں کرتا ہے۔ وہ مسلسل سوچ رہا تھا کہ کیا حل نکالے۔ لیکن اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اوپر سے گرمی بھی اتنی تھی۔ اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔

"ردا ایسے مت روئیے پلیز۔" اس نے فون نکال کے چیک کیا تو نیٹ ورک نہیں تھا۔۔۔

انھیں ٹائم کافی ہو چکا تھا۔ حیدر کوشش کر کے تھک چکا تھا۔ کئی بار ٹیلیفون چیک کر کے دیکھا پر کام نہیں کر رہا تھا۔ ردا سہمی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آخر کار وہ تھک گیا اور دوسرے کونے میں بیٹھ گیا۔ اس نے کوٹ اتارا۔ تو ردا کی آنکھیں بہت بڑی ہو گئی۔ وہ مزید سمٹ گئی۔۔

حیدر اس کا ڈر سمجھتے ہوئے بولا۔

"ڈریے مت ردا۔ اتنا گرا ہوا نہیں ہوں میں۔ اور آپ فکر مت کیجیے۔ میں کچھ نہیں کروں گا۔ آپ ایزی ہو جایئے۔" حیدر نے معنی خیز بات بولی۔ ردا سمجھ گئی کہ وہ اس کے ڈر کو محسوس کر رہا تھا۔

"ویسے آپ کو پتا ہے بچپن میں مجھے لفٹس سے اتنا ڈر لگتا تھا۔ میں لفٹس میں نہیں جاتا تھا۔ مجھے لگتا تھا کہ میں پھنس جاؤں گا اور دم گھٹ کے مر جاؤں گا۔" حیدر ردا کو پر سکون کرنے کے لیے بچپن کے بارے میں ہنستے ہوئے بتانے لگا۔ ردا بہت ڈر رہی تھی۔ لیکن اس کی بات بے اختیار مسکرا دی۔۔

"اور آج دیکھو میرے بچپن کا ڈر سچ ہو گیا۔ اور دم نہیں گھٹا میرا۔ لیکن تمہارا ساتھ مل گیا کچھ دیر کے لیے سہی۔" حیدر ہنستے ہوئے بول رہا تھا۔ آخری بات اس نے دل میں کہی۔ ردا تو سوچ سوچ کے پاگل ہو رہی تھی کہ امی رجاء اور روشان کا کیا حال ہو رہا ہو گا۔ کہیں وہ غلط نہ سمجھ بیٹھیں۔ حیدر کی باتیں سنتے وہ مسکرا دی۔۔

"آپ اپنے بارے میں بتایئے نا۔" حیدر نے کہا۔ ردا جو کلائی میں بندھی گھڑی پہ ٹائم دیکھ رہی تھی اسکی بات پہ چونکی۔ ٹائم جیسے جیسے گزر رہا تھا۔ اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ ٹائم بارہ ہو چکے تھے۔ مطلب وہ تقریباً ساڑھے تین گھنٹے سے وہاں پھنسے تھے۔۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

"سر میں کیا بتاؤں۔ میرا بچپن بہت اچھا گزرا ہے۔ میرے ابو نے ہمیں بہت لاڈ سے پالا ہے۔ جب میں یونیورسٹی میں تھی اور رجا ایف ایس سی کر رہی تھی۔ تب ایک ایکسڈنٹ میں ابو چل بسے اور رجاء کی آنکھوں کی روشنی چھن گئی۔ وہ وقت بہت مشکل تھا ہمارے لیے۔ وقت سب زخم بھر دیتا ہے۔ گھر کی زمہ داری میرے کندھوں پہ آگئی اور میں آج یہاں ہوں۔" ردا سنجیدہ لہجے میں حیدر کو اپنے ماضی کے بارے میں بتا رہی تھی۔ حیدر بھی گھٹنے پہ بازو دھرے سب سن رہا تھا۔

ردا ابھی بھی ایک کونے میں تھی جبکہ حیدر دوسرے میں۔ ردا نے گھٹنوں کے ارد گرد بازو باندھ رکھے تھے۔ پاس پڑے پرس میں پڑے موبائل کو بار بار دیکھ رہی کہ شاید نیٹ ورک آجائے۔ جو کہ بس اف ہونے والا تھا۔

"ویسے بچپن میں مجھے بھی ڈر لگتا تھا۔ کہ کوئی میرے بال کاٹ دے گا۔ کوئی جن وغیرہ۔ میں نے ہورر موی دیکھی تھی۔ جس ہیروئن کے بال بہت بری طرح ایک چڑیل کاٹ دیتی ہے۔ اسے دیکھ کے مجھے ایسا لگنے لگا تھا۔ خاص کر کے رات کو۔ اس لے میں اپنے بالوں پہ دوپٹہ باندھ کے سوتی تھی۔ اور آیت الکرسی کا دم بھی کرتی تھی۔ لیکن وقت کیسے بدلتا ہے نا۔ بچپن کا وقت بہت حسین تھا۔ کتنی نادانیاں کرتے ہیں ہم بچپن میں۔" ردا کو اچانک اپنے ڈر کا یاد آیا تو وہ حیدر کو قصہ سنانے لگی۔ اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔ ردا بچپن کی بات یاد کر کے ہنس رہی تھی۔ دونوں مسلسل باتیں کر رہے تھے۔ ردا کچھ وقت کے لیے سب ٹینشنز بھول گئی تھی۔ لیکن اس کی زندگی کا طوفان تو آچکا تھا۔ اور وہ برباد بھی ہو چکی تھی۔

....

"ردا ابھی تک نہیں آئی۔ کتنی دیر ہو گئی ہے۔" رامین ڈرائنگ میں ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھیں۔ انھیں کسی طور سکون نہیں تھا۔ بار بار گھڑی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بہت ٹنشن میں تھیں۔۔ جہاں ساڑھے بارہ ہو چکے تھے۔۔

روشان بھی وہیں بیٹھا اسے فون لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن فون ان ریچ ایبل آ رہا تھا۔ رجاء بھی پریشان بیٹھی تھی۔ اسے تو بہت ڈر لگ رہا تھا۔ سب کو ردا کی بہت فکر ہو رہی تھی۔

"امی آپی نے میسج تو کیا ہے نا کہ میں آ رہی ہوں۔ آپ فکر مت کریں۔ کہیں ٹریفک میں پھنس گئی ہو گی آپی۔" روشان نے کہا تو رجاء بولی۔

"ہاں امی آپی بس آتی ہی ہوں گی آپ پلیز ٹینشن مت لیجیے آپ کا بی پی ہائی ہو جائے گا۔" رجاء کو امی کی ٹنشن الگ تھی ان کا بی پی شوٹ کر جاتا تھا۔

"نہیں رجاء تین گھنٹے پہلے میسج آیا تھا۔ اور اتنی بھی کیا ٹریفک کے گھر تک پہنچنے میں تین گھنٹے لگیں۔ پتا نہیں کیسی ہے میری بچی۔ کہاں ہے کتنی دیر ہو گئی ہے۔" رامین مسلسل چکرا رہی تھی۔ اب ان کا دل ڈر رہا تھا کہیں کوئی انہونی نہ ہو جائے۔

"آپی کہاں ہیں آپ۔ یا اللہ میری آپی جہاں بھی ہوں ان کی حفاظت فرما۔" رجاء نے دل میں دعا کی۔ روشان مسلسل فون لگا رہا تھا۔ پر کوئی جواب نہیں۔۔

"یا اللہ ایک بجنے والے ہیں ردا ابھی تک نہیں آئی۔ اللہ میری بچی ٹھیک ہو۔" رامین صوفے پہ سر پکڑ کے بیٹھ گئیں۔ وہ رو رہی تھی۔ روشان بھی پریشان تھا۔ اور رجاء کو بھی رونا آ رہا تھا۔ یہ کیا ہو رہا تھا اس کی زندگی میں کبھی کچھ تو کبھی کچھ۔

"امی مجھے لگتا آپی کسی مصیبت میں ہیں۔ ورنہ وہ کبھی اتنی دیر نہیں کرتی۔ مجھے لگتا ہمیں پولیس میں کمپلین کرنی چاہیے۔" رجاء کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔ اسے بس ایک یہی راستہ ملا ردا کو ڈھونڈنے کا۔

"ہاں رجاء تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ روشان تم سہیل بھائی (عاشی کے والد تھے ان کا گھر رجاء کے گھر کے ساتھ تھا۔) کو بلا لاؤ گے۔ وہ ہمیشہ ہماری مدد کرتے ہیں۔ ردا کو بھی ڈھونڈنے میں ہماری مدد کریں گے۔" رامین نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

روشان نے ہاں میں سر ہلایا۔

"لیکن امی فرحت آنٹی (عاشی کی امی) وہ ضرور کوئی الٹی بات کریں گی۔ انھیں تو ویسے بھی ہم پسند نہیں ہیں۔ اور عاشی تو زبردستی مجھ سے ملنے آتی ہے۔" رجاء نے کہا۔ فرحت کو وہ اور ردا نہیں پسند تھی۔ سہیل صاحب ابراہیم صاحب کے دوست تھے ہمیشہ ان کی مدد کرتے تھے۔ لیکن یہ بات فرحت کو پسند نہیں تھی۔۔۔

"چھوڑو رجاء ابھی ردا کی سوچو۔ وہ اور روشان جا کے کہیں دیکھیں میری بچی کہاں ہے۔" رامین روئے جا رہی تھیں۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ آج انھیں ابراہیم صاحب کی بہت کمی محسوس ہو رہی تھی۔ اگر آج وہ ہوتے تو حالات کچھ اور ہی ہوتے۔۔۔

"بھابھی روشان نے مجھے بتایا ردا ابھی تک گھر نہیں لوٹی۔" روشان سہیل صاحب کو بلا لایا۔ فرحت اور عاشی بھی وہاں آگئے۔ فرحت بیگم کو بات کرنے کا موقع مل گیا۔ عاشی رجاء کے پاس چلی گئی جو صوفے پہ بیٹھی تھی۔ ہاتھوں میں سر گرائے بنا آواز کیے رو رہی تھی۔

عاشی اسے سہارا دینے لگی۔ سہیل صاحب نے آتے ہی رامین سے پریشانی سے کہا۔ روشان انھیں جگا کے لایا تھا۔

"ہاں بھائی صاحب تین گھنٹے پہلے اس کا میسج آیا تھا کہ وہ آ رہی ہے لیکن اب تک نہیں پہنچی۔ آپ اور روشان دیکھ کے آیئے نا میری بچی کہاں ہے۔" رامین بیگم نے ان کے آگے ہاتھ جوڑے۔

"ایسا مت کیجیے بھابھی میں اور روشان کہیں دیکھتے ہیں۔ اگر ردا کا کہیں کچھ پتا نہ چلا تو رپورٹ درج کروا دیں گے۔" سہیل صاحب نے کہا تو رجاء نے سر اٹھا کے کہا۔

"انکل پلیز میری آپی کو ڈھونڈ لایئے۔ پتا نہیں کس مصیبت میں پھنسی ہیں آپی۔" رجاء کے آنسو فرش پر گر کے بے مول ہو رہے ہیں۔۔۔

"فکر مت کرو رجاء۔ ردا میری بھی بیٹی جیسی ہے۔ آپ لوگ فکر مت کیجیے۔ میں اور روشان دیکھ کے آتے ہیں۔ چلو روشان۔" یہ کہہ وہ روشان کو لے کے باہر نکل گئے۔ اتنی رات کو محلے میں اکا دو کا لوگ ہی تھے۔ جن سے پوچھتے تو انکار کر دیتا۔

"اور کرواؤ لڑکیوں سے نوکری اور دو انھیں ڈھیل۔ دیکھو ہو گیا نا سیاپا۔ اب پتا نہیں کہاں ہے ردا۔ کس کے ساتھ ہے۔ اتنی رات ہو گئی ہے اور اپنی ماں کا اسے زرا احساس نہیں ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا آپ سے بھابھی کہ یہ

بصارت عشق   سیدہ شاہ

نوکری والی لڑکیاں اچھی نہیں ہوتی۔ اور اتنے بڑے لوگوں کے ہاں کام کرتی ہیں۔ کچھ نہ کچھ گڑبڑ تو ضرور ہوتی ہے۔ "فرحت نے ردا کے متعلق زہر گھولا۔ وہ رامین کو باتیں سنا رہی تھیں۔

"بس کر دیجیے فرحت بھابھی۔ آپ میری بیٹی کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہیں ہیں۔ "رامین پھٹ پڑیں۔ انھیں اپنی تربیت پہ پورا یقین تھا۔

"بھابھی بدنام تو ہو چکی ہے آپکی بیٹی۔ جو لڑکیاں گھر والوں کو بنا بتائے آدھی رات تک غائب رہتی ہیں۔ وہ ویسے بھی بدنام ہوتی ہیں۔ اور آپ کی بیٹی کی تو ابھی تک کوئی خبر بھی نہیں ہے۔ "فرحت اپنی باتوں سے باز نہ آئیں۔ رامین پہلے ہی بہت پریشان تھی۔ لیکن فرحت کی باتیں انھیں زیادہ ٹنشن دے رہی تھیں۔

"امی پلیز چپ ہو جائیے۔ اگر اچھا نہیں بول سکتی تو غلط بیانی بھی مت کیجیے۔ "عاشی رجاء کا کندھا سہلاتی اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے اپنی امی کی کڑوی باتیں بلکل نہیں پسند تھی۔ وہ انھیں چپ کروانے لگیں۔ رجاء مسلسل رو رہی تھی۔ اب اس کے صبر کا پیانہ لبریز ہو چکا تھا۔

"آنٹی پلیز میری آپی ایسی نہیں ہیں۔ ایسی باتیں مت کیجیے۔ "اسے بہت تکلیف ہوئی تھی کہ کوئی اس کی بہن پہ بے بنیاد الزام لگائے۔

"دیکھو رجاء مجھے لگتا ہے تمہاری بہن تم سب کا منہ کالا کروا چکی ہے۔ اب اس کی طرف داری بند کرو۔ تم لوگ۔ "یہ فرحت زہر گھولتی نفرت سے یہ کہتی باہر چلی گئیں۔ پیچھے رامین اور رجاء کو مزید اذیت میں ڈال گی۔۔۔

سہیل صاحب اور روشان تھک ہار کے لوٹ آئے۔ تقریباً رات کے ڈیڑھ بج چکے تھے۔انھوں نے بہت ڈھونڈا ردا کو پر کہیں پتا نہ چلا ردا کا۔ تھانے گئے تھے لیکن چوبیس گھنٹوں سے پہلے ایف آئی آر نہیں کٹ سکتی تھی۔ وہ واپس آئے تو رامین تو صوفے پہ ڈھے گئیں انھیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ کہ ردا کہاں چلی گئی ہے۔۔۔۔
رجاء کا حال بھی بہت برا تھا۔ روشان بھی رو رہا تھا۔ عاشی اور سہیل صاحب انھیں سنبھالنے کی ناکام کوشش کررہے تھے۔

....

رات ڈھل چکی تھی۔اور سورج نے اپنی روشنی ہر سو پھیلادی تھی۔ لیکن یہ صبح ردا کے لیے روشنی بلکہ اندھیرا لے کے آئی تھی۔ ردا اور حیدر ابھی بھی لفٹ میں پھنسے تھے۔ دونوں رات میں باتیں کرتے کرتے سو گئے تھے۔ حیدر لفٹ کے ایک کونے میں جبکہ ردا دوسرے کونے میں تھی۔ حیدر لفٹ کی دیوار سے سر لگائے سو رہا تھا۔ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ پہلے تو نیند کے خمار میں کچھ سمجھ نہ آیا لیکن جیسے ہی وہ کچھ ہوش میں لوٹا تو سب یاد آنے لگا۔ لفٹ میں ردا کے ساتھ پھنسا ہوا ہے۔ گردن موڑ کے دیکھی تو ردا اس کے سامنے دوسرے کونے میں سکڑی سمٹی کالی چادر ادر گرد لپیٹے دیوار سے سر لگائے سو رہی تھی۔ اس کی چادر سر سے ڈھلکی تھی اور کچھ بال چٹیا سے نکلے تھے اور لٹوں کی صورت میں اس کے چہرے کو بوسہ دے رہے تھے۔ وہ چہرے سے معصومیت سجائے دنیا جہاں سے غافل سو رہی تھی۔۔

حیدر کے لیے یہ منظر بہت سحر انگیز تھا۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی طلسم میں جکڑا جا چکا ہے۔ وہ بے خود ہوتا اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک ردا کی پلکوں میں حرکت ہوئی۔ وہ جاگنے لگی۔ اس نے آنکھیں کھول کے دیکھا تو نا سمجھی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ یاد آنے پہ وہ سیدھی ہوئی تو دیکھا حیدر اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ وہ ہڑبڑا گئی۔

"سر" ردا نے اسے آواز دی۔ تو ہوش میں آیا۔

"گڈ مارننگ ردا۔" حیدر نے مسکرا کے کہا۔ ردا تو پہلے ہی پزل تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ کیا کرے۔ اوپر سے گھر کی ٹینشن الگ۔ وہ بس اب گھر جانا چاہتی۔ اسے بہت رونا آ رہا تھا۔ ٹنشن میں جان جا رہی تھی کہ امی کا کیا حال ہو رہا ہو گا۔

"گڈ مارننگ سر۔" ردا نے نظریں جھکا دیں۔ وہ اپنے آنسو چھپا رہی تھی۔

"سر ہم کیسے باہر نکلیں گے۔" ردا نے انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا۔

"ردا کوئی نہ کوئی آتا ہو گا۔ ابھی سات ہوئے ہیں۔ آپ ٹنش مت لیجیے۔" حیدر نے گھڑی پہ ٹائم دیکھا تو سات بج رہے تھے۔ وہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا کوٹ جو اس نے اتار دیا تھا۔ زمین سے اٹھایا اور پہن لیا۔ ردا بھی کھڑی ہو گئی۔ اس کے کپڑوں میں بھی سلوٹیں تھیں۔ اس نے چادر سیدھی کی۔ بالوں کی جو لٹیں چہرے پہ آ رہی تھیں انگلی سے پیچھے کی۔ حیدر چپکے سے اس پہ نظر ڈالتا پھر ہٹا دیتا۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ ردا کے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے

چہرے سے ہٹائے۔پر اس نے اپنے دل کو ڈپٹا۔اب وہ انتظار کرنے لگے کسی کا۔حیدر تو نارمل تھا لیکن ردا بہت زیادہ پریشان تھی کہ گھر والے کیا سوچ رہے ہوں گے۔۔۔۔

دوسری طرف اس کے گھر کے حالات بھی کوئی مختلف نہ تھے۔

"رات سے صبح ہو چکی ہے۔لیکن ردا کا کچھ پتا نہیں ہے۔اللہ جی پتہ نہیں کس حال میں ہے میری بچی۔کہاں ہے؟"رامین سر پکڑے بیٹھی تھیں۔پوری رات جاگتے ہوئے گزری تھی سب کی۔عاشی بھی وہیں تھی۔سہیل صاحب رات دیر تک اسے ڈھونڈتے رہے لیکن کچھ پتا نہ چلا۔رامین کا بی پی شوٹ کر چکا تھا۔رجاء اور عاشی نے بہت کوشش کی کہ وہ دوا کھا کے سو جائیں پر ایک ماں کو کیسے سو سکتی ہے جب اس کی بیٹی کا کچھ پتہ نہ ہو۔۔۔۔

"امی پلیز ایسے مت روئیے۔ردا آپی کا پتہ چل جائے گا۔عاشی نے چائے بنائی ہے پلیز کچھ کھا لیجئے۔آپ کو دوا بھی تو لینی ہے۔"رجاء رامین کے پاس بیٹھی ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھے انھیں حوصلہ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔عاشی ہاتھوں میں چائے کے کپ لیے کھڑی تھی۔رامین مسلسل روئے جا رہی تھی۔رجاء نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"امی پلیز ٹینشن مت لیجئے۔میں اور سہیل انکل پھر سے تھانے جاتے ہیں۔کوشش کرتے ہیں کہ ایف آئی آر ہو جائے۔"روشان بھی کھڑا تھا۔وہ رو نہیں رہا تھا لیکن بہت پریشان بھی تھا۔سہیل صاحب کو گھر گئے تھے فرحت کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے۔

"بھابھی میں اور روشان تھانے جا رہے ہیں۔ دعا کیجیے کے ردا کا کہیں پتا چل جائے۔" سہیل صاحب یہ کہہ روشان کو لے کر نکل گئے۔۔۔

"بھابھی آپ مانیں یا نہ مانیں مجھے لگتا ہے ردا آپ کا منہ کالا کروا چکی ہے۔ جو لڑکی رات بھر گھر سے باہر۔ بغیر کسی کو بتائے۔ اس کی اور اس کے گھر والوں کی عزت تو خاک میں ہی مل جاتی ہے۔" فرحت نے تڑکا لگایا۔ اسے تو مزہ آ رہا تھا۔ ایسی جلی کٹی سنانے کی عادت جو تھی اسے۔

"آنٹی اللہ کا واسطہ ہے ایسی باتیں مت کیجیے امی کے ساتھ۔ امی کا پہلے بی پی اتنا ہائی ہے اور اوپر سے آپ ایسی باتیں کر رہی ہیں۔ اور آنٹی ضروری نہیں ہر لڑکی خراب ہو۔ کیا پتا آپی کسی مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ ان کی کردار پہ کیچڑ مت اچھالیے پلیز۔" رجاء نے رامین کے کندھے پہ ہاتھ دھرا ہوا تھا۔ اسے فرحت بیگم کی باتوں سے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔

"خدا کے لیے بھابھی ابھی ایسی باتیں مت کیجیے۔" رامین نے ان کے سامنے ہاتھ جوڑے۔ رجاء کا ضبط ٹوٹ چکا تھا۔ وہ صوفے سے اٹھی اور ہاتھ ہوا میں چلاتی گرتی سنبھلتی ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی۔ جیسے ہی وہ باہر صحن میں آئی۔ اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اس کے آنسو پلکوں کی دہلیز پار کر کے بہنے لگے۔ اس کی آنکھیں گال اور ناک لال ہونے لگی۔

"آپی کہاں ہو تم۔ جلدی گھر آ جاؤ۔ پلیز۔ "رجاء نے روتے ہوئے کہا۔ پرپل کلر کی چوڑیدار پاجامے کے ساتھ پرپل ہی گھٹنوں تک آتی فراک پہن رکھی تھی۔ پرپل ہی دوپٹہ کندھے پہ ڈالے۔ فراک پہ ہلکا دھاگے سے کام ہوا تھا۔ اس نے بال کیچر میں جکڑ رکھے تھے۔ ماتھے سے کچھ بال نکل رہے تھے۔ جنہیں وہ بار بار پیچھے کر رہی تھی۔

وہ ہاتھ میں منہ چھپائے رو رہی تھی کہ اچانک دروازے سے شکیلا اور کچھ محلے والے نمودار ہوئے۔ دروازہ کھلا تھا۔ ان کے قدموں کی چاپ سن کے رجاء نے ہاتھ ہٹائے۔ اس نے فوراً آنسو صاف کیے۔

"رجاء ہم نے سنا ہے ردا کارات سے کچھ پتا نہیں چل رہا ہے۔ "شکیلا نے آتے ہی بنا سلام رجاء سے بات کی۔ ردا نے دوپٹہ دبوچ رکھا تھا۔ اور ٹینشن میں اس کا کونے مروڑے جا رہی تھی۔۔

"جی آنٹی ردا آپی کا میسج آیا تھا کہ وہ آفس سے گھر کے لیے نکل چکی ہیں لیکن وہ گھر نہیں پہنچی پتا نہیں کہاں ہیں وہ؟" رجاء نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔

"پتا نہیں بیٹا۔ لیکن آجکل شہر میں لڑکیوں کے اغواء کے بہت کیس ہو رہے ہیں۔ دعا کرو کہ ردا صحیح سلامت ہو۔ ویسے رات گھر سے باہر رہی ہے۔ کیا پتا کچھ غلط "اس سے پہلے شکیلا زبان کے تیور دکھاتی۔ رجاء تڑپ اٹھی۔ اور غصے سے فورا بولی۔۔۔

"اللہ نہ کرے کہ ایسا کچھ ہو آنٹی۔ بولنے سے پہلے ایک بار سوچ تو لیجیے کہ کیا بول رہی ہیں۔ "،،،،

"رجاء جو لڑکیاں بنا بتائے رات گھر کے باہر ہوتی ہیں نا ان کی عزت سوالیہ نشان بن جاتی ہے۔ اور ابھی تک تمہاری بہن کا کچھ پتا نہیں چلا۔" شکیلا کے ساتھ آئی محلے کی ایک عورت بولی۔ رجاء کا دل کر رہا تھا ان سب کو مار ڈالے جو مسلسل اس کی آپی کے کردار پہ انگلیاں اٹھا رہے تھے۔۔۔

"کیوں آنٹی ایسا کیوں۔ کچھ بھی ہو۔ غلط لڑکی ہی کیوں کہلائی جاتی ہے پتا نہیں آپی کس مشکل میں پھنس گئی ہیں۔ اور آپ لوگ مسلسل ایسی باتیں کر رہے ہیں۔" رجاء نے روتے ہوئے کہا۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن کیا کرتی اسے ضبط نہیں ہو رہا تھا۔

"بیٹا جو بھی ہو۔ تمہاری بہن رات بھر گھر سے باہر رہی ہے ابھی تک اس کا کچھ پتا نہیں ہے لوگ تو سوال اٹھائیں گے ہی۔ اس کے منگیتر کو پتا ہے کیا اس کے بارے میں۔" شکیلا نے بہت آرام سے آنکھیں مٹا کے کہا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ جب انھوں نے حمزہ کا ذکر کیا تو رجاء نے سر ہی پکڑ لیا۔ انھیں تو کچھ پتا ہی نہیں تھا وہ کیا جواب دیں گے انھیں۔ شکیلا یہ کہہ کے اندر چلی گئی۔

"رامین کچھ پتا چلا ردا کا۔" شکیلا نے اندر آتے ہی ردا کا پوچھا۔ فرحت بھی بیٹھی تھی۔ ان کی تکلیف کا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ اسی نے پورے محلے کو خبر دی تھی۔

"شکیلا بھابھی آپ کو کیسے پتا چلا؟" رامین نے پریشانی سے پوچھا۔

"ارے یہ بات تو پورے محلے کو پتا ہے رامین۔ پتا نہیں کہاں ہے تمہاری بیٹی۔ کس کے ساتھ ہے۔" شکیلا نے ایک نظر فرحت پہ ڈالی جس نے ہلکی سی مسکراہٹ دی۔ شکیلا بھی مسکرائی۔ بات کرتے وقت شکیلا نے کس پہ زور دیا۔ آج اسے اپنی پرانی دشمنی کا بدلہ جو نکلنا تھا۔

"شکیلا بھابھی خدارا ایسی باتیں مت کیجیے۔ کیوں مسلسل میری بچی پہ آپ لوگ تہمت لگا رہے ہیں۔" رامین نے روتے ہوئے کہا۔ شکیلا اور باقی عورتیں وہیں بیٹھ گئیں۔

"دیکھو رامین تم نے اپنی بیٹی پہ یقین کیا اسے جاب کرنے دی اور اس نے کیا کیا۔ تمہاری عزت کی پرواہ نہیں کی۔ اور پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے۔ کیا پتا لوٹے گی بھی یا نہیں۔ اور حمزہ اور اس کے خاندان کو بتا دیا نہ تم نے۔" شکیلا نے کہا تو رامین کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔ ان کے چہرے پہ خوف منڈلانے لگا۔ حمزہ کو کیا جواب دیں گی وہ۔۔۔

"آنٹی اگر آپ لوگ سپورٹ نہیں کر سکتے تو غلط بیانی بھی مت کیجیے۔" عاشی کو آخر کار غصہ آ ہی گیا وہ غصے سے بولی۔۔

شکیلا برے برے منہ بنانے لگی۔ رامین کو لگ رہا تھا کہ اس کا سر درد سے پھٹ جائے گا۔ سوچ سوچ کے ہی دماغ پھٹنے والا تھا اوپر سے محلے والوں کی باتیں۔۔۔۔

....

صفائی والا ابھی بلڈنگ میں داخل ہوا تھا اس کے ساتھ پیون بھی تھا۔ پیون نے جیسے ہی لفٹ کا بٹن دبایا تو دروازہ کھولا لیکن لفٹ نہیں تھی۔ اس نے اوپر دیکھا تو لفٹ پھنسی ہوئی تھی۔۔

بصارت عشق — سیدہ شاہ

"لگتا ہے لفٹ خراب ہو گئی ہے۔ اگر احد سر کو پتا چل گیا تو بہت غصہ کریں گے۔" پیون نے لفٹ کی طرف پریشانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"کہیں اندر کوئی پھنسا نہ ہو۔" صفائی والے نے بات میں اضافہ کیا۔

پیون پریشان ہو گیا اگر ایسا ہوا تو خیر نہیں۔ احد بہت غصہ کرے گا۔ وہ باہر گیا اور سکیورٹی گارڈ کو بلا لایا۔ گاڈ نے اسے بتایا کہ اسے الارم کی آواز نہیں آئی۔ وہ لوگ یہ دیکھنے کے کہ اندر کوئی پھنسا ہے کہ چوتھے فلور پہ گئے لفٹ کا دروازہ کھولا اور نیچے جھانکا تو لفٹ دو فلوز کے بیچ پھنسی تھی۔

سکیورٹی گاڈر لفٹ کی چھت پہ اترا وہ آرام سے فلور سے لفٹ کی چھت پہ اترا۔ اس نے سیل ڈھکن کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ پھر پیون اور اس دونوں نے مل کے ڈھکن کھولا۔۔

حیدر اور ردا اپنی اپنی سوچ میں تھے۔ ردا کو گھر کی ٹنشن تھی اور حیدر کو ردا کی اچانک ڈھکن کھلا تو آواز سے دونوں چونکے۔ اوپر مڑ کے دیکھا تو ڈھکن ہٹ رہا تھا۔ دونوں بہت خوش ہو گئے کہ آخر وہ ریسکیو ہو گئے ہیں۔۔

پیون اور سکیورٹی گارڈ نے دیکھا تو ردا اور حیدر انھی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ڈھکن کو ذرا سا کھسکا کے انھوں نے دیکھا۔

"اندر کوئی پھنسا ہے۔ ایک کام کرتے ہیں ریسکیو والوں کو بلاتے ہیں۔" پیون نے سکیورٹی گارڈ سے کہا۔ دونوں اوپر آئے اور ریسکیو والوں کو بلا لیا۔ تھوڑی دیر بعد ریسکیو ٹیم نے دونوں کو ریسکیو کیا۔ اتنے میں مکینک بھی آ گیا۔

پہلے ردا کو باہر نکالا گیا پھر حیدر باہر آیا۔ پیون اور سکیورٹی گارڈ ڈر گئے کہ اب ان کی خیر نہیں۔

"تم لوگوں کو اندازہ بھی ساری رات میں مس ردا اس لفٹ میں پھنسے تھے۔ اس لفٹ میں کتنا اندھیرا تھا۔ تھوڑی سی روشنی کہیں سے آ رہی تھی۔ ورنہ لگ رہا تھا کہ دم گھٹ کے ہی مر جائیں گے ہم۔" حیدر جیسے ہی باہر آیا۔ سکیورٹی گارڈ اور پیون کو ڈانٹنے لگا۔۔۔۔

"سر مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ لفٹ خراب ہو گئی ہے۔ مجھے لگا سب چلے گئے ہوں گے اس لیے تالا لگا لیا۔" سکیورٹی گارڈ نظریں جھکائے بول رہا تھا۔ غلطی اس کی بھی نہیں تھی۔ غلطی تو قسمت کی تھی۔ ردا ہاتھوں میں پرس پکڑے کونے میں کھڑی تھی۔ ریسکیو والے جا چکے تھے۔ لفٹ کا کام جاری تھا۔

"پتا کیسے چلتا الارم ہی نہیں بجا۔ یہ یہ ٹیلیفون کام کیوں نہیں کر رہا تھا۔" حیدر نے غصے سے کہا اسے بار بار ردا کے آنسو ہی نظر آ رہے تھے۔

"سر لگتا ہے الارم میں کوئی مسئلہ ہو گیا ہے۔ اسی لیے فون بھی کام نہیں کر رہا تھا۔ دونوں کنیکٹ ہوتے ہیں نا ایک ساتھ۔ سوری سر معاف کر دیجیے آئندہ سے ایسی غلطی نہیں ہو گی۔" پیون نے ڈرتے ہوئے کہا۔ حیدر نے اپنا ماتھا مسلا اور دوسری طرف مڑا تو دیکھا ردا سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

"آئندہ خیال رکھنا۔" یہ کہہ کے حیدر اس کے پیچھے لپکا۔

"مس ردا رکیے۔" اس نے ردا کو آواز دی جو۔ رک گئی اس کی طرف مڑی

"میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔"

"نہیں سر میں چلی جاؤں گی۔" ردا نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ حیدر نے دیکھا وہ کافی پریشان تھی۔

"کوئی بات نہیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔" حیدر یہ کہہ چلنے لگا۔ ردا کچھ نہ بولی اسے بس گھر پہنچنا تھا۔ حیدر نے گاڑی سٹارٹ کی۔ ردا آگے بیٹھی تھی۔ پورے راستے ان کے بیچ کوئی بات نہ ہوئی۔ وہ مسلسل انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ جیسے گھر قریب آرہا تھا اس کے دل کی دھڑکن بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ مسلسل انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ حیدر اس کی نروسنس سمجھ رہا تھا۔

....

حیدر نے گاڑی ردا کے گھر کے گیٹ کے آگے روکی۔ وہ جیسے ہی باہر نکلی تو دیکھا گھر کا دروازہ کھلا تھا۔ اچانک سامنے سے شکیلا اور کچھ محلے دار نمودار ہوئیں اور ردا کو دیکھ کے حیران ہو گئی اور سب سے زیادہ اسے حیدر کے ساتھ دیکھ کے۔ بس ان سب کو باتیں بنانے کا موقع مل گیا۔۔۔

"آگئی ردا رانی اپنی بیوہ ماں کا منہ کالا کروا کے۔" شکیلا نے آتے ہی زبان کے جوہر دکھائے۔ پیچھے سارے محلے والے تھے۔ ردا گاڑی کا گیٹ پکڑے کھڑی تھی۔ شکیلا نے ایک تیکھی نظر حیدر پہ ڈالی جو سب اچنبھے سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ آپ کیا بول رہی ہیں شکیلا آنٹی۔" ردا ان کی بات سن کے شاک میں چلی گئی۔ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

"صیح بول رہی ہوں ردا رانی۔ رات بھر گھر سے باہر تھی اب گھر آئی ایک جوان جہاں لڑکے کے ساتھ آئی ہے۔ شرم نہیں آئی تجھے۔" شکیلا نے زہر خندہ لہجے میں کہا۔ ردا ابھی بھی گیٹ پکڑے کھڑی تھی۔ حیدر کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ لیکن اسے اس عورت کی باتیں محسوس ہو رہی تھی۔ بہت گھٹیا الزام وہ لگا رہی تھی۔۔

"رامین کہاں ہو تم۔دیکھو تمہاری شہزادی آگئی واپس اکیلے نہیں آئی ہے اپنے یار کے ساتھ آئی ہے۔"شکیلا کی بات سن کے ردا کے پیروں سے زمین کھسکی۔اسے لگا اس پہ کسی نے روند دیا ہو۔آنسو نکل رہے تھے اس کے گال بگھو رہے تھے۔۔

ان کی آواز سن رجاء، عاشی، رامین بیگم اور فرحت بھی باہر آئیں۔

حیدر ان کی بات سن کے گاڑی سے باہر نکلا۔

"یہ آپ کیا بول رہی ہیں۔شرم نہیں آتی کسی پہ ایسا الزام لگاتے ہوئے۔"حیدر نے گاڑی کا دروازہ اتنے زور سے بند کیا کہ سب ڈر گئے۔اس آواز سے اس کے غصے کا اندازہ لگ رہا تھا۔شکیلا تو اس خوبرو انسان کو دیکھ کے حیران رہ گئی۔۔لیکن پھر بھی اپنے زبان کے جوہر دکھانے سے باز نہیں آئی۔

حیدر کا دل کر رہا تھا سامنے کھڑی اس عورت کا منہ توڑ دے جو ردا پہ تہمت لگا رہی ہے۔ردا نے دروازہ چھوڑا اور آگے بڑھنے لگی جیسے خود کو گھسیٹ رہی ہو۔

"ردا میری بچی کہاں تھی تم ساری رات۔"رامین نے ردا کو دیکھا تو ان کے تڑپتے دل پہ ٹھنڈی پھوار پڑی۔وہ بھاگ کے آئیں اور اس کے گلے لگ گئیں۔

"امی میں نے کچھ نہیں کیا۔شکیلا آنٹی جھوٹ بول رہی ہیں۔میں نے کچھ نہیں کیا۔میں لفٹ میں پھنس گئی تھی امی۔"ردا سکتے میں تھی۔رامین کے گلے لگتے اپنی صفائی دینے لگی۔رامین کے بعد رجاء اس کے گلے لگی۔عاشی، رجاء اور رامین کے علاوہ سب انھیں شک سے دیکھ رہے تھے۔سب کی نظروں میں واضح نفرت تھی۔

رامین نے پیچھے کھڑے حیدر کو دیکھا جو ردا کی طرح تھکا تھکا لگ رہا تھا۔ دونوں بہت زیادہ تھکے تھے اور اجڑی حالت میں تھے۔۔

"کچھ نہیں میری بچی۔ تم ٹھیک تو ہونا۔" رامین نے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتے پوچھا۔

"ارے رامین بھابھی ایک بار اپنی بیٹی سے پوچھ تو لو کہاں تھی رات بھر۔ اس لڑکے کے ساتھ کیا کر رہی تھی۔ اپنی عزت سلامت واپس لائی ہے پیسوں کی لالچ میں وہ بھی" فرحت نے رامین کو کہا۔ رامین کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ ردا کو حیدر کے ساتھ دیکھ کے وہ کافی پریشان تھی۔

"آنٹی یہ آپ کیا بول رہی ہیں؟ پلیز ایسے گھٹیا الزام مت لگائیے۔" رجاء نے ٹوکا۔ رجاء ردا تک گئی اور اس سے پوچھنے لگی۔

"آپی کون ہے آپ کے ساتھ؟"۔۔۔۔۔

"رجاء حیدر سر ہیں۔ میں آفس کی لفٹ میں پھنس گئی تھی۔ اور ایسا کچھ نہیں ہوا جیسا یہ کہہ رہے ہیں" ردا نے روتے ہوئے کہا۔

"ردا کچھ ہوا ہو یا نہ ہو تم ساری رات گھر سے باہر گزار کے آئی ہو۔ تمہارا کردار سوالیہ نشان بن چکا ہے۔" محلے کی آنٹی نے کہا۔ ردا نے رامین کی طرف دیکھا اور سر نہ میں ہلایا۔ رامین کا سر چکرا رہا تھا۔

"یہ لفٹ والے سب بہانے ہیں سچ سچ بتاؤ کہاں تھی تم۔"شکیلا نے نفرت سے کہا۔ردا مسلسل اپنی پاکیزگی کی گواہی دے رہی تھی۔رو رو کے ہلکان ہو چکی تھی۔کوئی اسکی بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔حیدر بس مٹھیاں بھینچے سب برداشت کر رہا تھا۔

"میں بتاتا ہوں یہ میڈم کہاں تھیں۔"اچانک حیدر کو اپنے پیچھے سے ایک مردانہ آواز آئی تھی۔پیچھے حمزہ کھڑا تھا۔وہ غصے سے تلملا رہا تھا۔سب نے مڑ کے دیکھا۔۔وہ چلتا چلتا حیدر تک آیا۔اس کی آنکھوں میں حیدر کے لیے نفرت ہی تھی۔حمزہ کو کسی محلے والے نے بتایا تھا۔

"بہت ستی ساوتری بنتی ہے یہ۔اپنے باس کے ساتھ چکر چل رہا ہے اس کا۔اور جب میں نے اس سے پوچھا تو مجھے تھپڑ مار دیا۔"اس نے حیدر کی طرف اشارہ کیا۔سب اسے حیرانگی سے دیکھ رہے تھے کہ ردا کا باس ہے۔ردا مسلسل روئے جا رہی تھی۔اس کی ہچکی باندھ گئی۔رامین حمزہ کے منہ سے زہریلی باتیں سن کے حیران تھیں۔اچانک حمزہ کا آجانا بھی انھیں حیران کر رہا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے تم حمزہ۔ردا پہ الزام لگانا بند کرو۔"رامین کا ضبط ٹوٹا وہ غصے سے بولیں ان کی آواز قدرے اونچی تھی۔

"ارے آنٹی جی پتا ہے آپکو رات بھر اس انسان کے ساتھ "اس کے پہلے وہ مزید کچھ کہتا حیدر دھاڑا۔سب ڈر گئے۔ردا بھی آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھنے لگی۔رو رو کے آنکھیں اس کی سرخ ہو چکی تھیں۔

"بس بہت ہوگئی آپ سب کی بکواس۔اس وقت سے دیکھ رہا ہوں کہ سب ردا پہ الزام لگائے جا رہے ہیں۔مجھے اور ردا کو جوڑ رہے ہیں۔آپ سب کو بتا دوں میں ہمارے بیچ کچھ نہیں ہوا۔ردا کل جتنی پاک تھی اور آج بھی اتنی ہی پاک ہے۔"حیدر نے ردا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔

"اچھا تو اب ہم تمہاری بات مانیں۔دیکھو لڑکے دیکھنے میں بڑے گھر کے لگتے ہو گے لیکن یہ سب دیکھ کہ ہم چپ نہیں ہوں گے۔یہ لڑکی بدکردار ہے۔اس کی وجہ سے ہمارے محلے کی لڑکیاں خراب ہوں گی۔"شکیلا کہاں چپ رہنے والی تھی سوچ میں کود پڑی۔ردا انکار کر کر کے تھک چکی تھی کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔لیکن کوئی سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

"اور رامین آنٹی معاف کیجیے گا میں ایسی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا ہو کسی اور انسان کی بستر"حمزہ اونچی آواز میں کہنے لگا۔تو اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا حیدر نے مکا اسکے منہ پہ دے مارا۔حمزے لڑکھڑا کے دور لگا۔اسے سمجھ نہیں آیا۔اس کے منہ سے خون آنے لگا۔

"خبردار جو آگے ایک اور لفظ کہا تو۔زندہ نہیں چھوڑوں گا تجھے۔"حیدر نے فوراً اس کا گریبان پکڑا۔اور اس کی آنکھوں میں غصے سے دیکھنے لگا۔ردا حیران پریشان کھڑی تھی۔رامین تو سن تھی۔۔

"ابے (گالی) تو نے مجھے پہ ہاتھ اٹھایا اس بدکردار لڑکی کے لیے۔جو آج تیرا ساتھ تو کل کسی اور۔"حمزہ یہ کہتا اس تک بڑھا تو حیدر کا دماغ ساتویں آسمان پہ پہنچ گیا۔اس نے حمزہ کا گریبان پکڑا اور اسے مارنے لگا۔حیدر نے حمزہ کو کافی مارا۔کیسے وہ غصہ نہ کرتا آخر اس کی محبت کو سب گالی جو دے رہے تھے۔۔

بہت مشکل سے محلے کے لوگوں نے دونوں کو الگ کیا۔

"شکر کر بچ گیا تو گھٹیا انسان۔ ورنہ آج یہاں سے تیری لاش جاتی۔" حیدر کو کچھ مردوں نے پکڑ رکھا تھا۔ وہ مسلسل خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔ شکیلا اور محلے کہ دوسری عورتیں ڈر رہی تھیں۔ تماشہ تو ردا کی عزت کا لگا ہی چکی تھیں سب۔۔۔۔

"اب دیکھ لوں گا تجھے۔ اور رامین آنٹی میں ردا سے منگنی توڑتا ہوں۔ مجھے نہیں ایسی بدکردار لڑکی چاہیے۔ اور ویسے بھی اب اس سے کوئی شادی نہیں کرے گا۔" حمزہ اپنے چہرے کے زخموں پہ ہاتھ رکھتا۔ ہنسنے لگا۔ اس کا بدلہ پورا ہو چکا تھا۔ رامین آنکھیں پھاڑے اس کا گھٹیا پن دیکھ رہی تھیں۔

"بات صحیح ہے اب تمہاری لڑکی سے کون شادی کرے گا۔" محلے کی ایک عورت بولی۔

"میں کروں گا ردا سے شادی ابھی اور اسی وقت۔" رامین ردا کو گلے سے لگائے کھڑی رو رہی تھی۔ ردا کا رو رو برا حال ہو چکا تھا۔ حیدر نے موقع کی ضرورت سمجھتے ہوئے کہا۔ وہ اس سے زیادہ اور ردا کی رسوائی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کی بات پہ سب کو سانپ سونگھ گیا۔ ردا رامین سے الگ ہوئی اور منہ کھولے حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ یہ سب تماشہ ان کے گھر کے باہر گلی میں ہو رہا تھا۔

"دیکھیے آنٹی میری وجہ سے یہ سب ہوا ہے۔ اور پلیز آنٹی میں ردا کا ہاتھ تھامنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں ابھی اور اسی وقت ردا سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔" حیدر فوراً رامین کے پاس گیا اور ردا کا ہاتھ مانگا۔ حمزہ کا دل حیدر کو قتل کرنے کا کر رہا تھا۔

"مجھے منظور ہے بیٹا۔" رامین نے اس کے سر پہ پھیرا۔حیدر کے چہرے پہ دلکش مسکراہٹ آگئی۔۔

"میں اپنے موم ڈیڈ کو فون کر کے بلالیتا ہوں۔ "،،،،،

"دیکھا میں نے کہا تھا ان دونوں کا چکر ہے اسی لیے ردا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔" حمزہ بولا تو رامین اس تک گئیں اور ایک زوردار چماٹ اس کے منہ پہ رسید کیا۔

"خبردار جواب کسی نے میری بیٹی کے خلاف ایک لفظ بھی کہا تو۔میری بیٹی کا کردار شیشے کی طرح صاف ہے اور اس بات کا مجھے یقین ہے۔اگر وہ کہہ رہی ہے کہ وہ پھنس گئی تھی تو ایسا ہی ہوا ہو گا۔مجھے اپنی تربیت پہ یقین ہے۔" رامین نے آنسو روکتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا۔سب تماشہ کر چکے تھے۔غصے سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔دل کر رہا تھا کہ حمزہ کا حشر نشر کر دے۔

حیدر فون کر کے صبا اور یاسین صاحب کو بلا چکا تھا۔"اور اب کسی منہ سے کوئی بات بھی میں نے سنی ردا کے خلاف تو میں اسے پولیس کے حوالے کر دوں گا سمجھے۔" حیدر نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ردا پلک جھپکائے بنا اسے حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔حمزہ نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن حیدر نے بھری محفل میں اس کا ساتھ دیا۔رجاء اور عاشی بہت خوش تھیں۔۔

رامین حیدر کو گھر کے لے اندر آئی۔ردا سے پوچھا تو اس کے پاس ہاں کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔حیدر نے احد کو بھی بلا لیا۔روشان اور سہیل صاحب بھی آچکے تھے۔سب کے آنے کے بعد حیدر نے سب کو پوری بات بتائی

کہ کیسے وہ لفٹ میں پھنسے اور آگے کا قصہ۔رامین بھی سب سن رہی تھیں۔انھیں ردا پر پورا بھروسہ تھا۔ردا کا رو رو کے برا حال تھا۔سو جھی آنکھیں؛بکھرے بال عرصے کی بیمار لگ رہی تھی وہ۔

نکاح ہوگیا تھا ردا اب ردا ابراہیم سے مسز ردا حیدر ریاسین بن چکی تھی۔احد بہت خوش تھا چلو جیسے ہی سہی حیدر کو اس کی محبت تو مل چکی تھی۔بس اب اس کی محبت اسے جلد مل جائے۔

....

حال۔۔۔۔۔

ردا رجاء کی گود میں سر رکھ کے سوچ رہی تھی کہ اس کے نصیبوں نے اسے کہاں لا پٹخا تھا۔بے آواز روئے جا رہی تھی۔سوچ سوچ کہ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں اس کا سب کچھ تہس نہس ہو چکا تھا۔اچانک دروازہ پہ دستک ہوئی تو ردا حال میں پہنچی ورنہ آج صبح کے بارے میں سوچ سوچ کے وہ پاگل ہو رہی تھی۔۔

ردا سیدھی ہوئی تو رجاء نے آنے کے لیے کہا تو روشان نے بتایا کہ حیدر ردا سے ملنا چاہتا ہے۔تو عاشی رجاء کا ہاتھ تھام کے باہر لے آئی۔۔

ان سب کے جانے کے بعد حیدر کمرے میں داخل ہوا۔اور دروازہ بند کر دیا۔ردا جو کالے لباس میں اجڑی حالت میں تھی۔اس کا آدھا دوپٹہ زمین پہ پڑا تھا۔اور آدھا گلے میں تھا۔چٹیا سے نکلے بال؛لال آنکھیں اور رویا رویا چہرے حیدر کو تو لگ رہا تھا کہ وہ دیوانہ ہو جائے گا۔اس اجڑی حالت میں بھی ردا اسے بہت حسین لگ رہی تھی شاید نکاح کی وجہ سے۔اب تو وہ اس کا محرم تھا۔اس لیے شاید اسے زیادہ کشش محسوس ہو رہی تھی۔

ردا کی نظریں زمین پہ تھیں۔وہ کھڑی حیدر کے بولنے کی منتظر تھی۔ردا کی آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے۔حیدر اس تک آیا اور محبت سے چور لہجے میں بولا۔

"ردا پلیز ایسے رو مت۔جو ہوا اس میں نہ تمہاری غلطی ہے نا میری۔ایسے خود کو کیوں تکلیف دے رہی ہو تم۔"حیدر کی آواز سے ہی درد چھلک رہا تھا۔اسے لگ رہا تھا ردا کے آنسو اس کے دل پہ گر رہے ہیں۔۔۔

"سر میں بے قصور ہوتے ہی قصوروار ٹھہرائی گئی ہوں روؤں نا تو اور کیا کروں۔"ردا نے بھاری آواز میں کہا۔اس کا گلا بیٹھ رہا تھا۔چلا چلا کے اس کی آواز بہت کم نکل رہی تھی۔ردا پھر سے رونے لگی۔

"ردا پلیز"وہ سائیڈ ٹیبل تک گیا اور وہاں سے پانی لے کے آیا اور ردا کو دیا۔ردا نے انکار کر دیا تو حیدر کہاں ماننے والا تھا اس نے اس کے لبوں سے گلاس لگایا۔ردا ششدر رہ گئی۔اس نے پانی پی لیا۔لیکن اس اب حیدر کی نظریں عجیب نہیں لگ رہی تھیں بلکہ اچھی لگ رہی تھیں۔

حیدر مسکرا رہا تھا۔دل میں سکون تھا کہ ردا اب اس کی ہو چکی ہے لیکن حمزہ کو کسی طور بخشنے والا نہیں تھا۔

"سر آپ نے مجھ جیسی بدنام اور سوالیہ کردار والی لڑکی سے شادی کر کے ٹھیک نہیں کیا۔"ردا نے پانی پینے کے بعد روتے ہوئے کہا۔حیدر اس کی بات پہ مسکرایا اور اس کے آنسو نرمی سے صاف کر دیے۔

"ردا یہاں دیکھو میری طرف"حیدر نے پانی کا گلاس سائیڈ پہ رکھا اور اسے کندھوں سے تھاما۔جو نیچے دیکھ رہی تھی۔حیدر کے چھونے سے اس کے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔وہ ہل نہیں سکتی تھی کیونکہ کندھوں پہ گرفت مضبوط تھی۔اس نے نظریں اٹھا کے حیدر کو دیکھا جو اسے محبت سے دیکھ رہا تھا۔

"رداتم اب میری شریک سفر ہو۔ تمہاری ساری تکلیفیں میری ہیں۔ اور تم لوگوں کی باتوں پہ خود کو تکلیف دینا بند کرو۔ تم بہت باکردار ہو۔" ،،،،،

"نہیں نہیں ہوں میں باکردار۔ نہیں ہوں۔ میں بہت بدکردار ہوں۔ سب یہی کہہ رہے تھے۔ بہت بدکردار ہوں میں۔" حیدر کی بات پہ اس نے آنکھیں موندیں لیکن اچانک اسے سب کی باتیں یاد آئیں اور حیدر کے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹائے۔ اور روتے روتے زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ حیدر نے آنکھیں بند کیں۔ کب سے وہ ضبط کیے بیٹھا تھا۔ اس ضبط ٹوٹا۔ بہت غصہ آیا۔ اس نے ردا کو بازو سے پکڑ کے کھڑا کیا اور زور سے دیوار سے پن کیا۔ اور ادر گرد ہاتھ جما لیے۔ اسے لوگوں کی باتوں سے زیادہ ردا کی باتوں سے غصہ آرہا تھا۔ ردا اور اس کے بیچ ایک انچ کا فاصلہ بھی نہیں تھا۔

ردا اچانک حملے پہ بوکھلا گئی اور ایسا لگ رہا تھا دل پسلیاں توڑ کے باہر آجائے گا۔

حیدر کی گرم سانسیں اس کے چہرے پہ پڑ رہی تھیں۔ اس نے ردا کے چہرے پہ آتے بال پیچھے کیے۔ اور چہرے پہ ہاتھ رکھ کے ایک ایک چبا چبا کے بولا۔

"تمہارے کردار کی گواہی دے سکتا ہوں میں۔ مجھے کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے سمجھی۔ خود کو بلیم کرنا بند کرو۔ جو ہوا القدیر میں ایسا ہونا ہی لکھا تھا۔" حیدر کا یہ روپ ردا نے پہلی بار دیکھا تھا۔ ردا نے اس کے کے لہجے سے جھرجھری لی۔ وہ ہمیشہ اس کی محبت سے بات کرتا تھا۔ آج پتا نہیں کیوں دھونس جمارہا تھا۔ حیدر نے دائیں انگوٹھے

سے اس کے گال سے آنسو صاف کیے۔ ردا نہ آج پہلی بار کا اسکا لمس محسوس کیا تھا۔ ردا کے گال لال ہو رہے تھے۔۔۔

"س سر یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔" ردا نے حیدر کو جھکتے دیکھا تو لڑکھڑاتے لہجے میں پوچھا۔ اسے حیدر کا رویہ عجیب لگ رہا تھا۔ حیدر تو اسے حصار میں لیے کھڑا تھا۔ حیدر ہلکا سا مسکرایا۔

ردا نے اپنے ہاتھوں کی مٹھی بنا رکھی وہ خود پہ قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔

حیدر جھکا اور اپنے حق کو استعمال کرتے اس کے گال پہ لب رکھ دیے۔ ردا نے اسکا لمس محسوس کرتے ہی آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا جس کی آواز حیدر بھی بخوبی سن سکتا تھا۔ آج پہلی بار کسی نے مرد نے اسے چھوا تھا وہ کوئی غیر نہیں تھا اس کا محرم تھا جس نے اسے بھری محفل میں اپنی عزت بنایا تھا۔ حیدر یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن ردا کو یہ احساس بھی دلانا ضروری تھا کہ وہ اسکا شوہر ہے۔ ورنہ وہ لوگوں کی باتوں کے بارے میں سوچ سوچ کے اپنا اور حیدر کا رشتہ خراب کر سکتی تھی۔

"پہلی بات مسز ردا حیدر یاسین میں اب آپ کا شوہر ہوں سر نہیں تو آپ مجھے آج سے حیدر بلائیں گی۔ اور دوسری بات میں آج ہی رخصتی چاہتا ہوں تو تیار کر لو خود کو۔ کیونکہ میں یہاں کے گھٹیا اور مطلبی لوگوں کے درمیان تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔" حیدر نے پہلی بات اپنے پرانے لہجے میں کہی اور دوسری بات سنجیدگی سے کہی۔ ردا اس کی بات سن کے حیران ہو گئی اتنی جلدی رخصتی۔ وہ کیسے رجا امی اور روشان کو چھوڑ کے جا سکتی ہے۔

رجاءاور عاشی کمرے سے باہر آئیں۔عاشی گھر چلی گئی جبکہ رجاء کارخ امی کے کمرے کی طرف تھا۔اسے لگا امی کمرے میں ہوں گی۔وہ ہاتھ پاؤں چلاتی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

"امی امی آپ یہاں ہیں کیا؟"رجاء نے ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے کہا۔وہ کمرے میں داخل ہوئی۔اچانک اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔وہ پیچھے مڑی اور بولی۔۔

"امی میں آپ کو کب سے آوازیں دے رہی ہوں۔" رجاء ہاتھ ہوا میں لہراتی اس نفس تک پہنچی۔اس نے ہاتھ بڑھا کے جیسے ہی اسے چھونے لگی تو اس کی جان ہی نکل گئی۔یہ تو کوئی مرد تھا۔اور یہ خوشبو جانی پہچانی تھی۔یہ تو اسی انسان کی خوشبو تھی جو اس رات آیا تھا۔۔

اس سے پہلے وہ چیختی بھاری ہاتھ نے اس کے منہ کو بند کر دیا۔۔۔

اس کی جان ہوا ہونے لگی۔آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔

"ہائے جانم پہچانا۔"احد جو اسے روم میں آتا دیکھ چکا تھا سب سے نظر بچا کے وہاں پہنچا۔وہ ڈرائنگ روم سے باہر نکلا تھا ایک فون کال اٹینڈ کرنے جب اس نے کھڑکی سے دیکھا رجاء اندر روم میں جا رہی ہے۔روشان، رامین اور باقی سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔اسی موقع کی ہی تو تلاش تھی اسے۔وہ پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے مسکراتا روم میں داخل ہوا۔اور رجاء کی بات پہ اس کے چہرے پہ جاندار مسکراہٹ آئی۔اس کے منہ پہ ہاتھ رکھے اس نے دھیرے سے اس کے کان میں کہا۔۔۔

رجاء سر ہلا رہی تھی اور خود کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"مبارک ہو جانم تمہاری بہن کا تو گھر بس گیا۔ لیکن میرا اور تمہارا آشیانہ کب آباد ہو گا۔ اگر تم مجھے ایسے ہی اگنور کرتی رہی تو کیسے چلے گا۔" احد نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔ اور اس کے پیچھے جا کے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ رجاء کی ٹانگیں کانپ رہی تھی کہ دن دہاڑے وہ وہاں پہنچ گیا۔ اس کے گھر میں، کمرے میں۔ وہ مسلسل بول رہا تھا۔ اسے پتا تھا کہ کوئی نہیں آئے گا سب بزی تھے۔ وہ چلتا اس کے سامنے آیا۔

"تت تم یہاں اس وقت۔ دیکھو اگر کسی نے دیکھ لیا تو قیامت آجائے گی۔ پلیز آپی پہ ابھی الزامات لگائے گئے ہیں مجھے بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔" رجاء نے روتے ہوئے کہا۔ احد بس سن رہا تھا۔ بلکل جیسے کسی نے اس کے کان میں چاشنی گھول دی ہو۔۔۔

"جانم میرے ہوتے ہوئے کوئی تم پہ انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ ایسا کرنے والے کو میں اسی وقت جہنم واصل کر دوں گا سمجھی۔" احد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہا۔ اسے تو بس رجاء کے قریب رہنا تھا۔ اس نے اوپر سے لے کے نیچے تک رجاء کو دیکھا۔ جو انگلیاں مروڑتی ہچکولیوں کے ساتھ رو رہی ہے۔ پرپل رنگ کا فراک بہت کھل رہا تھا اس پہ۔ اوپر سے سرخ ناک اور اس میں چمکتی لونگ احد تو دیوانہ ہو رہا تھا۔ گردن جھکائے اس کے آنسو زمین پہ گر رہے تھے۔ احد نے شہادت کی انگلی سے اس کا جھکا چہرے اٹھایا۔ اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔۔۔۔۔۔

"جانم اتنا مت رویا کرو۔ تکلیف ہوتی ہے مجھے۔ اور تم فکر مت کرو ہم بھی بہت جلد ایک ہوں گے۔" حیدر نے گھمبیر تا سے کہا۔ رجاء کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ کسی کے آجانے کی ٹنشن الگ۔ اسے احد سنکی لگ رہا تھا۔ جو اس وقت بھی آن پہنچا تھا۔ جوڑے میں بندھے بالوں کی کچھ لٹیں اس کے چہرے پہ آرہی تھی۔ احد نے ہاتھ بڑھا کے

اس کے بال کیچر سے آزاد کیے۔اور کھولتے ہی اس کی کمر پہ پھیل گئے۔بالوں کی لٹیں اسے پریشان کر رہی تھی۔رجاء کی جان تو حلق میں ہی اٹکی ہوئی تھی۔اس کے اس حرکت سے اس کا دل دھڑکنے لگا۔وہ پھر سے اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور ایک لمبی سانس لے کے شمپو کی خوشبو محسوس کی۔رجاء اس کی سانسیں اپنی گردن پہ محسوس کر سکتی تھی۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔اس نے کپکپاتے لہجے میں کہا۔۔

"دیکھو کتنی بار تمھیں بتا چکی ہوں۔معذور ہوں میں۔کیوں اپنی زندگی برباد کرنے پہ تلے ہوئے ہو۔دیکھو تم جو کوئی بھی میرا پیچھا چھوڑ دو اور چین سے جینے دو مجھے۔"رجاء نے التجاء کی۔احد نے پیچھے سے اس کا ہاتھ غصے سے جکڑ لیے۔رجاء کو لگ رہا تھا کہ وہ اس کا ہاتھ توڑ دے گا۔

"جانم سایہ کیسے پیچھا چھوڑ سکتا ہے۔سایہ ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔میں تو تمہارا سایہ ہوں۔کتنی بار کہا ہے یہ معذور لفظ مت استعمال کیا کرو اپنے لیے۔مجھے سخت نفرت ہے اس لفظ سے۔لیکن تم سمجھتی ہی نہیں ہو۔آخری بار وارن کر رہا ہوں خود کو معذور کہنا چھوڑ دو۔اگر اب یہ لفظ میں نے سنا تو تم جانتی ہو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"وہ اس کے کان میں غرایا۔رجاء کی کمر اس کے سینے سے لگی تھی۔ہاتھ اس نے جکڑ رکھا تھا۔رجاء مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔لیکن وہ اس کی مزاحمت کو خاطر میں ہی نہیں لا رہا تھا۔اس کا پارہ ہمیشہ رجاء کی ان باتوں سے ہائی ہو جاتا تھا۔۔۔۔

"تت تم سے برا دیسے بھی اور کوئی نہیں ہے۔ میری زندگی عذاب بنا رکھی ہے۔ کبھی بھی کہیں بھی پہنچ جاتے ہو۔ سمجھتے کیوں نہیں ہو۔" رجاء نے آہستہ سے کہا۔ اس کی آواز میں درد محسوس ہو رہا تھا احد کو۔ آنسو تو بہت بے مول کر چکی تھی۔۔

"برا تو ہوں میں تمہارے معاملے میں بہت برا ہوں میں تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا میں میری کیوٹ سی جانم۔ اب بس اس وقت کا انتظار ہے جب شرعی اور قانونی دونوں طور پہ میری دسترس میں آجاؤ گی۔" احد اس کے کان میں سرگوشیاں کر رہا تھا۔ رجاء ڈر کے مارے آنکھیں بند کیے سب سن رہی تھی۔ پسینے کی ننھی بوندیں اس کے ماتھے پہ چمک رہی تھیں۔ اور آنسو تو اتر بہہ رہے تھے۔ لیکن وہ بھی کیا کرتی ہر بار وہ انسان اس کے لیے امتحان بن کے آجاتا تھا۔۔۔۔۔۔

"دیکھو چلے جاؤ یہاں سے پلیز۔ میری عزت کا کیوں جنازہ نکالنے پہ تلے ہوئے ہو تم۔" رجاء اب زور و شور سے رونے لگی۔ اسے ٹینشن تھی کہ کسی نے دیکھ لیا تو کیا ہو گا۔۔۔۔۔

احد مسکراتا اس کے سامنے آیا اور اس کے آنسو صاف کیے۔ اور بولا۔۔۔

"جانم جا رہا ہوں لیکن بہت جلد تمہارے لیے شادی کا پرپوزل آئے گا چپ چاپ بغیر کسی چوں چراں کے ہاں کہہ دینا۔" احد نے اس کے گال تھپتھپائے۔ رجاء حیران ہو گئی۔ بلکل شاک میں چلی گئی۔۔

"میں ہرگز یہ شادی نہیں کروں گی۔ سمجھے تم۔" رجاء غصے سے چلائی تو احد کو اس پہ پیار آنے لگا۔۔۔

"جانم سوچ لو میں اگر دن دھاڑے تمہارے گھر؛ تمہارے کمرے میں آ کے تمہارا دیدار کر سکتا ہوں تو سوچو میرے لیے تمہیں اٹھا کے لے جانے میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔ کیونکہ جو چیز پیار سے نا ملے تو اسے چھین لینا میری عادت ہے۔ اور تم چیز نہیں میرا عشق ہو۔ تمہارا پیچھا ایسے کیسے چھوڑ دوں ہاں۔" احد نے اسے دھمکی دی۔ رجاء کو تو لگ رہا تھا اس کے ارد گرد دھماکے ہو رہے ہیں۔۔۔

"تت تم ای ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔" رجاء پھر سے رونے لگی۔ اس نے لڑکھڑاتی آواز میں بے یقینی سے کہا۔۔

"تمہیں پانے کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔

it is not a big deal for me"

اس نے کندھے اچکاتے لاپرواہی سے کہا تو رجاء کا دل کر رہا تھا مر جائے۔۔۔

"اور جانم خیال رکھنا اپنا۔ بہت خاص ہو تم۔ اور کوئی ہوشیاری مت دکھانا۔ سایہ ہوں تمہارا میں۔ تمہاری ایک ایک حرکت پہ نظر ہے میری۔ اور تم میری ہو کے رہو گی۔ یہ وعدہ ہے میرا میری پیاری سی جانم سے۔" اس نے انگوٹھے سے آنسو صاف کیے اور اس کی ناک کی لونگ کو ہمیشہ کی طرح چھوتا؛ اس کے کندھے پہ صحیح سے دوپٹہ پھیلاتا الٹے پاؤں وہاں سے نکل گیا۔ رجاء اس کے جانے کے بعد فرش پہ بیٹھتی چلی گئی۔ اور اپنے دوپٹے کا کونے جکڑے رونے لگی۔ اس کی ہچکی بندھ گئی۔ اگے ہی وہ اس کمی کے ساتھ جی رہی تھی۔ پتا نہیں کون آ گیا تھا اس کی زندگی میں۔ جو اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔

....

"آج ہی رخصتی، مط مطلب اتنی جلدی۔" حیدر نے جب رخصتی کا کہا ردا کا رنگ اڑ گیا۔ وہ اپنے گھر، اپنی فیملی کو اتنی جلدی نہیں چھوڑ کے جانا چاہتی تھی۔۔

"ہاں آج ہی رخصتی ہو گی۔" ردا ابھی بھی دیوار کے ساتھ لگی تھی۔ اور ابھی بھی حیدر اس کے بے حد قریب تھا۔ اس کی سانسوں کی تپش سے ردا کو اپنا آپ جلتا محسوس ہوا۔۔۔

"پر" اس نے روتے ہوئے سر جھکا لیا۔ حیدر نے اس کا چہرا اٹھایا اس کے آنسو صاف کیے اور دھیمے سے کہا۔۔۔

"میں یہاں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ یہاں بہت برے لوگ ہیں۔ تمہیں اذیت دیں گے یہ لوگ۔ جو مجھے قطعی قبول نہیں ہے۔" حیدر نے اپنی لال آنکھیں اس کی سو جھی براؤن آنکھوں میں گھاڑیں۔ ردا کو لگ رہا تھا کہ وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔ حیدر کو اپنے شوہر کے روپ میں تسلیم کرنا اس کے بلکل آسان نہیں تھا۔۔۔۔

یہ کہہ کے وہ پیچھے ہٹا ردا جیسے ہی آگے بڑھی اس کا سر بری طرح چکرایا۔ حیدر کا رخ ابھی بھی اسی کی طرف تھا۔ اس نے سہارے کے لیے حیدر کا بازو تھاما اور اپنے سر حیدر کے کندھے پہ رکھ دیا۔ اس سب گول گول محسوس ہو رہا تھا۔ حیدر نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پریشانی سے کہا۔۔۔

"ردا کیا ہوا ہے تمہیں۔" ردا نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔ جیسے ہی وہ اس سے دور ہونے لگی۔ پھر سے لڑکھڑائی حیدر نے اس کمر سے تھام لیا اور سہارے دیتے بیڈ پہ بٹھا دیا۔۔

"یہ لو پانی پیو۔" حیدر نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔ اس نے ردا کو آرام سے بیڈ پہ لٹا دیا اور کمفرٹر رکھتے باہر گیا۔ اور سب کو بتایا۔۔ یاسین صاحب نے ڈاکٹر کو کال کی۔ سب ردا کے کمرے میں پہنچے۔ ردا کا زرد رنگ دیکھ کے رامین کے دل کو بہت ٹھیس پہنچی۔ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں کتنا کچھ دیکھ لیا تھا ردا نے۔۔۔

"دیکھیے ٹینشن کی کوئی بات نہیں ہے۔ بس بی پی تھوڑا ڈاؤن ہو گیا تھا اور ٹینشن کی وجہ سے چکر آ گیا تھا۔ آپ انھیں کچھ کھلا دیجیے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ انشاءاللہ" ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد حیدر سے کہا۔ جو بے چین ہو رہا تھا۔ بار بار ڈاکٹر سے پوچھ رہا تھا کیا ہوا ردا کو۔ سب اس کی بے چینی پر مسکرا دیے۔ رجاء دوسری سائیڈ پہ بیٹھی اس کے سر پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔ احد بس بے خود سا اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔ ردا ہوش میں تھی بس اس کا سر چکرا رہا تھا۔۔

رامین ردا کے لیے کچھ کھانے کو لے آئیں۔ رامین نے بہت مشکل سے ردا کو کچھ کھلایا۔ باقی سب پہلے ہی کھا چکے تھے۔ ردا کچھ کھانے سے انکاری تھی۔ سب باہر نکل گئے۔

"ویسے حیدر تیری پریم کہانی تو تکمیل تک پہنچ گئی ہے۔ اب نا تیری سالی بہت جلد تیری بھابھی بننے والی ہے۔" حیدر اور احد ڈرائنگ روم کی طرف جا رہے تھے۔ احد نے حیدر کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ تو حیدر مسکرا دیا۔ اور رعب سے بولا۔۔

"میں اس گھر کا بڑا داماد ہوں اور رجاء کا بڑا بھائی تو پہلے رشتہ لا پھر سوچتا ہوں۔" حیدر کی بات پہ احد کا منہ کھل گیا۔ حیدر نے ہنسی دبائی۔

"ابے ابھی تیری شادی کو دو گھنٹے نہیں ہوئے اور رعب دیکھو جیسے پتا نہیں کتنے سال ہو چکے ہوں تیری شادی کو۔اور تو کب سے رجاء کا بھائی بن گیا۔"۔۔۔۔۔۔

"ابھی دو گھنٹے پہلے۔دیکھ رجاء ردا کی بہن ہوئی تو اس اعتبار سے میری بھی بہن ہوئی اور میں اس کا بڑا بھائی۔"حیدر نے معصومیت سے کہا۔تو احد نے اس کی کمر پہ دھمو کا رسید کیا۔۔۔

"ہاں اب میرا سالا بننا چاہتا ہے تو ہے نا۔اوقات میں رہ سمجھا۔میرا ایک ہی سالا ہے اور وہ ہے روشان۔"احد نے اس کی ٹانگ کھینچی۔۔۔

"واہ کیا بات ہے شاید تو بھول گیا ہے میں تیرا دوست ہوں۔ویسے کسی نے سچ ہی کہا ہے ساری خدائی ایک طرف جورو کا بھائی ایک طرف۔"حیدر کو شدید جھٹکا لگا اس کا سنجیدہ دوست اس قدر بچکانہ حرکتیں کر سکتا ہے اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔

"ہاں تو جورو سے اتنی شدت والی محبت ہے تو اس کے خاندان سے کیوں نہ ہو۔"احد نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔۔۔

"او بھائی تھم جا۔ابھی جورو ہوئی نہیں ہے۔ہونے والی ہے۔تُو تو ابھی سے اسکا غلام ہو گیا۔"حیدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاں کیا کریں محبت ہے ہی ایسی چیز۔میری چھوڑ تو اپنی کر تیری تو ہو چکی ہے اب مجھے بتا کہ کتنا بڑا غلام ہے جورو کا۔"احد نے ہنستے ہوئے کہا تو حیدر نے گردن سہلائی اور مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"میں بھی ہوں نا غلام۔اور ردا میری سرکار۔"،،،،

"ہاہاہاہاہاہا ویسے حیدر سچ میں تو بہت بڑا جورو کا غلام بنے گا۔" حیدر کی بات پہ احد ہنسنے لگا دونوں ڈرائنگ روم میں پہنچے شام ہو چکی تھی۔اب رات ہونے کو تھی۔پورا دن آج کیسے گزرا کسی کو پتا نہ چلا۔۔۔

"آنٹی مجھے ابھی رخصتی چاہیے۔میں ردا کو اور یہاں نہیں رہنے دے سکتا۔اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔" حیدر نے آتے ہی رامین سے بات کی۔اور اس کا ہاتھ عقیدت سے اپنے ہاتھ لیا۔رامین اس کی آنکھوں میں واضح ردا کے لیے محبت اور عزت دیکھ سکتی تھیں۔۔۔۔

"مجھے کیا اعتراض ہو گا بیٹا۔اب وہ تمہاری امانت ہے۔میں ردا کو تیار کرتی ہوں۔" رامین نے کہا تو حیدر نے مسکرا کر ان کا ہاتھ عقیدت سے آنکھوں سے لگایا۔رجاء بھی وہیں تھی۔۔

"حیدر بھائی آپ اتنی جلدی آپی کو ہم سے دور لے جائیں گے۔" رجاء نے بھرائی آواز میں کہا۔احد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔حیدر مسکرایا اس تک گیا اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔

"تو کیا ہوا میں ردا کو اپنی چھوٹی بہن سے ملوانے لایا کروں گا۔جب اس کا دل چاہے۔" حیدر کی بات پہ رجاء کے چہرے پہ چمک آگئی۔۔

"سچی۔"۔۔۔۔۔

"مچی۔" حیدر نے جواب دیا تو رجاء کے چہرے پہ دلکش مسکراہٹ آگئی۔اور احد نے پہلی بار اسے اتنی برائٹ سمائل دیتے دیکھا تھا۔احد بھی بے خود ہو کر اسے دیکھ ہی رہا تھا۔۔۔

"حیدر بھائی آپ بہت اچھے ہیں۔" روشان حیدر کے گلے لگ گیا۔ رامین مسکرا کے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ یاسین صاحب اور صباء کو اپنی اولاد پہ فخر ہو رہا تھا۔ حیدر چلتا رامین کے پاس آیا اور بولا۔۔

"آنٹی میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ردا کا اپنی جان سے بڑھ کر خیال رکھو گا۔ اور اس کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں آنے دوں گا۔" حیدر کی بات پہ رامین کے آنکھیں بھر آئیں۔ اگر آج ابراہیم صاحب ہوتے تو کتنے خوش ہوتے ردا کے ہمسفر کو دیکھ کے۔ انھوں نے حیدر کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

"جیتے رہو بیٹا۔ میں ردا کو تیار کر کے لاتی ہوں۔" رامین جانے لگیں تو صبا نے روکا۔۔۔

"رامین جی میں بھی چلتی ہوں آپ کے ساتھ۔" صبا نے کہا رامین نے ہاں میں سر ہلایا۔۔ رجاء فوراً بولی۔۔

"امی میں بھی" یہ کہہ کے وہ آگے بڑھنے لگی۔ جیسے ہی احد کے پاس سے گزری تو اس کا پاؤں مڑا وہ گرنے ہی والی تھی۔ کہ احد نے اسے تھام لیا۔ اس کا ہاتھ رجاء کے کندھے پہ تھا۔ سب ڈر گئے کہیں رجاء کو چھوٹ نہ لگی ہو۔

رجاء کو وہ لمس جانا پہچانا لگا۔ وہ خوشبو اسی انسان کی تھی۔ مطلب وہ وہیں تھا ان کے بیچ لیکن کون تھا۔

"آرام سے۔۔۔۔۔ جانم۔" جانم بہت آہستگی سے کہا کہ صرف رجاء ہی سن پائی۔ وہیں کھڑی کانپیں لگی۔ وہ وہیں موجود تھا سب کے ساتھ۔۔۔

"تم ٹھیک ہو رجاء۔" حیدر نے استفسار کیا۔ رجاء اس سے دور ہوئی اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

"شکریہ احد بیٹا رجاء کو بچانے کے لیے۔" رامین نے اس کا شکریہ کیا۔ رجاء کے تو پیروں سے زمین کھسک گئی ردا کا باس احد مجید ہے اس کا سالا۔ اس کا منہ کھل گیا۔ دل دھک دھک کرنے لگا۔ رجاء نے بہت مشکل سے خود پہ قابو پا رکھا تھا۔۔۔

رجاء کا ہاتھ تھامے رامین اور صبا اندر ردا کو تیار کرنے لے گئیں۔ ردا نے کچھ نہ کہا وہ مان گئی تھی۔ اپنی ماں کے فیصلے کے خلاف وہ کیسے جا سکتی تھی۔۔۔

....

"یار یہ ردا آ کیوں نہیں رہی۔" حیدر ڈرائنگ روم میں مسلسل چکرا رہا تھا۔ روشان موبائل پہ گیم کھیلنے میں بزی تھا اور یاسین صاحب اور احد اسے چکراتے دیکھ انھیں ایسا لگ رہا تھا وہ چکرا جائیں گے۔۔۔۔

"انکل مائنڈ مت کرنا لیکن آپ کا بیٹا بہت بے شرم ہے۔ دیکھیے کیسے پاگل ہو رہا ہے۔ یار تھوڑا صبر کر آ جائے گی وہ۔ تیار ہونے میں وقت تو لگتا ہے نا۔" احد نے مزاحیہ انداز میں پاس بیٹھے بولا۔ دونوں صوفے پہ بیٹھے اس کی بے چینی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

"احد بیٹا مائینڈ کی کیا بات ہے۔ اس بات سے میں پہلے کی واقف ہوں کہ یہ کس قدر بے شرم ہے۔ کتنا اتاولا ہو رہا ہے یہ۔" یاسین صاحب نے حیدر کی ٹانگ کھینچی۔ حیدر برے برے منہ بنانے لگا۔۔۔

"ڈیڈاب آپ کا ہی بیٹا ہوں۔آپ بھی تو ایسے ہی ہوئے ہوں کے جوانی میں رائٹ۔" حیدر نے یاسین صاحب کو آنکھ مارتے کہا۔یاسین صاحب بھی خجل ہو گئے۔احد اور حیدر دونوں ہنسے لگے۔روشان موبائل بزی تھا اس نے کچھ بھی نہ سنا۔۔۔

اتنے میں سامنے سے ردا آتی نظر آئی جو پاؤں تک جولتی لال فراک میں ملبوس تھی۔فراک بہت سادہ سا تھا۔نیٹ کے فراک میں سرخ دوپٹہ سر پہ جمائے۔ہلکی سی لال لپ سٹک اور نا ہونے کے برابر میک اپ،جیولری کے نام پہ صرف چوڑیاں اور بالیاں پہن رکھی تھی۔اور کندھوں پہ کالی چادر ڈالے۔وہ حیدر یاسین کی دلہن تھی۔بہت اداس تھی۔اس کا سوگوار حسن حیدر کو چاروں خانے چت کر رہا تھا۔وہ پہلی دلہن ہو گی جسکی رخصتی اس قدر سادے حلیے میں ہوئی ہو گی۔۔

حیدر اس تک گیا اور اپنا ہاتھ پھیلا۔ردا نے ایک نظر اس پہ ڈالی اس کی آنکھیں ابھی بھی لال ہو رہی تھیں۔جو رونے کی گواہی دے رہی تھی۔اس نے حیدر کا ہاتھ تھام لیا۔

حیدر پورے سے استحقاق سے اس کا ہاتھ تھامے چلنے لگا۔ردا بھی اس کے ساتھ چل رہی تھی۔سب گیٹ کے باہر آ گئے۔ردا سب سے ملنے لگی۔آنسوؤں پہ لگا ضبط ٹوٹا اور وہ رامین کے گلے لگ کے رونے لگی۔یہ ایسا وقت ہوتا جب ہر بیٹی کو اپنے باپ کی ضرورت ہوتی ہے۔آج ردا کو ابو کی بہت یاد آ رہی تھی۔وہ بہت رو رہی تھی۔رجاء اور روشان کے گلے لگے وہ بہت روئی۔روشان اور رجاء دونوں رو رہے تھے۔رجاء کا تو ایک سہارا جا رہا تھا۔ردا اس کی رازداں تھی۔سہیلی تھی۔

باہر محلے والے بھی سب دیکھ رہے تھے۔فرحت اور شکیلا تو کڑھ رہی تھی کہ ردا کو اتنا اچھا لڑکا مل گیا تھا۔۔۔

ردا اور حیدر ایک گاڑی میں تھے جبکہ یاسین صاحب اور صبا اس گاڑی میں بیٹھ گئے جسے وہ لائے تھے۔احد بھی ایک آخری نظر رجا پہ ڈالی جو رو رہی تھی۔وہ سر ہلاتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔

ردا کے آنسو تھم ہی نہیں رہے تھے۔حیدر کو اب اس کے آنسو تکلیف دے رہے تھے۔وہ دونوں راستے میں تھے۔آج ردا پورا حق سے حیدر کے پہلو میں بیٹھی سوں سوں کر رہی تھی۔اس کی ناک لال ہو چکی تھی۔لال جوڑے میں وہ قیامت ڈھا رہی تھی۔حیدر کے لیے بہت مشکل ہو رہی تھی خود پہ قابو پانا۔

حیدر نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔ردا کا سر ڈیش بورڈ سے لگتا حیدر نے اپنا ہاتھ رکھ دیا جس سے اس کے سر پہ چوٹ نہیں لگی۔ردا سیدھی ہوئی اور رونا بھول کے حیدر کو دیکھنے لگی۔

"Stop crying Rida."

حیدر نے چبا کے کہا۔ردا نے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا اور کچھ نہ بولی۔۔حیدر نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔اور ٹشو کے ڈبے سے ایک ٹشو ردا کے سامنے کیا۔اس نے چپ چاپ ٹشو تھام لیا اور آنسو صاف کر دیے۔

وہ ایک پوش ایریے میں داخل ہوئے۔گیٹ کھلتے ہی حیدر اور یاسین صاحب کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی۔حیدر اترا اور دوسری طرف آیا اس نے دروازہ کھولا اور ہاتھ ردا کے سامنے پھیلایا۔ردا نے تھام لیا اور گاڑی سے اتری اور بڑی انہماک سے گھر کا جائزہ لینے لگی۔گھر بہت بڑا نہیں تھا لیکن اس کے گھر سے کافی بڑا تھا۔وہ پورچ سے ہوتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے۔یاسین صاحب اور صبا بھی ان کے ساتھ تھے۔۔۔

انٹرنس میں ایک گیلری تھی جہاں سے دائیں طرف سڑھیاں اوپر جاتی تھی۔اور بائیں طرف ایک صوفہ سیٹ لگا ہوا تھااور ساتھ کے دروازہ سے اندر لاونج تھااور سڑھیوں کے ساتھ والا کمرہ ڈرائنگ روم تھا۔

صوفے کے ساتھ تھوڑا سا آگے ڈائنگ ٹیبل تھااور ساتھ ہی شاید کچن تھا۔پورے گھر میں وڈ ورک تھا۔گھر بہت خوبصورت تھا۔اور اس میں رکھی ایک ایک چیز بہت عمدہ تھی۔۔۔

رداصبا کے ساتھ سڑھیاں چڑھنے لگی۔اور آوپر والے فلور میں دائیں طرف حیدر کا کمرہ تھا۔ردا کو وہ بیڈ پہ بٹھا کے چلی گئی۔ردا پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔کمرے کا تھیم ڈارک براؤن اور بلیک تھا۔بیڈ کی چادر سے لے کر پردوں تک سب بہت نفیس تھا۔بیڈ کے سامنے صرف ایک ہی کاوچ تھا۔جو درمیانے سائز کا تھااور ایک طرف ڈریسنگ ٹیبل تھااور ایک روم بھی تھا شاید ڈریسنگ روم تھا۔

ردا بڑی فرصت سے سب دیکھ رہی تھی کہ اچانک دروازہ کھلا اور حیدر اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں بیگز تھے۔وہ بنا کچھ بولے بیگز لے کے ڈریسنگ روم میں چھوڑ آیا۔آگے کے بارے میں سوچ کے ہی ردا کی جان جانے لگی۔اس کی دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔۔۔

حیدر باہر آیا۔تھکا سارف سے حلیے میں بھی بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ردا نے آج پہلی بار دھیان سے اسے دیکھا تھا۔حیدر اسے خود کو گھورتا پا کر اس کی طرف بڑھا ردا کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔وہ فورا کھڑی ہو گئی۔وہ آگے بڑھ رہا تھا ردا پیچھے کو کھسک رہی تھی اور پیچھے دیوار سے جا لگی۔

حیدر نے دونوں طرف ہاتھ رکھ کے بھاگنے کے راستے مسدود کر دیے۔اس نے پھونگ ماری ردا کے چہرے پہ آنے والے بال اڑ رہے تھے۔اس کی حرکتوں سے ردا کی جان جیسے جانے لگی۔۔

"کیا سوچ رہی ہو۔" حیدر نے بہت آہستگی سے پوچھا۔ردا کو کچھ سمجھ نہ آیا۔۔

"کک کچھ نہیں۔" ردا نے نظریں جھکا لیں۔

"آج میری دلہن کے روپ میں بہت حسین لگ رہی ہو۔" حیدر کی بات پہ ردا کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔اس نے حیدر کا لہجہ نوٹ کیا۔جیسے وہ کسی خمار میں ہو۔۔

حیدر نے انگلی سے اس کی کان کی بالی کو چھوا۔اس اس کے چہرے کو چھو رہی تھی۔ردا کو لمس جان لیوا لگ رہا تھا۔۔

"سس سر یہ" ردا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ ہچکچا رہی تھی۔حیدر مسکرا رہا تھا۔آج اس کی دلی مراد جو پوری ہو چکی تھی اسے اس کی ردا مل چکی تھی۔

"میرا نام حیدر ہے سس سر نہیں۔" حیدر نے جھک کے اس کے کان میں کہا۔ردا کو اس کا لہجہ محبت سے چور لگا۔ردا نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے اسے دور کرنی کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔حیدر جھکا ہی تھا۔اس کی گرم سانسیں ردا کی گردن پہ پڑ رہی تھیں۔ردا بے ہوش ہونے کے قریب تھی۔ردا کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔۔۔

حیدر نے اس کا دوپٹہ اتارا اور مزید کچھ کرتا ردا کی کپکپاتی آواز آئی۔۔

"ح حیدر پلیز میں ابھی ان سب کے لیے تیار نہیں ہوں۔مجھے کچھ وقت چاہیے پلیز۔" اس کی بات پہ حیدر مسکرایا اور اس کی گردن کو ہلکا سا لبوں سے چھوتا تھوڑا پیچھے ہوا۔اس کا لمس اپنی گردن پہ ردا کی جان نکال رہا تھا۔۔

"ردامیں تمہاری مرضی کے بغیر کچھ نہیں کروں گااو کے۔جب تک ہمارے رشتے میں یہ جو ہچکچاہٹ ہے دور نہیں ہو جاتی۔مگر یادرکھنامیں نے تم سے محبت کی ہے۔اور سچی محبت۔"حیدر نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا اوراس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ردا کو جھٹکالگا یہ جان کر وہ اس سے محبت کرتا ہے۔۔

"تو کیاآپ نے یہ شادی مجبوری میں نہیں کی۔"ردا کی آنکھیں چھلکنے کو تیار تھیں۔

"نہیں پاگل میں تو تم سے پہلی نظر میں ہی محبت کر بیٹھاتھابس ہمت نہیں ہوئی کبھی تمہیں بتانے کی۔

پھر تمہاری منگنی کاپتاچلاتو پیچھے ہٹ گیا۔میں تمہیں رسوانہیں کرناچاہتاتھا۔پر مجھے نہیں پتاتھا کہ اللہ مجھے میری کسی نیکی کے بدلے تمہیں میرا بنادے گا۔"حیدر کی آنکھوں میں موجود جذبے کو دیکھ کے ردا کو یقین آگیا کہ وہ سچ میں اس سے محبت کرتا ہے۔ردا نے نظریں جھکالیں اس کے پاس کچھ نہیں تھا کہنے کو۔حیدر نے اس کے ماتھے پہ محبت کی مہر ثبت کی۔ردا بس آنکھیں بند کیے اس کی محبت محسوس کر رہی تھی۔۔

"مطلب جوانسان یہاں آتاتھا۔وہ احد تھا۔یہ سب کیا ہو گیا۔"ردا کی رخصتی کے بعد رجاء اپنے کمرے میں آچکی تھی۔امی،روشان،عاشی اور سہیل صاحب باہر بیٹھے تھے۔وہ سر درد کا بہانہ بنا کے کمرے میں چلی آئی۔دل میں بس وہی نام گونج رہاتھا۔بار بار وہ لمس اپنے ہاتھوں پہ محسوس ہو رہاتھا۔اسے رونا بھی بہت آرہاتھا۔۔۔

"یااللہ میرا اور امتحاں مت لے۔ میں مر جاؤں گی۔ وہ پاگل انسان کچھ سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہے۔" رجاء روتے ہوئے خود سے مخاطب تھی۔ ایک تو پہلے آپی کے چلے جانے سے اس کا دل اس قدر اداس تھا۔ اور احد کے بارے میں جان کے اس کا تو دماغ ہی سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔۔۔

رجاء بیڈ پہ بیٹھی پریشانی سے مسلسل اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی اس نے فوراً آنسو صاف کر لیے۔۔

"رجاء بیٹا۔" امی نے اندر آتے وقت رجاء کے آنسو دیکھ لیے وہ اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھیں اور پریشانی کے پوچھنے لگیں۔

"کیا بات ہے رجاء تم رو کیوں رہی ہو۔"۔۔۔۔

"امی آپی کے ساتھ جو ہوا اور ان کی شادی اتنی جلدی سب اتنا جلدی ہوا۔ تو آپی کے بارے میں سوچ کے رو رہی تھی۔۔

"رجاء ردا نے جو دیکھا وہ واقعی بہت مشکل تھا۔ لیکن بیٹا حیدر جیسا اتنا اچھا اور سمجھدار جیون ساتھی بدلہ میں اللہ نے اسے عطا کیا ہے۔ تم فکر مت کرو بیٹا۔ ردا کے نصیب انشااللہ بہت اچھے ہوں گے۔" امی نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔ رجاء مسکرانے لگی اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور اس کا چہرہ تھپتھپایا۔۔۔۔

"امی وہ" رامین جانے لگی تو رجاء نے ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ کچھ ہچکچا رہی تھی۔ وہ امی کو بتانا چاہتی تھی کہ اگر کوئی پروپوزل آیا تو وہ انکار کر دیں۔ مگر احد کے بارے میں سوچ کے ہی اس نے جھرجھری سی لی۔۔۔

"کیا بات ہے رجاء۔" رامین کو اس کا رویہ اب عجیب سا لگنے لگا تھا۔ وہ بہت پریشان لگ رہی تھی۔۔

"کچھ نہیں امی ایسے ہی۔" رجاء نے پہلے بتانے کا سوچا پھر امی کے بارے میں سوچ کے چپ ہو گئی۔۔۔

"مجھے پتا ہے تمہیں ردا کی یاد آرہی ہے نا۔ پر بیٹا وہ اب شادی شدہ اب پرانی بات تو نہیں رہی نا۔ اسی لیے اب اس کے بغیر جینے کی عادت توڈالنی ہو گی۔ لیکن گھر کتنا خالی خالی ہو گیا ہے۔ اس کے جانے کے بعد۔ خیر تم فکر مت کرو۔ کھانا لگاتی ہوں آکے کھالو اوکے۔" رامین نے کہا۔ وہ یہ کہہ کے اٹھ گئیں اور باہر چلی گئیں اور رجاء سوچتی ہی رہی کہ وہ کیسے بتائے امی کو۔

....

حیدر ردا میں کھویا ہوا تھا۔ ردا نے بھی آنکھوں بند کر رکھیں تھیں۔ وہ اس کے حصار میں کانپ رہی تھی۔ حیدر کے چھونے سے جو سرخی اس کے گال میں گھل گئی تھی اسے حیدر بہت محبت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ مدھم مسکرا بھی رہا تھا۔ چہرے پہ آتے بالوں کو اس نے انگلی سے پیچھے کیا۔ ردا نروس ہو رہی تھی۔ میں اس میں گم تھا کہ اچانک دروازہ پہ دستک ہوئی۔ وہ دور ہوا۔ ردا نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔۔۔

"ارے موم آپ یہاں؟" حیدر نے صبا کو اندر آتے دیکھا تو جھٹ سے بولا۔ وہ مسلسل اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔ صبا ردا کا لال چہرہ دیکھا تو معنی خیز مسکرا دی۔ ردا دیوار سے تھوڑی دور گردن جھکائے کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ شرم کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

"سوری ٹو ڈسٹرب یو بیٹا۔ لیکن میری بہو کو آج کیا بھوکا مارنے کا ارادہ ہے۔" صبا کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی جو انھوں نے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دی۔ وہ چلتی ردا تک آئیں۔ ردا کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور مسکراتی اس کا ہاتھ پکڑ کے بیڈ پہ بٹھا دیا اور اس کے سامنے بیٹھ گئیں۔ حیدر انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"بیٹا تمہاری اور حیدر کی شادی جن حالات میں ہوئی ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تمہارے لیے اس شادی کو ایکسپٹ کرنا آسان نہیں ہوگا۔ پر بیٹا جو ہوا اسے بھول جاؤ۔ اور حیدر کے ساتھ ایک نئے رشتے کی شروعات کرو۔ اور اس گھر کو کبھی پرایا مت سمجھنا۔ یہ گھر جتنا حیدر کا ہے اتنا تمہارا بھی ہے۔ ہمممم" انھوں نے ردا کے چہرے کو تھپتھپایا۔ ردا کا سر جھکا تھا۔ اچانک اس کی آنکھوں سے ایک آنسو لڑھک گیا۔۔۔

صبا نے اس کے آنسو صاف کیے۔ اور بہت محبت سے بولیں۔۔

"بیٹا تمہاری کیا کنڈیشن ہے میں سمجھ سکتی ہوں۔ اب تم اس گھر کا ایک حصہ ہو۔ تمہیں پتا ہے میرے حیدر کی جان بستی ہے تم میں۔ اس لیے ایسے رو مت۔ جو ہو چکا اسے اب بدلا نہیں جا سکتا۔" صبا کی باتوں پہ ردا نے نظریں اٹھائی۔ اسے صبا کی باتوں سے رونا آرہا ہے۔ وہ صبا کے گلے لگ گئی۔ وہ کچھ نہ بولی بس روئے ہی جا رہی تھی۔ حیدر بھی پاس کھڑا سینے پہ بازو باندھے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔ صبا ردا کی پیٹھ سہلا رہی تھی تا کہ اسے پرسکون کر سکیں۔ حیدر کچھ نہیں بول رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ ردا رو لے اور اندر کا غبار باہر نکال لے۔ کیونکہ دل میں چھپا درد بہت تکلیف دیتا ہے۔۔۔

"اچھا بس اب رونا بند کر و بیٹا۔ مجھے پتا ہے دن میں بھی تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔ تمہارا بی پی بھی لو ہو گیا تھا۔ اب کھانا کھالو۔" وہ ردا سے الگ ہوئیں اور اس کے آنسو صاف کیے۔ ردا کا دوپٹہ گلے میں تھا اور جوڑے سے کچھ بال باہر آرہے تھے۔ جو رونے کی وجہ سے چہرے کے ساتھ چپکے تھے۔ صبا نے اس کے بال پیچھے کیے اور اسے ماتھے پہ بوسہ دیا۔۔۔

"اور تم حیدر میری بہو کا خیال رکھنا۔ اور تم بھی کھانا کھالینا۔" صبا کھڑی ہوتی حیدر سے مخاطب ہوئیں۔ حیدر بہت تھکا ہوا تھا۔ پر وہ ردا کا تنگ کرنا چاہتا تھا۔ ردا کی اٹھتی گرتی پلکیں اس پہ ایک نشہ سا طاری کر رہی تھیں۔ بس وہ ردا کو تھوڑا سا پریشان کرنا چاہتا تھا۔۔

"ارے موم ایسے کیسے نہیں خیال رکھوں گا میں۔ ردا مجھے بہت مشکل سے ملی ہے۔ اب میں اس کا شوہر ہوں میں نہیں تو کون رکھے گا اس کا خیال۔" حیدر نے آنکھ مارتے صبا سے کہا۔ نظر اس کی ردا پہ تھی۔ جو چپ بیڈ پہ بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ صبا حیدر کی بات پہ ہنس دیں اور اس کے کندھے پہ چپت لگائی۔ اور ہنستی باہر نکل گئیں۔۔۔

حیدر ردا کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے سائیڈ ٹیبل سے کھانے کی ٹرے اٹھائی اور ردا کے سامنے رکھ دی۔ ردا مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ حیدر ردا کے سامنے بیٹھ گیا۔

"ردا کھانا کھالو۔" اس نے پلیٹ میں پلاؤ نکالتے ہوئے کہا اور پلیٹ ردا کے سامنے رکھ دی۔ ردا کو بہت ہچکچاہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ پر وہ آہستہ آہستہ کھانا کھانے لگی۔ حیدر نے بھی کھانا کھالیا۔ اور برتن سائیڈ پہ رکھ دیے۔۔۔

وہ ڈریسنگ روم سے اپنے کپڑے لے آیا اور واشروم میں گھس گیا۔ ردا نے سکھ کا سانس لیا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ اور چوڑیاں اور بالیاں اتار کے رکھ دیں۔ اس نے چادر بھی سائیڈ پہ رکھ دی۔ اور بنا دوپٹے کے کھڑی بالوں کا جوڑا کھول رہی تھی کہ اچانک واشروم کا دروازہ کھلا اور حیدر بال رگڑتا باہر آیا۔ وہ ابھی نہا کے نکلا تھا۔

اچانک اس کی نظر ردا پہ گئی۔ اور وہیں رک گئیں۔ اس نے پہلی بار اسے بنا دوپٹے کے دیکھا تھا۔ ردا نے مڑ کے دیکھا تو حیدر اس کے پیچھے کھڑا بڑے غور سے اسے دیکھ رہا ہے۔ ردا کو کچھ سمجھ نہیں آیا وہ دوپٹہ لینے کے لیے آگے بڑھی ہی تھی کہ حیدر نے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کمر سے لگا کے اپنے قریب کیا۔

ردا اس کے سینے سے آلگی۔ اسے بہت عجیب لگ رہا تھا یہ سب۔۔۔

اس کا ایک ہاتھ تو کمر سے لگا تھا اور دوسرا حیدر کے سینے پہ تھا۔

"جی حیدر پلیز۔" ردا بس رونے والی تھی۔ حیدر تو اسے بس تنگ کر رہا تھا۔ وہ مسکرایا۔

"کیا پلیز ردا؟"۔۔۔

"حیدر آپ نے ہی کہا تھا کہ آپ مجھے ٹائم دیں گے رشتہ کو سمجھنے کے لیے۔" ردا نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ حیدر کچھ نہیں کرنے والا تھا۔ لیکن اسے پریشان کر کے پتا نہیں کیوں اسے مزہ آ رہا تھا۔

"ہاں تو ٹائم دے رہا ہوں لیکن تھوڑا پریشان کرنے کا حق تو بنتا ہے نا میرا۔" حیدر نے شوخی سے کہا۔ تو ردا اسے اچنبھے سے دیکھنے لگی جیسے پوچھ رہی کیا مطلب۔۔۔

"ارے پاگل میں تمہیں ایسے پریشان کرنے کی بات کر رہا ہوں۔"اس نے ردا کے گال پہ ہونٹ رکھ دیے۔ردا کے گال لال ہونے لگے۔بے ساختہ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔ردا کا دل چاہ رہا تھا کہ یہ وقت یہی رک جائے۔اسے حیدر کا چھونا برا نہیں لگ رہا تھا۔

حیدر پیچھے ہوا۔اس کے بال کان کے پیچھے اڑیسے اور بولا۔

"جاؤ ردا چینج کر لو۔بہت تھک گئی ہو گی تم۔"حیدر نے ردا کو چھوڑا اور تو ردا نے گردن ہاں میں ہلا دی۔وہ ڈریسنگ روم سے بیگ سے ایک ہائف وائٹ کلر کالون کا ہلکا سا سوٹ نکال کے لے آئی۔اور واشروم میں گھس گئی۔

نہا کے باہر آئی۔اور سوچنے لگی کہ اب وہ کہاں سوئے گی۔بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔اور چہرے پہ رونق سی آگئی تھی۔بالوں کا پانی اس کی ساری کمر بھگو چکا تھا۔کمرے میں اے سی کی کولنگ کی وجہ سے اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔حیدر بیڈ پہ بیٹھا موبائل یوز کر رہا تھا۔اس نے ردا کو ادھر ادھر دیکھتے دیکھا تو استفسار کیا۔

"کیا ہوا ردا کیا ڈھونڈ رہی ہو؟"۔۔۔۔

"وہ میں"وہ ہچکچائی۔تو حیدر نے کہا۔

"کیا۔"وہ میں سوؤں گی کہاں؟"اس نے پورے کمرہ میں نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔تو حیدر مسکرایا۔

"کہاں کا کیا مطلب ہے۔یہ بیڈ اب شو کے لیے تو رکھا ہے نہیں۔سونے کے لیے ہی رکھا ہے نا۔تو آجاؤ۔"حیدر نے مذاق کے انداز میں کہا تو ردا نے حیرت سے آنکھیں بڑی کیں۔

"مطلب بیڈ پہ۔ نہیں رہنے دیں میں کاؤچ پہ سو جاؤں گی۔" ردا نے کاؤچ کی طرف اشارہ کیا اور بیڈ سے تکیہ لینے آئی تو حیدر نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

"دیکھو ردا کاؤچ بہت چھوٹا ہے۔ تم آرام سے نہیں سو سکو گی۔ ٹرسٹ می یہاں سو جاؤ کچھ نہیں کروں گا۔ پرومس" حیدر نے گھمبیر لہجے میں کہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تکیہ جبکہ دوسرا ہاتھ حیدر کے قبضے میں تھا۔ حیدر کی آنکھیں ردا کی آنکھوں میں گم تھیں۔۔۔

"پر" ردا پھر سے ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہی تھی۔۔

"پر ور کچھ نہیں ردا۔ میں تمہارا محرم ہوں مجھ پہ تم یقین کر سکتی ہو۔ جب تک تمہاری مرضی نہیں ہو گی میں کچھ نہیں کروں گا۔ آئی پرومس۔" اس نے ردا کا ہاتھ ہلکے سے انگوٹھے سے سہلایا۔ تو ردا کے چہرے کی طرف دیکھا جسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے یہ دیکھو میں نے کشنز سے باڈر بنا دیا ہے۔ اب آرام سے سو جاؤ بہت تھک گئی ہوں گی۔" حیدر نے اس کا ہاتھ چھوڑتے بیڈ پہ موجود کشنز کا ایک بڈر بنایا۔ ردا کو بہت اچھا لگ رہا تھا کہ وہ اس کا اتنا خیال کر رہا تھا۔ ردا مسکرا دی اور دوسری طرف لیٹ گئی۔ ردا کے بال کافی لمبے تھے۔ جو پورے تکیے پہ پھیلے ہوئے تھے۔ بال گیلے تھے تو ردا کو ٹھنڈ لگ رہی تھی حیدر کو محسوس ہوا تو اس نے کولنگ کم کر دی۔ وہ لیٹا تو دیکھا ردا سو چکی تھی۔۔۔۔

"بہت تھک گئی تھی تم ردا۔ایک دن میں کیا سے کیا ہو گیا۔پتا نہیں آگے چل کے ہمارے رشتے میں یہ جو جھجک کی دیوار ہے ختم ہو گی کہ نہیں۔" حیدر نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اس سے کہا۔جو مزے سے سو رہی تھی۔حیدر نے اس پہ کمفرٹر درست کیا اور لیٹے ہی نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔

اگلی صبح حیدر کی آنکھ کھلی تو ردا اس کے پہلو میں نیند کی وادیوں میں گم تھی۔چہرے پہ بہت ہی سکون تھا۔اس کا رخ حیدر کی طرف ہی تھا۔اور بیچ میں سے کشنز غائب تھے۔وہ اس کے بے حد قریب تھی۔چہرے پہ کچھ بال آ رہے تھے۔جو اس کی نیند میں خلل ڈال رہے تھے۔حیدر مسمرائز ہو چکا تھا۔اسے دیکھنے میں مگن تھا۔وہ تھوڑی سی ہلی۔حیدر نے ہاتھ بڑھا کے اس کے بال پیچھے کیے۔۔۔

"یار ردا یہ کہہ تو دیا کہ تمھیں جتنا ٹائم چاہیے تم لے لو۔لیکن اب میرے لیے مشکل ہو رہا ہے۔" حیدر دھیرے دھیرے اس کے کان میں کہہ رہا تھا۔وہ غنودگی میں بولی۔۔۔

"رجاء یار نہ تنگ کرو۔سونے دو نا۔" ردا نے حیدر کو رجاء سمجھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے سر کے نیچے رکھ لیا۔ردا کی بات سن کے اس کے چہرے پہ مسکان آگئی۔وہ ابھی بھی اسے دیکھنے میں مگن تھا۔اچانک ردا کی آنکھ جھٹکے سے کھلی۔اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ناسمجھی میں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔اچانک اس کی نظر سامنے لیٹے حیدر پہ پڑی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ دوپٹہ سے بے نیاز اس لیے سراپائے امتحان بن چکی تھی۔۔۔

ردا کو جیسے ہی یاد آیا سب وہ فوراً بیڈ پہ ٹٹولنے لگی۔ حیدر نے اس کا دوپٹہ اس کے سامنے کیا۔ وہ رک گئی ایک منٹ کے لیے دونوں کی نگاہیں ٹکرائی۔ ردا کو حیدر کی آنکھوں میں محبت کا جہاں نظر آیا۔ اس نے نظریں جھکا لیں اور اپنا دوپٹہ پکڑا اور کندھوں پہ پھیلا دیا۔۔

"گڈ مارننگ وائفی۔" حیدر نے اسے دیکھتے ہی شوخ سے انداز میں کہا۔۔

"گڈ مارننگ" اس نے بہت آہستگی سے کہا۔ اس کی نظریں ابھی بھی نیچے ہی تھیں۔۔

"میری مارننگ تو تمہیں دیکھ کے گڈ ہو ہی گئی ہے۔" حیدر نے شرارت سے کہا۔ ردا نے ایک نظر اپنے شوہر پہ ڈالی جو بکھرے بالوں، اور ہلکی شیو میں بھی کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔ ردا کچھ نہ بولی بیڈ سے اتر گئی۔ اور ڈریسنگ سے کپڑے لیتی واشروم میں گھس گئی۔۔۔

حیدر پیچھے مسکراتا بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ خود کو بہت خوش قسمت سمجھ رہا تھا۔ آخر ردا اسے مل ہی گئی تھی۔۔۔۔۔

....

"گڈ مارننگ احد۔" احد سب کے ساتھ بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ کہ اچانک اسے مرہا کی آواز آئی جو ابھی یونی کے لیے تیار ہوئی تھی۔ اور ناشتے کی ٹیبل پہ پہنچی۔۔

"مرہا یہاں میرے علاوہ پوری فیملی ہے۔ تو پلیز ایسی امبریسنگ حرکتیں مت کیا کرو۔" احد نے جوس کا گلاس منہ سے لگاتے غرایا۔ اس کی بولڈ حرکتیں سب کے سامنے بھی شروع ہو جایا کرتی تھیں۔۔۔

"میرا پیار تمھیں امپریسنگ ہی لگے گا۔ تم جو ایک اندھی لڑکی کے عشق میں اندھے جو ہو چکے ہو۔" مرہا نے زہر خندہ لہجے میں کہا۔ احد کی گردن کی رگیں تن گئی۔ اس نے مٹھیاں بھینچی۔ وہ کچھ نہ بولا۔۔۔

"کیا مطلب مرہا۔ کیا بول رہی تم صاف صاف کہو۔" اشفاق بھی ناشتہ کر رہے تھے۔ حیرانگی سے کبھی مرہا تو کبھی احد کو دیکھتے۔ کاظم صاحب اور صائمہ بلکل چپ چاپ ناشتہ کر رہے تھے۔ احد بھی ناشتے میں ایسے بزی تھا جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو۔

"ڈیڈی آپ کو پتا ہے احد کیوں مجھ سے دور بھاگتا ہے۔ کیونکہ یہ کسی اور لڑکی کو چاہتا ہے۔ اور آپ کو پتا ہے کہ آپ کا لاڈلا بھتیجا جس لڑکی پر فدا ہے وہ اندھی ہے۔ دیکھ نہیں سکتی۔ اس اندھی لڑکی کے لیے مجھے ریجیکٹ کر رہا ہے۔" مرہا نے ایک ایک بات اشفاق کو بتائی جو حیرانگی سے انھیں ہی دیکھ رہے تھے۔ ساتھ بیٹھی سارہ بھی بے یقینی سے کبھی مرہا اور کبھی احد کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ مرہا آنکھوں میں آنسو لیے باپ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ احد بے نیازی سے ناشتے میں مگن تھا۔ اشفاق صاحب اور سارہ کے لیے یہ خبر کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔ وہ تو مرہا کے ذریعے احد کی دولت حاصل کرنا چاہتے تھے۔

"کیا؟؟؟ مرہا یہ کیا بول رہی ہے؟ کیا یہ سچ ہے احد۔" اشفاق نے احد سے پوچھا۔ ان کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ احد کچھ بھی نہ بولا۔۔۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں احد۔ جواب دو کیا یہ سچ ہے؟؟" اشفاق غصے نے احد سے کہا جو اسے بی ہیو کر رہا تھا جیسے کوئی اثر ہی نہ ہوا ہو۔۔۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

احد نے ایک بیزار سی نظر اشفاق اور مرہا پہ ڈالی۔۔

"ہاں یہ سچ ہے۔" احد نے سادہ سا جواب دیا۔ اشفاق نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

"دیکھا آپ نے بابا یہ کیا کہہ رہا ہے۔ میری مرہا کا کیا ہو گا۔" اشفاق نے کاظم صاحب سے کہا۔ جو چپ چاپ سب ملاحظہ کر رہے تھے۔۔۔

"چاچو آپ تو ایسے باتیں کر رہے ہیں جیسے میں نے مرہا سے کوئی شادی کے وعدہ کیے ہوں۔ میں نے کبھی خود آپ سے یا مرہا سے کہا کہ میں مرہا سے شادی کرنا چاہتا ہوں نہیں نا۔ تو پھر اس تماشے کا کیا مقصد" احد نے جھنجھلا کے کہا تو کاظم صاحب بولے۔۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے احد۔ ویسے بھی جہاں میرے احد کی خوشی وہیں میری بھی خوشی۔" کاظم صاحب نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔ یہ بات اشفاق مرہا اور سارہ کے لیے صور سے کم نہیں تھی۔ مرہا نے تو سوچ رکھا تھا کہ دادا جی کے ذریعے وہ احد کو ایموشنل بلیک میل کرے گی۔ پر یہاں تو بازی ہی پلٹ گئی تھی۔

"دادو یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں احد سے بہت محبت کرتی ہوں نہیں رہ سکتی میں احد کے بغیر۔" مرہا آنکھوں آنسو لیے کاظم صاحب سے بولی۔۔۔

"وہ بابا وہ لڑکی اندھی ہے۔ کیا آپ اسے بہو کے روپ میں قبول کر پائیں گے۔" سارہ نے اضافہ کیا۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب تہس نہس کر دیں۔۔

"چاچی میں اس لڑکی سے محبت کرتا ہوں۔ تو پلیز آپ اور مرہا یہ بھول جائیے کہ میری شادی مرہا سے ہو گی۔ میری دل میں رجاء ہے اور میری بیوی بھی وہی بنے گی۔ یہ بات مرہا آپ اور چاچو اپنے دماغ میں بٹھا لیجیے۔" احد کو اب غصہ آرہا تھا۔ اس لیے وہ ایک ایک لفظ چبا کے بولا۔۔

"دیکھا بابا اس اندھی لڑکی کے لیے ہم سے بدتمیزی کر رہا ہے یہ۔" اشفاق نے کاظم صاحب سے کہا۔ کاظم صاحب اور صائمہ چپ چاپ یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔

"اشفاق سارہ تم لوگ تو چپ کر جاؤ۔ بات کو کیوں بڑھا رہے ہو۔" آخر کار صائمہ تنگ آ گئیں۔ انھوں نے دونوں سے چپ رہنے کو کہا۔۔

"ایسے کیسے چپ کر جائیں امی۔ یہ ہماری بیٹی کی زندگی برباد کر رہا ہے۔" اشفاق نے کھڑے ہوتے احد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اشفاق کب کی برباد احد نے زندگی تمہاری بیٹی کی۔ تم جانتے ہو کہ احد مرہا سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن پھر بھی ہم نے کوشش کی۔ کیونکہ مرہا یہ چاہتی تھی۔ اب احد اگر کسی اور سے محبت کرتا ہے تو میں اس سے زبردستی نہیں کر سکتا ہوں۔ وہ اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا ہوا وہ دیکھ نہیں سکتی۔ جب احد کو اس کے نابینا ہونے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے تو پھر ہمیں کیا ہو گا۔ اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے کہ احد کی شادی وہیں ہو گی جہاں وہ چاہے گا۔" کاظم صاحب یہ کہہ کے اٹھ گئے اور صائمہ بھی ان کے ساتھ ہی تھیں۔ وہ روم میں چلے گئے۔۔

"سن لیا مرہا بی۔" یہ کہہ کے احد بھی جانے لگا۔اشفاق اور سارہ بھی وہیں کھڑے اسے گھور رہے تھے۔اشفاق روم میں چلے گئے اور سارہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیں۔ مرہا کھڑی اس کے پیچھے آئی۔

"احد تم جانتے ہو مرہا اشفاق اپنے راستے کے ہر کانٹے کو بہت آرام سے ہٹا لیتی ہے۔ یہ کانٹا بھی بہت جلد ہٹ جائے گا۔" مرہا نے شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔اس کی بات سن کے احد کے قدم رکے۔وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ رہا تھا۔وہ بھاری قدم اٹھاتا اس تک آیا اور اسے گردن سے پکڑ کے دیوار سے لگا لیا۔مرہا ہاتھ پاؤں چلانے لگی۔اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔مگر احد کو کہاں پرواہ تھی۔۔۔۔

"مرہا آئی سوئیر اگر رجاء کو کروچ بھی آئی تو تمھیں میں زندہ زمین میں گھاڑ دوں گا۔مجھے معلوم ہے تمہارا کوئی دو نمبر دوست رجاء کے گھر کے آس پاس گھوم رہا تھا۔ تمھیں کیا لگتا ہے کہ مجھے کچھ پتا نہیں ہے۔میں نے سب معلوم کروا لیا ہے۔اسفند نے اس کے بارے معلومات کروالی تھی۔صرف وہ ہاتھ نہیں آیا۔لیکن بہت جلد آ جائے گا۔کیا نام ہے اس چوہے کا ہاں رافع۔" احد کی انگلیاں اس کی گردن میں دھنس رہی تھیں۔مرہا اپنی گردن سے اس کی انگلیاں ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔اس کا رنگ لال ہو چکا تھا۔احد کی انگلیاں بھی انگاروں جیسی ہو چکی تھیں۔۔

"تم شاید پلاننگ کرتے ہوئے یہ بھول گئی تھی کہ میں رجاء سے محبت کرتا ہوں۔میں اس کا سایہ ہوں اور اس کا محافظ بھی میرے جیتے جی تم اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتی سمجھی۔تو رجاء اور اس کی فیملی سے دور رہنا۔آخری بار وارن کر رہا

ہوں۔" احد غراتا اس کی گردن چھوڑ چکا تھا۔ وہ زور زور کھانسنے لگی۔ احد کی انگلیوں کے نشان اس کی گردن پہ چھپ چکے تھے۔ احد وہاں سے بڑے بڑے قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔۔

مرہا پیچھے گردن سہلاتی سوچنے لگی کہ ان کے بارے میں اسے کیسے پتا چلا تھا۔ دراصل اسفند نے پھر سے اسے رجاء کے گھر کے باہر بھٹکتے دیکھا تھا تو اس کی تصویر بنالی۔ اور پھر اس کی ساری انفارمیشن نکال لی تھی۔۔۔۔

"تم کچھ بھی کرلو احد میں نے تمہاری اندھی محبوبہ کو مرحومہ نہ بنایا تو میرا نام مرہا اشفاق نہیں۔ ویسے احد تم غصے میں اور بھی ہینڈسم لگتے ہو۔" مرہا نے شیطانی مسکراہٹ سے خود سے کہا۔ اس کے دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔ وہ بہت ڈھیٹ تھی۔ پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔۔

....

"ہاں بولیے دلہے راجا۔ مجھے ناچیز کو کیسے یاد کیا۔" احد مرہا کو دھمکانے کے بعد زن سے گاڑی لے کے گھر سے نکل گیا۔ وہ آفس جارہا تھا۔ کہ اچانک اس کا فون بجا۔ فون پہ دیکھا تو حیدر کا تھا۔ اس نے کان پہ بلیوٹوتھ لگالی۔ اس نے کال اٹینڈ کرتے ہی شرارتی لہجے میں حیدر سے کہا۔۔۔

"او زیادہ شوخا نہیں ہو۔ تجھ ناچیز کو اس لیے یاد کیا کیونکہ مجھے تجھے اور تیری فیملی کو اپنے ولیمے کی دعوت دینی تھی۔" حیدر کھڑکی سے باہر لون میں دیکھ رہا تھا۔ ردا ابھی نہاہی رہی تھی کہ تو اس نے احد کو کال کی۔۔۔

"اچھا ویسے شادی کے بعد بہت بدل گیا ہے تو۔"۔۔۔۔۔

"وہ کیوں؟" حیدر کو اس کی بات پہ حیرت ہوئی۔۔

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID; https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram: https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

کتنا بد تمیز ہے مجھے لگتا تھا میں تیری فیملی کا حصہ ہوں لیکن تو نے مجھے پرایا ہی کر دیا۔ مجھے ابھی انفارم کر رہا ہے۔ یعنی مہمانوں کی طرح آؤں۔ واہ بھئی واہ" احد نے ہونٹ کچلتے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاہاہاہاہا یار تو گھر کا ہی بندہ ہے۔ چپ چاپ آ جانا کام کون سنبھالے گا۔" حیدر نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

"کیوں نہیں میرے بھائی۔ ویسے ولیمہ ہے کب؟" احد نے پوچھا۔

"کل ہے تو ٹائم پہ آ جانا سمجھے۔ رکھتا ہوں اب۔" حیدر مسکرایا۔

"چل پھر کل ملتے ہیں،" احد نے ہنستے ہوئے کال ڈسکینکٹ کر دی۔۔۔

حیدر کے پیچھے سے دروازہ کھولنے کی آواز آئی تو دیکھا ردا میرون کلر کے فراک میں ملبوس تھا۔ چہرہ اور بال بھیگے تھے۔ الگ ہی رونق تھی اس کے چہرے پہ جو حیدر کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔۔۔

حیدر چلتا ہوا اس کے سامنے آیا اور بڑی فرصت سے دیکھنے لگا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کے ردا کی گردن اور چہرے پہ چپکے بالوں کو ہٹایا۔ ردا اسے کے دیکھنے سے پہلے ہی نروس ہو رہی تھی اس کی اس حرکت سے اس کے ہاتھ سے تولیہ چھوٹ گیا۔ اور آنکھیں پھیلا کے حیدر کو دیکھنے لگی۔۔۔

"ایسے مت دیکھو وائفی پیار ہو جائے گا۔" حیدر نے آنکھ مارتے گھسا پٹا جملہ کہا۔ اور زمین سے تولیہ اٹھاتا مسکراتا واشروم میں گھس گیا۔ لیکن کپڑے تو اس نے لیے ہی اسلیے واپس آیا اور جلدی سے ڈریسنگ سے کپڑے لیتا واشروم میں گھس گیا۔۔

ردا کے چہرے پہ ایک دلکش سی مسکان ضرور آگئی۔ وہ کافی شرما رہی تھی۔۔۔

....

"صبا بیگم یہ تو غلط بات ہے ہمارے اکلوتے بیٹے کا ولیمہ ہے اور آپ نے اتنے کم لوگوں کی لسٹ بنائی ہے۔" یاسین صاحب ہاتھوں میں مہمانوں کی لسٹ پکڑے صبا سے شکوہ کر رہے تھے۔ وہ ابھی سڑھیوں کے پاس موجود صوفوں پہ بیٹھے ولیمے کے انتظامات کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے۔ حیدر نے رات میں ولیمے کے متعلق بات کی۔۔۔۔۔۔

"خدا کا خوف کریں یاسین صاحب تین سو لوگ ہیں اور کتنے چاہیے آپ کو۔ ولیمے میں صرف قریبی رشتے دار اور دوست ہی شامل ہونگے۔ حیدر نے کہا تھا کہ زیادہ لوگ مت بلائیے گا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی ردا اور اس کے بارے میں غلط بیانی کرے۔ ویسے بھی آگے ہی اس بچی نے بہت طعنے سنے ہیں۔ بچاری کو کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ اچانک ہم رشتے داروں کو اس شادی کے بارے میں بتائیں گے تو لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع مل جائے گا۔ صبا نے یاسین صاحب کو سمجھایا۔ تو یاسین عجیب سا منہ بنانے لگے۔۔

"پر بیگم حیدر ہمارا اکلوتا بیٹا ہے۔ شادی دھوم دھام سے نہیں ہوئی تو کیا ہوا ولیمہ دھوم دھام سے کرتے۔" یاسین صاحب نے مایوسی سے کہا۔ تو صبا بھی ان کے ساتھ صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔۔

"سمجھنے کی کوشش کریں یاسین صاحب۔ حیدر نے کہا ہے تو سوچ سمجھ کے ہی کہا ہو گا۔ ردا اور حیدر کے لیے پلیز ضد مت کیجیے۔" صبا نے سنجیدگی سے کہا۔ صبا کے چہرے پہ پریشانی دیکھ کے یاسین صاحب ہنسے لگے۔ صبا انھیں اچنبھے سے دیکھنے لگے۔ کہیں ان کے دماغ پہ کوئی اثر تو نہیں ہو گیا۔۔

"مذاق کر رہا تھا بیگم۔ رداور حیدر میرے بھی بچے ہیں۔ ان کے بارے میں میں بھی تو سوچوں گا نا۔ جیسا حیدر نے کہا ہے ویسا ہی ہو گا۔" یاسین صاحب نے کہا تو صبا سمجھ گئی وہ مذاق کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے صبا کچھ بولتیں انھیں سامنے سے رداور حیدر آرہے تھے۔ ردا نے سر پہ دوپٹہ ٹکا رکھا تھا۔ اور چہرے بلکل صاف شفاف تھا۔ حیدر اور ردا دونوں ساتھ کھڑے مکمل لگ رہے تھے۔۔۔

"ماشاُاللہ" بے اختیار دونوں کے منہ سے ماشاُاللہ نکلا۔۔

صبا چلتی ہوئی ردا تک آئیں اور ردا کے ماتھے کو بوسہ دیا۔ یاسین صاحب نے حیدر کو گلے لگایا۔ اور ردا کو دلاسہ دیا۔۔

"ماشاُاللہ بہت خوبصورت لگ رہے ہو دونوں ساتھ۔ پرفیکٹ کپل۔" صبا نے ان کی بلائیں لینے لگیں۔۔۔

"بیگم یہ نہ ہو کہ آپ ہی کی نظر لگ جائے دونوں کو" یاسین صاحب نے صبا کو چھیڑا جو انھیں گھورنے لگیں۔۔

"بس شروع ہو گئے آپ۔ ماں کی نظر نہیں لگتی بچوں کو۔" صبا نے کہا تو ردا ان کی نوک جھونک سے کافی لطف اندوز ہو رہی تھی۔ حیدر بھی اسے مسکراتا دیکھ مسکرا رہا تھا۔۔۔

"اچھا چلیں باتیں بعد میں ناشتہ کر لیتے ہیں۔ ردا بیٹی کو بھوک لگی ہو گی۔" یاسین صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو صبا مسکرا دی۔ اسے کندھے سے تھام کے ڈائنگ ٹیبل تک لے گئیں۔ بہت ہی خوشگوار ماحول میں ناشتہ کیا گیا۔ ردا کو اس گھر کا ماحول بہت پسند آیا۔ بس حیدر جو اس کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ لیکن بار بار کچھ نا کچھ ایسا کر رہا تھا کہ اس کی جان ہی نکل جاتی تھی۔۔

ردا کو اپنی کمر پہ انگلیاں محسوس ہو رہی تھی۔ حیدر اسے تنگ کر رہا تھا۔ ردا کو کسی کا لمس محسوس کر کے اس کا رنگ ہی اڑ گیا۔ اس نے حیدر کی طرف دیکھا جس نے اسے آنکھ ماری۔ ردا کی پلکیں بوجھل ہو گئی۔ سامنے والی کرسی پہ صبا بیٹھی تھیں اور سربراہی کرسی پہ یاسین صاحب۔۔۔

"حیدر یہ کیا کر رہے ہیں؟" ردا نے آہستگی سے حیدر سے کہا۔ حیدر اس کی بات پہ مسکرایا اور دھیرے سے بولا۔۔۔

"تم بچی ہو کیا؟ سمجھ نہیں رہی کیا کر رہا ہوں،" تو ردا نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ وہ لال تو ہو رہی تھی۔ اس نے نظریں جھکا لیں۔۔۔

"پلیز حیدر سب ہیں یہاں۔ پریشان مت کریں۔" ردا نے کہا تو ردا نے کہا۔

"اوکے اوکے نہیں کر رہا پریشان۔ اب آرام سے ناشتہ کرواوکے۔" اس نے اس کی کمر پہ ہلکا سا دباؤ ڈالا اور ہاتھ ہٹا لیا۔۔۔

....

"ردا کہاں ہو۔" حیدر ردا کو ڈھونڈتا باہر لون میں آگیا۔ جو ناشتے کے بعد لون میں بیٹھی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ وہ بیٹھی کسی بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسے سب کا رویہ بہت اچھا لگا۔۔۔

"ارے تم یہاں ہو۔ ویسے کیا سوچ رہی ہو؟" حیدر اس کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ ردا نے مسکرا کے سر نہ میں ہلایا۔۔۔۔۔

"اچھا چھوڑ دیہ سب۔یہ دیکھو کیا ہے۔" حیدر نے اس کے سامنے ایک مخملی ڈبہ رکھا۔ردا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

"اس میں کیا ہے؟" ردا نے سوال کیا تو حیدر نے اس ڈبی سے ایک خوبصورت نازک سا سونے کا برسلیٹ نکالا اور ردا کے سامنے کیا۔۔۔۔

"یہ" ردا نے اسے دیکھتے کہا تو حیدر نے اس کی کلائی تھام لی۔اور وہ برسلیٹ اس کی کلائی کی زینت بنا دی۔۔۔

"یہ شادی کا گفٹ۔وہ شادی کی رات دلہا دلہن کو دیتا ہے۔ہماری شادی نارمل نہیں تھی۔سب اتنی جلدی میں ہوا کہ کچھ کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔تو موم نے دیا۔تمہیں دینے کے لیے۔" حیدر نے اس کے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے کہا توکل کے بارے میں سوچ کے ردا کی آنکھیں بھر آئیں۔آنسو لڑیوں کے مانند اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔حیدر نے نرمی سے آنسو صاف کر دیے۔اور اس کے ہاتھ کو لبوں سے چھوا۔ردا بس اسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔کہ کیا وہ اتنا محبت کرنا والا انسان ڈیزور کر سکتی تھی۔۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" حیدر نے اسے خود کو تکتے پایا۔تو پوچھ بیٹھا۔اس کا ہاتھ ابھی بھی حیدر کے ہاتھ میں تھا۔۔۔

"کچھ نہیں۔" ردا نے سادہ سا جواب دیا۔۔

"اچھا کل ہمارا ولیمہ ہے۔تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا۔" حیدر نے ردا کو بتایا۔تو ردا نے سر جھکا لیا۔۔

"مجھے کیا اعتراض ہو گا بھلا۔" ردا نے کہا تو حیدر مسکرا دیا۔۔۔

"کافی سمجھدار ہوگئی ہیں آپ مسز حیدر۔" حیدر نے اس کا ہاتھ انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے کہا۔اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔ردا کے چہرے پہ نرم سی مسکراہٹ آگئی۔۔۔

"چلو اندر چلتے ہیں۔" حیدر نے کہا تو ردا نے سر ہلایا اور اٹھ گئی۔۔اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔

"السلام علیکم!" کیسی ہو تم ردا؟" رامین نے ردا کو فون کیا۔ردا کمرے میں کاوچ پہ بیٹھی تھی جبکہ حیدر لیپ ٹاپ لیے سامنے بیڈ پہ بیٹھا تھا۔وہ کچھ کام کر رہا تھا۔۔۔۔

"وعلیکم السلام امی۔میں بلکل ٹھیک ہوں۔آپ کیسی ہیں۔اور رجاء کیسی ہے۔" ردا نے بے تابی سے پوچھا۔حیدر اس کو دیکھ کے ایک بار اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔اسے اس طرح بچوں کی طرح خوش ہوتے دیکھ اس کے چہرے پہ بھی مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔

"ہاں بیٹا سب ٹھیک ہے۔تم ٹھیک ہو بیٹا اور حیدر کیسا ہے خیال تو رکھ رہا ہے نا تمہارا۔" رامین نے پوچھا تو ردا نے مسکرا کے کہا۔۔۔

"سب ٹھیک ہے امی۔اور میں بہت خوش ہوں۔آپ فکر مت کیجیے۔" ردا کی بات سے رامین کے دل کو سکون پہنچا۔ان کے دل سے بس ردا اور حیدر کی خوشی کی ہی دعا نکل رہی تھی۔۔

دونوں میں کافی دیر باتیں ہوتی رہیں۔ردا نے رجاء سے باتیں کیں۔وہ اس سے باتیں کرتی بہت خوش لگ رہی تھی۔حیدر بھی اسے ایسے دیکھ کے خوش تھا۔۔۔۔

....

آج رِدا اور حیدر کا ولیمہ تھا۔ شام ہو چکی تھی۔ سب لوگ ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ احد اور اس کی ساری فیملی بھی پہنچ چکی تھی۔۔۔

احد کی نظریں اپنی رجاء کو ڈھونڈ رہی تھی۔ پورا ہال اس نے چھان مارا لیکن اسے رجاء کہیں بھی نہ نظر آئی۔ اچانک اس کی نظر ہال کی انٹرنس میں پڑی۔ جہاں ردا کریم کلر کا فراک پہنے۔ بال کھولے اور میک اپ اور کانوں میں جھمکے ڈالے؛ کندھے پہ دوپٹہ پھیلائے روشان کا ہاتھ تھامے ہال میں داخل ہوئی۔ اس کے کالے بال کمر پہ پھیلے تھے۔۔۔۔

اس کی ناک کی لونگ ہمیشہ کی طرح اپنی آب وتاب سے چمک رہی تھی۔۔ احد تو شاید بھول ہی گیا تھا کہ اس کے آس پاس بھی کوئی ہے۔ اسے دیکھنے میں ہی مگن تھا۔ سامنے کھڑی مرہا یہ دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں نے احد کی نظروں کا تعاقب کیا۔ جو بڑے محو سے رجاء کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"او تو یہ ہے وہ اندھی۔ جس کے پیچھے احد باولا ہو رہا ہے۔" مرہا نے دانت پیس کر کہا۔۔

"چلو آج موقع مل ہی گیا ملاقات کا۔ لگتا ہے آج اسے اوپر والے سے ملاقات کروانی ہی پڑے گی۔" مرہا کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ در آئی۔۔۔۔

"بیوٹیفل۔" احد کے منہ سے یہ الفاظ سن کے صائمہ نے سامنے سے آتی رجاء کو دیکھا تو اس کی چوائس کو داد دیے بغیر نہ رہ سکی۔ وہ آہستگی سے احد کے کان میں بولی۔۔

"واقعی بیوٹیفل ہے۔دادد یے پڑی گی تمہاری چوائس کو بیٹا۔" دادی نے شرارت سے کہا تو احد انھیں حیرانگی سے دیکھنے لگا۔وہ خود کم نہیں لگ رہا تھا۔

گرے اور بلیک کنٹراسٹ کے سوٹ میں کافی اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

دادی کی بات سن کے ہوش میں لوٹا کے اس کے ارد گرد بھی لوگ ہیں۔وہ دادی کی معنی خیز مسکراہٹ سے ہلکا سا مسکرایا اور سر کھجانے لگا۔۔۔

"ویسے احد مجھے لگتا ہے آج ہی بات کر ہی لیتے ہیں تمہارے رشتے کی۔" دادی نے کہا تو حیدر نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا انھوں نے آنکھ دبائی۔تو احد کو یقین ہی نہیں ہوا۔۔۔

"سچ میں دادی۔"۔۔۔۔۔

دادی نے ہاں میں سر ہلایا۔تو احد کی خوشی کو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔

"تھینکیو تھینکیو سوچ دادی" احد نے ان کا ہاتھ پکڑ کے چہکتے ہوئے کہا۔انھوں آج سے پہلے اسے اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔۔۔

دادی یہ کہہ کے وہاں سے چلی گئیں۔۔۔

"اب تم میری ہو کے رہو گی جانم۔" احد نے پاکٹس میں ہاتھ ڈالے سائیڈ سمائل دی۔

"لیکن احد ڈالنگ اسے تو میں تمہارا ہونے نہیں دوں گی۔" احد کے پیچھے پلر کے ساتھ لگی مرہا نے اسکی بات سن کے دل میں اس سے مخاطب ہوئی۔۔۔

رجاء ٹھیک اسکے سامنے والے ٹیبل پہ آ کے کے بیٹھی۔رامین اور صبا بھی وہیں تھیں۔روشان دوستوں میں چلا گیا۔وہ صبا اور رامین کی باتوں پہ مسکرا رہی تھی۔اور احد بس اسے نثار ہونے والے انداز میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں رجاء کو وہیں چھوڑ کے کہیں چلی گئیں۔وہ موقع کی تلاش میں ہی تھا۔جیسے ہی وہ اٹھ کے اس تک جانے لگا تو رجاء کے پاس عاشی آ گئی۔۔

"لو آ گئی کباب میں ہڈی۔میرے پیار کی سب سے بڑی دشمن۔یہی ہے وہ ظالم سماج۔رجاء کی چمچی" احد کو اس کو دیکھ کے موڈ خراب ہو گیا۔اس نے ناک چڑھا کے کہا۔اس کا منہ تک کڑوا ہو گیا۔اس کا دل کر رہا تھا عاشی کو دنیا سے غائب کر دے۔

وہ برے برے منہ بناتا ایک کرسی کھینچ کے بیٹھ گیا۔۔۔

....

"آ جاؤ ردا اور کتنا انتظار کروانا ہے اپنے دیوانے کو۔جان۔" حیدر پارلر کے باہر اس کا انتظار کر رہا تھا۔وہ مسلسل چکر لگا رہا تھا۔اسے بہت بے چینی ہو رہی تھی ردا کو اپنی دلہن کے روپ میں دیکھنے کی۔اچانک اس کی نظریں تھم گئیں۔سامنے سے ردا آتی ہوئی نظر آئی جو گولڈن اور ڈارک بلیو کلر کی میکسی میں ملبوس تھی۔حیدر کے دل کی ملکہ تھی۔ہیوی جیولری،میک اپ اور ماتھے پہ مانگ ٹیکے اور جوڑے میں نے اسے بہت حسین بنا دیا تھا۔۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔اسے ہیوی ڈریس کیری کرنا مشکل ہو رہا تھا۔اور اسے ہیلیز کی عادت نہیں تھی۔اس لیے وہ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔وہ حیدر تک پہنچی جو منہ کھولے اسے کھوئے انداز میں دیکھ رہا تھا۔

حیدر اس وقت ڈارک بلیو کلر کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔کوٹ کے کالرز پہ گولڈن سٹرپس تھیں۔جیل سے سیٹ بال اور اس کی ایلیگینٹ شخصیت۔ردا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

وہ ابھی اس تک پہنچی ہی تھی کہ اچانک اس کا پاؤں مڑا۔اور ہمیشہ کی طرح حیدر نے اسے تھام لیا۔۔۔

"آرام سے ردا۔تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔تم ٹھیک ہو نا۔"حیدر نے اس کے ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔اور اسے سیدھا کھڑا کیا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں حیدر"ردا نے نظریں جھکا کے کہا۔۔

"لگتا ہے مجھ پہ گرنے کا تم کوئی شوق ہے۔جو ہر وقت مجھ پہ ہی دھڑام۔"حیدر اس کے جھکے سے کھیلتا ہوا آنکھ مار کے بولا۔اس کے لہجے میں شرارت واضح تھی۔لیکن ردا کو لگا وہ طنز کر رہا ہے۔۔۔

"سوری وہ میں جان بوجھ کے،"ردا نے ندامت سے کہا۔تو حیدر نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔

"مجھے پتا ہے تم نے جان بوکھ کے نہیں کیا میری جان۔کیونکہ تمہارا نصیب میرے ساتھ ہی جڑا تھا۔اسلیے بار بار مجھ سے ٹکرا جاتی تھی۔"اس نے بہت نرمی سے کہا اور اس ماتھے کو چوم لیا۔۔۔

ردا بس اس کی باتیں محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"اب چلیں کہ یہیں رکنے کا ارادہ ہے۔"حیدر نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور گاڑی میں بٹھادیا۔۔۔

....

"چلیں مسز حیدر"ہال کے باہر پہنچتے ہی حیدر گاڑی سے نکلا اور چلتا ہوا دوسری طرف آیا اور ردا کے سامنے ہاتھ پھیلا۔۔

اس نے مسکرا کے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

ردا حیدر کا بازو تھامے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔دونوں ہال میں داخل ہوئے۔سپاٹ لائٹ میں وہ آگے بڑھنے لگے۔سارے ہال کی مرکوز نگاہ وہی تھے۔۔

دونوں سٹیج پہ بیٹھ گئے۔ساتھ بیٹھے دونوں مکمل لگ رہے تھے۔۔

کچھ لوگ حیران تھے اچانک شادی ہونے پہ۔کچھ کو باتیں بنانے کا موقع مل گیا تھا۔۔۔

"ویسے مسز آپ بہت حسین لگ رہی ہیں آج۔کہیں آپ کا شوہر بے ہوش ہی نہ ہو جائے۔"حیدر نے ردا کے کان میں سرگوشی جو سٹیج پہ بیٹھی مسکرا رہی تھی۔حیدر کی نظروں کا مفہوم وہ سمجھ رہی تھی۔لیکن خود پہ قابو کیے بیٹھی تھی۔حیدر کی بات سن کے اس نے حیدر کو دیکھا۔حیدر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ہونٹوں سے لگالیا۔ردا اس کی حرکت پہ حیران ہو گئی۔اس نے ارد گرد نظریں دوڑائی۔کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔

"حیدر سب دیکھ رہے ہیں۔"ردا نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پہ بکھرے رنگ دیکھ کے حیدر لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔

"تو کیا ہوا دیکھنے دو۔" حیدر کو اسے تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔

"حیدر پلیز تنگ مت کریں۔" ردا نے جھنجھلا کے کہا۔

"اچھا نہیں کرتا۔" حیدر نے ہنس کے کہا۔

"السلام علیکم آپی۔" رجاء رامین کا ہاتھ تھامے سٹیج پہ پہنچی۔ اس نے ردا کو سلام کیا تو ردا جو حیدر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"وعلیکم السلام رجاء کیسی ہو۔" ردا فورا اس کے گلے لگ گئی۔ اپنوں کو دیکھ کے اس میں ایک الگ خوشی کی لہر دوڑ گئی۔۔

ردا رامین سے ملی۔۔۔

"کیسے ہو بیٹا۔" رامین نے حیدر کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں آنٹی۔ آپ کیسی ہیں۔"۔۔۔۔۔

"میں تو بلکل ٹھیک ہوں۔" رامین نے مسکرا کے کہا۔۔۔۔

"بھائی آپی نے زیادہ پریشان تو نہیں کیا۔" رجاء نے شرارت سے کہا۔

"ارے کہاں رجاء تمہاری بہن تو بہت شریف ہے۔" حیدر نے ردا کی طرف دیکھ کے کہا جو اسے گھور رہی تھی۔۔

رامین، رجاء اور حیدر کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ رجاء تم نے تو بہت جلدی پارٹی بدل لی۔" ردا نے ناراضی سے کہا۔۔۔

"ہاں تو۔" رجاء نے اکڑ کے کہا تو ردا ہنسنے لگی۔ رجاء کو ہنستے دیکھ دور احد کے دل کو سکون سا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اس مسکراہٹ کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔۔

"کاش تم ہمیشہ ایسے ہی مسکراتی رہو جانم۔" احد سینے پہ ہاتھ باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ پھر چلتا سٹیج تک آیا۔۔۔

"حیدر کیسا ہے یار۔" احد اسے کے گلے لگا۔ رجاء بھی وہیں تھی۔ اس کی آواز سن کے رجاء کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ وہ اس کی آواز سن ایک دم ڈر گئی۔۔

"میں ٹھیک ہوں احد۔ کہاں گم تھا کتنی دیر سے تجھے ڈھونڈ رہا تھا تجھے۔" حیدر نے جواب دیا۔ اور اس سے شکوے کرنے لگا۔ رجاء نے زور سے ردا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ردا کو اس کا رویہ عجیب لگ رہا تھا۔۔۔

"میں تو کب سے یہیں تھا۔" احد نے کب پہ زور ڈالا۔ رجاء ڈر گئی تھی۔ یہ انسان تو اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔

"امی چلیں۔" رجاء نے بامشکل رامین سے کہا تو رامین نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور نیچے اتر گئیں۔۔

احد پیچھے سے مسکرا دیا۔ اس نے رجا کا ڈر بخوبی محسوس کیا۔۔۔

"منحوس انسان ڈرا دیا بیچاری کو۔" ردا مہمانوں سے مل رہی تھی۔ حیدر نے احد کی کمر پہ دھموکا رسید کیا۔۔۔

"کچھ نہیں ہوتا۔ اسے تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا ہے۔" احد نے آہستگی سے کہا تو دونوں ہنس دیے۔۔۔۔

....

"رجاء تم رکو میں آتی ہوں۔" رامین اسے وہیں چھوڑ کے چلی گئی۔اب وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی۔کہ کہیں احد آجائے۔۔۔۔۔

رجاء کا دوپٹہ زمین پہ پڑا تھا۔احد تو اسی موقع کی تلاش میں تھا۔وہ آگے بڑھ رہا تھا۔کہ اس کا فون بجا۔وہ فون اٹنڈ کرنے سائیڈ پہ گیا۔۔۔۔

جلدی بات کر کے لوٹا تو دیکھ کے اس کی جان ہی نکل گئی۔کہ رجاء کا دوپٹے میں آگ لگی تھی۔وہ پر سکون کھڑی تھی۔شاید اسے محسوس ہی نہیں ہوا۔بہت تیزی سے سارا دوپٹہ آگ کی لپیٹ میں آرہا تھا۔۔۔

وہ بھاگتا اد تک پہنچا بازو سے پکڑ کے اس کا دوپٹہ اس سے الگ کیا۔رجاء کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا کیا ہوا۔ایک چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی۔سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔رامین نے دیکھا تو رجاء کا دوپٹہ زمین پہ پڑا جل رہا تھا۔اور رجاء احد کے حصار میں تھی۔۔۔

"تم ٹھیک ہو رجاء۔تمہیں کچھ ہوا تو نہیں نا" احد نے پریشانی سے پوچھا۔اس کے لہجے سے فکرمندی چھلک رہی تھی۔احد بہت پریشان ہو چکا تھا۔کہ اچانک رجاء کے دوپٹے میں آگ کیسے لگ گئی۔۔

"رجاء میری جان تم ٹھیک ہو۔" امی نے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھا پر رجاء کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ آخر ہوا کیا۔۔

"ہاں امی لیکن ہوا کیا اور کسی نے میرا دوپٹہ اتار دیا۔" رجاء اس کا حصار توڑتی امی سے لپٹ گئی۔

"میری بچی احد نے تمہاری جان بچائی ہے تمہارے دوپٹے میں آگ لگی تھی۔"۔۔۔۔

"کیا آگ پر کیسے لگی۔" رجاء نے سوال کیا۔ سب لوگ وہیں جمع ہو گئے۔ حیدر اور ردا بھی پہنچ گئے۔ صبا یاسین صاحب بہت پریشان ہو گئے کہ آخر ہوا کیسے ہی سب۔۔۔

"یہ دیکھیے آنٹی کینڈل سٹینڈ گرا ہوا ہے۔ یقیناً یہ سٹینڈ رجاء کے دوپٹہ پہ گرا اور دوپٹے میں آگ لگ گئی ہو گی۔" احد کی نظر کینڈل سٹینڈ پہ پڑی جس سے موم بتیاں زمین پہ پڑی ہوئی تھیں۔ سب سمجھ گئے کہ یہ سب انہی کی وجہ سے ہوا۔

ردا رجاء تک گئی اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔

"تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔" ردا نے پوچھا تو اس نے انکار کر دیا۔۔۔۔

"تھینک یو سو مچ احد سر۔ آپ نے رجاء کی جان بچائی۔" ردا نے شکریہ ادا کیا تو احد تو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ احد کا نام سن کے ہی وہ کانپنا شروع ہو جاتی تھی۔ وہ بہت ڈر چکی تھی۔۔۔

"کوئی بات نہیں بھابھی۔" احد نے کہا۔۔۔

"تھینکس یار۔" حیدر نے اضافہ کیا۔۔۔

"اوئے رجاء میری زندگی ہے میں اسے کیسے کچھ ہونے دے سکتا ہوں۔" احد نے آہستگی سے اس کے کان میں کہا۔ تو حیدر نے مسکرا کے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

"اچھا چلو رجاء ٹھیک ہے۔" رامین نے کہا۔ رجاء جو ردا کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ وہ کافی پریشان لگ رہی تھی۔ دوپٹہ تو اس کا جل چکا تھا۔۔۔۔

احد نے نظریں جھکا رکھیں تھی۔اس نے اپنا کوٹ اتار کے ردا کو دیا۔ردا نے سمجھتے کوٹ سے ردا کو کور کر لیا۔۔۔

"آپی مجھے کس نے بچایا۔" رجاء جو ردا کے ساتھ لگ کے کھڑی تھی۔اچانک اس کے دل میں یہ بات آئی۔وہ جانتی تھی کہ اسے احد نے بچایا لیکن پھر بھی وہ اس سے پوچھ بیٹھی۔۔۔

"رجاء تمہیں احد سر نے بچایا ہے۔ان کی وجہ سے آج تم بلکل صحیح سلامت ہو۔" ردا نے مسکرا کے کہا۔تو رجاء کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔وہ اسے کتنا غلط سمجھتی تھی لیکن احد نے تو اس کی جان بچائی تھی۔وہ انگلیاں مروڑ رہی تھی۔اتنے میں رامین بھی آگئیں۔۔۔

"ردا اب ہم چلتے ہیں۔رجاء بہت ڈر گئی ہے۔" رامین نے کہا تو ردا کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا لیکن پھر بھی رجاء کی حالت کے پیش نظر وہ مان گئی۔۔۔

سب لوگ وہیں موجود تھے۔احد کی دادی بھی تھیں۔لیکن اس ہنگامے کے بعد انہیں موقع ہی نہ ملا بات کرنے کا۔۔۔

"رجاء اپنا خیال رکھنا۔او کے" ردا نے کہا اور اس کے گلے لگ گئی۔احد بھی سرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

اس کا کوٹ رجاء کے پاس تھا۔رجاء تو اس خوشبو سے مانوس تھی۔وہ ان خوشبوؤں کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔

احد بس اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا رہا تھا۔ اسے تو بہت حسین منظر لگ رہا تھا۔ رجاء امی کا ہاتھ تھامے احد کے سامنے سے گزری۔۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد سب لوگ وہیں تھے۔ تھوڑی دیر میں نکلنا تھا۔ وہ کونے میں کھڑا تھا۔ اسنے مٹھی کھولی۔ جس میں ایک جھمکا تھا۔ وہ سلور رنگ کا جھمکا جو رجاء نے پہن رکھا تھا۔ وہ احد کے دوپٹے کے پاس پڑا ملا تھا۔ اس نے کسی قیمتی چیز کی طرح وہ جھمکا تھام رکھا۔ اس دیکھ کے مسکرا رہا تھا۔ رجاء کی یاد اسے آنے لگی تھی۔۔۔

"ویسے احد بھائی۔ آپ کی اور رجاء بھابھی کی جوڑی کیا لگتے گی۔" احد رجاء کے خیالوں میں ڈوبا تھا کہ اچانک عمر نے آتے ہی شوشا چھوڑا۔ احد نے مسکرا کے اسے دیکھا۔

"ہاں وہ تو ہے،" احد نے سادہ سا جواب دیا۔۔۔

"ویسے بھائی آپ کو پتا ہے کہ بھابھی کے دوپٹہ میں آگ کیسے لگی؟" عمر نے سوال کیا۔ تو احد واقعی سوچنے لگا کے آخر ایسا کیا ہوا کہ اچانک کینڈل سٹینڈ گر گیا۔۔

"مجھے پتا ہے؟" حیدر پیچھے سے بولا۔ حیدر بھی احد کے پاس آیا۔ اس کے چہرے پہ سنجیدگی تھی۔۔

"آپ کو پتا ہے حیدر بھائی۔" عمر نے سوال کیا تو حیدر نے جواب دیا۔۔۔

"مجھے پتا ہے کہ کینڈل سٹینڈ ہوا سے گرا ہے۔ تم بھی کمال کرتے ہو عمر۔ اچھی بات یہ ہے کہ رجاء کو کچھ نہیں ہوا۔ وہ ٹھیک ہے۔ تمہاری بدولت احد۔" حیدر نے مسکرا کے احد کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ احد مسکرا دیا۔۔۔

"تو جانتا ہے حیدر میں نے رجاء سے محبت کی ہے۔ اور میں اس کا محافظ بھی ہوں۔ تو اسے کیسے کچھ ہونے دے سکتا تھا۔"۔۔۔۔۔۔

"ویسے عمر شاید یہ دیوانہ تمہارا وہی پرانا بھائی ہے جو لڑکیوں سے الرجک تھا اور آج دیکھو کیسے مجنوں ہو رہا ہے رجاء کے پیچھے۔" حیدر نے عمر کو آنکھ مارتے ہوئے کہا تو عمر ہنسنے لگا۔۔۔

"ہاں بھائی حیدر بھائی اتنے کھڑوس تھے۔ اور آج کل تو ان کے چہرے سے مسکراہٹ جا ہی نہیں رہی۔ سب رجاء بھابھی کا کمال ہے۔ ابھی وہ ان کی زندگی میں آئی بھی نہیں ہیں۔ جب آجائیں گی تب کیا ہو گا۔" عمر نے کہا تو احد نے اس کے سر پہ چپت لگائی۔ عمر ہنسنے لگا۔ اپنے چاچا کی فیملی وہ اکلوتا بندہ تھا جس سے وہ بے تحاشہ محبت کرتا تھا۔۔۔

"ویسے بھائی آپ کو ایسا کیا خاص لگا بھابھی میں جو آپ کے دل کو بھا گئی ہیں۔" عمر نے سر سہلاتے ہوئے احد سے پوچھا۔ تو احد کی گرے آنکھوں میں بے تحاشہ محبت در آئی۔۔۔

"رجاء ہے ہی سب سے خاص۔ میرے لیے اس سے خاص دنیا میں کوئی نہیں ہے۔"،،،،،،

"ابے یار عمر اس کی شادی کروا دو۔ اب اس باولے سے صبر نہیں ہو رہا۔" حیدر نے شرارت سے کہا۔ تو احد نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔

"او شخص اب چپ کر جا۔اپنی نئی نویلی دلہن کے سامنے مجھ سے مار کھاتا اچھا تھوڑی لگے گا۔" احد کی بات پہ حیدر کو یاد آیا کہ ردا بھی ہے جو سٹیج پہ اکیلی بیٹھی تھی۔کافی نروس تھی۔وہ سر پہ ہاتھ مارا۔ سٹیج کی طرف چل پڑا۔احد پیچھے نفی میں سر ہانے لگا۔۔۔

....

کچھ دیر پہلے۔۔۔۔۔۔

"واہ احد واہ کیا بات ہے۔بہت بڑے عاشق نکلے تم تو۔مجھے لگا تھا کہ۔آرام سے تم میرے ہو جاؤ گے لیکن تمہارے دل میں تو یہ اندھی آگئی ہے۔" مرہا احد کو رجاء کو نہارتے دیکھ کڑھ رہی تھی۔وہ دانت پیس کے احد سے مخاطب تھی۔

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID; https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram: https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

جو سامنے سٹیج پہ کھڑا تھا۔اور رجاء بھی وہیں تھی۔احد کی تو نظریں ہی نہیں ہٹ رہی تھیں۔دوسری طرف نیچے کھڑی مرہا کو تو آگ لگ چکی تھی۔وہ پوری طرح

جل رہی تھی۔وہ رجاء کو بہت نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"لیکن کوئی بات نہیں احد بے بی۔اس کانٹے کو میں راستے سے ہٹادوں گی۔تم صرف میرے ہو۔"شاطر ہنسی ہنستی مرہا کا دماغ کچھ بہت غلط کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔۔۔

اسے موقع کی تلاش تھی۔اس نے رجاء کو رامین کے ساتھ سٹیج سے اترتے دیکھا۔رجاء وہ کھڑا کر کے کہیں چلی گئیں۔۔۔

مرہا کو جس موقع کی تلاش تھی وہ اسے مل چکا تھا۔اس نے آس پاس دیکھا تو احد نہیں تھا۔تو وہ فوراً وہاں پہنچی جہاں رجاء تھی۔۔

"ویسے ہو تو بہت خوبصورت تم۔لیکن کوئی بات نہیں۔احد کو پانے کے لیے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔"وہ رجاء سے مخاطب ہوئی جو وہاں کھڑی کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔

اس نے دیکھا رجاء کے پیچھے ٹیبل پہ ایک کینڈل سٹینڈ رکھا ہے جس میں موم بتیاں جل رہی ہیں۔اس نے موقع دیکھتے ہی کینڈل سٹینڈ گرا دیا۔جو سیدھا رجاء کے دوپٹے پہ گرا جو زمین پہ پڑا تھا۔دیکھتے دیکھتے اس کے دوپٹے کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔اور رجاء بے خبر ان سب سے۔۔۔

"پچ پچ بیچاری اندھی! بے موت ماری جائے گی۔ لیکن جو مرہا کے راستے میں آئے گا چور چور ہو جائے گا۔" مرہا اسے موت کے منہ میں دھکیل کے خود مزے سے دوسری طرف آگئی اور پلر کے پیچھے سے سب نظارہ بہت محو سے دیکھنے لگی۔ جیسے کوئی کھیل چل رہا تھا۔ وہ ہنس رہی تھی۔ کہ احد اب اس کا ہو جائے گا۔ لیکن احد کیسے رجاء کو کچھ ہونے دے سکتا تھا۔۔۔

جیسے ہی احد فون پہ بات کر کے لوٹا رجاء کے دوپٹے میں لگی آگ دیکھ کے اسے اپنی جان جاتی محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے آگ رجاء کو اپنی لپیٹ میں لیتی اس نے دوپٹہ آگ کر دیا۔۔

یہ منظر مرہا کو بہت برا لگا۔۔۔

"ڈیم تقریباً راستے سے ہٹ ہی چکی تھی یہ لڑکی لیکن احد بیچ میں کہاں سے آگیا؟" وہ رجاء کو احد کے حصار میں دیکھ کے دانت پیس کے بولی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ رجاء کو زندہ گھاڑ دے۔۔۔

"کوئی بات نہیں آج نہ سہی۔ لیکن بہت جلد اس اندھی کو موت کے حوالے کر دوں گی میں۔" احد کو اس کے لیے اس قدر پریشان دیکھ کے غصے سے بولی۔ وہ اسے بہت پیار سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

جب سب رجاء کے گرد اکھٹے تھے وہ غصے سے ہال سے نکل گئی۔۔۔۔

....

"چلیں وائفی۔"حیدر ردا تک آیا۔کھانا سب کھا چکے تھے۔ردا نے کچھ نہیں کھایا تھا وہ بہت نروس ہو رہی تھی۔حیدر نے کوشش کی تھی کہ وہ کچھ کھا لے لیکن اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔احد بھی نکل چکا تھا۔۔۔

باہر کا موسم کافی خراب تھا۔بارش لگنے والی تھی۔ردا اور حیدر نے ساتھ گھر آنا تھا۔۔۔

ردا نے حیدر کی طرف دیکھا جو ہاتھ پھیلائے اس ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"جی چلیئے۔"ردا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔وہ اس کا ہاتھ پکڑے باہر لے آیا۔بارش لگنے والی تھی۔حیدر نے ردا کو گاڑی میں بٹھایا۔جیسے ہی وہ گاڑی میں بیٹھی۔بارش شروع ہو گئی۔۔

حیدر کے دماغ میں ایک ترکیب آئی۔اس نے لبوں کو دانتوں تلے دبائے ہنس رہا تھا۔وہ ردا کو تنگ کرنے کا سوچ چکا تھا۔۔۔

حیدر دوسری طرف آیا اور سیٹ پہ بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"ح حیدر ہم کہاں جا رہے ہیں۔یہ تو گھر کا راستہ نہیں ہے۔"حیدر نے اجنبی سڑک پہ گاڑی ڈالی تو ردا نے پوچھا تو حیدر مسکرا دیا۔

"ردا تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے کیا؟"حیدر نے مسکراہٹ چھپاتے سنجیدگی سے پوچھا۔بارش بھی کافی تیز تھی۔صرف ونڈ سکرین سے سامنے ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اجنبی علاقہ نظر آ رہا تھا۔۔۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ تھوڑا سنسان علاقہ ہے اس لیے پوچھ رہی تھی۔" ردا نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ اسے پتا نہیں لیکن حیدر کی نظریں بہت معنی خیز سی لگ رہی تھیں۔۔۔۔

"وہ کیا ہے یہاں سے گھر کا شارٹ کٹ ہے تو اس لیے۔" اس نے کہا۔ ردا نے سر ہلایا۔ اچانک زور سے بجلی چمکی تو وہ اچھل پڑی۔۔۔۔

اس نے ڈر کے مارے حیدر کا بازو جکڑ لیا۔ حیدر کو تو جیسے نئی زندگی مل گئی ہو۔ وہ مسکرایا۔ اس نے ردا کی طرف دیکھا جو ڈر رہی تھی۔ کیونکہ بجلی کافی چمک رہی تھی۔ وہ اس کی دلہن بنی تھی۔ ایک اور دفعہ بجلی چمکی اس نے ڈر کے حیدر کے کندھے پہ سر رکھ دیا۔ اور آنکھیں بند کیے اس کے حیدر کا کوٹ جکڑ رکھا تھا۔

"ردا ریلکس کچھ نہیں ہوگا میں ہوں نا۔" اس نے ردا کے سر کو بوسہ دیا اس کے کندھے سے لگی۔۔۔۔

"بہت بجلی چمک رہی ہے حیدر۔ مجھے بہت خوف آرہا ہے۔" ردا آنکھیں بند کیے بولی۔ حیدر کے بازو پہ وزن تھا لیکن وہ ابھی بھی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔

ردا کو اپنی پوزیشن کا اندازہ ہوا تو فوراً شرمندہ ہو گئی۔ اور دوسری طرف منہ کر لیا۔ حیدر بس مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

ردا چپ تھی۔ تھوڑی دور جا کے اچانک گاڑی کو بریک لگی۔ ردا کو سیٹ بیلٹ کے باوجود کافی زور سے جھٹکا لگا۔

"کیا ہوا حیدر؟" ردا نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔

"پتا نہیں ردا۔ لگتا ہے گاڑی خراب ہو گئی ہے۔" حیدر مسلسل گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ناکام رہا۔ وہ باہر جانے لگا تو ردا نے اسے روک لیا۔۔۔

"حیدر پلیز مت جایئے۔ سنسان سڑک ہے۔ اتنی تیز بارش ہو رہی ہے اگر آپ ایسے مت جایئے۔ یہ خطرہ سے خالی نہیں ہے۔" ردا نے حیدر سے کہا۔ تو اس حیدر نے اس کا ماتھا چوما۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا میری جان۔ دیکھ تو لوں کہ آخر مسئلہ کیا ہے۔ تم یہیں رکو۔ مت دیکھ کے آتا ہوں۔" حیدر نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے محبت سے کہا۔ ردا کا دل نہیں مان رہا تھا۔۔۔

"پر حیدر۔" ردا نے کہا تو حیدر نے اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لیا۔۔

"دیکھ تو لوں کہ کیا ہوا ہے۔ گاڑی کو۔ تم ٹنشن مت لو۔ کچھ نہیں ہو گا۔" یہ کہہ کے حیدر گاڑی سے اتر گیا۔ بارش بہت تیز تھی۔۔ حیدر نے بونٹ کھولا۔ وہ جائزہ لینے لگا۔ ردا کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایک تو بارش کی وجہ سے اور دوسرا بونٹ۔

"کتنی دیر ہو گئی ہے حیدر نہیں آئے۔" ردا نے اپنی انگلیوں کو مروڑتے ہوئے کہا۔ وہ بہت پریشان تھی۔ حیدر کو باہر نکلے کافی دیر ہو چکی تھی۔ ردا کی اب بس ہو چکی تھی۔ وہ اپنی میکسی سنبھالتی باہر نکلی۔ بارش اتنی تیز تھی کہ کچھ ہی دیر میں وہ پوری طرح بھیگ چکی تھی۔

اس نے بونٹ کے پیچھے جا کے دیکھا تو حیدر وہاں نہیں تھا۔ ردا کی تو جان ہی نکل گئی۔۔۔

"حیدر کہاں ہیں آپ۔" ردا نے روتے ہوئے آواز دی۔ایک تو حیدر کی ٹینشن اوپر سے وہ سنسان سڑک پہ دلہن کے لباس میں اکیلی تھی۔دل میں بہت وسوسے آرہے تھے۔۔

"پتا نہیں حیدر کہاں ہیں؟ ٹھیک ہیں؟" وہ تھوڑے آگے گئی۔خود سے باتیں کرتی وہ رونے لگی۔اسے حیدر کی پریشانی ہورہی تھی۔۔

"پلیز حیدر کہاں ہیں آجائیے۔" ردا اس سے ڈھونڈتی ہوئی بولی۔آنسو بہت بہہ رہے تھے۔ساتھ بجلی اور تنہائی نے اسے بہت ڈرادیا۔ڈر کے مارے اب وہ کانپ رہی تھی۔۔

"حیدر۔" ردا رونے لگی۔بارش تیز ہوتی جارہی تھی۔اچانک کسی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔

"آہہہ" ردا نے چیخ ماری۔ڈرتے ڈرتے پیچھے مڑی تو حیدر تھا۔وہ بھی بھیگ چکا تھا۔۔۔

"ردا تم باہر کیا کررہی ہو۔اور رو کیوں رہی ہو تم۔" حیدر نے اسے روتے سن لیا۔وہ اسے ہی آوازیں دے رہی تھی۔۔۔

ردا ایکدم اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔

"کہاں تھے آپ۔کتنی پریشان تھی میں۔" وہ روتے ہوئے اس کے سینے سے لگی بول رہی تھی۔سر کا دوپٹہ اب ڈھلک کے زمین پہ گر پڑا تھا۔چادر وہ گاڑی میں چھوڑ آئی تھی۔حیدر اس کی پیٹھ سہلا رہا تھا۔۔۔

"میں دیکھنے گیا تھا کہ قریب کوئی مکینک مل جائے پر کوئی نہیں ملا۔ بس میری جان اب رونا بند کرو۔" حیدر نے آہستگی سے کہا۔۔۔

"پتا ہے کتنا ڈر گئی تھی میں۔ اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔" وہ شکوے کر رہی تھی۔ حیدر مسکرائے جا رہا تھا۔ بس وہ چاہتا تھا یہ وقت یہیں تھم جائے۔ حیدر بھی بھیگا ہوا تھا۔ ماتھے پہ بال بکھرے تھے۔ کوٹ وہ گاڑی میں چھوڑ آیا تھا۔۔۔۔

"اچھا اب رونا بند کرو۔" حیدر نے اسے خود سے لگ کیا۔ اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیا اور اس کے گال پہ لب رکھ دیے۔ ردا کوئی مزاحمت نہیں کر رہی تھی۔ اور حیدر کو تو موقع مل گیا تھا۔ اس نے پھر اس کے دوسرے گال پہ لب رکھ دیے۔ ردا خود پہ قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کا دوپٹہ تھا ہی نہیں۔ حیدر تو بس مدہوش ہو رہا تھا۔ اوپر سے بارش میں دونوں ایک دوسرے میں کھوئے تھے۔۔۔

حیدر جیسے ہی اس کے لبوں پہ جھکنے لگا۔ ردا نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔

"پلیز حیدر۔" اس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ حیدر نے اس کا ہاتھ نرمی سے ہٹایا۔ اور مسکرایا۔ ہاتھ بڑھا کے اسکے بال کھول دیے۔ جو جوڑے میں قید تھے۔ اس کا مانگ ٹیکا اتار دیا۔ ردا کے بال کمر پہ بکھر گئے۔ ردا اس کے مکمل حصار میں جکڑی تھی۔۔۔۔

بارش کی وجہ سے بال گردن پہ چپک گئے۔ حیدر کو خود سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ ردا کو اس نے دوسری طرف موڑا اور اس کی کمر حیدر کے سینے سے لگی تھی۔ حیدر نے اسکے کندھے پہ ٹھوڑی رکھ دی۔۔۔

" ھممم تو مسز حیدر یاسین کو میری فکر ہو رہی تھی۔ جو بھی تمہیں اپنی فکر کرتے دیکھ اچھا لگا۔" یہ کہہ کے حیدر نے اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے۔ وہ ردا کی حالت محسوس کر رہا تھا۔ ردا تو بس بے ہوش ہونے کے قریب تھی۔۔۔ اس نے ردا کو چھوڑا۔ اور زمین سے اس کا دوپٹہ اٹھا کے اسکے کندھوں پہ پھیلا دیا۔ ٹھنڈ کافی ہو چکی تھی۔۔۔۔

" چلیں۔" وہ اسے گاڑی تک لے آیا اور گاڑی میں بٹھا دیا۔ پھر کوشش کرنے لگا گاڑی ٹھیک کرنے کی۔۔۔

ردا تو ان لمحوں کے زیر اثر ابھی بھی اسے گردن اور اپنے گالوں پہ حیدر کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ لالی تو بہت ہو رہی تھی۔ پتا نہیں وہ حیدر کو نہیں روک پاتی ہر بار۔۔۔

حیدر نے بونٹ بند کیا اور گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی۔ جو سٹارٹ ہو گئی۔ ردا نے صد شکر کیا۔ حیدر کی نظروں کی تپش اسے خود پہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

....

"کک کون ہے؟؟" وہ کپکپاتی آواز میں پوچھنے لگی۔ ابر رحمت میں بھیگتی وہ کسی کے دل میں بجلیاں گرا رہی تھی۔ بارش تو اسے شروع سے ہی بہت پسند تھی۔۔۔۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

وہ اپنی دھن میں بارش انجوائے کر رہی تھی۔ کہ اسے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔ وہ جھٹ سے مڑی اور ہاتھ چلا کے سے محسوس کرنے لگی۔ اچانک کسی کے چہرے پہ اس کا ہاتھ لگا۔ وہ تو اندر سے دہل گئی۔ یہ تو کوئی مرد تھا۔۔۔

اسے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے قدم پیچھے کو جا رہے تھے۔ اس کا پاؤں پھسلا وہ گرنے ہی والی تھی کہ سامنے والے نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے تھام لیا۔۔۔

"کون ہے یہاں؟ پلیز مجھے چھوڑ دو" وہ خود سے اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ آج اسے اپنی معذوری پہ بہت غصہ آ رہا تھا۔ آج اس کی بینائی نہ ہونے کی وجہ سے مقابل کا چہرہ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ اپنی بے بسی پہ رو رہی تھی۔۔۔۔

"فکر مت کرو۔ میں ہوں" وہ مسکراتا اس کے چہرے پہ چپکی بالوں کی لٹوں کو پیچھے کر رہا تھا۔

"آپ! آپ وہی ہیں نا جس نے مجھے اس دن بچایا تھا" وہ جھٹ سے اسے پہچان گئی۔ بھلے ہی وہ دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن وہ لوگوں کو ان کی خوشبو سے، ان کی آواز سے پہچان جاتی تھی۔

"آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟" وہ اس کی بانہوں میں پھڑ پھڑا رہی تھی۔ وہ تو اس کے حسین سراپے میں کھویا ہوا تھا۔ بارش میں مکمل بھیگی وہ اس کے لیے سراپائے امتحان بن رہی تھی۔ بارش جس سے وہ سخت الرجک تھا۔ آج اس کی خاطر اس میں بھیگ رہا تھا۔

"کیونکہ محبت کرتا ہوں میں تم سے جان! اور بہت جلد میرے پاس ہو گی۔" وہ رعب سے بولا۔ یہی رعب تو اس کی شخصیت کا خاصا تھا۔۔

"آپ جانتے ہیں۔ آپ کیا کہے رہے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ ایک اندھی لڑکی سے محبت کرتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ معذور لڑکی سے ہمدردی کی جاسکتی ہے محبت نہیں" ،،،،،،

"جانم! بھلے ہی تم دیکھ نہیں سکتی۔ لیکن میرا عشق؛ میری محبت تمہاری بصارت بنے گی۔ اور میرا وعدہ ہے کہ تم میری ہو کے رہو گی۔ میں اپنے وعدے ضرور پورا کرتا ہوں اور ایک نہ ایک دن تم میرے دسترس میں ہو گی۔ تب میں تمہیں بتاؤں گا تمہاری یہ کمی میرے لیے کوئی کمی نہیں ہے۔ اور میں تمہارے لیے کتنا پاگل ہوں۔

"دیکھے آپ جو بھی ہیں یہاں سے چلے جایئے۔ اگر کسی نے دیکھ لیا اور مشکل ہو جائے گی۔ میری زندگی پہلے ہی مشکلوں سے دوچار ہے۔ مزید مشکلیں مت بڑھایئے" وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔ وہ رو رہی تھی۔ سامنے والے کو اس کے آنسو دل پہ گرتے محسوس ہوئے۔۔۔۔

اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیے۔ اس نے آگے بڑھ کے اس کے آنسو صاف کر لیے۔

"آج تو میں جا رہا ہوں جانم لیکن بہت جلد واپس آؤں گا۔ اپنا خیال رکھنا" یہ کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے وہ شاک میں چلی گئی۔ وہ تو تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی اسے بھی چاہ سکتا ہے۔ جس نے پتہ نہیں کتنی بار اس کے لیے ایک مسیحا بن کے آیا تھا۔۔۔۔

"رجاء چلو اندر یہاں جم کیوں گئی ہو۔ دیکھو کتنی بارش ہو رہی ہے۔" رامین نے رجاء کو ایک جگہ سٹل دیکھا تو اس سے جھنجھوڑا۔ بارش ابھی بھی لگی ہوئی تھی۔ رامین ہاتھ میں چھتری لیے کھڑی تھی۔۔۔

اس حادثے کے بعد رجاء کافی ڈری ہوئی تھی۔ تو رامین نے اسے کچھ نہ بولا۔ وہ مسلسل بارش میں بھیگ رہی تھی۔ احد کے آنے سے اس کی زبان پہ قفل تو لگ ہی چکا تھا۔ کتنی بار وہ اسے انکار کر چکی تھی یہ کہہ کے وہ معذور تھی۔ لیکن احد اسے یہ لفظ منہ سے نکالنے ہی نہیں دیتا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ احد ہے لیکن پھر بھی اسکی زبان سے سننا چاہتی تھی۔ لیکن وہ کچھ بول ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

رجاء وہیں کھڑی سب سوچ رہی تھی۔ احد کے بارے میں اپنی قسمت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ رامین کے جھنجھوڑنے پہ ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔۔

"ج جج جی امی۔" رجاء ہڑبڑائی۔

"رجاء اندر چلو۔ بہت بارش ہو رہی ہے بیمار پڑ جاؤ گی۔" رامین نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے نرمی سے کہا۔ انھوں نے رجاء پہ چھتری تان لی اور اسے لے کر اندر جانے لگیں۔ رجاء سر ہلاتی اس کا ہاتھ تھامتی اندر داخل ہو گئی۔۔۔

لیکن سوچ کا محور ابھی بھی احد مجید تھا۔۔۔

چینج کرنے کے بعد وہ بیڈ پہ لیٹی تھی۔اس کے بال تکیے پہ بکھرے تھے۔جو ابھی بھی گیلے ہی تھے۔وہ انگلیوں کے ساتھ کھیلتی احد کے بارے میں سوچ رہی تھی۔اسے لگ رہا تھا کہ اس کے دماغ کی رگیں ہی پھٹ جائیں گی۔۔

"پتا نہیں کیا جنون سوار ہے احد کے سر پہ۔کیوں پاگل ہو رہا ہے میرے پیچھے۔ارے میں تو اندھی ہوں۔مجھ میں تو اتنی بڑی خامی ہے۔لیکن وہ کیوں جان بوجھ کے آگ میں کودنا چاہتا ہے۔"رجاء خود سے بات کر رہی تھی۔اور آنکھیں اپنے آپ چھلک رہی تھیں۔اس کے اشک تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔۔

"مجھے اسے روکنا ہوگا۔میں یہ شادی نہیں کر سکتی۔"رجاء آنسو صاف کرتی اٹھ بیٹھی۔اس نے ہاتھ چلا کے پانی کا گلاس تلاش کرنا چاہا۔کہ اچانک اس کا ہاتھ گلاب کے پھولوں سے لگا۔اس نے چھو کے دیکھا تو وہ بوکیٹ تھا۔جو سائیڈ ٹیبل پہ پڑا تھا۔اس کی خوشبو چار سو پھیل رہی تھی۔رجاء کو ان گلابوں کی تازہ اور میٹھی خوشبو آرہی تھی۔اس نے بوکیٹ ہاتھ میں لیا۔۔

"ارے رجاء یہ کوئی گلدستہ گیٹ پہ چھوڑ گیا تھا۔تمہارے لیے تمہارے کسی دوست نے بھیجا ہے۔"رامین کمرے میں داخل ہوئیں۔ان کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا۔جو وہ رجاء کے لیے لائی تھیں۔رجاء کے ہاتھ میں پھولوں کا بوکیٹ دیکھ کے بولیں۔کوئی دروازے کے باہر رکھ گیا تھا۔رجاء کی دوست نے بھیجا ہے ایسا لکھا تھا اس پہ۔تو رامین نے اسے رجاء کے کمرے میں رکھ دیا۔۔

"اچھا رجاء دودھ پی لینا۔" رامین اس کے ہتھ میں دودھ کا گلاس دیتی باہر نکل گئیں۔ رجاء گلاس ہاتھ میں پکڑے صدمے میں تھی۔ گلدستہ تو پہلے ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔۔۔

رجاء نے سائیڈ ٹیبل پہ دودھ کا گلاس رکھا۔۔۔

"یہ انسان مجھے پاگل کر کے چھوڑے گا۔ کیوں نہیں سمجھ رہا یہ۔ میں نہیں بنی اس کے لیے۔" رجاء نے ہاتھوں میں منہ چھپایا اور رونے لگی۔ اس کے آنسو بہے بہہ رہے تھے۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ مر جائے۔۔۔۔۔

"اگر کسی کو اس سب کی خبر بھی ہو گئی تو کیا ہو گا۔ یہ نہیں سوچ رہا وہ؟" رجاء روتے ہوئے بول رہی تھی اور اپنی قسمت کو کوس رہی تھی کہ کیوں وہ آئی احد کے سامنے۔ اب اس کی زندگی عذاب بن چکی ہے۔۔۔۔

"یا اللہ مجھے راستہ دکھا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔" رجاء دعا کرنے لگی۔ بس اللہ کے سواء اسے کسی کا بھی آسرا نہیں تھا۔

اس نے بوکیٹ پھینک دیا۔ جو زمین پہ گرنے کی وجہ سے پھیل گیا۔ رجاء کو غصہ بھی آ رہا تھا۔۔۔

....

"جانم اس مہینے کے اندر ہی تم میری ہو گی۔" احد ڈرائیو کرتا مسکراتا رجاء سے مخاطب تھا۔ جب سے رجاء کے دوپٹہ کو آگ لگی تھی وہ کافی پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے بھیڑ کی وجہ سے دیکھا نہیں تھا کہ رجاء کو چوٹ تو نہیں لگی۔ اس لیے جب گھر کے لیے نکل گئے اس نے گاڑی کا رخ رجاء کے گھر کی طرف موڑ لیا۔۔۔۔

جب وہ گھر میں داخل ہوا تو دیکھا رجاء بارش میں بھیگ رہی تھی۔۔

بھیگ تو وہ بھی رہا تھا لیکن اسے کہاں پرواہ تھی۔ رامین اور روشان گھر میں تھے۔ اور رجاء باہر تو اسے موقع مل گیا۔۔

وہ بھیگی اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔ لیکن خود پہ وہ قابو رکھنا جانتا تھا۔۔

ابھی وہ ڈرائیو کر رہا تھا اور رجاء کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جاتے جاتے وہ رجاء کے دروازے پہ سفید گلابوں کا گلدستہ رکھ گیا تھا۔۔۔۔

"ویسے جانم بہت حسین ہو تم۔ رب نے بڑی فرصت سے بنایا ہے تمہیں۔" رجاء کا بھیگا سراپا اس کے سامنے لہرایا۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں بہت جلد تم میری ہو گی جان۔ پھر جو تمہاری معذوری جس کی وجہ سے تم احساس کمتری کا شکار ہو۔ اسے میں دور کر دوں گا۔" احد نے مسکرا کے کہا۔ وہ ہمیشہ رجاء کی آنکھوں میں کچھ محسوس کرتا تھا۔ بھلے ہی وہ دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن اس کی آنکھیں بے حد حسین تھی۔ ہلکے براون کلر کی آنکھیں۔ جن کا عکس احد کی گہری آنکھوں میں نظر آ رہا تھا۔۔۔

احد کی گہری آنکھوں میں رجاء کے لیے محبت کا جہاں آباد تھا۔پتا نہیں کیا لیکن رجاء کو دیکھتے ہی احد کو اس قدر کشش محسوس ہوئی تھی کہ وہ خود نہیں سمجھ پایا کہ رجاء نے کب اس کے دل پہ قبضہ کیا۔کب وہ اس کی محبت سے عشق بن گئی۔۔۔۔

....

"ردا اٹھو گھر آگیا ہے۔" حیدر نے گاڑی سٹارٹ کردی تھی۔اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ردا کو بہت سردی لگ رہی تھی۔ مکمل طور پہ بھیگ چکی تھی۔چادر لپیٹ رکھی تھی۔لیکن اس کے باوجود وہ کانپ رہی تھی۔حیدر نے اپنا کوٹ اسے دے دیا۔کوٹ لیتے ہی ردا کو سکون ہونے لگا اور تھکاوٹ کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔

گھر آتے ہی حیدر نے اسے جگانے کی کوشش کی۔لیکن وہ گہری نیند میں تھی۔حیدر کو اس کی معصومیت پہ جی بھر کے پیار آرہا تھا۔اس نے ردا کا باہوں میں اٹھایا۔

جو مزے سے سو رہی تھی۔۔۔

وہ اسے لیے گھر میں داخل ہوا۔فورا کمرے میں پہنچا۔کیونکہ اسے ڈر تھا کہیں ردا کو سردی نہ ہو جائے۔اور پھر ڈیڈ کا بھی۔کیونکہ وہ اگر اسے دیکھ لیتے تو پھر تنگ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔۔۔

حیدر نے ردا کو آرام سے بیڈ پہ لٹیا۔۔۔۔

"ردا تو کافی گہری نیند میں ہے۔" یہ کہہ اس نے ردا کا دوپٹہ اور چادر اتاری اور کوٹ تو گاڑی میں ہی چھوڑ آیا تھا۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کے ردا کی جیولری اتاری۔ سب سے مشکل اسے ہار اتارنے میں ہو رہی تھی۔ ساتھ ساتھ اس کے ضبط کا امتحان بھی تھا۔۔۔

ہار کی ہک نہیں کھل رہی تھی۔ بہت مشکل سے اس نے ہک کھولی۔ اس نے ہار الگ کیا تو اس کے نشان ردا کی گردن پہ تھے۔ حیدر نے انگوٹھے سے اس کا نشان سہلایا اور وہاں اپنے دہکتے لب رکھ دیے۔ ردا کسمائی۔۔۔

"بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے ردا۔ نہیں جی سکتا تمہارے بغیر میں۔ اگر تم مجھے نہ ملتی تو۔" حیدر ابھی بھی اس لال نشان کو سہلا رہا تھا۔ اور کھوئے کھوئے انداز میں ردا سے مخاطب تھا۔ ردا تو بے خبر سو رہی تھی۔ لیکن اس کے کپڑے ابھی بھی تھوڑے تھوڑے گیلے تھے۔ حیدر نے خود پہلے چینج کیا۔ اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا کرے۔ موم کو بولے یا خود کرے۔

تو وہ کچھ سوچتے نیچے گیا۔ سڑھیوں سے اترتے وقت اس نے موم کچن میں جاتی دیکھیں۔ تو پیچھے چل پڑا۔

"موم!" حیدر نے کچن میں آتے ہوئے کہا۔

صبا پانی لینے آئی تھیں۔۔۔

"کیا ہوا حیدر۔ اور کب پہنچے تم لوگ۔" صبا نے پوچھا تو حیدر نے جواب دیا۔

"ابھی ہی کچھ دیر پہلے۔"۔۔۔۔

"اچھا موم ردا سو رہی ہے۔ میں اس کی نیند نہیں خراب کرنا چاہتا تو پلیز کیا آپ کاڈریس چینج کروا دیں گی۔ بہت بیوی ہے اور ساتھ بھیگ بھی گئی تھی تو بیمار پڑھ جائے گی۔" حیدر نے صبا کو سب سے آگاہ کیا تو اس کی پریشانی دیکھ کے ہنس دیں۔۔۔

"ویسے تم لوگوں نے آنے میں بھی لیٹ کر دیا اور ردا بھیگ بھی گئی کیسے۔" صبا نے معنی خیز مسکراہٹ چہرے پہ لائی۔ تو حیدر خجل ہو گیا۔ بچارا کیا بولتا۔۔

"موم میں بھی بھیگ گیا تھا۔ اور ہماری گاڑی خراب ہو گئی تھی بس اسی لیے لیٹ ہوئے اور گاڑی دیکھتے وقت بھیگ گئے۔" حیدر نے جواب دیا تو صبا کی مسکراہٹ کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ گئی۔۔۔

"کیا بات بیٹا۔" صبا کچھ مزید بولتیں حیدر بولا۔۔

"موم پلیز چلیں ردا کو ٹھنڈ لگ جائے گی۔" حیدر نے صبا سے درخواست کی۔ تو صبا مسکراتی اس کے ساتھ چلنے لگیں۔

"ویسے حیدر بہت محبت کرتے ہو ردا سے۔" صبا نے اچانک اس سے سوال کیا تو حیدر چونک گیا۔ اور مسکرا کے بولا۔۔۔

"موم آپ کو پتا ہے پھر کیوں پوچھ رہی ہیں۔" حیدر نے کہا تو صبا مسکرا دیں۔۔

"ایسے ہی ردا کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دینا۔ بہت کچھ دیکھا ہے اس بچی نے۔" صبا نے کہا تو حیدر نے مسکرا کے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

صبا نے ردا کے کپڑے چینج کروا دیے۔ وہ نیند میں ہی تھی۔ صبا باہر نکل گئیں۔ حیدر بیڈ تک آیا اور اسکا ماتھا چوم لیا۔ اور کمفرٹر درست کرتا دوسری طرف لیٹ گیا۔ وہ ردا کے بہت قریب لیٹا تھا۔ ردا نیند میں اس کے سینے پہ سر رکھ چکی تھی۔ اور یہی وہ چاہ رہا تھا۔ مسکرا کے اس کے گرد بازو کا گھیرا بنایا اور نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا۔۔۔۔

....

"جی کون؟" رامین نے گیٹ پہ کھڑے اجنبی لوگوں کو دیکھ کے سوال کیا۔ اچانک صبح کوئی نامعلوم لوگوں کو کھڑا دیکھ کے رامین نے سوال کیا۔

ایک عمر رسیدہ جوڑا تھا جو کافی اچھے گھرانے کے لگ رہے تھے۔ اچانک ان کے پیچھے سے احد نمودار ہوا تو رامین اسے پہچان گئیں۔۔۔۔

"ارے بیٹا تم! یہ تمہارے ساتھ ہیں؟" رامین نے احد سے سوال کیا تو وہ بزرگ جوڑا یعنی کاظم صاحب اور صائمہ بیگم مسکرا رہے تھے۔۔ احد آج رشتے کی بات کرنے آیا تھا۔۔۔۔

"جی آنٹی یہ میرے ساتھ ہی ہیں۔یہ میری دادی ہیں اور یہ میرے دادو ہیں۔"۔۔۔۔

"اوالسلام علیکم۔"رامین نے سمجھتے انھیں سلام کیا۔۔

"وعلیکم السلام۔کیسی ہو بیٹا۔"دادی نے آگے بڑھ کے انھیں گلے لگایا۔۔

رامین بہت خوش ہوئی ساتھ ساتھ انہیں حیرت بھی ہو رہی تھی کہ احد کیوں انھیں یہاں لایا تھا۔خیر رامین نے انھیں اپنے چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں بٹھایا۔۔۔

"امی کون ہے۔"رجاء بھی ڈرائنگ روم میں آگئی۔دادی دادو اسے دیکھ کے مسکرائے۔وہ گھر کے کپڑوں میں اور سادے سے حلیے میں بہت پیاری لگی سب کو۔۔۔

"بیٹا میرے پاس آؤ۔"صائمہ اسے کے پاس گئیں اور اسے اپنے پاس بٹھالیا۔رامین اور رجاء دونوں کو بہت حیرت ہوئی کہ یہ اچانک ایسا کیوں بی ہیو کر رہے تھے۔۔۔

"بیٹا یہ احد کی دادی ہیں۔"رجاء نے جب امی کی بات سنی تو اس کے پاؤں سے تو زمین ہی کھسک گئی۔وہ اپنی فیملی کو لے آیا تھا۔اتنے جلدی۔۔۔

وہ بلکل شاک میں تھی۔ حیرت سے اس کی آنکھیں باہر آ گئی۔ احد اس کے سامنے والے صوفے پہ بیٹھا۔ مٹھیاں بنائے اس کی حیرت انجوائے کر رہا تھا۔ اس کی گرے آنکھوں میں رجاء کے لیے بے تحاشہ محبت تھی۔ دادو کب سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ احد کی حرکتوں سے مسکرا بھی رہے تھے۔۔۔

"رامین ہمیں تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" دادی نے رامین کو مخاطب کیا۔ رامین تو بہت حیران تھی کہ آخر ہو کیا رہا ہے۔۔۔۔۔

....

ردا ابھی کمرے میں آئی۔ وہ نیچے صبا کی مدد کر رہی تھی۔ کچن میں۔ حیدر ابھی بھی سو رہا تھا۔ کل رات کے بعد ردا حیدر کے سامنے نہیں آنا چاہتی تھی لیکن صبا نے اسے اوپر بھیج دیا اسے جگانے کے لیے۔۔۔۔۔

"کیا کروں کیسے جگاؤں؟" ردا نے انگلیاں مروڑتے ہوئے خود سے کہا۔ صبح جب اس کی آنکھ کھلی تھی تو ردا حیدر کی بانہوں میں تھی۔ اس لیے بہت جھنپ گئی تھی۔۔۔

اس نے حیدر کو جگانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو حیدر کا ہاتھ کمفرٹر سے نکلا اور اسے کھینچا۔ وہ سیدھی حیدر کے اوپر گری۔ اور اس کے بال چہرے پہ آ گئے۔ حیدر کے اس اچانک حملے سے وہ بہت ڈر گئی۔۔۔ حیدر نے اس کے گرد بازو حمائل کر دیے۔۔۔

"ح حیدر ک ک کیا کر رہے ہیں؟" ردا نے لڑکھڑاتے ہوئے کہا۔

"یار ردا تمہیں پتا نہیں ہے کیا؟ ایسے بچوں والی حرکتیں مت کرو؟" حیدر نے اس کے بال پیچھے کیے۔۔۔

"حیدر پلیز موم بلا رہی ناشتے کے لیے۔" ردا نے نظریں جھکا دیں۔ ردا کو بلش کرتا دیکھ حیدر بھی مسکرایا۔۔۔

" ھھھم اوکے۔" حیدر نے اس کے گال کو ہونٹوں سے چھوا تو ردا حیران ہو گئی۔ ہمیشہ وہ ایسی حرکتیں کرتا تھا جس کی امید ردا کو تو بلکل نہیں تھی۔۔۔۔

اس نے ردا کو چھوڑا وہ باہر کی جانب بھاگی۔۔ حیدر ہنستے ہوئے اٹھا اور واشروم میں بند ہو گیا۔۔۔۔

"ہمیں تمہاری رجاء چاہیے" صائمہ نے تمہید باندھی۔ رامین کو لگا انھوں نے کچھ غلط سن لیا ہے۔۔۔۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں" رامین انھیں نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔ رجاء کو تو ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔ وہ ابھی بھی دادی کے پاس بیٹھی۔ دادی کا ہاتھ اس کے سر پہ تھا۔ دادو اور احد مسکرا رہے تھے۔۔۔

"ہم رجاء کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔ احد کے لیے۔" دادی مدعے پہ آئیں۔ رامین حیرانگی سے کبھی صائمہ کو دیکھتی تو کبھی احد جو بس سمائل دیے جا رہے ہیں۔

"اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اور احد کے دادا چاہتے ہیں کہ رجاء احد کی دلہن بنے۔ احد اسے بہت پسند کرتا ہے۔" صائمہ بیگم نے امید بھری نظریں ان کی طرف اٹھا کے دیکھیں۔ تو رامین کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کریں۔ وہ شاک میں چلی گئیں تھی۔ ان کی نابینا بیٹی کے لیے اتنا اچھا رشتہ آیا تھا۔۔۔

"پر آپ جانتے ہیں نا کہ رجاء دیکھ نہیں سکتی۔اور اس کے باوجود بھی آپ رشتہ جوڑنا چاہتے ہیں۔" رامین نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔احد جو خاموش تھا ادی کے بولنے سے پہلے بول پڑا۔۔

"آنٹی محبت خامیاں نہیں دیکھتی۔اور میں رجاء کو چاہتا ہوں۔اور میرے اس کی کمی کوئی کمی نہیں ہے۔اور مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اگر رجاء دیکھ نہیں سکتی تو میں اس کی آنکھیں بنوں گا۔پلیز آنٹی انکار مت کیجیے گا۔" احد نے اپنے دل کی بات رامین کے سامنے کھول کے رکھ دیں۔اور رامین کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔۔

"اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ویسے بھی احد بہت چاہتا ہے رجاء کو۔" کاظم صاحب کب سے خاموش تھے۔لیکن جب انھوں نے رامین کو ہچکچاتے دیکھا تو پوری بات بیان کر دی۔انھیں بھی رجاء بہت اچھی لگی تھی۔معصوم سی اور سادہ سی۔۔

"بیٹا یہ بات زندگی کی ہے ایک بار سوچ لو۔کیونکہ ایک نابینا انسان کو سنبھالنا اتنا آسان نہیں ہے۔" رامین نے پھر کوشش کی کہ وہ انھیں سمجھا سکیں لیکن احد مسکرایا۔اور بولا۔۔

"آنٹی آپ فکر مت کیجیے۔رجاء کا جی جان سے خیال رکھوں گا۔پلیز آنٹی انکار مت کیجیے۔" احد نے بہت امید سے کہا۔تو رامین مسکرا دیں۔۔۔۔

"پر امی میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔ یہ سوچ کیوں نہیں رہے کہ میں اندھی ہوں دیکھ نہیں سکتی۔ آج تو محبت کا بھوت سوار ہے کل یہی محبت بوجھ لگنے لگے گی۔ اسی لیے بہتر یہی ہو گا کہ یہ شادی نہ ہو۔" رجاء نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ احد نے اسے وارن بھی کیا تھا لیکن وہ پھر انکار کر گئی۔۔

"نہیں بیٹا ایسا کچھ نہیں احد سچ میں تمہارا بہت خیال رکھے گا۔" دادی نے پیار سے کہا۔ تو رجاء نے اپنی آنکھ سے نکلنے والا آنسو صاف کیا اور بے دردی سے بولی۔۔۔

"دادی جی کہنے کی باتیں ہیں۔ آپ کیوں اپنے پوتے کی زندگی برباد کرنا چاہتی ہیں۔ ایک اندھی لڑکی سے شادی کروا کے اور محبت صرف سننے میں ہی اچھی لگتی ہے اور نبھانا اتنا ہی مشکل ہوتا ہے۔" رجاء کسی بھی صورت ماننے کو تیار نہیں تھی۔ احد کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی عقل ٹھکانے لگا دے۔ غصے سے بس مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ دادا جی سب صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"رجاء بات کرنے دو مجھے۔" رامین نے ٹوکا۔ اور صائمہ بیگم سے مخاطب ہوئیں۔۔۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے تو خوشی ہو گی اگر میری رجاء کا بھی گھر بس جائے اور۔ یہ شادی ہو گی۔" رامین کی بات پہ سب کے چہرے کھل اٹھے لیکن رجاء کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ اسے بہت رونا آ رہا تھا۔ احد کو تو جیسے زندگی مل گئی ہو۔

"پر امی۔" رجاء کچھ بولتی رامین ایک دم بول پڑیں۔

"آپ اس کی بات کا برا مت مانیے گا لیکن اس کی بات بھی صحیح ہے۔" رامین نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہم سمجھتے ہیں بیٹا کہ تمہارے دل میں بہت سے خدشے ہیں۔ لیکن بھروسہ کرو سب تمہارا بہت خیال رکھیں گے۔" کاظم صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کی بات پہ رجاء کی آنکھیں بھر آئیں۔ اچانک اسے ابراہیم صاحب کی یاد آ گئی۔۔۔

"ہاں آنٹی آپ فکر مت کیجیے۔ رجاء کی غلط فہمی بھی میں دور کر دوں گا۔" احد نے معنی خیز بات کی۔ رجاء کو تو پسینے آنے لگے۔ اس نے چہرہ جھکا لیا۔ وہ اپنے آنسو چھپا رہی تھی۔۔۔۔

"لیکن آنٹی میں چاہتا ہوں کہ یہ شادی جلدی ہو جائے۔ اور جیسی آپ کہیں گی ویسی ہی ہو گی شادی۔" احد نے بات کی تو رجاء کھڑی ہو گئی اور ہاتھ پاؤں چلاتی ڈرائنگ روم سے باہر نکلنے لگی۔ امی نے اس کے منع کرنے کے باوجود ہاں کہہ دی۔ بغیر کسی چھان بین کے۔۔۔۔

"ٹھیک ہے بیٹا لیکن ایک بار ردا سے پوچھ لوں۔" رامین نے کہا تو سب نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

....

"کیا امی سچ؟ مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا۔" ردا امین بیگم سے بات کر رہی تھی۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے خوشی چھلک رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ آج حیدر آفس نہیں گیا تھا۔ وہ ردا کے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا تھا۔ ردا کے چہرے اور آواز میں خوشی دیکھ کے وہ بھی مسکرا دیا۔ وہ بیڈ پہ بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ لیکن دھیان

سارا ردا کی طرف ہی تھا جو کمرے میں اپنی چیزیں سیٹ کرنے میں بزی تھی۔ رف سا حلیہ اور بالوں کا میسی کا جوڑا بنائے وہ کام میں بزی تھی۔ حیدر تو اسے نظروں کے ذریعے دل میں اتار رہا تھا۔۔۔۔

"میں بہت خوش ہوں امی۔" وہ بات کر رہی تھی۔ اور بہت زیادہ خوش تھی۔ کہ اچانک اسے اپنی کمر پہ ہاتھ رینگتے محسوس ہوئے۔ اس نے مڑ کے دیکھا تو حیدر نے پیچھے سے حصار میں لے لیا اور اپنی ٹھوڑی اس کے کندھے پہ دھر دی۔ وہ جھنیپ گئی۔ اس کے چہرے پہ ہلکی سے مسکان آگئی۔۔

"کیا ہوا وائفی۔ بہت خوش لگ رہی ہو۔" اس نے دھیرے سے اس کے کان میں کہا۔ اور دوسرے کان کے ساتھ موبائل لگائے وہ رامین کی باتیں سننے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن اس کا دھیان تو گردن اور چہرے پہ پڑتی حیدر کی گرم سانسوں کی طرف تھی۔ اس کی پلکیں اٹھنے سے انکاری تھیں اور حیدر اس چھوڑنے سے۔ ردا مسلسل رامین کی باتوں کا جواب ہاں نہ میں دے رہی تھی۔ کیا کرتی حیدر کی حرکتوں نے اسے زچ کرر کھا تھا۔۔

"ہاں ہاں امی مجھے کیا اعتراض ہو گا۔ رجاء کا گھر بس جائے اور احد سر تو بہت اچھے ہیں۔" ردا نے امی کی بات کا جواب دیا۔ تو حیدر سمجھ گیا کہ اس کا دوست رشتہ لے کے پہنچ چکا ہے۔۔۔۔

حیدر مسلسل اسے زچ کر رہا تھا۔ وہ پہلے تو شرما رہی تھی لیکن جھنجھلا رہی تھی۔ اس نے حیدر کا ہاتھ پکڑ کے پیچھے دھیکلا لیکن وہ ہلا تک نہیں۔ وہ اسے بار بار تنگ کر رہا تھا۔۔۔

"ہاں ہاں امی۔" ردا بس یہی کہہ رہی تھی۔۔۔۔

"حیدر پلیز پریشان مت کریں۔" ردا نے فون پہ ہاتھ رکھ کے حیدر کو گھوری دی۔ جو ہنسی دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ رامین ہولڈ پہ تھیں۔۔

"میں کہاں کچھ کر رہا ہوں وائفی۔" اس نے پھر سے اس کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھ دی۔ اور باتیں سننے لگا۔۔

"آہ!" حیدر نے ردا کے کان کی لو دانتوں تلے دبایا تو ردا کی چیخ نکل گئی۔۔۔

"ردا کیا ہوا۔ تم چیخی کیوں؟" رامین نے پریشانی میں پوچھا۔ ردا نے پیچھے مڑ کے حیدر کو گھورا اور دانت پیس کے بولی۔۔

"کچھ نہیں امی مچھر نے کاٹ لیا تھا۔" ردا کی بات سن کے حیدر کا منہ کھل گیا۔ ردا بس گھورتی ہی رہی۔ اس کا دل کر رہا تھا حیدر کا گلا دبا دے۔۔۔

"ہاں امی میں ٹھیک ہوں اور حیدر بھی ٹھیک ہیں۔" اس نے سادہ سا جواب دیا۔ حیدر تو بس مسکرا رہا تھا۔ اسے ردا کو تنگ کرنے میں بہت مزہ آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"اللہ حافظ۔" یہ کہہ کے ردا نے فون رکھ دیا۔ اور مڑ کے حیدر کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

"ویسے ردا شوہر کو مچھر بولنا اچھی بات نہیں ہے۔" حیدر نے اس کی کمر پہ ہاتھ رکھ کے منہ پھلا کے کہا۔۔۔

"ویسے حیدر بہت چھچھورے ہو گئے ہیں آپ۔" ردا نے منہ بنا کے کہا تو حیدر کو اس وقت بہت کیوٹ لگی۔اس نے ردا کے گال کھینچے۔۔۔۔

"آاہاؤ کیوٹ۔" حیدر نے اس کے گال کھینچے۔ تو ردا کے گال لال ہو گئے۔اسے ہٹا کے جانے لگی۔اس نے بازو پکڑ کے کھینچا وہ سیدھا اس کے سینے سے آ لگی۔حیدر نے اس کے گرد بازو حمائل کر دیے۔اس قدر وہ اس کے قریب تھی کہ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پہ پڑ رہی تھیں۔۔۔۔

ردا اچانک افتاد پہ بوکھلا گئی۔۔۔۔

"تو بیگم آپ تو مجھے بتانا ہی بھول ہی گئی۔ کہ آپ کیوں اس قدر خوش تھیں۔مجھے بھی تو پتہ چلے اس خوبصورت سمائل کے پیچھے کی وجہ۔ ھممم۔" حیدر اس کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔اچانک جھٹکا لگنے سے اس کا جوڑا کھل چکا تھا۔ردا تو بھول ہی گئی تھی۔

"ہاں وہ میں تو بھول ہی گئی۔ رجاء کے لیے رشتہ آیا ہے۔احد سر اسے پسند کرتے ہیں۔" ردا اپنے ہاتھ حیدر کے سینے پہ دھرے بہت خوشی سے اسے بتا رہی تھی۔حیدر اس کے چہرے کی چمک میں کہیں کھو گیا تھا۔۔۔۔

"ارے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔احد اور رجاء کی شادی ہو۔" حیدر نے ایسے بی ہیو کیا جیسے اسے پتا ہی نہ ہو۔دل ہی دل میں حیدر احد سے بولا۔۔۔

"ویل ڈن احد۔بہت تیز نکلا تو مجھے بھنک تک نہ لگنے دی۔" ردا کو بانہوں میں لیے وہ سوچ میں ڈوبا تھا۔۔۔

"ہاں لیکن ابھی رجاء مان ہی نہیں رہی ہے اسے ماننا باقی ہے۔" ردا نے گھمبیر لہجے میں کہا۔اسے یاد ہی نہیں تھا کہ وہ کس پوزیشن میں ہے۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں وہ مان جائے گی۔" حیدر نے سادہ سا جواب دیا۔ردا نے پھر سے کوشش کی کہ اس کے حصار سے نکل سکے لیکن نہ ہو پایا۔۔۔

"حیدر پلیز چھوڑیے۔" ردا نے التجاء کی۔پر حیدر اسے زچ کر رہا تھا۔۔۔

"جاؤ چھوڑ دیا۔کیا یاد کرو گی۔" حیدر نے اسے آزاد کر دیا۔اس نے سکون کا سانس لیا۔اس سے پہلے اس کا ارادہ بدلتا وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔اس کے چہرے پہ میٹھی سی مسکان تھی۔۔۔

....

"رجاء دیکھو مان جاؤ۔کتنا اچھا رشتہ آیا ہے۔" رامین مسلسل رجاء کو منانے کی کوشش کر رہی تھیں۔رجاء جوان کی بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھی۔

"امی ابھی وہ کہہ رہا ہے لیکن بعد میں آسان نہیں ہو گا۔مجھے پتا ہے کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔" رجاء کی آنکھوں میں نمی تھی۔وہ روئے جا رہی تھی۔اپنے بیڈ پہ بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی۔۔

جب اچانک رامین آگئیں۔رامین سمجھ سکتی تھی اس کی انسکیورٹی لیکن انھوں نے احد کی آنکھوں میں رجاء کے لیے محبت کے دیپ جلتے دیکھے تھے۔لیکن وہ ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔۔

"رجاء تم پاگل مت بنو۔اتنا اچھا رشتہ آیا ہے۔میں انکار کیسے کر سکتی تھی۔اور انھیں ہم سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔اور ذرا سوچو اتنا خوبرو شخص تم سے کیوں شادی کرنا چاہتا ہے۔وہ تمہیں چاہتا ہے۔اسی لیے اسے تمہاری کمزوری سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"رامین نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔رجاء کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔وہ کچھ نہ بولی۔رامین نے اس کا چہرہ اٹھایا اور اس کے آنسو صاف کر دیے۔۔۔

"رجاء ردا کی بھی شادی ہو چکی ہے۔کل کو میں ہوں نہ ہوں۔اسی لیے میں چاہتی ہوں کہ تم میرے جیتے جی اپنے گھر کی ہو جاؤ۔"رامین نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔رجاء کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔وہ امی کی بات سمجھ رہی تھی۔۔۔

"امی کیا میں آپ پہ بوجھ ہوں۔"رجاء نے کہا تو رامین تڑپ اٹھیں۔۔۔

"کس نے کہا میری جان۔تم بوجھ نہیں ہو۔لیکن بیٹا کبھی نہ کبھی تو تمہیں بھی شادی کرنی ہے نا۔اور ویسے بھی میرے جانے کے بعد تمہارے لیے بہت مشکل ہو جائے گی۔"رامین نے کہا۔رجاء بلکل چپ تھی۔۔۔۔۔۔

"رجاء احد کو لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔بیٹا میرے لیے ہاں کر دو۔"رامین نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا تو رجاء جو سب سمجھ رہی تھی۔وہ چاہ کے بھی انکار نہ کر سکی۔۔۔

"امی میں تیار ہوں۔" رجاء نے ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کی۔ رامین نے خوشی سے گلے لگالیا۔ اس کی آنکھ سے آنسو نکلا۔ وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی۔۔۔

"بہت شوق ہے نا تمہیں مسٹر احد مجید مجھ سے شادی کا۔ میں بھی دیکھتی ہوں کب تک تم مجھے میری معذوری کے ساتھ محبت کرتے ہو۔ تھوڑا عرصہ گزرنے دو۔ جب مجھ جیسی معذور سے شادی پہ سارا معاشرہ تمہیں باتیں سنائے گا نا تم تمہاری عقل ٹھکانے آئے گی۔ خود بخود محبت کا بخار اتر جائے گا۔" رجاء رامین کے گلے لگی خود سے مخاطب ہوئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ احد کب تک اس سے محبت کرے گا ایک نا ایک دن تنگ آجائے گا۔۔۔۔۔

"جانم میری محبت کا بھوت تو کبھی نہیں اترے گا۔ تمہاری آنکھیں بنیں گی میری محبت۔ تمہاری بصارت بنے گا میرا عشق۔" احد آفس میں موجود تھا۔ رجاء کے گھر سے وہ سیدھا آفس گیا تھا۔ رامین نے ابھی اسے فون کر کے کہا تھا کہ رجاء تیار ہے شادی کے لیے۔ وہ بات سنتے ہی پھولے نہیں سما رہا تھا۔ خوشی کی کوئی انتہاء ہی نہیں تھی۔۔۔۔

....

"ردا رجاء تیار ہو گئی ہے کیا؟؟" ۔۔۔۔ آج رجاء اور احد کا نکاح تھا۔ جو رجاء کی مرضی کے مطابق سادہ سا ہی تھا۔ آج ہی رخصتی تھی۔ رجاء کا دل کر رہا تھا کہ وہ دھاڑیں مار مار کے روئے۔ وہ احد پہ بوجھ بننے والی تھی۔۔۔

رجاء اور احد کی شادی کی تاریخ ایک مہینے بعد کی طے ہوئی تھی۔ یہ وقت احد کے لیے بہت مشکل تھا لیکن رجاء کے لیے یہ وقت گزرتے پتا ہی نہیں چلا۔ وہ مان تو گئی تھی لیکن دل سے اسے یہ رشتہ قبول نہیں تھا۔ وجہ احد کی ہٹ

دھرمی تھی۔اس نے کئی بار اسے فون کر کے کے سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ اپنی زندگی برباد کر رہا ہے لیکن احد صمدا کا دیوانہ وہ کہاں سننے والا تھا اس کی۔۔۔۔۔

ردا اور عاشی کے کہنے پہ چھوٹا سا مہندی کا فنکشن ہوا تھا۔رجاء بس ایک زندہ لاش جیسی تھی۔بس خود کو گھیسٹ رہی تھی۔۔۔

رجاء تیار تھی۔سبز اور سفید رنگ کے شرارے میں اسفید موتیوں کی جیولری جو کافی بھاری۔بالوں میں جھومر لٹکائے،لمبے گھنے بالوں کا جوڑا بنائے جس کے لٹیں باہر آ رہی تھی۔میک اپ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔اسے دیکھ کے پہلی نظر میں کہیں سے بھی یہ نہیں لگ تھا کہ وہ دیکھ نہیں سکتی۔وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔کسی گڑیا جیسی۔احد نے اپنی پسند سے ناک کے لیے اس کی نتھنی لی تھی۔جو بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اس کا چھوٹا سا موتی لٹک رہا تھا۔کندھے پہ سبز چادر رکھے سر پہ سفید ہی ہیوی دوپٹہ ٹکائے ہوئے تھی۔۔۔

بیوٹیشن تیار کر کے جا چکی تھی۔رداا اس کی تیاری کو آخری ٹچ اپ دے رہی تھی کہ رامین اندر آئی۔رجاء کو دلہن کے روپ میں دیکھ کے ان کے آنسو چھلک گئے۔۔۔

"ماشاءاللہ !بہت پیاری لگ رہی ہو میری بچی۔"رامین نے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا اور اس کے گلے لگ گئیں۔ردا بھی بہت خوش تھی۔وہ بھی پنک کلر کے نیٹ کے فراک میں بالوں کی چٹیا بنائے ہلکے میک اپ کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی۔حیدر نے احد کی طرف سے آنا تھا۔۔۔

"امی کیا یہ سب ٹھیک ہو رہا ہے؟" رجاء رامین کے گلے لگتے آنسو روتے ہوئے بولی۔اس کی آواز میں واضح نمی تھی۔۔۔

"کیوں میری جان۔ایسا کیوں بول رہی ہو۔احد بہت چاہتا ہے تمہیں۔بس اب تم رومت اور سوچنا چھوڑ دو کے شادی کا فیصلہ ٹھیک ہے یا غلط۔" رامین نے اس کے آنسو صاف کیے۔اور مسلسل ایک مہینے سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی کہ احد بہت اچھا ہے۔پر وہ سمجھ ہی نہیں رہی تھی۔اسے لگتا تھا کہ وہ سب اس کی معذوری کا مذاق بنائیں گے۔۔۔

"ہاں رجاء احد سر تم سے محبت کرتے ہیں۔ورنہ انھیں لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔" ردا نے بھی اسے سمجھانے کی کوشش کی۔پر رجاء سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

رجاء کچھ بھی نہ بولی۔۔۔۔

احد اور اس کی فیملی آچکے تھے۔نکاح گھر پہ ہی رکھا گیا تھا۔کچھ قریبی رشتے دار اور محلے دار تھے۔احد کی طرف سے دادا دادی اور عمر ہی تھے۔۔۔۔۔

مرہا کو جب پتا چلا کہ احد کی شادی ہونے والے ہے تو طیش کے عالم میں اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔غصہ کرنے لگی۔۔۔

احد بس اتنا ہی بولا۔۔

"میں نے تم سے کہا تھا نا کہ جس سے میں محبت کروں گا وہی میری شریک حیات ہو گی۔ اور تم میرے لیے نہیں بنی ہو۔" احد نے صرف اتنا کہا تو مرہا بلکل بے بس ہو گئی۔ بہت روئی چلائی۔ بلکل پاگلوں والی باتیں کرنے لگی۔ رجاء کو مارنے کے پلانز دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اس کی حالت کے پیشِ نظر اشفاق اور سارہ اسے اسلام آباد اپنے ماموں کے گھر لے گئے۔ مرہا کے ماموں اسلام آباد میں رہتے تھے۔ سارہ کو تو شروع سے ہی احد نہیں پسند تھا اس لیے وہ مرہا کو زبردستی اپنے ساتھ اسلام آباد لے کے چلی گئیں۔ مرہا کے ہاتھ سے سب نکل چکا تھا وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔

....

"ردا کہاں ہے؟" حیدر کب سے ردا کو ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ کافی دیر سے غائب تھی۔ تین دن سے اس نے ردا کو نہیں دیکھا تھا۔ ان کی شادی کو ڈیڑھ مہینہ گزر چکا تھا۔ دونوں کے درمیان جھجھک کی دیوار گرنے لگی تھی۔ وجہ حیدر کی محبت تھی جس میں ردا اب بہت پرسکون رہنے لگی تھی۔۔۔۔

وہ یہاں آئی تھی اور حیدر کو تو اب اس کی شدید عادت لگ چکی تھی۔ اس لیے بہت عجیب لگ رہا تھا۔ اسے کافی مس کر رہا تھا۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ احد صوفے پہ بیٹھا مسکرا رہا تھا۔۔۔

حیدر نے ردا کو کچن میں جاتے دیکھا۔ گلابی فراک میں وہ اسے کھلتا گلاب لگ رہی تھی۔ وہ بھی اس کے پیچھے گیا۔ ردا کچن میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی کہ اچانک حیدر نے اسے پیچھے سے بانہوں میں لے لیا۔ ردا بوکھلا گئی۔ بوکھلا میں اس کی

چیخ نکل گئی۔اس نے خود پہ قابو پاتے پاس پڑا اساس پین اٹھایا۔اور مڑ کے اس سے پہلے ساس پین اس انسان کے سر پہ بجاتی اس نے دیکھا پیچھے اس کے شوہر نامدار اسے بانہوں میں لیے ہنس رہے ہیں۔ردا نے ایک سانس ہوا کے سپرد کی۔۔

"حیدر آپ ہیں۔میں تو ڈر ہی گئی تھی۔"رداس کا حصار توڑتی اس کی طرف مڑی۔حیدر بس مسکرا کے اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

"کیا بات ہے حیدر ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔"ردا نے اچھنبے سے پوچھا۔تو حیدر نے اس کمر سے پکڑ کے قریب کیا۔۔

"دیکھ رہا تھا وائفی۔کہ یہ رنگ تم پہ زیادہ کھل کر رہا ہے یہ تم اس رنگ میں۔"حیدر نے اس کے دیکھتے ہوئے محبت سے کہا۔ردا کے چہرے پہ دلکش مسکراہٹ آ گئی۔۔۔۔

"بہت حسین لگ رہی ہو۔قسم سے۔"حیدر اس کے کان کے قریب جھکا اور آہستگی سے اس کے کان میں رس گھولا۔حیدر نے اس کی کان کی لو چھوم لی۔ردا نے نظریں جھکا لیں۔۔۔۔

"اچھا حیدر اب ہٹیے کوئی آ جائے گا۔"ردا نے حیدر کے ہاتھ رکھتے اسے دور کرنے کی کوشش کی۔وہ مسکراتے اسے دھمکانے لگی۔حیدر ابھی سکن کرتا شلوار میں ملبوس تھا۔ردا کو بہت خوبرو لگا۔۔۔۔

"آ جاتا ہے تو آ جائے ڈرتا نہیں ہوں میں کسی سے۔بیوی ہو تم میری اتنے دنوں بعد ملی ہو۔"حیدر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اکڑ کے کہا تو ردا نے سر ہلایا۔اور پیچھے دیکھ کے گھبراتے ہوئے بولی۔۔

"امی میں آرہی تھی۔آپ کیوں آگئیں۔" ردا کی بات سن کے حیدر نے اس چھوڑ دیا۔ پیچھے مڑ کے دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔ردا اس کی شکل دیکھ کے ہنسنے لگی۔۔۔۔

"ہاہاہاہاہاڈر نہیں لگتا۔" ردا اس کی ایکٹنگ کرتے ہنسنے لگی۔ تو حیدر نے جھٹکے سے قریب کیا اور اس کے گال کو ہونٹوں سے چھونے لگا۔اب ڈرنے کی باری ردا کی تھی۔ اچانک افتاد پہ وہ کافی بوکھلا چکی تھی۔ حیدر کے لب اب گردن تک پہنچ چکے تھے۔ردا اسے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ردا خود پہ قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ حیدر دور ہوا تو ردا کا تنفس بگھڑ چکا تھا۔۔۔۔

"واقعی اب بتاؤ کون ڈرا۔ ھھھم۔" حیدر نے اس کا گال سہلاتے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پہ سرخی پھیل چکی تھی۔۔۔۔

حیدر کی ڈھیلی پڑتی گرفت سے ردا نے فائدہ اٹھایا اور باہر نکلنے لگی۔ حیدر نے اس کے دوپٹے کا کونا پکڑ لیا۔اور خمار آلود لہجے میں بولا۔۔۔

"بہت مس کیا میں نے تمہیں ان تین دن۔گھر چل کے ایک ایک بدلہ نکالوں گا۔آئی پرامس۔" حیدر نے آنکھ ماری تو ردا کو پسینے آنے لگے۔اچانک رامین کی آواز آئی۔ تو حیدر نے اس کا دوپٹہ چھوڑ دیا۔وہ باہر نکل گئی۔اس کے چہرے پہ بکھرے رنگ بہت دلکش لگ رہے تھے۔ حیدر بھی مسکراتا باہر نکل گیا۔ تھوڑے بہت مہمان بھی

تھے۔جو باہر تھے۔صبا اور یاسین صاحب نے بھی ان کی کافی مدد کی تھی۔گھر کے فرد کی طرح انھوں نے ہاتھ بٹایا تھا۔۔۔۔

فائزہ بیگم اور حارث بھی مدعو تھے۔پہلے تو انھیں بہت حیرت ہوئی کہ رجاء کی شادی ہے اور جب انھیں احد کا پتا چلا تو ان پہ تو جیسے حیرت کے پہاڑ ٹوٹ گئے۔فائزہ بیگم کو کافی غصہ آیا تھا۔حارث کو بھی جلن سی ہونے لگی تھی احد سے۔حالانکہ وہ خود بھی شادی شدہ تھا۔زویا بہت اچھی تھی لیکن حارث کے ساتھ اس کا رویہ عجیب تھا۔وہ آج بھی رجاء کو بھول نہیں پایا تھا۔۔۔۔

....

"احد بھائی آج تو آپ کے چہرے سے مسکراہٹ جا ہی نہیں رہی۔"عمر نے احد کے کان میں کہا۔جو صوفے پہ بیٹھا مسکرائے جا رہا تھا۔وائٹ اور ڈارک گرین کلر کے کرتا شلوار اور واسکٹ،ساتھ پشاوری چپل،بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔ہاتھوں میں رولیکس کی مہنگی گھڑی۔گرے آنکھوں میں رجاء کے لیے بے تحاشہ پیار اور چہرے پہ مسکراہٹ سجائے احد مجید بہت ایلیگینٹ اور گریس فل لگ رہا تھا۔شکیلا اور فرحت تو حیران تھی رجاء کی قسمت پہ۔انھیں یقین نہیں آرہا تھا جہاں آج کل نارمل لڑکیوں کی شادی مشکل سے ہوتی ہے۔رجاء جیسی معذور اور بے بس لڑکی کو احد جیسا ہمسفر ملنا کسی معجزہ سے کم نہیں تھا۔ان کے چہروں پہ بیزاریت تھی۔جنہیں کل تک جس رجاء پہ ترس آتا تھا آج رشک آرہا تھا۔۔۔۔

"جب تیری شادی ہو گی نا عمر تیرے چہرے سے بھی نہیں جائے گی مسکراہٹ۔" احد نے مزاجیہ انداز میں کہا ۔کاظم صاحب اور صائمہ اسے اتنا خوش دیکھ کے بہت خوش تھے۔صائمہ تو بار بار اس کی نظر اتار رہی تھیں۔۔۔

"ارے بھائی تب کا تب دیکھا جائے گا۔" عمر نے شوخی ماری۔وہ مرہا کا بھائی تھا اسے ضرور برا لگا تھا لیکن احد کو خوش دیکھ کے سب کی طرح خوش تھا۔۔۔

مولوی صاحب آ گئے۔احد سے پوچھا گیا۔۔

"احد مجید ولد امین مجید رجاء ابراہیم کو آپ کے نکاح میں سکہ رائج الوقت تیس لاکھ دیا جاتا ہے۔کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔"۔۔۔

"قبول ہے

قبول ہے

قبول ہے۔۔"

احد نے مسکرا کے رشتہ قبول کر لیا۔سب نے اسے مبا کباد دی۔کاظم صاحب اور صائمہ اسکے گلے لگ گئے۔اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں تھی۔رجاء اسکی ہو چکی تھی۔۔۔

پھر رجاء سے پوچھا گیا۔۔۔

"قبول ہے۔۔۔۔

ق قبول ہے۔۔

قبول ہے۔" رجاء کی آنکھ سے ایک اشک نکلا۔ پھر اس نے سائن کیے۔ سائن کرتے وقت اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ پتا نہیں وہ اس رشتہ سے بلکل خوش نہیں تھی۔ رامین ردا اور عاشی نے اسے گلے لگا لیا۔ روشان اور حیدر بھی وہیں تھے۔ حیدر نے اس کے سر پہ ہاتھ دیا۔ وہ اس اپنی بہن مانتا تھا۔ رجاء کا چہرے سبز چادر سے ڈھانپا گیا تھا۔۔۔۔

وہ چپ چاپ بیٹھی تھی۔ اسے احد کے پہلو میں لے جا کے بٹھایا گیا۔۔۔

احد نے اس کا گھونگھٹ ہٹایا۔ تو اس کی نظریں اس پہ تھم سی گئیں۔ وہ تو اس کی روپ میں کہیں کھو ہی گیا تھا۔۔۔۔

"ماشاءاللہ!" احد کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ رجاء نے اپنی چادر کو مٹھی میں جکڑ لیا۔ اسے بہت رونا آرہا تھا۔ بہت مشکل سے خود پہ قابو کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔

احد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ سب انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ اس نے جھک کے رجاء کے کان میں کہا۔۔۔

"میری زندگی میں آپ کا ویلکم زوجہ۔" احد کی شوخ سی بات پہ رجاء بہت نروس ہو گئی۔ اپنا ہاتھ مسلسل چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔ احد کی نظر بار بار نتھنی پہ جا رہی تھی۔ اسی پہ وہ دل ہارا تھا۔۔۔

"کچھ بولو ناجانم۔" احد نے سرگوشی کی۔اس کا ہاتھ مسلسل سہلا رہا تھا۔رجاء کا دل کر رہا تھا زور زور سے روئے، چلائے۔۔۔

"میں نے کہا تھا نا جانم تم میری ہو گی۔دیکھا اب تم احد مجید کی دسترس میں آ گئی۔" رجاء سانس روکے اس کی سرگوشیاں سن رہی تھی۔۔۔۔

رجاء کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

"بی ہیو تو ایسے کر رہا ہے جیسے میں اسکا عشق ہوں۔جبکہ مجھے پتا ہے اسنے صرف مجھ سے ہمدردی میں شادی کی ہے۔" رجاء نے دل میں کہا۔وہ کچھ نہیں بولی۔اتنے رامین اور ردا آ گئی۔سب سے ملنے کے بعد رخصتی کا وقت آن پہنچا۔رجاء سب کے گلے لگ کے خوب روئی۔احد کو اس کے آنسو تکلیف دے رہے تھے۔لیکن وہ کیا کر سکتا تھا۔۔۔

....

رجاء ساری راستے روتی رہی۔اس نے احد سے بات تک نہ کی۔اسے وہ بہت برا لگ رہا تھا۔نفرت سی محسوس ہو رہی تھی اسے احد سے۔وہ چپ چاپ ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی گھر پہنچے۔ان کا شاندار استقبال ہوا۔گھر بھی پورا بہت خوبصورت کر کے سجایا گیا۔لیکن رجاء تو دیکھ ہی نہیں سکتی تھی۔لیکن احد کا ہاتھ تھام کے وہ گاڑی سے اتری۔جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی۔اس پہ گلابوں کی بارش شروع

ہوگئی۔ رجاء اپنے گرد پھولوں کی خوشبو محسوس کر سکتی تھی۔ جیسے ہی اس نے قدم بڑھایا۔ اسے اپنے قدموں کے نیچے نرم گلاب محسوس ہوئے۔ احد نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ دوسرا ہاتھ کندھے پہ تھا۔۔۔

"کیسا لگا سب" احد نے رجاء کے کان میں آہستگی سے کہا۔ رجاء کے چہرے پہ مسکان تھی۔ کھوئے انداز میں بولی۔۔

"بہت اچھا۔" اس اپنے گرد پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی۔۔۔

"اس گھر میں اور ہماری زندگی میں تمہارا استقبال ہے بیٹا۔" کاظم صاحب نے رجاء کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

"کیا بات ہے بیٹا۔ ایسے مت رو۔ تم اب اس گھر کا حصہ ہو۔" صائمہ نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔

"دادا جی مجھے آپ کی بات سن کے اپنے ابو یاد آگئے۔ وہ بھی ایسے ہی تھے۔" رجاء کے گال پہ آنسو لڑھک گیا۔ کاظم صاحب کے چہرے پہ مسکان آگئی۔۔

"بیٹا میں تمہارے ابو جیسا ہی ہوں۔" انھوں نے رجاء کو دلاسہ دیا۔ صائمہ نے رجاء کے آنسو صاف کیے۔ اچانک ایک لڑکی بھی دروازہ سے اندر گھسی۔ اس نے لمبا نارنجی کلر کا فراک پہن رکھا تھا اور چشمہ لگائے کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔

"السلام علیکم سر۔ میں لیٹ تو نہیں ہو گئی نا۔ آئی ایم سو سوری وہ ٹریفک۔ کراچی کی ٹریفک کا آپ سب کو پتا ہے۔ نا۔" وہ لڑکی گھر میں گھستے ہی بڑبڑانے لگی۔ سب اسے حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔ گھر میں کچھ رشتے دار اور دوست بھی موجود تھے۔ سب باتوں میں بزی تھے۔ رجاء کاظم صاحب اور صائمہ کے درمیان بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ عمر بھی شوشے چھوڑ رہا تھا۔ کاظم صاحب اور صائمہ تو اسے اپنی بیٹی مان چکے تھے۔ وہ باتیں کر رہی تھی۔ دونوں مسکرا کے سن رہے تھے۔ احد اس کے سامنے بیٹھا چہرے کے نیچے ہاتھ رکھتے بڑی فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کہ اچانک وہ لڑکی آندھی طوفان بنی گھر میں داخل ہوئی۔ پونی ٹیل بنائے سوٹ کیس پکڑے کافی پیاری تھی وہ۔۔۔

"او میڈم کہاں گھسے جا رہی ہو۔ معاف کرو ہمارے پاس کچھ نہیں ہے آگے جاؤ۔" عمر فوراً دروازہ تک پہنچا اور اسے جواب دیا۔ ڈارک بیلو قمیض شلوار میں وہ کافی ڈیسنٹ لگ رہا تھا۔ ورنہ تو نارمل جوکر بنا گھومتا تھا۔۔ وہ لڑکی تپ گئی۔۔۔

"او ہیلو میں کوئی فقیر نہیں ہوں اور گھر کے مالک کو بلاؤ۔ میں نوکروں سے بات نہیں کرتی۔" وہ لڑکی اپنا چشمہ پیچھے کرتی نروٹھے پن سے بولی۔ عمر کا منہ کھل گیا کہ وہ اسے نوکر کہہ رہی تھی۔ سب ان کی طرف آئے رجاء وہیں بیٹھی تھی۔۔

"او چشمش میں تمہیں کس اینگل سے نوکر لگتا ہوں۔" اس نے غصے سے کہا۔۔۔

"اسی اینگل سے جس سے میں تمہیں فقیر لگی۔" اس لڑکی نے ناک پھلا کے کہا۔اس کے ہاتھ میں سوٹ کیس دیکھ کے عمر کا دماغ شاٹ ہو گیا۔۔

"او چشمش یہ بوریا بستر الے کے کہاں گھسے جا رہی ہو۔" عمر نے کمر پہ ہاتھ ٹکا کے اسے گھورا اس سے پہلے وہ کچھ بولتی احد بھی وہاں آیا اور بولا۔۔۔

"عمر اسے میں نے یہاں بلایا ہے۔" احد نے بارعب آواز میں کہا۔عمر حیران ہو گیا۔۔

"بھائی پر کیوں؟"۔۔۔۔

"عمر پوری بات تو سن لے احد کی۔" صائمہ نے ٹوکا۔۔۔

"یہ مس رشنا اعجاز ہیں۔انہیں میں نے ہائیر کیا ہے۔رجاء کی دیکھ بھال کے لیے۔جب میں آفس میں ہوں گا تب یہ رجاء کا خیال رکھیں گی۔یہ رجاء کی کیئر ٹیکر ہیں۔" احد نے تفصیل بتائی تو رجاء حیران ہو گئی۔احد اسکے لیے یہ سب کر رہا ہے۔وہ اسے بہت خود غرض سمجھ رہی تھی۔عمر کا منہ بن گیا۔۔

"سن لیا۔" رشنا نے عمر کو دیکھ کے کہا۔۔۔

"اور آج سے یہیں رہیں گی۔" احد کی بات پہ عمر نے منہ کے زاویے بگاڑے۔کڑوے کڑوے منہ بنانے لگا۔۔۔

"السلام علیکم دادی۔ دادا جی۔ اور یہ میڈم ہیں۔" رشنا نے سب کو سلام کیا اور رجاء کی طرف گئی جو دلہن کے لباس میں بیٹھی تھی۔ اس نے رجاء کو دیکھ کے کہا۔۔ احد نے ہاں میں سر ہلایا۔۔

"ہیلو میڈم۔ میں رشنا ہوں آپ کی کیئر ٹیکر۔ میم آپ بہت خوبصورت ہیں۔ آپ کو پتا ہے مجھے جاب کی سخت ضرورت تھی احد سر نے مجھے آپ کا خیال رکھنے کا کام دیا ہے۔" رشنا نان سٹاپ شروع ہو گئی تو رجاء مسکرا دی۔۔

"ہائے رشنا۔ تم مجھے رجاء بول سکتی ہو۔" رجاء نے مسکرا کے رشنا کو کہا۔ رشنا کو سچ میں رجاء بہت پسند آئی۔۔۔

"رشنا رجاء کو اوپر کمرے میں لے جاؤ۔" دادی نے کہا تو رشنا نے ہاں میں سر ہلایا۔ اور رجاء کو تھام کے اوپر کمرے کی طرف چل پڑی۔۔۔

"آرام سے آگے سڑھیاں ہیں۔ آپ کو پتا ہے احد سر آپ پہ جان چھڑکتے ہیں۔ انھوں نے مجھے اسپیشل ہدایت دی ہے آپ کا خیال رکھنے کی۔ بہت محبت کرتے ہیں وہ آپ سے کاش مجھے بھی کوئی ایسا ہی مل جائے۔ خیر ہماری ایسی قسمت کہاں؟" وہ رجاء کو بتاتی آہستہ آہستہ سڑھیاں چڑھنے لگی۔ احد نے فلحال کمرہ نہیں بدلا تھا۔ وہ دوسرے کمرے میں شفٹ ہونے والا تھا لیکن ٹائم ہی نہیں ملا نیچے والے فلور میں شفٹ ہونے کا۔ سب بہت جلدی ہوا تھا۔۔۔۔

رجاء بس چپ تھی۔ مسکرا رہی تھی۔ لیکن پھیکا سا۔۔۔

رشنا اسے بیڈ پہ بٹھا کے چلی گئی تھی۔رجاء کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔آنے والے وقت کو سوچ سوچ کے۔اپنے گرد پھولوں کی مہک۔اپنے بستر پہ محسوس ہوتے گلاب اور ایک رومانوی ماحول اسے ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔اس کا گلا بلکل خشک ہو چکا تھا۔۔۔

"خبردار جو میرے قریب آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" وہ دلہن کے لباس میں اس کے بیڈ پہ پورے حق سے براجمان تھی۔جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اسے یہ دنیا کا سب سے حسین منظر لگا۔اس کی رجاء اس کے کمرے میں تھی۔اس کی ہمسفر بن چکی تھی۔

وہ قدم بڑھانے لگا تو رجاء انگلیاں مروڑتی سر جھکائے بیٹھی تھی۔قدموں کی چاپ سن کے فوراً ہاتھ پاؤں چلاتی کھڑی ہوئی۔وہ اس کے قریب آ رہا تھا کہ اچانک وہ چلائی۔وہ جانتا تھا کہ وہ خوش نہیں ہے اس شادی سے۔لیکن ایسا ری ایکشن اس نے سوچا نہیں تھا۔۔۔۔

"کیوں جانم !میں محرم ہوں تمہارا۔حق ہے میرا۔" اس نے نرمی سے اس کا چہرہ چھوا تو رجاء تلملا گئی۔اس کا ہاتھ جھٹکے سے ہٹایا۔۔۔

"مجھے پتا ہے یہ شادی تم نے مجھ پہ رحم کھا کے کی ہے نا۔تم مجھ سے محبت وحبت نہیں کرتے۔ترس کھا کے اور اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کے لیے۔کہ تم جیسا اچھا انسان کوئی اور ہے نہیں۔لوگوں کو دکھانے کے لیے احد احد مجید نے ایک معذور لڑکی سے شادی کی ہے۔لیکن یاد رکھنا مسٹر احد مجید مجھے کسی ترس کی ضرورت نہیں

ہے۔ سمجھے۔" رجاء روتے روتے چلانے لگی۔ اس کے دماغ میں جو باتیں گھوم رہیں تھیں وہ احد کے سامنے کھول کے رکھ چکی تھی۔ احد تو حیران ہو گیا کہ آخر یہ خرافات کس نے بھری اس کے دماغ میں۔ اس کی بات سن کے احد کا دماغ خراب ہو گیا۔۔ اسکی گرے آنکھوں میں غصے کی واضح جھلک تھی۔ اس نے رجاء کو بازو سے جکڑ کے اپنے قریب کیا۔ اور بازو اس کی کمر کے گرد پھیلا دیا۔ اس اسنے رجاء کو شدت سے جکڑ رکھا تھا۔۔۔

"کیا بکواس کر رہی ہو ہاں۔ میں نے تم پہ ترس کھا کے شادی کی۔ پاگل ہو چکی ہو کیا۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ احد مجید رجاء احد مجید سے عشق کرتا ہے۔ اور ہاں یہ جو تم باتیں کر رہی ہو یہ کس نے تمہارے دماغ میں ڈالی ہیں مجھے پتا ہے۔ لیکن آج کے بعد ایسی کوئی بات مت کرنا ورنہ اپنے ہاتھوں سے تمہیں مار ڈالوں گا سمجھی۔" وہ اس کے کان میں غرایا۔ اس کے لہجے سے رجاء کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ وہ اچانک حملے سے بہت گھبرا گئی تھی۔ احد کی خوشبو اس پہ عجیب سا خمار طاری کر رہی تھی۔ دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

احد نے اس کا ماتھا شدت سے چوما۔ آج اس کے پاس حق تھا اپنی جانم کو چھونے کا۔ وہ تو اس کے روپ میں ڈوب رہا تھا لیکن رجاء کی باتیں سن کے اسے بہت غصہ آگیا۔۔

"وہ پھر سے جھکا اور اسکی نتھنی کو ہونٹوں سے چھونے لگا۔ اس کے لمس میں ایک شدت تھی۔۔۔

"دور ہو۔" رجاء نے بہت مشکل سے خود کو آزاد کیا۔اسے دھکا دیا۔اور خود پیچھے جا کے زور سے لیمپ پہ لگی۔اس نے ہاتھ سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔مہندی کے رنگ اور خون کا رنگ ایک جیسا ہی لگ رہا تھا۔درد سے اس کی کراہ نکلی۔۔۔۔

"رجاء یہ کیا کیا۔کتنا خون بہہ رہا ہے۔" احد نے اس کا خون بہتے دیکھا تو خواس باختہ ہو گیا۔اس نے رجاء کا ہاتھ پکڑا۔رجاء نے ہاتھ چھڑاونے کی کوشش کی لیکن گرفت مضبوط تھی۔احد نے فرسٹ ایڈ باکس سے دوا اس کے زخم پہ لگائی۔وہ ساتھ پھوکیں بھی مار رہا تھا۔رجاء حیران تھی وہ اس سے اتنا برا برتاؤ کر رہی تھی لیکن وہ کیئر کرنا نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔

"کیوں کر رہے ہو دکھاوا۔مجھے اپنا اصلی روپ دکھادو۔کیوں اچھے ہونے کا ڈھونگ رچا رہے ہو۔" رجاء نے غصے سے کہا۔احد اسے دیکھ رہا تھا۔اس نے ہاتھ چھڑاونا چاہا لیکن ناکام رہی۔۔۔

"بس کرو رجاء۔اب میرے کانوں میں ایسی کوئی بات نہیں پڑنی چاہیے۔اپنے زہر خندہ الفاظ سے تم خود کو تکلیف دے رہی ہو۔" احد اس کے ہاتھ پہ پٹی باندھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"صحیح کہہ رہی ہوں میں۔مجھے تمہارا اصلی چہرہ پتا چل چکا ہے۔مجھے تم سے طلاق چاہیے۔" رجاء نے پھر سے زہریلے لہجے میں کہا تو احد کا دماغ خراب ہو گیا۔اس کی آنکھیں غصے سے لال ہونے لگیں۔اس نے رجاء کو بازو سے پکڑ کے دیوار سے لگایا۔اور ارد گرد ہاتھ جما دیے۔۔۔

"کیا بکواس کی ہے تم نے۔ خبردار رجاء اگر مجھ سے الگ ہونے کے بارے میں سوچا بھی تو جان سے مار دوں گا۔ بہت مشکل سے ملی ہو تم۔ طلاق جیسا لفظ میں تمہاری زبان سے نہ سنو۔" احد دھاڑا۔ اور زور سے اپنا ہاتھ دیوار پہ دے مارا۔ رجاء ڈر گئی۔ آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ احد نے اس کے آنسو صاف کیے۔ اور اس کے گال آہستگی سے لبوں سے چھونے لگا۔ رجاء کو برا نہیں لگ رہا تھا اس کا لمس۔ لیکن پھر بھی اس کے دماغ میں وہ باتیں گھوم رہی تھیں۔ جو کسی نے اسے فون پہ کہیں تھی۔ مہندی والے دن صبح فون پہ کسی نے اسے کچھ ایسا کہا تھا جس کا وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتی تھی۔۔۔۔

فلیش بیک (مہندی کی صبح)۔۔۔۔۔۔

"رجاء تمہارے لیے فون ہے۔ شاید کسی دوست کا ہے۔۔۔۔"

رجاء اپنی اور احد کی شادی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کہ کیا سچ میں احد اس سے محبت کرتا ہے جو اس سے شادی کرنا چاہتا ہے یا پھر کسی مقصد کے تحت کر رہا ہے۔ اچانک اس کے خیالوں میں ردا کی آواز نے خلل ڈالی۔ وہ ہوش میں آئی۔ وہ اپنا فون ہاتھ میں پکڑے کھڑی تھی۔ رجاء بیڈ پہ بیٹھی خیالوں میں گم تھی۔۔

رجاء کے ہاتھ میں فون دے کے ردا باہر چلی گئی۔ گھر میں بہت سارے کام تھے۔۔۔

"ہیلو کون بات کر رہا ہے؟" رجاء نے فون کان سے لگاتے ہی پوچھا۔ اسے لگا اس کا کوئی دوست ہو گا۔۔

"میں جو کوئی بھی ہوں تمہاری خیر خواہ ہوں۔" ایک زنانہ آواز سپیکر پہ ابھری۔ رجاء پہچان ہی نہیں سکی۔ حالانکہ وہ جلدی آوازیں پہچان جاتی تھی۔ لیکن یہ کسی اجنبی کی آواز تھی۔۔۔

"میں تے آپ کو پہچانا نہیں" رجاء نے سوال کیا۔۔۔۔

تو اس لڑکی کے چہرے پہ شاطر مسکراہٹ آگئی۔ مرہا اپنے ماموں کے گھر تھی۔ اس نے آفس سے ردا کا فون نمبر نکلوایا تھا۔ اس نے فون تو کر لیا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ شادی نہیں روک پائے گی۔ لیکن احد اور رجاء کو وہ خوش بھی نہیں رہنے دے سکتی تھی۔۔۔۔

"میں جو کوئی بھی ہوں تم اس کی ٹنشن مت لو۔ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے تمہارے شادی جس انسان سے ہو رہی ہے وہ اچھا نہیں ہے۔ اس کے بہت سے افیئرز رہ چکے ہیں۔ ان میں سے ایک میں بھی ہوں۔ وہ اپنے نفس کا غلام ہے۔ ابھی بھی وقت ہے یہ شادی مت کرو۔" مرہا نے معصومت کا ناٹک کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"کیا مطلب!" رجاء کو تو جیسے صدمہ ہی ہو گیا ہو۔ اس نے حیرت سے کہا۔۔

"مطلب یہ کہ میں اس کی گرل فرینڈ ہوں۔ وہ لڑکیوں کو اپنے چنگل میں پھنساتا ہے۔ اور پھر۔" مرہا نے بات ادھوری چھوڑی۔۔۔۔

"دیکھو تم جو بھی مجھے نہیں پتا۔ لیکن تمہارے پاس کیا ثبوت ہے اس سب کا۔ اور احد کو مجھ سے کیا فائدہ ہو گا جو مجھ سے شادی کرے گا۔" رجاء کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ اسے تو لگ رہا تھا احد اس سے محبت کرتا ہے۔ وہ اسے اسی لیے شادی کر رہا ہے لیکن یہ کیا۔ یہ کون تھی؟۔۔۔

"دیکھو میں جانتی ہوں تم دیکھ نہیں سکتی۔ احد صرف لوگوں کے سامنے اچھا دکھنے کے لیے یہ سب کر رہا ہے۔ ورنہ احد جیسے امیر زادہ کے لیے لڑکیوں کی کمی ہے کیا۔" مرہا نے اپنا پینترا بدلا۔ رجاء کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔

تمہیں سن کے بہت دکھ ہو گا لیکن سوچو آجکل جہاں عام لڑکی کی شادی اتنی مشکل سے ہوتی ہے۔ احد جیسا بزنس مین تم جیسی اندھی لڑکی سے شادی کیوں کرے گا۔ دیکھو وہ ایک بزنس مین ہے۔ وہ داؤ کھیلنا جانتا ہے۔ وہ تم سے اپنی شہرت کے لیے شادی کرنا چاہتا ہے کہ احد مجید نے ایک بچاری نابینا لڑکی سے شادی کی ہے۔ وہ تمہارا صرف استعمال کر رہا ہے اپنے فائدہ کے لیے۔ اس لیے ایک بار میری بات پہ غور کرنا۔" مرہا اس کے دماغ میں احد کے خلاف زہر بھر چکی تھی۔ رجاء کی آنکھوں سے آنسو تھم ہی نہیں رہے تھے۔ اسے لگ رہا تھا کہ احد نے اس کا مذاق اڑایا ہے۔ وہ تو شاک میں تھی۔ کہ احد نے اس سے اسلیے شادی کرنی چاہی ہے۔ مرہا فون رکھ چکی تھی۔ اب تو وہ اسے لگ رہا تھا کہ رجاء اور احد کا ہونا والا رشتہ ناکام کر چکی ہے۔۔۔

"احد تم نے مجھے ٹھکرا کے اچھا نہیں کیا۔ جیسے تم میرے نہیں ہوئے رجاء بھی تمہاری کبھی نہیں ہو گی۔ اس کے دل میں ابھی تھوڑا زہر بھرا کے۔ آہستہ آہستہ اسے تم سے نفرت کرنے پہ مجبور کر دوں گی میں۔" مرہا نے فون رکھتے ہی شاطرانہ انداز میں کہا۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ پہلی جنگ جیت چکی ہے۔ رجاء کے ہاتھ سے فون گرا۔ وہ تو جیسے ٹوٹ ہی گئی تھی۔ آنسو تھے کہ رک ہی نہیں رہے تھے۔ اسے احد کے ارادے جان کر بہت دکھ ہو رہا تھا۔ دل کر رہا تھا کہ مر جائے۔۔۔

"احد تم کتنے گھٹیا نکلے۔ ایک عیاش انسان۔ جو اپنے نفس کا غلام ہے۔ میں تمہیں کبھی تمہارے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔" رجاء نے آنسو صاف کیے۔ بہت کوشش کی رامین کو منانے کی۔ کہ یہ شادی نہ کی جائے۔ یہ غلط ہے لیکن ناکام رہی۔ بہت مجبور اور بے بس ہو چکی تھی۔۔۔۔

....

حال۔۔۔۔۔۔

رجاء احد کے بے انتہاء قریب دیوار سے لگی۔ مرہا کی باتیں سوچ رہی تھی۔ اس کے آنسو نکل رہے تھے۔ احد اسے بس دیکھ رہا تھا۔ اس نے آنسو احد نے نرمی سے صاف کیے تو وہ ہوش میں آئی۔۔۔

"دور رہو مجھ سے۔" رجاء نے غصے سے کہا۔ تو احد مسکرا دیا۔ وہ پیچھے ہٹا اس نے رجاء کا ہاتھ پکڑا اور اسے شیشے کے سامنے لے آیا۔ رجاء تو دیکھ نہیں سکتی تھی۔ لیکن وہ اسے اپنی بانہوں میں لیے شیشے میں غور سے دیکھ رہا تھا۔ رجاء خود کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔

"دور تو نہیں رہ سکتا رجاء۔ لیکن کچھ بھی ہو تم میری بن کر بہت پیاری لگ رہی ہو۔" احد اس کی مزاحمت اور زہریلے لفظ برداشت کر کے مسکرا رہا تھا۔ رجاء بھلے ہی اس کی ہو چکی تھی۔ محبت تو اس کی نہیں حاصل کر سکا تھا۔

"میں کبھی تمہاری نہیں ہو سکتی۔ اور یہ اچھائی کا ڈھونگ بند کرو۔ مجھے تمہاری جھوٹی محبت کی بھیگ نہیں چاہیے۔ سمجھے۔" رجاء غصے سے پھنکاری۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ بھاگ جائے۔ لیکن احد کا حصار اور اس کی بینائی اسے اس کی اجازت ہی نہیں دے رہی تھی۔ احد نے اس کا دوپٹہ پنوں سے آزاد کیا۔ رجاء کی جان تو سہی معنوں میں اب نکلی تھی۔ اب وہ جھٹپٹا رہی تھی لیکن احد کا حصار اتنا کمزور نہیں تھا۔۔۔

"رجاء میری محبت جھوٹی نہیں ہے۔ سمجھی۔" احد نے اس کی ناک کی نتھنی کھولی۔ رجاء کے آنسو اب آنے والے تھے۔ اسے احد کا لہجہ محسوس ہو رہا تھا جیسے اس پہ خمار سا طاری ہو رہا ہو۔ اسے مرہا کی باتیں اب سچ لگنے لگی تھیں۔ احد کو رجاء کا روپ دیکھ کے سچ میں بہک رہا تھا۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ احد نے اسے جیولری سے آزاد کیا۔ اس کے بال کھول دیے۔ ساری جیولری اتار کے ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھ دی۔ وہ مسلسل خود کو آزاد کروانے کی کوشش

کررہی تھی لیکن احد کی گرفت اتنی بھی کمزور نہیں تھی۔وہ مسکرارہا تھا۔رجاء کو احد نے اپنی طرف موڑا اور اس کا ماتھا چوما۔رجاء احد کے لمس پہ ایک منٹ کے لیے کھو گئی۔۔

"رجاء نے تم سے سچی محبت کی ہے۔میری محبت جھوٹی کبھی نہیں ہو سکتی۔تمہیں لگ رہا ہے تم دیکھ نہیں سکتی۔یہ تمہاری کمی ہے لیکن میرے تم سے مکمل اور اچھی ہمسفر اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔رجاء تمہیں پتا ہے بچپن سے لے کر آج تک محبت کے لیے ترسا ہوں میں۔اپنے ماں باپ کی کمی دادا دادی نے بہت پوری کرنے کی کوشش کی۔لیکن ایک خالی پن سا ہے میری زندگی میں۔لیکن اب تم آگئی ہو نا یہ خالی پن جلد بھر جائے گا۔"احد نے اسے سینے لگائے کہا۔وہ خود کو چھڑادنے کی کوشش کی۔پر ناکام رہی۔احد کی باتیں سن کے وہ تھم گئی۔اسے احد کی آواز میں ایک درد ایک دکھ لگا۔اسے لگا کہ احد بہت اکیلا ہے۔۔۔

"رجاء کو خود سے الگ کیا۔وہ اپنے روم میں نوجود سلائڈنگ ڈور تک گیا۔ایسا لگ رہا تھا کہ وہ واڈروب ہے لیکن وہ تو ڈریسنگ روم تھا۔اندر واڈروب تھی۔اس نے وہاں سے ایک ہلکا سا گرے کلر کالون کا سوٹ لیا اور رجاء کے ہاتھ میں تھمادیا۔رجاء حیران تھی کہ وہ کرکیا رہا ہے۔اسے ایسے حیرت میں دیکھ کے احد نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

"جانم مت سوچا اتنا۔تمہاری مرضی کے بغیر شادی کرلی ہے لیکن حق تب تک نہیں جتاؤں گا جب تک تمہاری مرضی نہیں ہو گی۔اب زیادہ پریشان مت ہو۔اتنا ٹرسٹ کرسکتی ہو تم مجھ پہ۔۔۔۔"اس نے رجاء کے بال کان کے

پیچھے اڑیستے ہوئے کہا۔ رجاء کو اسکے رویے سے حیرت ہو رہی تھی۔ وہ اس قدر پر سکون کیسے رہ سکتا ہے۔ وہ تو اسے بہت کچھ سنا چکی تھی۔ اس نے رجاء کا ہاتھ پکڑا اور اسے واشروم تک لے گیا۔ وہاں اسے اندر چھوڑ دیا۔۔۔

"رجاء تم شاور لے لو۔ اور دروازہ بند کر دینا اوکے۔" یہ کہتا اس کا گال تھپتھپاتا باہر نکل گیا۔ رجاء کافی حیران تھی۔ وہ اس کا خیال چھوٹے بچے کی طرح رکھ رہا تھا۔ رجاء نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

"رجاء مجھے پتا یہ سب باتیں مرہا نے ہی تم سے کیں ہوں گی۔ جو بھی مرہا کو میں اپنا اور رجاء کا رشتہ خراب کرنے نہیں دوں گا۔" احمد کو رجاء کی باتوں سے محسوس ہو چکا تھا کہ کسی نے اسے احمد کے خلاف باتیں کہی ہیں۔ اسے پہلے تو بہت غصہ آیا لیکن وہ ابھی رجاء کو اپنی محبت محسوس کروانا چاہتا تھا۔ اسی لیے وہ چپ تھا ورنہ اسے غصہ بہت آرہا تھا رجاء کی کم عقلی پر۔۔۔۔

....

احمد بھی چینج کر چکا تھا۔ رجاء نہا کے باہر نکلی تو اچانک کسی چیز سے ٹکرائی۔ اس سے پہلے گرتی احمد نے اسے بجلی کی تیزی سے پکڑ لیا۔۔۔۔

"رجاء تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔" احمد نے اسے سیدھا کرتے ہوئے پوچھا۔ رجاء نے نہ میں جواب دیا۔ اس کے لمبے بال اس کی کمر بکھورہے تھے۔ دھلا دھلا چہرہ احمد کو بہت حسین لگ رہا تھا۔ احمد اسے شیشے کے سامنے لے آیا اور اس کے بالوں کو تولیے سے خشک کرنے لگا۔ رجاء اس کے انداز پہ حیران تھی۔۔۔۔۔۔

"میں دیکھ نہیں سکتی۔ لیکن میرے ہاتھ سلامت ہیں۔ میں خود کر سکتی ہوں۔" رجاء نے تولیا لیا۔ اور ال سکھانے لگی۔ احد کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔ وہ اسے کافی کیوٹ لگی۔۔۔۔

"ہاں ہاں جانم جانتا ہوں لیکن کیا ہے نا اپنی بیگم کا خیال رکھنا شوہر کا فرض ہے نا۔ بس اسی لیے۔" احد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رجاء چپ رہی۔ اس نے بال خشک کر لیے۔ احد نے اس کے بالوں میں برش کیا۔ رجاء کو اس کی کیئر پتا نہیں کیوں پسند آرہی تھی۔ وہ حیران تھی کہ کوئی اتنا خیال کیسے رکھ سکتا ہے۔۔۔

"ویسے یہ سب ایک دن کیا جا سکتا ہے۔ روز نہیں۔ اب تو مجھ جیسے معذور اور بے بس لڑکی تمہارے متھے لگ چکی تو روز یہ سب کرنے کا ڈھونگ مشکل ہو گا۔ ہے نا۔" رجاء نے زخمی سے مسکراہٹ چہرے پہ سجا کے احد کو طعنہ مارا کہ اس نے اندھی لڑکی کو جیون ساتھ بنا کے غلط کیا۔۔۔

"رجاء میرے صبر کا امتحان مت لو۔ اب ایسی بات مت کرنا سمجھی۔ یہ سب ڈھونگ نہیں ہے۔ اور ہاں روز ایسے ہی کروں گا۔" احد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہا۔ رجاء چپ ہو گئی۔ اپنی طبیعت کے برخلاف وہ اتنا کڑوا بولے جا رہی تھی۔۔۔۔

احد نے اس کے گلے میں ایک چین ڈال دی۔ جو بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کی گردن پہ لب رکھ دیے۔ رجاء کی جان نکل گئی۔ وہ کافی ڈر گئی۔ احد کا محبت جتانے کا انداز بہت مختلف تھا۔ اس نے رجاء کو بیڈ پہ لیٹا دیا۔ وہ اسکے ساتھ دوسری طرف لیٹ گیا۔ رجاء پتا نہیں کیوں کچھ بھی نہ بولی اور نہ کچھ کر پائی۔۔۔۔

....

"ردا! کہاں ہو تم۔" حیدر اور ردا آج رامین کے پاس ہی تھے۔ رجاء کے جانے کے بعد رامین کو بہت عجیب لگ رہا تھا تو ردا کو وہیں رکنا پڑا۔ حیدر بھی وہیں رک گیا۔ ابھی وہ ردا کو ڈھونڈتا کمرے میں پہنچا جو بیڈ پہ بیٹھی گہری سوچ میں تھی۔۔۔

"کیا بات ہے ردا پریشان لگ رہی ہو۔" حیدر نے اسے گم دیکھا تو ردا کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔ ردا جیسے ہوش میں آئی۔۔۔

"نہیں پریشان نہیں ہوں بس اداس ہوں۔" ردا نے اداسی سے کہا۔

"کیوں؟" حیدر نے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

"بس رجاء چلی گئی ہے نا اس لیے۔" ردا نے کہا تو حیدر مسکرا دیا اس نے بازو پھیلائے تو ردا نے ایک نظر اسے دیکھا اور اس کی بانہوں میں سما گئی۔ حیدر نے بازو کا گھیرا بنا دیا۔ حیدر نے اس کے بالوں پہ بوسہ دیا۔

"ردا ہماری رجاء کو احد بہت خوش رکھے گا۔ تم پریشان مت ہو۔ میرا دوست بہت محبت کرتا ہے رجاء سے۔" حیدر نے بہت پیار سے کہا۔ ردا نے سر ہلا دیا۔

"ویسے وائفی! اب رجاء کی بھی شادی ہو چکی ہے۔ تو" حیدر نے بات ادھوری چھوڑی۔ تو ردا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

"تو؟؟"۔۔۔

"تو اب اپنے اس شوہر پر بھی کچھ رحم کر دو۔" حیدر نے شرارت سے کہا۔ ردا اس سے الگ ہوئی۔۔۔

"مطلب؟"،،،

"مطلب یہ کہ اب ہمیں بھی اپنی فیملی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ دیکھو تمہاری امی اور میرے موم ڈیڈ کو کتنی خواہش ہو گی پوتی پوتے کی۔ تو وو وو" حیدر آنکھ مارتے اس کی طرف جھکا تو ردا نے اسکے سینے پہ ہاتھ رکھ دیا اور بلش کرتے ہوئے بولی۔۔

"بس ایسے ہی فضول باتیں سوچنا آپ۔" ردا اسے دور کرتی باہر بھاگ گئی۔ حیدر ہنسنے لگا۔

"ارے فضول نہیں ہیں نا۔ فیملی پلاننگ ہے نا۔" حیدر نے ہنستے ہوئے کہا تب تک وہ باہر جا چکی تھی۔ وہ دونوں کافی نزدیک آ چکے تھے۔ ردا کا بہت خیال رکھتا تھا حیدر۔۔۔۔

"سو جاؤ رجاء۔" احد بیڈ کی دوسری طرف لیٹ گیا۔ رجاء بیڈ پہ لیٹی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ احد نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔ وہ اس کے بے حد قریب لیٹا ہوا تھا۔ رجاء کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔ اسے بار بار مرہا کی باتیں یاد آ رہی تھیں۔ احد نے اس کے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوا۔۔

رجاء نے خود پہ قابو پالیا۔ اسے احد کا پاس ہونا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ احد نے اس پر کمفرٹر دیا اور اس کی کمر پہ ہاتھ رکھ کے خود میں بھینچا۔ رجاء یکدم بوکھلا گئی۔

"کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو مجھے۔" رجاء نے اس کا بازو ہٹاتے ہوئے غصے سے کہا۔ جو اس کی مزاحمت کو خاطر میں ہی نہیں لا رہا تھا۔ ایک خوبصورت سی مسکان نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا۔۔

"جانم فلحال تو کچھ نہیں کر رہا۔ لیکن تمہیں دیکھ کے میرے ارادے نہ ڈگمگا جائیں۔" احد کی معنی خیز بات پہ رجاء کا دل کیا ڈوب جائے۔ ایسے جواب کی تو اس نے امید نہیں کی تھی۔ رجاء نے اسی کے حصار میں دوسری طرف پہلو کر لیا۔ وہ بس غصے سے تلملاتی رہ گئی۔ اور احد مسکراتے رجاء کو کس کے بانہوں میں قید کر لیا۔ رجاء بس جلتی کڑھتی رہ گئی۔ وہ کچھ بھی نہ کر سکی۔ اور آخر کار نیند مہربان ہو ہی گئی۔ اور وہ سو گئی۔ احد بھی پر سکون سو گیا تھا۔۔۔۔۔

....

صبح ردا کی آنکھ کھلی تو دیکھا پہلو میں حیدر نہیں ہے۔ وہ فوراً بیڈ سے اٹھی اور بالوں کا جوڑا بناتی کپڑے لیتی واشروم میں گھس گئی۔ نہا کے باہر آئی تو دیکھا حیدر روشان اور رامین کے ساتھ چھوٹے سے ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھا ناشتے میں

مصروف تھا۔وہ کافی خوش تھا۔رامین سے ہنستے ہنستے باتیں کر رہا تھا۔ردا دروازہ میں کھڑی اسے مسکراتے دیکھ رہی تھی۔اسے حیدر سے محبت ہونے لگی تھی۔کتنا بے لوث انسان تھا۔یہی وہ سوچ رہی تھی کہ روشان کی آواز پہ ہوش میں آئی۔۔۔

"ارے آپی وہاں کیوں کھڑی ہیں۔یہاں آیئے دیکھیے حیدر بھائی کتنا ہنسا رہے ہیں۔" روشان کی بات پہ حیدر نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔حیدر کی پیٹھ ردا کی طرف تھی۔حیدر مسکراتا اسے دیکھ رہا تھا۔وہ نہا کے آئی تھی کافی فریش لگ رہی تھی۔۔۔

"ہاں ردا آجاؤ ناشتہ کر لو۔" رامین بھی بولیں تو ردا نے ہاں میں سر ہلایا اور حیدر کے ساتھ والی کرسی کھینچ کے بیٹھ گئی۔۔۔۔

"نیند پوری ہو گئی۔ورنہ مجھے تو لگا تھا شام کو ولیمے تک جاگنے کا ارادہ ہے۔" حیدر نے اس کے کان کے قریب جھک کر کہا تو ردا نے اسے گھوری دی۔وہ ناشتہ کرنے لگی۔اس نے آہستگی سے حیدر سے کہا۔

"معصوم مت بنیے۔آپ جگا سکتے تھے مجھے۔" ردا نے دانت پیس کے کہا۔ردا غصے میں کافی کیوٹ باتیں کرتی تھی۔حیدر کو اسے تنگ کرنے میں اور غصے دلوانے میں بہت مزہ آتا تھا۔۔۔۔۔

"یار تم سوتے وقت کافی پیاری لگ رہی تھی۔اس لیے بس" حیدر نے لاپرواہی سے کہا۔ان دونوں کو رامین دیکھ رہی تھی۔حیدر کی بات پہ ردا بلش کرنے لگی۔رامین نے ردا کو اتنا خوش دیکھا تو پر سکون ہو گئیں۔روشان تو پہلے کی جا چکا تھا رامین بھی کچن میں چلی گئیں۔دونوں کو کچھ وقت اکیلا چھوڑ دیا۔

"بس فلرٹ کرنے کا موقع چاہیے آپ کو۔" ردا اس کی لو دیتی نظریں برداشت نہیں کر پائی اور اپنی نظریں جھکا گئی۔حیدر نے ہنستے ہوئے اس کے چہرے پہ آتے بال پیچھے کیے۔۔

"اسے فلرٹ نہیں۔محبت کہتے ہیں میری جان۔جو میں صرف تم سے ہی کرتا ہوں۔" حیدر نے اس کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ردا پیچھے کو کھسکنے لگی۔حیدر بہت غور سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ردا کو یاد ہی نہیں رہا کہ وہ ناشتہ کر رہی ہے۔اس نے حیدر کے سینے پہ ہاتھ رکھ کے اسے دور کرنے کی کوشش کی۔حیدر نے اس کا ہاتھ سینے سے ہٹا کے لبوں سے لگایا۔۔

"حیدر امی۔" ردا نے کہا تو حیدر پیچھے ہوتے ہوئے بولا۔۔

"امی تو کب کی چلی گئیں۔" حیدر نے آنکھ دبا کے کہا تو ردا ہنس دی۔حیدر اس سے کس قدر محبت کرتا تھا ردا کو محسوس ہو رہا تھا۔اور یہ احساس اسے دنیا کا سب سے حسین احساس لگ رہا تھا۔۔۔

....

رجاء کی آنکھ کھلی۔تو خود پہ وزن محسوس ہوا۔احد اس پہ بازو رکھے ابھی تک سو رہا تھا۔رجاء جیسے ہی نیند کے خمار سے نکلی اسے سب یاد آیا۔اس نے احد کو ہٹانے کی کوشش کی۔احد جاگ گیا۔اس نے رجاء کی طرف دیکھا جس کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔غصے سے۔

"مارننگ جانم۔"احد کے حصار سے آزاد ہوتے ہی وہ بیٹھ گئی۔احد نے سیدھے ہوتے اسے وش کیا۔اور اس کی آنکھوں کو بوسہ دیا۔رجاء کچھ بھی نہ بولی۔۔

"کچھ تو بولو جانم۔"احد نے اسے بکھرے بال انگلیوں سے ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"رکو میں تمہاری مدد کر دیتا ہوں۔"احد سے بیڈ سے اٹھا۔اس کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی۔رجاء اس کا ہاتھ جھٹک کے بیڈ سے اٹھی۔احد بی اس کے پیچھے جا رہا تھا۔وہ سن ہی نہیں رہی تھی اسکی بات۔اچانک اس کا پاؤں کارپٹ میں پھنس گیا۔وہ لڑکھڑا گئی۔اس کا سر کاؤچ کے سامنے رکھے شیشے کے ٹیبل کے کونے پہ لگتا۔کہ احد نے اس کا بازو پکڑ لیا۔اور گرتے گرتے بچ گئی۔اسے کھینچنے پر وہ احد کے سینے سے آ لگی۔۔۔۔

"جانم تمہیں ابھی کسی بھی چیز کا اندازہ نہیں ہے۔تم ابھی بھی اپنے گھر کی بھول میں ہو۔میں جب کہہ رہا تھا کہ میں ہوں تمہارے لیے تو خود سے پھرتی دکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ابھی لگ جاتی چوٹ۔"

رجاء کو معلوم تھا کہ وہ اس کمرے سے واقف نہیں ہے۔لیکن پھر بھی وہ بغیر مدد کے اٹھی۔احد کا کافی غصہ آیا تھا۔اس کی اس حرکت سے اسے چوٹ بھی لگ سکتی تھی۔وہ خود پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ کافی سخت

سے رجاء سے بولا۔ جو اس کے حصار میں کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ پہلے تو وہ ڈر گئی تھی لیکن پھر ہمیشہ کی طرح احد اس کے لیے آ پہنچا تھا۔ وہ اسے کھروچ بھی نہیں آنے دے سکتا تھا۔۔۔

"کچھ بول رہا ہوں میں۔ غلطی میری ہی تو تھی شادی کی خوشی میں تو وہ تمام چیزیں ہٹوانی بھول ہی گیا۔ ویسے بھی آج ہم نیچے شفٹ ہو جائیں گے۔ لیکن میری بات یاد رکھنا تم میرے لیے سب کچھ ہو۔ اور مجھے پتا ہے تم یہ سب اپنی کمی مجھے دکھانے کے کر رہی ہو نا۔ تاکہ میں اکتا جاؤں اور تمہیں چھوڑ دوں تو یہ تمہاری بھول ہے۔ احد مجید ساری زندگی اپنی رجاء کے لیے سب کر سکتا ہے۔" احد اس نے اس کا ماتھا چومتے ہوئے چبا چبا کے کہا۔ رجاء کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا۔ وہ سخت لہجے میں بولی۔۔

"بکھر جاؤ گے احد مجید۔ میری تکلیفیں سمیٹتے سمیٹتے ٹوٹ جاؤ گے تم بھی۔ ویسے بھی یہ سب کہنا آسان ہے لیکن کرنا بہت مشکل۔ کچھ دنوں میں تمہاری اس خمار کا، اس کشش کا بھوت اتر جائے گا۔ کیونکہ معذور انسان کی دیکھ بھال آسان نہیں ہوتی۔ پھر جب وہ کسی کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔"۔۔۔

احد نے اس کی بات پہ گرفت سخت کر دی۔ رجاء کو کمر پہ اس کی گرفت جو نرم تھی سخت ہوتی محسوس ہوئی۔ احد کی آنکھوں میں غصے در آنے لگا۔ وہ کب سے خود پہ ضبط کیے بیٹھا تھا۔ رجاء کب سے ایسی باتیں کیے جا رہی تھی۔ جو اس کے دل پہ وار کر رہی تھی۔۔۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

"کتنی بار کہا ہے کہ معذور نہیں ہو تم۔ سمجھی۔اور میری محبت کوئی خمار نہیں ہے جو اتر جائے۔رجاء سے محبت کرنے سے احد کبھی اکتائے گا نہیں۔" احد نے غصے سے کہا۔اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا۔رجاء ابھی بھی اس کے حصار میں تھی۔۔۔۔

"دیکھتے ہیں۔خیر دیکھوں گی کیا۔لیکن وقت سب ظاہر کردے گا۔" رجاء نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔تو احد نے سائیڈ سمائل دی۔۔۔

"میری جان تمہیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔بس تم محسوس کرو میری محبت کو۔" احد نے اس کے کان میں جھک کے کہا اور اس کے کان کی لو کو شدت سے چوم لیا۔رجاء نے اسکا لمس محسوس کرتے آنکھیں موندلیں۔اس کا دل احد کی قربتے زور زور سے دھڑک رہا تھا۔احد جب جب رجاء کے قریب جاتا تھا ایک عجیب سا سکون محسوس ہوتا تھا۔۔۔احد نے اسے چھوڑ دیا۔۔۔

اس نے رات کی طرح ایک سرخ اور گولڈن کلر کا فراک رجاء کو تھما دیا۔اس نے رجاء کو واشروم تک چھوڑ دیا۔احد خود ساتھ والے روم میں چلا گیا شاور لینے۔واپس آیا تو سادہ سی سی گرین شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس تھا۔اس کے چہرے پہ کافی سکون تھا۔ہمیشہ کی طرح اس کی پرسینلٹی کافی چارمنگ لگ رہی تھی۔رجاء نہا کے باہر آئی۔اس نے بالوں کو تولیے سے ڈھک رکھا تھا۔اور سرخ اور گولڈن نیٹ کے فراک میں ملبوس،دھلا دھلا چہرہ احد کو بہت حسین لگ رہا تھا۔وہ ہاتھ ہوا میں لہراتی آگے بڑھنے لگی۔احد نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔۔۔

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کرنے کے بعد اس نے رجاء کے فراک کی زپ بند کر دی جو کھلی رہ گئی۔رجاء اس کی انگلیوں کو اپنی بیک کو ٹچ ہوتے ہی پسینا پسینا ہونے لگی۔اسنے رجاء کے بال تولیے سے آزاد کیے۔کچھ جو اس کے چہرے پہ چپک رہے تھے۔انگلیوں سے پیچھے کیے۔رجاء کی پلکیں بھاری ہونے لگیں۔۔۔

"بہت حسین لگ رہی ہو۔جانم۔"احد نے اس کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

رجاء کچھ نہ بولی۔احد نے اس کے بال خشک کیے۔اسے پوری طرح تیار کیا۔چوڑیاں پہنا رہا تھا۔بلکل ویسی ہی چوڑیاں جو رجاء نے توڑ دیں تھی۔۔۔

"یاد ہے رجاء۔تم نے میری دی ہوئی چوڑیاں توڑ دیں تھی۔بلکل ویسی ہی ہیں یہ۔اب انہیں مت توڑنا۔"احد نے رجاء کا ہاتھ پکڑے چوڑیاں پہناتے ہوئے کہا۔رجاء بس پتھر بنی سن رہی تھی۔کوئی ری ایکشن نہیں دے رہی تھی۔۔

"ہاں یاد ہے مجھے۔ان چوڑیوں کی طرح ایک دن تمہارا یہ محبت کا ڈرامہ بھی چکنا چور ہو جائے گا۔"رجاء نے کڑوے لہجے میں کہا۔اس کے انداز سے کڑواہٹ چھلک رہی تھی۔۔۔۔

احد مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔اس نے رجاء کی بات کا جواب نہیں دیا۔رجاء کا ہاتھ تھام کر نیچے لے گیا۔رجاء صائمہ اور کاظم صاحب کے ساتھ کافی مسکرا مسکرا کے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

ناشتے کے وقت خود احد نے اس کا ناشتہ لگایا۔ محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے۔ محبوب کے علاوہ اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ احد نے رجاء کو ناشتہ کروا رہا تھا۔ رجاء تو جھینپ گئی تھی۔ احد سب کے سامنے اسے ناشتہ کروا رہا تھا۔ رجاء اسے کچھ بول بھی نہیں سکتی تھی۔ سب مسکرا رہے تھے کہ احد کس قدر خیال رکھ رہا ہے رجاء کا۔

رشنا بھی ناشتہ کر رہی تھی۔ عمر برے برے منہ بناتا اسے دیکھ رہا تھا۔ سنہری رنگت اور دلکش نین نقش اوپر سے چشمہ لگائے وہ کافی اٹریکٹو تھی۔ لیکن عمر کو وہ زہر لگ رہی تھی۔۔۔

"اے چشمش مجھے یہ جوس کا جگ پاس کرنا۔" عمر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ رشنا نے اسے زبردست گھوری دی۔۔۔۔

"عمر یہ کیا بدتمیزی ہے تمیز سے بات کرو۔" صائمہ نے اسے لتاڑا۔ عمر نے گندا سا منہ بنایا۔۔۔۔

"میڈم چشمش مجھے یہ جگ پاس کر دیجیے پلیز۔" عمر نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا۔ رشنا نے منہ بنایا اور غصے سے بولی۔۔۔۔

"میرا نام رشنا ہے۔ مجھے چشمش مت کہنا سمجھے۔"۔۔۔۔

"ہنہ رشنا کہنا۔" عمر نے آہستگی سے اس کی نقل اتاری۔ رشنا نے دل کر رہا تھا عمر کو رکھ کے دو دے کان کے نیچے۔۔۔

"بہت پھدک رہاہے یہ لنگور۔اس کا کچھ کرنا پڑے گا۔" رشنا نے دل ہی دل میں کہا۔اپنا چشمہ انگلی سے پیچھے کرتی وہ عمر کا کھاجانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔عمر بس جلادینے والی مسکراہٹ اچھال رہا تھا۔۔۔

....

"میڈم آیئے میں آپ کولون میں لے چلتی ہوں۔" رشنا نے رجاء سے کہا۔ناشتے کے بعد رجاء لاونج میں بیٹھی تھی۔احد اسے وہاں بٹھا کے کسی کام سے گیا تھا۔۔۔۔

"رشنا مجھے رجاء کہہ سکتی ہو۔تم۔" رجاء نے اس کا ہاتھ پکڑنے لگی۔تو عمر نے ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔

"بھابھی میں آپکو لے چلتا ہوں باہر۔" عمر نے رشنا کو چڑھاتے ہوئے رجاء سے کہا۔تو رجاء مسکرانے لگی۔اسے عمر میں روشان کی جھلک محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔رجاء میرے ساتھ جائیں گی۔احد سر نے مجھے یہ کام کہا ہے۔" رشنا نے کمر پہ ہاتھ ٹکاتے ہوئے کہا اور پھر غصے سے رجاء کا ہاتھ عمر کے ہاتھ سے لے لیا۔۔۔

"اوہیلو۔بھابھی ہیں یہ میری۔میرے ساتھ ہی جائیں گی۔" عمر نے پھر سے رجاء کا ہاتھ پکڑ لیا۔رجاء دونوں کی لڑائی سن کے مسکرائے بنا نہ رہ سکی۔۔۔

"رجاء کا خیال رکھنا میرا کام ہے۔ میں ان کی کیئر ٹیکر ہوں تو میں ہی ان کا خیال رکھوں گی۔ سمجھے تم سرکس کے لنگور۔" رشنا نے ناک پھلا کے اسے نئے نام سے متعارف کروا دیا۔ عمر کا منہ ہی کھل گیا۔ ایسا نام سن کے۔۔۔

"کیا کہا تم نے میں سرکس کا لنگور ہوں۔"۔۔۔۔۔

"ہاں بلکل" رشنا نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم کیا سمجھتی ہو خود کو کوئی شہزادی لیکن تم جنگل کی ریچھنی لگتی ہو۔ چشمے والی ریچھنی۔" عمر نے ہنستے ہوئے کہا۔ رجاء ان دونوں کی باتیں سن کے ہنسنے لگی۔ اس کی ہنسی میں احد جو ابھی گھر میں داخل ہوا تھا کھو گیا۔ کافی دنوں بعد اسے ہنستے دیکھ اس کے دل کو سکون ملا۔۔۔

"بس کرو تم دونوں۔ میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ اب لڑنا بند کرو۔" رجاء نے ہنستے ہوئے دونوں کو چپ کروایا۔۔۔

"کارٹون ہی ہو دونوں۔" رجاء نے ہنستے ہوئے کہا۔ احد کو دیکھ کے دونوں کچھ بولنے ہی والے تھے کہ احد نے دونوں کو چپ کر کے نکل جانے کو کہا۔ دونوں سر ہلاتے ایک دوسرے کو گردن کٹنے کا اشارہ کرتے باہر نکل گئے۔ رجاء ہنس رہی تھی۔ کہ نے اس کے گال پہ لب رکھ دیے۔ رجاء ہنستے وقت احد کو کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

احد کی حرکت پہ رجاء کی ہنسی کو بریک لگی۔ وہ اس لمس کو اس خوشبو کو لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔۔۔۔۔

"ہنستے ہوئے کتنی اچھی لگتی ہو نا جانم۔" رجاء کو پیچھے سے بانہوں کے گھیرے میں لیے وہ اس سے بولا۔ رجاء چپ ہو گئی۔۔۔

"ت تم کب آئے اور رشا اور عمر کہاں گئے؟" رجاء احد کی اچانک حملے پہ گھبرا گئی اور اپنی گھبراہٹ پہ قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

"دونوں سمجھدار ہیں اسی لیے کباب میں ہڈی بننا نہیں چاہتے تھے۔" احد کے لہجے میں شرارت در آئی۔ رجاء بھی مسکرانے پہ مجبور ہو گئی۔۔۔

اچانک صائمہ وہاں داخل ہوئیں۔ احد فوراً رجاء سے دور ہوا۔۔۔

"احد تم نیچے گسٹ روم میں شفٹ ہو رہے ہو۔ اور یہ کیا یہ سارا سامان کیوں نکلوا رہے ہو۔" دادی نے آتے ہی احد سے سوال کیا۔ احد نیچے رجاء کی وجہ سے شفٹ ہو رہا تھا۔ سڑھیاں رجاء کے لیے مشکل تھیں۔ تو احد مسکراتے ہوئے دادی سے مخاطب ہوا۔۔۔

"دادی وہ رجاء کے لیے مشکل ہو گی سڑھیاں چڑھنا۔ اور سامان سارا نہیں نکلوا رہا صرف کچھ چیزیں ہیں۔ جیسے کونوں والے ٹیبلز، ڈرارز، واس وغیرہ۔ کیوں کہ یہ چیزیں رجاء کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہیں۔ ایسی چیزیں جس سے چوٹ لگنے کا خطرہ ہو۔ سب نکال رہا ہوں۔ اب کمرہ میں گول ٹیبلز ہوں گے۔ باقی کپڑے تو فہیم چاچا نے سیٹ کروا دیے ہیں۔" ،،،،،

رجاء حیران و پریشان سب سن رہی تھی۔ احد یہ سب کیوں کر رہا تھا۔ سوچ رہی تھی کہ اگر اسے اپنے فائدہ کے لیے استعمال کر رہا ہے تو اس قدر کیوں خیال رکھ رہا تھا۔

رجاء کے گرنے کے بعد احد نے کمرے کے ساتھ تمام چیزیں جو رجاء کے لیے چوٹ کا باعث بن سکتی تھیں۔ اسے ریمو کروا دیا تھا۔ وہ رجاء پہ ایک کھروچ بھی نہیں برداشت کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

....

شام ہو چکی تھی۔ رجاء اور احد کا ولیمہ تھا۔ رجاء تیار ہونے گئی پارلر گئی تھی۔ احد نے اسے چھوڑا تھا اور اب وہ ہی اسے لینے گیا تھا۔ پارلر کے باہر اسکا انتظار کر رہا تھا۔ کلیے اور بلیک کلر کا تھری پیس پہن رکھا تھا۔ جل سے اپنے براؤن بال سیٹ کیے۔ گرے آنکھوں میں وہ سنجیدگی۔ مغرور چال اور اس کی امپریسو شخصیت بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا رجاء کا ویٹ کر رہا تھا۔ وہاں موجود لڑکیاں مڑ کے اسے ایک نظر دیکھتی ضرور تھیں۔۔۔

اچانک اس کی نظر سامنے سے آتی پالر والی کا ہاتھ تھامے آتی رجاء پہ پڑی۔ کوپر گولڈن اور ڈیپ ریڈ کلر کی لونگ ٹیل والی میکسی تھی۔ اس پہ کافی ہیوی کام ہوا تھا۔ بالوں کو کھلا چھوڑے۔ ڈل گولڈن کلر کی نازک سی جیولری۔ مانگ ٹیکا اور میک اپ سے رجاء احد کو چاروں خانے چت کر رہی تھی۔ احد نے رجاء کا ہاتھ تھاما اور دوسرا کندھے پہ پھیلا دیا۔ پالر پالر والی کا شکریہ ادا کرتے فرنٹ ڈور کھولا۔ اور اس آرام سے بٹھا دیا۔ رجاء کچھ بھی نہیں بول رہی تھی۔ وہ

بس اس کی خوشبو محسوس کر رہی تھی۔احد نے بڑی مشکل سے نظر ہٹا رکھی تھی۔وہ چپ چاپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ہال میں پہنچتے ہی رجاء احد کا ہاتھ تھامے اندر گئی۔

"چھوڑو مجھے نیچے اتارو۔میں کہتی ہوں نیچے اتارو مجھے۔کیوں کر رہے ہو ایسا۔کیوں اچھا ہونے کا ڈارمہ کر رہے ہو۔"اس نے رجا بانہوں میں اٹھالیا۔رجاء اس کی حرکت پہ ششدر رہ گئی۔اسے بہت غصہ آرہا تھا۔اس نے سختی سے کہا۔وہ جو مزے سے اسے بانہوں میں اٹھائے آہستہ آہستہ میرج ہال کی سڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

"جانم تمہیں چھوڑنے کے لیے تھوڑی ہی اٹھایا ہے۔اب تو تم سٹیج پہ جا کے ہی قدم رکھو گی۔اور جہاں تک بات سب کرنے کی ہے تو کیوں نہ کروں میں سب تمہارے لیے۔بیوی ہو میری۔محبت ہو میری۔تمہاری آنکھوں کی روشنی اب میں ہوں۔تمہارا خیال رکھنا فرض ہے میرا۔"وہ سڑھیاں چڑھتے ہوئے مسکرا کے بولا۔اس نے جھک رجاء کے سر پہ بوسہ دیا۔تو رجاء نے آنکھیں بند کر لیں۔

اسے اب واقعی میں پسینے آرہے تھے۔احد اسے سب کے سامنے سٹیج تک لے جائے گا۔احد کو تو جیسے کوئی شرم ہی نہیں آرہی تھی۔احد کی بے باک حرکتوں سے رجاء ایک دن میں تنگ آچکی تھی۔۔۔۔۔

احد رجاء کو بانہوں میں اٹھائے ہال تک پہنچا۔احد رجاء میں کھویا ہوا تھا اور رجاء کو پسینے آرہے تھے۔وہ سمجھ چکی تھی وہ ہال میں پہنچ چکی ہے۔۔۔۔

"احد پلیز نیچے اتارو۔ہال آگیا ہے لوگ کیا کہیں گے۔" رجاء نے آخر کار لہجہ نرم رکھا۔احد اس کی نروسنس سمجھ رہا تھا۔احد مسکرایا۔

"میں نے تم سے پہلے کہا تھا کہ تم اب سٹیج پہ ہی قدم رکھو گی۔اس لیے زیادہ مت سوچو۔" رجاء احد کی بات سن کے جھنجھلانے لگی۔احد کو کچھ فرق نہیں پڑھ رہا تھا۔۔۔۔

"رجاء کیوں خود کو تھکا رہی ہو۔تم جانتی ہو نا میں کس قدر ضدی ہوں۔ایک بار بول دیا کہ تم سٹیج پہ قدم رکھو گی تو ایسا ہی ہو گا۔" احد نے حتمی لہجے میں کہا۔تو رجاء نے تھک ہار کے کوشش ترک دی۔احد رجاء کو بانہوں میں اٹھائے جیسے ہی ہال میں داخل ہوا تو سپاٹ لائٹ کا فوکس تھا ان پر۔سب لوگوں کی نگاہوں کا مرکز تھے دونوں۔کچھ لوگ حیران تھے۔کچھ مسکرا رہے تھے۔کچھ کو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ ہو کیا رہا ہے۔کچھ لوگ داد دے رہے تھے۔اور چند سٹیاں بجا رہے تھے۔یہ تھے احد کے دوست۔جو کافی حیران تھے اچانک شادی کی وجہ سے۔اور اپنے دوست کا انداز دیکھ کے بھی کافی حیران تھے۔۔۔۔

احد نے رجاء کو نرمی سے سٹیج پہ اتارا اور آرام سے صوفے پہ بٹھا دیا۔اور پورے حق سے اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔۔۔۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہے میری بہو۔" صائمہ نے آتے ہی اس کی نظر اتاری۔کاظم صاحب بھی وہیں تھے۔انھوں نے رجاء کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔رجاء مسکرا دی۔۔

"دادی دادو آپ کی بہو کیا آگئی اپنے پوتے کو ہی بھول گئے ہیں۔ ویری بیڈ۔" احد نے منہ بناتے ہی مصنوعی ناراضگی ظاہر کی۔ صائمہ نے اس کے کندھے پہ چپت لگائی۔ تو احد مسکرا دیا۔ آمین صاحب اور زہرا کی موت کے بعد وہ کافی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ صائمہ کا دل کڑھتا تھا یہ دیکھ کے لیکن رجاء کے اس کی زندگی میں آنے کے بعد وہ پھر سے وہی ہنس مکھ احد بن رہا تھا۔ اب اس کی گرے آنکھوں میں ویرانی کی جگہ شرارت تھی۔ رجاء کے لیے بے پناہ چاہت تھی۔۔

کاظم بھی کھڑے مسکرا رہے تھے۔ انھوں نے احد کو گلے لگایا۔ تبھی احد کی نظر سامنے سے آتی رامین روشان حیدر اور ردا پہ پڑی۔۔۔

"السّلامُ علیکم۔" رامین نے سلام کیا۔۔۔

"وعلیکم السلام۔ کیسی ہیں آپ آنٹی اور روشان میاں کیسے ہو۔" احد کھڑا ہو گیا۔ رامین نے اسے دلاسہ دیا۔ ردا نے رجاء کو گلے لگا لیا۔ سب سے ملنے کے بعد ردا رجاء سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"ماشاءاللہ رجاء بہت پیاری لگ رہی ہو۔" ردا نے رجاء کو پھر سے گلے لگا لیا۔۔۔

"تھینکس بھائی میری بہن کی زندگی کو خوشیوں سے بھرنے کے لیے۔" ردا نے نم آنکھوں سے احد کو دیکھا احد مسکرایا۔۔۔

"ردا رجاء اب میری ذمہ داری ہے۔ آپ سب فکر مت کیجیے۔ میں یہ ذمہ داری دل و جان سے نبھاؤں گا۔" احد آنکھوں میں محبت کا جہاں سموئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ رجاء جو اپنی دوپٹے کا کونے پکڑے نروس پہ قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

"ویسے احد میاں اگر رجاء کو دیکھنے سے فرصت مل گئی ہو تو ہم سے بھی مل لو۔" حیدر جو سب کے پیچھے کھڑا تھا۔ بول پڑا۔ احد ہنسا اور حیدر کے گلے لگا اور اسے کمر پہ دھپ رسید کر دی۔۔۔۔

"فضول انسان ہے بس۔ ہر جگہ شروع ہو جاتا ہے،" احد نے ہنستے ہوئے کہا۔ حیدر ہنسنے لگا۔ ردا بھی رجاء سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

"احد رجاء کی ذمہ داری کافی بڑی ہے۔ تم میرے بچی کا خیال تو رکھ پاؤ گے نا۔" رامین نے اپنا ڈر احد کو بتا دیا۔ شادی تو انہوں نے کروا دی تھی لیکن ڈر تھا کہ احد رجاء کا خیال تو رکھ پائے گا نا۔

"آنٹی میں رجاء پہ ایک آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ فکر مت کیجیے اپنی جان سے بڑھ کے خیال رکھوں گا میں رجاء کا۔" احد نے انھیں تسلی دی۔ تو رجاء دل میں بولی۔۔۔

"یہ تو وقت ہی بتائے کہ کب تک اچھائی کا ڈھونگ کر سکو گے تم۔ تم جیسا منافق میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ احد مجید۔" رجاء کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔ اس کی ناک کی لونگ اپنی آب و تاب سے چمک رہی تھی۔ احد ہمیشہ کی طرح دیوانہ ہی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"اور آنٹی جی میں بھی تو ہوں نارجاء کا خیال رکھنے کے لیے۔" اچانک پیچھے سے ایک نسوانی آواز گونجی سب نے دیکھا تورشا چشمہ ہمیشہ کی طرح انگلی سے پیچھے کرتی بولی۔ سب اسے اجنبی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔

"آنٹی یہ رشنا ہے رجاء کی کیئر ٹیکر۔ میرے آفس میں رہنے تک یہ رجاء کا خیال رکھیں گی۔" احد نے تعارف کروایا۔ سب سے ملنے کے بعد وہ رجاء کا مانگ ٹیکا سیٹ کرنے لگی جو احد کے اٹھانے کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا۔ رامین بہت خوش تھیں احد کو رجاء کا اس قدر دھیان رکھتے دیکھ۔۔۔۔

"اور آنٹی اس چشمش کا پتا نہیں لیکن میں بھابھی کا خیال ضرور رکھوں گا۔ آخر کو میری اکلوتی بھابھی جو ہیں۔" عمر بھی بال سٹائل سے پیچھے کرتا سٹیج پہ پہنچا۔ رشنا کی بات کاٹنا تو اس کی ہوبی بن چکی تھی۔۔۔۔۔

"السلام علیکم آنٹی کیسی ہیں آپ؟" عمران کے سامنے جھکا رامین نے اسے دلاسہ دیا۔ رجاء کی طرف احد کھڑا تھا اور دوسری طرف رشنا تھی۔ ردا سٹیج سے اتر چکی تھی۔ حیدر بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ ڈراک گرین نیٹ کے فراک میں نیٹ کا دوپٹہ کندھے پہ رکھے۔ بالوں کا جوڑا بنائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ حیدر تو اس سے نظریں ہی نہیں ہٹا پا رہا تھا۔۔۔۔

"ویسے آنٹی یہ کیا خیال رکھے گا رجاء کا۔ خود اس کا حلیہ دیکھیے لگ رہا ہے دو ہفتوں سے نہایا نہیں ہے۔" رشنا نے اسے سر سے پیر تک دیکھا جو وائٹ شرٹ جس کے بٹن کھلے تھے اس کا سینہ نظر آ رہا تھا ڈارک بلیو پینٹ اور کوٹ پہنے اچھا لگ رہا تھا لیکن رشنا کا دل کر رہا تھا اسے جنگلی جانوروں کے آگے چھوڑ دے۔۔۔۔

"اوہیلو چشمش میں روز نہاتا ہوں اوکے اور تم خود کو دیکھو بندریا لگ رہی ہو بلکل۔اس ساڑھی میں،" رشانے سلور کلر کی ساڑھی پہن رکھی تھی۔لگ تو بہت پیاری تھی لیکن عمر کو زہر ہی لگ رہی تھی۔۔۔

"تم دونوں پھر سے شروع ہو گئے۔گھر جا کر لڑ لینا ابھی چپ کر جاؤ۔" احد نے دونوں کو ڈانٹا۔دونوں کا منہ بن گیا۔۔۔

"پر بھائی دیکھیے کیسی باتیں کر رہی ہے یہ۔" عمر نے منہ لٹکاتے ہوئے معصومیت سے کہا۔۔۔

"میں تمہیں بھی بہت اچھے سے جانتا ہوں عمر۔اب چپ کر جاؤ۔مجھ سے اپنی پول مت کھلوانا یہاں۔" احد نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔عمر نے ایک نظر رشا کو دیکھا اسے ایسا لگ رہا تھا وہ اس کا مذاق اڑا رہی ہو۔۔۔

"دیکھ لوں گا اس بندریا کو۔" دل میں کہتا پاؤں پٹختا نیچے اتر گیا۔رامین رجاء کے ماتھے پہ بوسہ دیتی نیچے اتر گئیں۔روشان تو پہلے ہی اتر چکا تھا۔رشا بھی مسکراتی نیچے اتر گئی۔۔۔

....

سبکے جانے کے بعد فائنلی رجاء کے ساتھ کچھ وقت مل گیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کچھ بولتا اس کی حیرانگی کی کوئی انتہاء نہیں رہی جب سامنے سے اشفاق صاحب سارہ اور مرہا ہاتھوں میں پھولوں کا بوکیٹ لیے اس طرف آ رہے تھے۔وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔

"چاچو آپ یہاں؟" احد نے سوال کیا اسے پتا نہیں کیوں بہت عجیب لگ رہا تھا۔ وہ تو اس شادی کے خلاف تھے پھر اچانک یہاں کیسے آ گئے۔ اور مرہا بھی آئی تھی۔۔۔۔

"کیوں بھئی اپنے اکلوتے بھانجے کی شادی نہیں آ سکتے کیا۔" اشفاق صاحب نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ میں پھول تھما دیے۔ احد منہ کھولے سب دیکھ رہا تھا کہ آخر اتنی تبدیلی کیسے آ گئی تھی۔ کل تک وہ رجاء کو ماننے کو تیار نہیں تھے لیکن آج اچانک خوشی خوشی آ گئے تھے۔ سارہ رجاء سے ملیں۔ مرہا کو نا چاہتے رجاء سے ملنا پڑا۔۔۔۔

"ایسی بات نہیں چاچو ایسی بات نہیں ہے۔" احد ان کے گلے لگ گیا۔ رجاء کا وہ پہلے تعارف کروا چکا تھا۔۔۔۔ اشفاق اور سارہ جا چکے تھے۔ مرہا انگلیاں مروڑتی احد تک آئی۔۔۔

"احد پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں نے بہت غلط کیا۔ میں سمجھ چکی ہوں کہ تم رجاء جو چاہتے ہو۔ حد سے زیادہ۔" مرہا نے آنسو آنکھوں میں بھرتے ہوئے کہا۔ اس کی آنسو تو احد کو عجیب لگے لیکن احد اس کی بات پہ مسکرایا۔

"کوئی بات نہیں مرہا ہو جاتا ہے۔ اب ایسا کبھی مت سوچنا۔ تمہارے لیے خدا نے بہترین ساتھ چن رکھا ہو گا۔" احد نے دل بڑا کرتے ہوئے کہا۔ اسے شاید پتا نہیں تھا کہ مرہا اس کے لیے کتنی پاگل تھی۔ وہ احد کو پانے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔۔۔

"ویسے ماننا پڑے بہت زبردست چوائس ہے تمہاری۔ بہت پیاری بیوی ہے تمہاری۔" مرہا نے رجاء کو دیکھتے شرارت سے کہا۔ رجاء بھی مصنوعی مسکرائی۔۔۔۔۔

"تھینکس مرہا۔ میری رجاء ہے ہی بہت حسین۔ مصنوعی حسن سے پاک۔ کیونکہ حسن دل کا بھی ہوتا ہے اور میری رجاء کا دل سونے جیسا ہے۔" احد نے رجاء کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا۔ مرہا نے زبردستی چہرے پہ مسکراہٹ لائی۔۔۔ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ اتر گئی۔ احد رجاء کے قریب ہوا۔ رجاء بخوبی اس کی سانسیں اپنے چہرے پہ محسوس کر سکتی تھی۔ اسے اپنے گرد لوگوں کی باتیں کان میں پڑ رہی تھی۔ سب اسے ہمدردی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ اور احد کے فیصلے پہ افسوس کر رہے تھے۔ احد تو بس اس میں کھویا لوگوں کی باتوں کو نظرانداز کر رہا تھا۔۔۔

رجاء کے قریب ہوتے ہی احد نے پھونک ماری۔ رجاء کے چہرے پہ آتی لٹیں لہرائیں۔ رجاء کو بہت غصہ آ رہا تھا۔ بس ضبط کیے بیٹھی تھی۔۔۔

"جانم کب سے اگنور کیے جا رہی ہو اپنے مظلوم شوہر کو۔" احد نے سرگوشی کی۔ اسکے لہجے میں محبت ہی محبت تھی۔ رجاء کا دل کر رہا تھا کہ اس کا گلا دبا دے۔۔۔

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر فلرٹ۔" رجاء نے دانت پیس کے کہا تو رجاء نے دانتوں تلے ہونٹ دبا دیے۔ اور ہنسی دبانے کی کوشش کرنے لگا۔ رجاء کو تنگ کر کے اس بہت مزہ آتا تھا۔۔۔۔۔

"تم سے فلرٹ کرنے کا پورا حق ہے مجھے جانم۔" احد نے شوخ لہجے میں کہا تو رجاء جھنجھلا گئی۔ اس نے احد کے ہاتھ جو اس کے ہاتھ پہ تھا پہ چیونٹی کاٹی۔ وہ بلبلا اٹھی۔۔۔

"آہ میری جنگلی بلی کو غصہ آرہا ہے۔ سوئیٹ جانم۔" احد نے ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔ تو رجاء کا دماغ خراب تھا کہ وہ اسے باتیں سنا رہی ہے اور وہ سننے کے باوجود نرمی سے بات کر رہا تھا۔ رجاء بس ضبط ہی کرتی رہ گئی۔۔۔۔

"احد بس بھی کردو۔ مت تنگ کرو مجھے۔" رجاء نے التجاء کی۔۔۔۔

"جانم کیا ہے نا تمہیں تنگ کرنے کا لائسنس ہے میرے پاس۔" احد نے اس کے ہاتھ پہ ہلکا سا دباؤ ڈالا۔ رجاء نے کڑوا سا منہ بنایا۔ یہ منظر سامنے کھڑی مرہا دیکھ رہی تھی۔ اس نے تو کوشش کی تھی دونوں کے رشتے کو ناکام بنانے کا۔ لیکن یہ کیا دونوں خوش لگ رہے تھے۔ مرہا کی آنکھوں سے انگارے برس رہے تھے۔ بس خود پہ ضبط کیے بیٹھی تھی۔ ورنہ کب کی رجاء کو بیچ سے ہٹوا چکی تھی۔۔۔۔۔

"تم دونوں کی شادی شدہ زندگی میں آگ نہ لگا دی تو میرا نام مرہا نہیں۔" مرہا نے تلملاتے ہوئے دل میں کہا۔ ضبط سے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں۔۔۔

....

"ردا!" ردا ابھی امی کے پاس ٹیبل پہ بیٹھی تھی۔ کچھ بات کر رہی تھی۔ کہ اچانک اس کے پیچھے حیدر کھڑا تھا۔ وہ بول اٹھا۔ اس نے ردا کو آواز دی۔ آواز میں کافی بے چینی تھی۔۔۔

"جی! کیا ہوا حیدر کچھ کام تھا۔" ردا نے اچھنبے سے پوچھا۔ حیدر نے مسکراتے ہوئے راہین کو دیکھا اس کا دل کیا سر پیٹ لے۔۔۔۔

"ہاں تم آؤ۔کچھ کام ہے۔"حیدر نے کہا تو امین نے ردا کے کندھے پہ ہاتھ رکھ دیا اور بولیں۔

"جاؤ بیٹا کچھ کام ہو گا حیدر۔"ردا نے اثبات میں سر ہلایا۔ردا حیدر کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔اسے حیرانگی ہو رہی تھی۔حیدر کی آواز میں سنجیدگی تھی۔ورنہ تو وہاں ہمیشہ شرارت ہی ہوتی ہے۔اسے لگ رہا تھا کچھ غلط ہو رہا ہے۔حیدر اسے ایک سائیڈ پہ لے آیا۔جہاں کوئی نہیں تھا۔۔

"حیدر کیا ہوا۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔کچھ بولیے۔"ردا نے پوچھا تو حیدر نے ایک ردا کی کلائی کھینچی وہ جھٹکے سے اس کے سینے سے آلگی۔حیدر نے اس کے گرد بازوؤں کا ہالہ بنا دیا۔وہ نکل ہی نہیں سکتی تھی اس کے حصار سے۔۔۔

"مجھے بتاؤ کب تک چلے گا یہ۔"حیدر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ردا کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔۔۔

"کس کی بات کر رہے ہیں آپ حیدر۔"ردا نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے حیرانگی سے پوچھا۔۔

"تم جانتی ہی میں کس کی بات کر رہا ہوں۔"حیدر نے مزید رجاء کو کھینچا۔اب دونوں کے درمیان فاصلہ ختم ہو چکا تھا۔۔۔

ردا کو اس کی آواز اور پکڑ میں سختی محسوس ہو رہی تھی۔اسے عجیب لگا۔اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔

"آئم سوسوری حیدر۔ اگر آپ کو میری کوئی بات بری لگی ہو۔" ردا نے نظریں جھکالیں۔ یہ وقت تھا حیدر پگھلا۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔

"ارے ارے میری جان تو رونے لگی۔ یار مذاق کررہا تھا ایک مذاق بھی نہیں سمجھ سکتی۔" حیدر نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھر لیا اور محبت سے کہا تو ردا کو بہت غصہ آیا۔ اس نے حیدر کے سینے پہ تھپڑ جکڑ دیا۔

"حیدر آپ نے تو میری جان ہی نکال دی تھی۔" ردا نے ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے کہا۔ تو حیدر نے اس کے آنسو صاف کیے۔ اس کی آنکھوں پہ باری باری لب رکھ دیے۔ ردا اب بلش کرنے لگی تھی۔ اس نے حیدر کو دھکا دیا اور ہنستی ہوئی دوسری طرف چلی گئی۔۔۔۔

"جتنا بھاگنا ہے بھاگ لو۔ آنے تو میرے پاس ہی ہے۔" حیدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ردا کافی لال ہو چکی تھی۔ حیدر کی محبت نے اسے اعتماد بخش دیا تھا۔ ایک شرمیلی سی مسکان اس کے چہرے پہ آگئی۔۔۔۔

....

ولیمہ کا فنکشن اختتام کو پہنچ چکا تھا۔ سب لوگ گھر کو روانہ ہو چکے تھے۔ رجاء اور احد ابھی پہنچے تھے۔ احد کا فون بجا۔ اس نے رجاء کا ہاتھ رشنا کو تھمادیا کہ وہ اسے کمرے میں چھوڑ دے۔۔۔۔۔

"رجاء آپ بہت پیاری لگ رہی تھیں۔" رشنا نے کہا تو رجاء مسکرادی۔۔۔

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID; https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram: https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

تھینکس رشنا۔کاش میں بھی سب دیکھ سکتی تو تمہاری بھی تعریف کرتی لیکن کوئی نہیں تم بہت اچھی ہو۔" رجاء نے اداسی سے کہا تو رشنا فوراً بولی۔۔۔

" رجاء آپ کو پتا آپ دیکھ سکتی ہیں۔آپ انسان کی اچھائیاں دیکھ سکتی ہیں۔بھلے ہی رنگ نہیں دیکھ سکتی لیکن اخلاق دیکھ سکتی ہیں۔لیکن آجکل کے لوگ آنکھیں ہونے کے باد جود اندھے ہوتے ہیں صرف شکلوں کو ہی اہمیت دیتے ہیں۔دل کوئی نہیں دیکھتا۔" رشنا نے کافی گہری بات کی۔رجاء مسکرادی۔اسے کمرے میں چھوڑ کے وہ باہر نکل گئی۔رجاء ہاتھ ہوا میں لہراتی اٹھی تو ہاتھ احد کے چہرے پہ لگا۔جو ابھی وہاں داخل ہوا تھا۔اس نے آنکھیں بند کر کے محسوس کیا اس کا لمس۔رجاء نے ہاتھ پیچھے کھینچا۔تو احد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔اسے لبوں تک لے گیا۔۔۔

رجاء نے ہاتھ کھینچا۔اسے بہت غصہ آرہا تھا۔اچانک آنکھوں کے لباب پانیوں سے بھر گئے۔کچھ بہت اذیت ناک باتیں جو اس نے ہال میں سنی تھی یاد آگئیں۔

" دور رہو مسٹر احد مجید۔کیا ملا تمہیں مجھ سے شادی کر کے۔ایک اندھی لڑکی سے شادی کر کے تمہیں کیا ملا۔بہت غلط کیا تم نے۔ساری زندگی پچھتاؤ گے۔ابھی بھی وقت ہے دے دو مجھے طلاق۔اور آزاد ہو جاؤ میرے بوجھ سے۔" وہ ہاتھ جھٹکتی چلائی۔اس کے لہجے میں بے انتہاء درد تھا۔آنکھیں تو پہلے ہی بھیگ چکی تھیں۔۔۔

" رجاء پاگل مت بنو۔لوگوں کی باتوں کی وجہ سے تم میرا اور اپنا رشتہ کیوں خراب کر رہی ہو۔بے وقوف لڑکی محبت میں محرومیاں نے دیکھی جاتیں بلکہ ان محرومیوں کو سمیٹ لیا جاتا ہے۔اور تم نے اپنی کمی کو اپنے سر پہ سوار کر لیا

ہے۔اگر تم دیکھ نہیں سکتی تو اس میں تمہاری کیا غلطی ڈیم اٹ۔" احد غصے دھاڑا۔رجاء کی باتیں اسے ہمیشہ آپے سے باہر کر دیتی تھیں۔اس کا لہجہ محسوس کر کے رجاء کانپ گئی۔۔۔۔

احد نے اسے بازو سے پکڑ کے جھنجھوڑا۔۔۔

"کیا تمہیں میرے لہجے سے کبھی محسوس ہوئی کہ تم مجھ پہ بوجھ ہو۔نہیں نا۔تو کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو جو تمہارے زخموں کو تازہ کر دیتے ہیں۔اور تمہیں تکلیف میں دیکھ کے میں خوش رہ سکتا ہوں بھلا۔رجاء آخری بار وارن کر رہا ہوں۔اب ایسی کوئی بات مت کرنا کہ مجھے کوئی سخت قدم اٹھانا پڑے جو میں فلحال نہیں کرنا چاہتا ہوں،" احد نے رجاء کو قریب کیا اور اس کی گردن کو ہونٹوں سے چونے لگا۔رجاء اس کا لمس اپنے کندھے پہ محسوس کر کے کانپ رہی تھی۔احد اسے جو سمجھانا چاہتا تھا۔وہ رجاء بہت اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

رجاء اب کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچ لینا۔کیا بول رہی ہو۔" احد اسے چھوڑتا پیچھے ہوا۔وہ جو اس کی قربت سے پسینہ ہو چکی تھی۔سکھ کا سانس لیا۔احد نے ہاتھ بڑھا کے اس کے ماتھے کا پسینہ صاف کیا۔۔۔

رجاء بس اسے محسوس کر رہی تھی۔رجاء نے چینج کر لیا۔احد کے پاس لیٹی تھی۔احد نے سر کے نیچے ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔رجاء کی آنکھیں بند ہونے لگیں تو احد نے اسے کھینچ لیا۔رجاء ہڑبڑا کے جاگی۔۔۔

"کیا ہوا؟" احد اس کی بڑبڑاہٹ سن کے مسکرایا۔اس نے رجاء کے تکیے پہ پھیلے ہوئے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"کچھ نہیں ہوا سو جاؤ۔" رجاء کچھ نہ بولی۔اور سونے لگی۔احد نے اس کے بالوں پہ لب رکھ دیے۔احد سونے ہی والا تھا کہ اسے اپنی کمرے کی کھڑکی کے باہر ایک سایہ سا نظر آیا۔احد وہاں تک گیا اور آہستگی سے پردہ ہٹایا۔۔۔

"کون تھا یہاں؟" احد نے کسی کو نا پاکر خود سوال کیا۔احد کا کمرہ گروانڈ فلور پہ تھا۔اس لیے کوئی بھی آسانی سے آ جا سکتا تھا۔باہر لون تھا۔جس کی ہوا سے پردے لہرا رہے تھے۔احد نے کھڑکی سے باہر جھانکا۔کچھ بھی نہیں تھا۔وہ حیران تھا۔۔۔۔

"کون ہو سکتا ہے۔لگتا ہے وہم ہے میرا۔" احد نے وہم سمجھ کے سر جھٹک دیا۔وہ واپس آیا اور دیکھا رجاء گہری نیند سو رہی تھی۔وہ بھی اس کے پہلو میں لیٹ گیا۔اور اس کی کمر پہ بازو رکھ کے خود میں بھینچ لیا۔

باہر کھڑا وہ کالا سایہ انگاروں سی سرخ آنکھیں لیے شیشے سے پار رجاء اور احد کو دیکھ رہا تھا۔ماسک سے چہرہ مکمل طور پہ ڈھکے۔ہوڈ پہنے صرف اس کی آنکھیں نمایاں ہو رہی تھیں۔اس نے ہاتھوں کی مٹھی بنائی ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔پھر مڑ کے پیچھے کی دیوار پھلانگ گیا۔اور کالی رات کا حصہ بن گیا۔۔۔

....

"اشفاق مجھے سمجھ نہیں آیا کہ ہم اس شادی میں کیوں شریک ہوئے۔" سارہ اور اشفاق صاحب جب سے گھر آئے تھے۔سارہ ان سے پوچھنے کی کوشش کر رہی تھیں کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا تھا۔جب وہ اس شادی کے خلاف تھے تو

پھر کیوں شریک ہوئے شادی میں۔اشفاق کے کچھ سمجھانے پہ ہی مرہا تیار ہوئی تھی اس شادی کو ماننے کا ڈھونگ کرنے کے لیے اور سارہ کو کچھ بتا ہی نہیں تھا۔۔۔

"سارہ میں ایک بزنس مین ہوں۔ تم جانتی ہو میں نے یہ سب کیوں کیا؟" سارہ نے انھوں نے سوال کیا تو سارہ نے انکار کر دیا۔ تو اشفاق صاحب شاطر مسکرائے۔۔۔۔

"یہ سب بھی ایک بزنس پلین ہے۔ تمھیں پتا ہے احد کی وجہ بزنس میں کافی ترقی ہو رہی ہے۔اور وہ اب مجھے شہد میں سے مکھی کی طرح نکال پھینکنا چاہتا ہے۔وہ بزنس کا بٹوارا کرنا چاہتا ہے۔اور تم جانتی ہو یہ میرا شیئر صرف تیس پرسنٹ ہے۔اور اگر اس نے ہمیں الگ کر دیا تو ہم روڈ پہ آجائیں گے۔اسی لیے فلحال میں احد سے کسی بھی قسم کی دشمنی مول نہیں لینا چاہتا۔" اشفاق نے گھمبیرتا سے کہا۔ سارہ سب کھڑی سن رہی تھیں اور سمجھ بھی رہی تھیں۔انھوں نے سر ہلایا۔۔

"تمھیں نہیں پتا اس دولت اور بزنس کو حاصل کرنے کے لیے کتنے پاپٹ بیلے ہیں میں نے۔" اشفاق نے اضافہ کیا تو سمجھ گئی۔۔۔

"لیکن آپ کو لگ رہا ہے کہ احد ہمیں اب الگ نہیں کرے گا۔" سارہ نے سوال کیا تو اشفاق ان کی طرف مڑ گئے۔اور عجیب سے ہنسی ہنسنے لگے۔۔۔۔۔

"بلکل نہیں کرے گا۔ ہم اسے ایسا کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔"۔۔۔۔۔

"مطلب؟" سارہ کی سمجھ سے باہر تھا کہ وہ کیا بول رہے تھے۔۔۔۔

"خود بخود ہی سمجھ جاؤ گی۔"،،،،،،

"ویسے آپ نے مرہا کو کیسے سمجھایا۔؟"سارا کو ابھی تک سمجھ نہیں آیا تھا کہ مرہا تو کسی کی سننے کو تیار ہی نہیں تھی۔ نکاح والے دن تو کمرہ بند کر کے توڑ پھوڑ کر رہی تھی۔ اشفاق صاحب نے اسے کچھ سمجھایا تھا جس سے وہ پر سکون ہو گئی اور ساتھ ہی ساتھ ولیمے میں شامل ہونے کے لیے مان بھی گئی۔۔۔

"مرہا کو صرف اتنا سمجھایا کہ احد کی بیوی اندھی ہے۔وہ جلد ہی اس سے بیزار ہو جائے گا۔تب ہم احد کی شادی اس سے کرادیں گے۔بس۔"اشفاق صاحب نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔پر سارہ انھیں شکی نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ اتنی آسانی سے تو مرہا قابو نہیں آتی۔۔۔۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں۔"سارہ نے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" سچ میں بیگم۔"اشفاق صاحب نے کہا تو سارہ کو ابھی بھی یقین نہیں آیا۔اشفاق صاحب نے جو کچھ کہا تھا وہ تو صرف مرہا جانتی ہے۔اور وہ۔پتا نہیں ان کے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی تھی۔۔۔۔

....

"ردا! سنو نا یار۔"حیدر ردا کے پاس بیڈ پہ بیٹھا تھا۔ردا جو اس قدر تھک گئی تھی کہ چینج کرتے ہی سونے لگی۔تو حیدر جسے نیند نہیں آرہی تھی۔ مسلسل اسے آوازیں دے رہا تھا۔۔۔

"ھھھھم،"ردا نے نیند میں جواب دیا۔حیدر برے برے منہ بنا رہا تھا۔۔۔

"ردا یار مجھے نیند نہیں آرہی۔"حیدر نے بے چارگی سے بولا۔۔۔

"حیدر پلیز بہت تھک گئی ہوں سونے دیں۔" ردا نے دوسری طرف منہ کر دیا۔ تو حیدر کو ایک شرارت سوجھی۔ وہ جھٹ سے بولا۔۔

"ردا دیکھو تمہاری تکیے پہ چھپکلی ہے۔ اتنی بڑی۔" حیدر نے زور سے کہا تو ردا اس کی بات سن کے جھٹ سے کھڑی ہوئی اور حیدر کے ساتھ لپٹ گئی۔۔

"آہ آہ ہہہ۔ چھپکلی۔ حیدر چھپکلی۔" ردا نے چیختی ہوئی اس سے لپٹی بولی۔ حیدر دانتوں تلے لب دبائے ہنسی دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ردا اور وہ بیڈ پہ کھڑے تھے۔ اور ردا چیخ رہی تھی۔ حیدر مزے سے اس کے گرد بازو لپیٹے کھڑا تھا۔۔۔

"یار حیدر چھپکلی۔ میں تمہیں چھپکلی لگتا ہوں۔" حیدر کی بات پہ ردا نے حیدر کو دیکھا پھر ڈر کے پیچھے دیکھا تو کچھ نہیں تھا۔ حیدر کا بس ہو گیا وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔ ردا اب سمجھ گئی۔ اس نے تکیہ اٹھایا۔ اور حیدر کی طرف پھینکا جو اتر چکا تھا۔۔

"حیدر یہ کیا بچپنا تھا۔ مجھے نیند آرہی تھی۔" ردا نے غصے سے کمر پہ ہاتھ ٹکاتے ہوئے کہا۔۔۔

"یار ردا میں بور ہو رہا تھا۔ اب تمہاری نیند خراب ہو چکی ہے تو چلیں۔" حیدر اس تک پہنچا اور بڑی معصومیت سے بولا۔۔۔

"کہاں؟"۔۔۔۔

"ہمارے بچوں کی شادی پہ؟" حیدر نے ناک پھلا کے کہا تو ردا کو ہنسی آگئی۔ ردا کو ہنستا دیکھ بولا۔۔۔

"یار باہر آئس کریم کھانے۔" حیدر نے اس کے کندھے پہ دوپٹہ رکھا۔تو ردا حیران ہو گئی۔۔۔

"ابھی! حیدر نہیں کافی رات ہو چکی ہے۔" ردا نے صاف انکار کر دیا۔۔

"پلیز ردا۔" حیدر نے کہا تو ردا نے کافی دیر سوچا پھر مان گئی۔۔

حیدر اور ردا ابھی آئسکریم پالر کے باہر کھڑے تھے۔حیدر نے ردا کے لیے ایک آئسکریم لی تھی۔اور خود بھی کھانے میں مصروف تھا۔آج ردا اسے بچوں جیسے حرکتیں کرتے دیکھ کافی حیران تھی۔اسے کافی ہنسی بھی آ رہی تھی۔۔۔۔

....

احد رجاء کی شادی کو ہفتہ ہونے والا تھا۔احد نے رجاء کا کافی خیال رکھا تھا۔اب وہ آفس جا رہا تھا۔۔۔

دن بھر آفس سے رجاء کو کال کرتا۔بار بار دادی رشنا سے اس کے بارے میں پوچھتا۔۔۔۔

ابھی رجاء عمر اور رشنا لون میں بیٹھے تھے۔رجاء ان سے باتیں کر رہی تھی۔

"پتا ہے آپ کو رجاء میں شروع سے بہت سمارٹ تھی۔" رشنا چشمہ پیچھے کرتی ہوئی فخریہ انداز میں بولی۔عمر نے برا سا منہ بنایا۔

"ویسے بھابھی شکل سے تو نہیں لگ رہی سمارٹ۔الو لگ رہی ہے۔" عمر نے اسے چڑایا۔تو رشنا نے دانت پیسے۔

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔"۔۔۔۔۔

"میں بہت زیادہ انٹیلیجنٹ پلس ہینڈسم ہوں۔"۔۔۔۔

"ہاں لنگور ہو پورے۔" رشنا دل میں بولی۔تو رجاء ہنسے لگی۔اس نے فوراً ٹوک دیا۔

"ہاں ہو بہت کیوٹ رشنا تم اور عمر تم سمارٹ بس اب لڑنا مت۔"۔۔۔۔۔

"ہاں میری پیاری بھابھی کو تنگ مت کرنا۔" پیچھے کھڑی مرہا مصنوعی مسکراہٹ لیے کھڑی تھی۔ عمر اور رشنا کو دکھانے کے لیے۔۔

"ارے مرہا کہاں بھابھی اتنی کیوٹ ہیں انہیں جتنا تنگ کرو۔ کچھ نہیں بولتی۔" عمر نے اضافہ کیا۔ اس نے مرہا کی طرف دیکھا جو غصہ قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"ویسے بھابھی احد آپ کو بہت چاہتا ہے نا۔ دیکھو کتنا فون کرتا ہے۔ بار بار۔" مرہا نے مسکرا کے کہا۔ رشنا کچھ بولتی اتنے میں بلیک گاڑی گھر میں داخل ہوئی۔ احد باہر آیا اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ بیگ بھی تھا۔ اس نے سلام کیا۔

پھر رجاء کو لے کر اندر گیا۔ سب کے سامنے فائل رکھی۔

"یہ کیا ہے بیٹا؟" دادی نے پوچھا۔ اشفاق صاحب کا ڈر کہیں پورا تو نہیں ہونے والا تھا۔۔۔

"دادی یہ رجاء کی رپورٹس ہیں۔" احد نے کہا۔ اس کی آواز میں واضح سنجیدگی تھی۔ سب کو ڈر لگ رہا تھا وہ اتنا سسپنس کیوں کریٹ کر رہا تھا۔،،

"تو کیا ہوا بیٹا۔ سب ٹھیک ہے نا۔" کاظم صاحب نے پوچھا۔ وہ وہیں تھے۔

"دادو میں رجاء کو لندن لے جانا چاہتا ہوں۔ وہاں علاج ہو گا۔ تو بہت چانس ہیں رجاء کے ٹھیک ہونے کے۔" احد نے منہ کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اشفاق صاحب کو یہی چاہیے تھے وہ خوشی سے بولے۔

"تو بیٹا جاؤ۔ رجاء بیٹی کا علاج ضروری ہے۔ یہاں آفس میں دیکھ لوں گا۔"،،،

"چاچو حیدر سب سنبھال لے گا۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

"اور ہم کل ہی جارہے ہیں۔" رجاء کو وہ سنا رہا تھا جو جیسے بلکل صدمے میں چلی گئی ہو۔ رشنا کو بول کے وہ کمرے میں جا چکی تھی۔۔

وہ روئے جارہی تھی۔ پتا نہیں کیوں اسے احد کا یہ فیصلہ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اتنے دنوں سے احد نے اسے محبت کا احساس دلوایا تھا لیکن مرہا کی باتیں وہ بھول ہی نہیں پارہی تھی۔۔۔۔

احد کمرے میں داخل ہوا تو اسے روتے دیکھ فوراً وہاں تک پہنچا۔

"رجاء کیا ہوا میری جان۔ رو کیوں رہی ہو؟" احد گھٹنوں کے بل بیٹھتا اس سے پوچھنے لگا۔ وہ کافی پریشان ہو گیا۔ رجاء کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرے وہ اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔ رجاء نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"بس اتنی ہی محبت تھی۔ ایک ہفتہ نہیں ہوا شادی کو اور میری معذوری برداشت نہیں ہو رہی جو انگلینڈ لے جارہے ہو علاج کے لیے۔ بس اتنا اتنے سچے تھے تمہارے دعوے۔ اب اوب گئے ہو تم۔ اسی لیے یہ سب۔" احد تو اس کا بھلا سوچ رہا تھا اور وہ کیا سمجھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

"رجاء مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تمہارے دماغ میں ایسی خرافات آتی کہاں سے ہیں۔ بے وقوف لڑکی۔ تمہیں ایسی حالت میں دیکھ دل کڑھتا ہے میرا۔ درد ہوتا ہے مجھے۔ اسلیے میں چاہتا ہوں کہ تم بھی دنیا کے رنگ دیکھ سکو۔ بس۔" احد نے اپنا ماتھا مسلتے سختی سے کہا۔ وہ بہت زیادہ پریشان ہو چکا تھا اس کی ایسی باتوں سے۔

"رجاء کل ہم لندن جارہے ہیں تو بس جارہے ہیں۔" احد یہ کہتا ڈرسنگ روم میں گھس گیا۔اور رجاء بس پیچھے کڑھتی رہ گئی۔۔۔

....

رجاء احد کے سینے پہ سر رکھی سو رہی تھی۔دونوں ابھی پلین میں تھے۔آج سب سے ملنے کے بعد رجاء اور احد انگلینڈ کے لیے نکل چکے تھے۔رامین ردا اور حیدر بھی آئے تھے ملنے۔انہیں اور کیا چاہیے تھا اگر رجاء ٹھیک ہو جاتی۔۔

احد نے رجاء کو نیند کی ٹیبلٹ دے دی تھی۔جس سے وہ کافی گہری نیند میں تھی۔۔۔

احد کو پچھلے کچھ دنوں سے لگ رہا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔دو سے تین دفعہ وہ سایہ اسے کھڑکی پہ نظر آیا۔ابھی بھی پتا نہیں اسے لگ رہا تھا کہ کوئی ان پہ نظر رکھے ہوئے ہے۔احد کی پیچھے والی سیٹ پہ ایک بلیک ہیٹ پہنے ماسک لگائے بیٹھا تھا۔وہ انسان کافی پراسرار تھا۔۔

"میں کہاں ہوں۔" رجاء کی صبح آنکھ کھلی تو خود کو نرم مخملی بستر پہ پایا۔اور خود پہ کسی وجود کا وزن بھی محسوس ہوا۔نیند کے خمار میں اسے یاد ہی نہیں رہا کہ وہ کہاں ہے۔۔۔

"جانم ہم لنڈن میں ہیں۔اپنے گھر میں۔" احد نے لیٹی رجاء کو خود سے سوال کرتے دیکھا تو مسکرا دیا۔جاگ وہ کافی دیر کا رہا تھا۔بس سوئی رجاء کو دل میں اتار رہا تھا۔وہ جو کافی پرسکون سوئی تھی۔احد کی بات پہ رجاء کو سب سمجھ آنے لگا۔۔

"کل تم نے مجھے پلین میں کیا کھلایا تھا جو مجھے اب ہوش آرہا ہے۔" رجاء نے اپنے اوپر سے رضائی ہٹائی۔اور بیٹھ ٹیک لگا کے بیٹھ گئی۔اس نے ہلکے لون کے کپڑے پہن رکھے تھے جو وہ پاکستان سے پہن کے آئی تھی۔احد سر کے نیچے ہاتھ رکھے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کے بولا۔۔۔

"یار تمہیں ڈر لگ رہا تھا تو تمہیں نیند کی گولی دے دی تھی۔وہ جوس جو تم نے پیا تھا۔اور کھانا جو میں نے کھلایا تھا اس میں تھی۔تاکہ سفر میں تمہیں کچھ بھی نہ محسوس ہو۔تم بس پر سکون رہو۔" احد نے نرمی سے اس کے بال پیچھے کیے۔جو چہرے پہ آرہے تھے۔رجاء غصے سے بولی۔۔

"یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔موت نہیں آجاتی مجھے۔تھوڑی دیر ڈرنے سے۔"،،،،،

"رجاء۔" احد کی آواز اونچی تھی۔اس نے رجاء کو ٹوکا۔۔۔۔۔۔

"فضول باتیں مت کیا کرو۔یہاں مجھے سوچ سوچ کے ہی ڈر لگ رہا ہے کہ ڈاکٹر کیا جواب دیں گے۔میں چاہتا ہوں تم جلدی ٹھیک ہو جاؤ لیکن تمہیں تو بس میرا خون جلانا ہے۔" احد یہ کہتا غصے سے اٹھا اور واشروم میں گھس گیا۔اور زور سے دروازہ بند کر دیا۔آواز سے رجاء ڈر گئی۔اس کا احد کا غصہ محسوس ہوا۔۔۔۔

"پتا نہیں احد تمہارا یہ روپ سچا ہے یا صرف دکھاوا۔" رجاء نے سرد سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے سنجیدگی سے خود سے کہا۔اس نے فرش پہ پاؤں رکھا تو محسوس ہوا یہاں تو کافی سردی تھی۔وہ فلحال بیٹھی ہی رہی۔احد نہا کے باہر نکلا۔رجاء کو انگلیاں مروڑتا دیکھ اس تک آیا۔۔۔۔

"رجاء یہ چپل پہن لو۔کافی سردی ہے یہاں۔چلو میں تمہاری مدد کر دیتا ہوں۔"اس نے رجاء کے پاؤں میں چپل ڈالی۔رجاء نے پاؤں کھینچا پر احد کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔۔

رجاء کو کپڑے دے کے جو گرم تھے واشروم میں چھوڑ آیا۔۔

لندن میں کافی سردی تھی۔جیسے ہی وہ لندن پہنچے۔احد نے رجاء کو نہیں جگایا۔سردی تھی۔برف گر رہی تھی۔احد کے رجاء کو کوٹ پہنادیا۔اور گھر پہنچا۔گھر کے اندر ہیٹرز بھی تھے۔اور آتش دان میں اس نے آگ جلادی تھی۔جو ابھی راکھ میں بدل چکی تھی۔یہ گھر درمیانے سائز کا تھا۔جو احد کا تھا۔یہاں وہ پڑھائی کے دوران رہا کرتا تھا۔دیکھنے میں گھر کافی خوبصورت تھا۔یورپی طرز میں سجا تھا۔گھر میں تین کمرے لاؤنج اور ساتھ ہی چھوٹا کچن تھا۔۔اس نے جھک کے کمرے میں موجود آتش دان میں پاس پڑی لکڑیاں جلادی۔اچانک واشروم کا دروازہ کھلا۔احد اپنی سوچ میں گم تھا۔ایک دم آواز سے چونک گیا۔رجاء ہاتھ مارتی باہر آرہی تھی۔اس نے دیوار پہ ہاتھ دھرا تھا۔احد اس تک پہنچا اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔رجاء چپ تھی۔وہ چاہتی تھی احد بولے اس سے بات کرے۔لیکن وہ چپ رہا۔اس نے رجاء کے بالوں کو خشک کیا۔ٹھنڈ تھی تو اسے سردی لگ سکتی تھی۔۔۔۔

"احد!!"رجاء کو اس کی خاموشی بری لگ رہی تھی۔جب وہ زیادہ دیر چپ رہا تو رجاء نے اسے آواز دی۔رجاء جو آتشدان کے سامنے موجود سنگل صوفے پہ بیٹھی تھی۔۔بے چینی سے احد سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"ھھھھم!"احد بیڈ پہ بیٹھا لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا۔رجاء کی آواز سے پہ جواب دیا۔۔۔

"احد وہ!"رجاء کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے۔۔

"ھھھم بولو میں سن رہا ہوں۔" احد کو اس کی بات بہت بری لگی تھی اس لیے وہ اپنی ناراضگی ظاہر کر رہا تھا۔۔۔

"احد مجھے بھوک لگی ہے؟" رجاء کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے۔اس نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے کہا۔احد مسکرا دیا۔

"مجھے تو یاد ہی نہیں رہا۔لیکن ہم کھائیں گے کیا۔فلحال گھر میں راشن موجود نہیں ہے۔چلو باہر چلتے ہیں۔" احد اٹھ کھڑا ہوا۔رجاء کی معصومیت پہ وہ اپنا سب کچھ قربان کر سکتا تھا تو غصہ کیا ہے۔۔۔

وہ واڈروب تک گیا۔اس نے رجاء کے لیے کوٹ، شوز اور کیپ نکالی۔اور رجاء کو پہنانے لگا۔

"باہر کافی ٹھنڈ ہے۔" اس نے رجاء کو کوٹ پہنانے میں مدد کی۔پھر مفلر گلے کے گرد لپیٹ لیا۔اور سر پہ اون کی ٹوپی پہنا دی۔رجاء نے جینز اور لونگ شرٹ پہن رکھی تھی جو اون کی ہی تھی۔ہاتھوں میں گلوز پہنا دیے اور پاؤں میں وائٹ سینکرز۔رجاء بلکل بھالو لگ رہی تھی۔احد اسے دیکھ کے ہنسنے لگا۔۔۔

"ہاہاہاہاہاہا! رجاء بلکل ٹیڈی بیئر لگ رہی ہو۔بہت کیوٹ۔" احد نے اس کے گال کھینچے۔رجاء نے منہ بنایا۔

"زیادہ ہنسنے کی ضرورت نہیں ہے۔ابھی منہ پھلا کے ھھھم ھھھم کر رہے تھے۔اور خود بنایا ہے تم نے ایسے۔" رجاء نے بیزاری سے کہا۔احد بھی ہنسنے لگا۔اس نے سوچا رجاء جو تنگ کرنے کا موقع ہے۔ویسے ان کی کل کی اپائنمنٹ تھی تو آج وہ اسے گھمانے والا تھا۔سو نکل پڑے دونوں۔رجاء کا ہاتھ تھامے وہ باہر لایا۔ایک ہاتھ کندھے پہ پھیلائے دوسرے ہاتھ اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

وہ اسے گاڑی تک لایا۔ تھوڑی دیر میں وہ ایک ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔ اس نے رجاء کو ناشتہ کروایا۔ ناشتے کے بعد وہ گاڑی چھوڑ کے پیدل ہی نکل پڑے۔ یورپ کا ٹھنڈا موسم اور احد کے ساتھ رجاء اسے لگ رہا تھا سب مکمل ہے۔ آج اسے یہ سرد موسم کافی اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

رجاء کو ٹھنڈا موسم محسوس ہو رہا تھا۔ وہ کافی خوش لگ رہی تھی۔ احد اسے دیکھ ہی رہا تھا۔ دونوں آہستہ چل رہے تھے۔۔۔

"رجاء!!" احد نے آہستگی سے اسے آواز دی۔۔

"ھمم"!۔۔۔۔

"کیسا لگ رہا ہے؟" احد نے پوچھا رجاء بہت انجوائے کر رہی تھی۔ اس نے کھوئے لہجے میں کہا۔

"بہت اچھا۔ آج پہلی بار مجھے اپنی کمی محسوس نہیں ہو رہی۔ پہلی بار لگ رہا ہے کچھ بھی دیکھے بغیر میں سب دیکھ رہی ہوں۔"۔۔۔۔

احد بھی مسکرا دیا۔ اس نے رجاء کی کیپ صحیح پہنا دی۔ رجاء کو اس کی کیئر بہت اچھی لگ رہی تھی۔ بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا وہ اسے۔۔۔۔

....

احد رجاء کا ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ چل رہا تھا لیکن پتا نہیں اسے لگ رہا تھا کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ آس پاس لوگ کم تھے۔ احد کو محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی ہے جو ان پہ مکمل نظر رکھے ہوئے ہے۔۔

"پتا نہیں کیوں مجھے لگ رہا ہے کوئی ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔" احد نے دل میں کہا۔ رجاء کو پر سکون کرنے کے لیے باہر لایا تھا۔۔

ایک کالے کوٹ میں ملبوس وہی انسان جو اس رات آیا تھا ان کے پیچھے کھڑا تھا۔ ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔ کچھ لوگ نے چھتریاں اوڑھ رکھی تھی۔ تو احد نے مڑ کے دیکھا پر کچھ نہ ملا۔۔۔

"تم مجھے کبھی پہچان نہیں پاؤ گے۔ احد مجید۔" اپنے کالے ماسک کے پیچھے سے ہنستے ہوئے بولا۔ آنکھوں میں غصہ صاف نظر آ رہا تھا۔ چھتری اوڑھے وہ مسلسل ان کے پیچھے تھا۔ احد نے سر جھٹک لیا۔ واپس رجاء کو لے کر گاڑی تک پہنچا۔ کافی واک ہو چکی تھی۔ اب واپس گھر پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔۔

"السلام علیکم دادی۔ کیسی ہیں آپ" احد ٹی وی آن کیے بیٹھا تھا رجاء بھی بس بیزار ہو رہی تھی۔ احد اسے تنگ بھی کر رہا تھا۔ ناشتے کے بعد آتے وقت وہ گروسری بھی کر آئے تھے۔ اب کھانا احد نے بنانا تھا۔ فلحال وہ اسے تنگ کر رہا تھا کہ فون بجا تو دیکھا دادی کا فون تھا۔۔۔۔

"ہاں دادی ٹھیک ہے وہ۔ کل جا رہے ہیں ڈاکٹر کے پاس۔ ہاں نہیں ہو گی بیمار۔ میں بھلا رجاء کو کچھ ہونے دے سکتا ہوں کیا۔" احد نے شوخ لہجے میں رجاء کے کان کے پاس جا کے دادی سے کہا۔ رجاء کو غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں دادی۔" احد نے فون رجاء کو دیا کہ بات کر لے۔ اور رجاء کی گود میں اس نے سر رکھ دیا۔ رجاء تو بوکھلا گئی۔ اس نے احد کا سر ہٹانے کی کوشش کی پر وہ کچھ نہیں کر سکی۔ دادی سے بات کر رہی تھی۔ احد نے اس کا آنچل اپنے چہرے پہ پھیلا دیا۔ اس کی خوشبو سے الگ خمار پیدا ہو رہا تھا۔ رجاء نے فون بند کر دیا۔۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے احد۔ کیوں تنگ کر رہے ہو۔" رجاء نے غصے سے کہا۔ احد نے ہاتھ بڑھا کے اس کا سر پکڑ کے نیچے کیا اور وہاں لب دیے۔۔۔۔

"یار کیا کروں۔ تم چڑتی ہو مجھے بہت کیوٹ لگتی ہو۔ دل کرتا ہے تمہارے گال کھینچوں۔" احد نے رجاء کو گال کھینچا۔ رجاء لال ہوتی غصے سے بولی۔۔۔

"چھچھورے ہو تم بہت۔"۔۔۔۔۔

"ہاں ہوں۔ آئی ایڈمٹ۔" احد نے شرارت سے کہا۔۔۔۔۔

"اب ہٹو۔" رجاء نے تنگ آ کے کہا تو احد اٹھ بیٹھا۔۔

"مجھے لگتا تھا تمہاری دوست عائشہ۔ ظالم سماج ہے۔ ہر جگہ تمہارے ساتھ چپکی رہتی تھی۔ لیکن میری محبت کی تم سب سے بڑی دشمن ہو۔ تم ہی ہو ظالم سماج۔"۔۔۔۔۔۔

"تم میری دوست کو چپکو بول رہے ہو۔" رجاء نے غصے سے کہا۔ تو احد نے سر پیٹ لیا۔ اسے لگتا تھا کہ رجاء سمجھدار ہے۔ لیکن اب اسے پتا چلا کہ رجاء میں بھی بچپنا ہے۔۔

"میں نے ایسا کب کہا؟"۔۔۔۔

"ابھی کہا۔" رجاء نے لفظ چبا چبا کے کہا۔

"یا اللہ مجھے صبر دے۔ میری معصوم بیوی کو عقل دے۔ تا کہ میری محبت کو سمجھ سکے۔" احد نے اونچی آواز دعا کی تو رجاء کا منہ بن گیا وہ چپ ہو گئی۔۔۔۔

احد ہنس دیا۔

....

"کیا تم انگلینڈ میں ہو؟" مرہا کسی سے فون پہ بات کر رہی تھی اس کے چہرے پہ کافی حیرانگی تھی۔۔۔۔

"تم کب گئے۔" مرہا سوال پہ سوال کر رہی تھی۔۔۔۔

"اچھا! کام نبٹا کے آنا۔ اوکے۔" اس کے سمجھانے کے مرہا سمجھ گئی اس نے اتنا ہی کہا کہ پیچھے سے سارہ آ گئیں۔۔۔۔

"کونسا کام؟" انھوں نے سوال کیا۔ تو مرہا نے فون بند کر دیا۔

"ارے کچھ نہیں موم۔ فرینڈ ہے۔ آپ بتائیے کچھ کام تھا کیا۔" مرہا نے نرمی سے پوچھا۔ مرہا کا یہ رویہ دیکھ کے سارہ حیران تھیں کہ آخر اسے ہوا کیا ہے۔۔۔۔

"مرہا تم تو احد سے محبت کرتی تھی نا۔ تو تم نے اس کی شادی کو کیوں ایکسپٹ کر لیا۔ ایسا کیا کہا تھا اشفاق نے اس دن تم سے۔" سارہ نے سوال کیا تو مرہا کا رنگ اڑ گیا۔ اس نے جواب دیا۔

"امی احد سے اگر میری شادی بھی ہو جاتی تو مجھے نہ ملتا۔ کیونکہ وہ اس اندھی سے پیار کرتا ہے۔ دیکھی کی میں نے اسکی محبت۔ اسی لیے احد کی خوشی کے لیے۔ مجھے سب منظور ہے اس سے دور جانا بھی۔" مرہا نے ٹوٹے لہجے میں کہا۔ سارہ حیران تھی کہ وہ کیا بول رہی تھی۔۔۔

"اور ڈیڈ نے یہی سب سمجھایا تھا مجھے بس۔" مرہا نے مسکرا کے کہا۔پہلے تو مرہا کی بوکھلاہٹ دیکھ کے سارہ کو شک ہوا لیکن پھر اس کی بات سن کے حیران ہوئی۔ مرہا دم سے باہر نکل گئی۔ سارہ بس حیران ہی تھیں۔ کیا مرہا سچ بول رہی تھی۔۔۔۔۔

....

شام کا وقت تھا۔ رجاء سو رہی تھی۔ بور ہو رہی تھی تو بیٹھے بیٹھے بیڈ سے ٹیک لگائے سو رہی تھی۔ احد نے اسے لیٹا دیا۔ اسے کام سے باہر جانا تھا۔ بارش ہو رہی تھی تو وہ رجاء کو نہیں لے جا سکتا تھا۔۔۔۔

بس کچھ ٹائم لگتا۔ رجاء سو رہی تھی تو جلدی کام کر کے آنا چاہتا تھا۔۔۔۔

تو گھر کو لاک لگا کے چلا گیا۔۔۔

اس کے جانے کا جیسے کوئی انتظار کر رہا تھا۔ جیسے ہی احد کی گاڑی نکلی اچانک گھر کا لاک کھلا۔ ایک کالا سایہ اندر داخل ہوا۔ لیکن یہ کیا اسکے ہاتھ میں گلاب کے پھولوں سے بھری ایک ٹوکری تھی۔۔

رجاء گہری نیند میں تھی کہ اچانک کچھ ٹوٹنے کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ آنکھیں ملتی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

"یہ احد بھی ناپتا نہیں کیا توڑ رہا ہے۔" رجاء نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ وہ اٹھی اور دیوار کا سہارا لیتی چلتی باہر لاؤنج میں پہنچی۔

اس کے نتھنوں سے تازہ گلابوں کی بھینی سے خوشبو ٹکرائی۔ اسے لگا احد ہی کر رہا ہے یہ سب۔

"احد تم پھر شروع ہو گئے۔" رجاء نے غصے سے کہا۔ اسے اپنے پاؤں کے نیچے پھول محسوس ہوئے۔۔۔

رجاء کی آواز پہ وہ کالا سایہ بوکھلا گیا۔وہ واس جو اس سے ٹوٹ گیا اس کے ٹکڑے چن رہا تھا۔رجاء گرنے ہی والی تھی کہ سامنے والے نے اسے تھام لیا۔۔۔

یہ تو کوئی اجنبی لمس تھا۔اجنبی خوشبو۔احد کی خوشبو کو وہ پہچان سکتی تھی۔اس کا لمس وہ ہزاروں میں پہچان سکتی تھی۔رجاء ایک دم اس سے دور ہوئی۔اور ڈرتے ہوئے بولی۔۔۔

"مجھے پتا ہے تم احد نہیں ہو۔کون ہو تم۔" رجاء کی جان ہوا ہو رہی تھی۔اوپر سے کڑکتی بجلی۔۔۔

"احد کہاں ہو تم احد۔" رجاء نے احد کو آوازیں دینا شروع کیں۔رجاء رونے لگی۔اس کے قدم پیچھے کی طرف جا رہے تھے۔اور پیچھے کانچ تھے۔سامنے والے نے اسے پھرتی سے پکڑ کے کھینچا اور موقع دیے بنا اسے نیند کا انجکشن دے دیا۔رجاء پہ اب غنودگی طاری ہونے لگی تھی۔اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔سامنے والے نے اسے اٹھایا اور بیڈ پہ لیٹا دیا۔اور کمفرٹر اس پہ رکھ دیا۔اور الٹے پیر باہر چلا گیا۔سارا کچھ صاف کیا کیونکہ وہ احد کو شک کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔اور دروازہ بند کرتا چلا گیا۔۔۔۔

"You will be mine sweetie"

بھاری آواز میں کہتا پر اسرار مسکراہٹ اور آنکھوں میں ضد لیے وہ نکل گیا۔اندھیرا پھیل رہا تھا اور وہ بھی غائب ہو گیا۔

صبح اچانک رجاء کی آنکھ جھٹکے سے کھلی۔وہ پسینے میں شرابور تھی۔اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔اچانک رات کا منظر اس کے دماغ میں گھوما۔وہ کانپنے لگی۔اور اس نے احد کو آواز دی۔۔۔۔

"احد احد تم یہیں ہو کیا۔" رجاء نے سائیڈ پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔وہ رو رہی تھی۔بیڈ خالی تھا۔وہ مزید ڈر گئی۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتی واشروم کا دروازہ کھلا اور احد باہر آیا اور رجاء کو یوں بیڈ پہ سکڑا سمٹا بیٹھے دیکھ وہ حیران ہو گیا۔جو گھٹنوں میں منہ چھپائے سسک رہی تھی۔احد کا ڈر گیا اور لپک کے اس تک پہنچا۔

"رجاء میری جان کیا ہوا۔رو کیوں رہی تم۔" اس نے رجاء کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پریشانی سے کہا۔احد کی آواز سن کے لمس محسوس کر کے رجاء نے سر اٹھایا اور ایک دم اس کے سینے سے لگ گئی اور زور زور سے رونے لگی۔اس کے آنسو احد کی شرٹ بھگو رہے تھے۔احد اس حرکت پہ ششدر رہ گیا۔خوشی اور حیرانگی کے ملے جلے تاثرات تھے۔اس نے ایک بازو رجاء کے گرد لپیٹ لیا اور دوسرا ہاتھ رجاء کی پیٹھ سہلا رہا تھا اسے پر سکون کرنے لگا۔۔

"کک کہاں چلے گئے تھے تم۔" رجاء نے سسکتے ہوئے کہا۔احد حیران تھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔

"جانم میں یہیں تھا۔کیا ہو گیا اس میں رونے والی کیا بات ہے۔" اس نے جھک کے رجاء کے بالوں کو بوسہ دیا اور عام سے لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔

"میں ابھی کی نہیں رات کی بات کر رہی ہوں۔ مجھے اکیلا چھوڑ کے تم کہاں چلے گئے تھے۔ تمہیں پتا ہے تمہارے پیچھے گھر میں کوئی آیا تھا۔ پتا نہیں کون تھا وہ۔" رجاء نے اسکی شرٹ کا کالر مٹھیوں میں جکڑ رکھا تھا۔ اور وہ رات کے بارے میں سوچ کانپنے لگی۔۔۔۔

"کیا کون آیا تھا؟" احد نے غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے کہا۔ رجاء اپنی بھی اس کے سینے سے لگی تھی۔۔

"مم مجھے نہیں پتا۔ کوئی آیا تھا۔ اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں۔ میں بیڈ سے ابھی اٹھی ہوں۔" رجاء نے کہا۔ تو احد نے اسے خود سے الگ کیا اور کندھوں سے تھام کے بولا۔۔

"رجاء میں باہر گیا تھا۔ لیکن جب لوٹا تو تم بیڈ پہ ویسے ہی سو رہی تھی جیسی تمہیں چھوڑ کے گیا تھا۔ مجھے لگتا ہے تم نے ضرور کوئی خواب دیکھا ہوگا۔ اسی لیے تمہیں لگا کہ گھر میں کوئی آیا تھا۔ جان گھر کو لاک لگا کے گیا تھا میں۔" اس نے بہت محبت سے رجاء کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ پر رجاء تو ماننے کو تیار ہی نہیں تھی۔ وہ مسلسل سر نفی میں ہلائے جا رہی تھی۔۔۔

"نہیں احد سچ میں کوئی آیا۔ مجھے محسوس ہوا تھا۔ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔" رجاء کے آنسو نکلے آنکھ سے۔ وہ مسلسل نہ میں سر ہلائے جا رہی تھی۔ احد نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اور سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

"دیکھو میں ہوں نا۔ تم بس رومت۔" احد نے انگوٹھے سے اس کے آنسو صاف کیے۔ اس کا ماتھا چوم لیا۔۔۔۔

احد کو لگ رہا تھا اس نے خواب دیکھا ہے۔ اسی لیے ابھی بھی اسی کیفیت میں ہے۔۔۔

"پر احد کوئی۔" رجاء کچھ بولتی احد نے اس کی بات کاٹی۔۔

"ٹھیک ہے رجاء تم پریشان مت ہو۔میں کچھ کرتا ہوں اب کوئی نہیں آئے گا بس۔"۔رجاء نے ہاں میں سر ہلایا۔احد کو موقع مل گیا اس نے رجاء کے گال پہ لب رکھے تو رجاء سمجھ گئی وہ موقع کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔اپنی پوزیشن فیل ہوئی تو فوراً اسے دھکا دے کر پیچھے کر دیا۔۔۔

"اچھا بس اب زیادہ فرینک ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"رجاء زروٹھے پن سے بولی۔تو احد ہنس دیا۔اس نے اپنے گیلے بال اس کے چہرے پہ جھاڑے۔پانی کی بوندیں رجاء کے چہرے پہ پڑی۔رجاء غصہ میں آگئی۔۔۔

"احد کیا کر رہے ہو۔اتنا ٹھنڈا پانی۔"رجاء نے کہا تو احد نے ہنستے اسے کمر سے تھام کے قریب کیا۔۔۔

" ھممم تو آپ کچھ کہہ رہی تھی مسز۔"احد نے کہا تو رجاء مزید بھڑک گئی۔

"میں تو اندھی ہوں۔تم بھی بہرے ہو چکے ہو کیا؟"رجاء نے غصے سے کہا تو احد کو پتا نہیں کیوں غصہ آیا۔لیکن ضبط کرتے ہوئے بولا۔۔۔

"ہاں جی بیگم ہم بھی بہرے ہو چکے ہیں۔آپ کی محبت میں۔"احد نے نارمل سے لہجے میں کہا۔تو رجاء بولی۔۔

"بس بڑی بڑی باتیں کرنا آتی ہیں تمہیں۔"۔۔۔۔۔

"اور بھی بہت کچھ کرنا آتا ہے اگر کہو تو ڈیمو دکھاؤں۔"رجاء کی بات سن کے احد نے شوخ انداز میں کہا۔رجاء سمجھ گئی۔۔۔

"احد نو"رجاء نے منع کیا۔احد مسکرا دیا۔اس نے اپنی ناک رجاء کی ناک سے رگڑی۔رجاء کو اس کا محبت کا انداز اچھا لگنے لگا تھا۔رجاء بھی مسکرا دی تھی۔۔۔

"اچھا چلو تم فریش ہو جاؤ۔ میں ناشتہ لاتا ہوں۔ اور ہاں آج یاد ہے ناڈاکٹر کی اپائنٹمنٹ ہے۔" احد پیچھے ہو گیا۔ رجاء کا گال تھپتھپایا اور اس کی مدد کرنے لگا۔ اسے واشروم تک چھوڑ کے باہر چلا گیا۔۔۔

رجاء فریش ہو کے نکلی تو احد کمرے میں موجود تھا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کے بیڈ پہ بٹھادیا اور اپنے ہاتھوں سے کھلانے لگا۔۔۔

"یہ تم نے بنایا ہے۔" رجاء نے سینڈوچ کھاتے ہوئے کہا۔ جو احد اسے کھلا رہا تھا۔۔۔

"ہاں یہ میں نے ہی بنایا ہے۔ کیوں اچھا نہیں ہے کیا؟" احد نے بائٹ لیتے ہوئے پوچھا اسے لگا کہ اچھا نہیں بنا ہے۔

"نہیں اچھا ہے۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ تم کوکنگ بھی کر سکتے ہو۔"۔۔۔۔۔

"ارے میں بنالیتا ہوں صرف سینڈوچ اور کافی۔ بس۔" احد نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس نے رجاء کی کافی کا گھونٹ بھرا۔ رجاء کافی حیران تھی۔۔۔

ناشتے کے بعد رجاء تیار ہو چکی تھی۔ موسم کل کے جیسے ہی سرد اور ابر آلود تھا۔ رجاء کو احد نے لونگ کوٹ پہنا دیا تھا۔ سر پہ ٹوپی اور گلوز۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ رجاء کو ٹھنڈ لگے۔ خود بھی تیار ہو چکا تھا۔۔۔۔

جیسے ہی گھر سے باہر نکلا۔ گاڑی روڈ پہ ڈالی تو تھوڑی دیر بعد اسے لگا کہ ایک ریڈ سپورٹس کار ان کا پیچھا کر رہی ہے۔ احد بار بار بیک ویو مرر سے دیکھ رہا تھا۔ اسے شک ہونے لگا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کرتا وہ گاڑی اس کی گاڑی سے آگے نکل گئی۔۔۔۔

احد سر جھٹکتا ڈرائیونگ میں مصروف ہوگیا۔رجاء کافی پریشان تھی کہ پتا نہیں ڈاکٹر کیا بولیں گے۔احد بھی بہت پریشان تھا۔آخر اس کی زندگی کی زندگی کا سوال تھا۔وہ لب بھینچے ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

....

"Sweetie I'm coming."

بلیک ماسک اور بلیک ہوڈ پہنے۔ہاتھوں میں گلوز اس کی سفید رنگت اور کالی گہری پر اسرار آنکھیں وہ اپنی سپورٹس کار ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا۔کچھ باتیں ابھی بھی اس کے دماغ میں گھوم رہی تھی۔وہ سٹرنگ کو جکڑے تھا۔آنکھوں میں غصہ تھا۔۔۔

"تمہیں میں کسی اور کا نہیں ہونے دے سکتا سویٹی۔"وہ خود سے مخاطب تھا۔اس سپورٹس کار کی رفتار کافی تیز تھی۔وہ جانتا تھا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔اس نے گاڑی ہوسپٹل کی پارکنگ میں روکی اور ماسک سیدھا کرتا۔ہوڈ سے سر ڈھکتا۔باہر نکلا۔۔۔

....

"رجاء ہم پہنچ چکے ہیں۔"احد نے رجاء سے کہا۔وہ ابھی ابھی ہوسپٹل پہنچے تھے۔پارکنگ میں گاڑی کھڑی کرتے ہی اس نے رجاء سے کہا۔رجاء جو کافی گم صم تھی فوراً بولی۔۔

"ہاں۔ہم پہنچ گئے کیا؟"رجاء نے سوال کیا تو احد مسکرا دیا اور اس کی سیٹ بیلٹ کھول دی۔اور گاڑی سے اتر گیا۔۔۔

"ہاں جان پہنچ چکے ہیں ہم۔" احد نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ اس نے رجاء کا مفلر ٹھیک کیا۔ اس کی کیپ سیدھی کرتا اس کی مدد کرنے لگا باہر نکلنے میں۔ رجاء باہر آئی تو احد نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھانے لگا۔ اچانک اس کی نظر اسی ریڈ کار پہ پڑی جو ان کا پیچھا کر رہی تھی۔ اسے کافی حیرانگی ہوئی۔ وہ اتفاق سمجھ کے رجاء رجاء کو تھامے چلنے لگا۔۔۔

"احد!" رجاء رک گئی تو احد نے رک کے اسے دیکھا جس کے چہرے سے واضح بے چینی عیاں تھی۔ احد اس کے قریب گیا اور بولا۔

"کیا ہوا رجاء؟" احد نے پوچھا تو رجاء نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"احد مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پتا نہیں ڈاکٹر کیا جواب دیں گے۔ کیا پتا میں ٹھیک نہ ہو سکوں تو۔" رجاء نے گردن جھکا دی جسے کوئی مجرم ہوتا ہے۔ احد نے تڑپ کے اسے کندھوں سے تھام لیا۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا رجاء۔ تم ضرور ٹھیک ہو گی۔" احد نے پر امید لہجے میں کہا۔ تو رجاء نے گردن اٹھائی اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔

احد نے اس کے آنسو صاف کیے۔ اس کے ماتھے پہ لب رکھ دیے۔۔۔

"رجاء اگر تم ساری عمر بھی نہ دیکھ پاؤ تو پھر بھی میں تمہیں ایسے ہی چاہوں گا۔ تمہارا خیال رکھوں گا۔ کیوں کہ میں نے تم سے صرف محبت ہی نہیں کی۔ بلکہ تم سے اب میری بھی زندگی ہے۔" احد نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔ تو رجاء کچھ بھی بولی۔ احد اس کا ہاتھ تھامے اندر بڑھ گیا۔

پر دو کالی گہری آنکھیں انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔ان آنکھوں سے مانو شعلے نکل رہے تھے۔اس کا سایے کا بس نہیں چل رہا تھا کہ احد کو ختم ہی کر دے۔اس نے زور سے پاس میل باکس پہ ہاتھ مارا۔زور اتنا تھا کہ اس کے ہاتھ سے خو*ن آنا شروع ہو گیا۔پر غصہ ابھی کم نہیں ہو رہا تھا۔۔

"تمہیں نہیں چھوڑوں گا احد مجید۔میرے اور میری سویٹی کے بیچ آنے کی سزا تو تمہیں ضرور ملے گی۔" وہ مٹھی بناتے ہوسپٹل میں داخل ہوا۔ہاتھ سے خو*ن ٹپ ٹپ بہہ رہا تھا لیکن اسے فرق ہی نہیں پڑھ رہا تھا۔بس احد اور رجاء کی نزدیکیاں اسے یاد آرہی تھی۔وہ بس ضبط کیے ہوئے تھا۔۔۔

....

"Doctor Is everything all right?Will my wife able to see?"

)ڈاکٹر سب ٹھیک ہے نا؟میری بیوی دوبارہ دوبارہ دیکھ پائے گی نا؟(

ڈاکٹر نے رجاء کا چیک اپ کیا۔

تو احد نے آتے ہی سوال کیا۔رجاء ابھی بھی سٹریچر پہ لیٹی تھی۔اور نرس وہاں تھی اس تھی اس کے پاس۔رجاء نرس کا ہاتھ تھامے احد تک آئی۔احد نے اسے بٹھا دیا۔تو ڈاکٹر ان سے مخاطب ہوا۔۔

"Well Mr.Ahad.Actully I don't get the problem.We have to do some test including CT scan to know what exactly the problem is?According to you; your wife lost her vision in an

accident.So may be there is some problem in your wife's head.Then we get to know what is actual problem?"

)تو مسٹر احد۔دراصل مجھے ابھی تک اصل مسئلہ سمجھ ہی نہیں آیا۔ہمیں کچھ ٹیسٹ کرنے ہوں گے۔جس میں سی ٹی سکین بھی شامل ہے۔تاکہ ہم جان سکیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟آپ کے مطابق آپ کی بیوی کا ایکسڈنٹ ہوا تھا۔تو کیا پتا آپ کی بیوی کے سر میں پرابلم ہو۔تاکہ ہمیں پتا چل سکے کہ پرابلم کیا ہے؟(،

ڈاکٹر نے پروفیشنلی کہا تو رجاء ڈر رہی تھی۔احد نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور اسے سہلانے لگا۔اپنے ہونے کا یقین دلانے لگا۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

"Ok Dr."

احد نے صرف اتنا کہا۔اور رجاء کا ہاتھ تھام لیا۔نرس پہلے ہی جا چکی تھی تیاری کرنے۔اور رجاء کافی پریشان تھی۔رجاء کو روم میں لے جایا گیا۔اس نے ہوسپٹل گاؤن پہن رکھا تھا۔وہ احد کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔۔۔

"احد مجھے نہیں کروانا کوئی ٹیسٹ پلیز۔مجھے گھر جانا ہے۔"احد اس پر سکون کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"رجاء دیکھو پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔یہ ٹیسٹ کروانا بہت ضروری ہے ورنہ تم ٹھیک کیسے ہو گی۔پلیز ضد مت کرو۔"احد اسے بچوں کی طرح سمجھا رہا تھا لیکن وہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہی تھی۔وہ مسلسل انکار کر رہی تھی۔احد بھی وہیں تھا۔رجاء کو زبردستی مشین میں لیٹا دیا۔رجاء نے ہاتھ جکڑ رکھا تھا لیکن جیسے جیسے وہ اندر جانے لگی

اس کا ہاتھ چھوٹ رہا تھا۔رجاء کی آنکھیں بند تھیں۔احد اور ڈاکٹرز باہر کھڑے سکرین پہ سب دیکھ رہے تھے۔احد کو کچھ سمجھ نے آرہا تھا لیکن اس نے ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی۔۔۔۔

وہ سایہ بھی وہیں موجود تھا۔۔۔

"السلام علیکم "حیدر تھکا تھکا ابھی گھر میں داخل ہوا تھا۔احد کے لندن جانے کے بعد سارے آفس کی ذمہ داری اس کے کندھے پہ آگئی تھی۔بہت زیادہ بزی رہنے لگا تھا وہ۔ردا اور گھر کو صبح سے ٹائم نہیں دے پا رہا تھا وہ۔ابھی ابھی وہ بکھرے حلیے میں گھر میں داخل ہوا۔

لاونج میں صباء اور ردا بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ردا جانتی تھی کہ حیدر کس قدر بزی رہتا ہے اس لیے کوئی شکوہ نہیں کرتی تھی۔۔۔

"وعلیکم السلام۔"صباء نے جواب دیا تو ردا بھی اس کی جانب متوجہ ہوئی۔حیدر ٹائی کا ناٹ ڈھیلا کرتے صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھا۔۔۔۔۔

"کیا ہوا بیٹا تھک گئے ہو کیا؟"صباء نے پیار سے کہا تو حیدر نے ہاں میں سر ہلایا۔

"موم احد کے جانے کے بعد سارے آفس کی ذمہ داری پرے سر پہ ہے تو تھوڑا برڈن ہے۔پر کوئی نہیں ہو جائے گا۔"حیدر نے نارمل جواب دیا۔ردا بھی وہیں بیٹھی تھی۔اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔

"میں پانی لے آتی ہوں۔"ردا اٹھنے لگی تو صباء نے اسے روک دیا۔اور خود کچن میں چلی گئیں۔حیدر ردا کے پاس آیا اور اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"سوری" حیدر نے کان پکڑتے ہوئے کہا تو ردا نے اسے اچھنبے سے دیکھا۔۔۔

"سوری کس بات کے لیے۔" ردا نے پوچھا تو حیدر نے اس کا ہاتھ اپنے میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔

"یار تمہیں ٹائم نہیں دے پا رہا۔ تو سو سوری۔" حیدر نے بہت معصومیت سے کہا تو ردا مسکرا دی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں حیدر آپ آفس میں بہت محنت کرتے ہیں آج کل احد بھائی نہیں ہیں تو آپ سب سنبھال رہے ہیں۔ اس لیے سوری بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔"،،،

جواب میں حیدر بھی مسکرا دیا۔ اللہ کا شکر ادا کرنے لگا کہ اتنی سمجھدار اور ہم قدم ہمسفر ملی ہے اسے۔ جو اس کی مشکل بن کہے ہی سمجھ جاتی ہے۔ اس نے ردا کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ ردا کو دیکھ کے تو اس کی تھکن اڑن چھو ہو چکی تھی۔۔۔

صباء بھی پانی کا گلاس تھامے باہر آ گئیں۔۔۔

حیدر روم میں تھا فرش ہونے گیا تھا۔ ردا ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔ حیدر شاید واشروم میں تھا پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے کھانا سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دیا۔ اور پھیلا ہوا کمرہ سمیٹنے لگی۔ حیدر نے سارا واڈروب پھیلا رکھا تھا۔ حیدر باہر آیا آرام دہ کپڑوں میں۔۔۔

اس کے پیچھے سے ردا کو حصار میں لیا تو وہ ڈر گئی۔ حیدر ہنسنے لگا۔۔۔

"ہاہاہاہاہا" ،،،،،

"ڈرا دیا حیدر۔ ایسا کون کرتا ہے۔" ردا نے خفت مٹاتے ہوئے کہا تو حیدر نے اس کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھ دی۔۔۔

"کوئی نہیں کرتا میں کرتا ہوں۔"۔۔۔۔۔

"اف حیدر بس رومینس جھاڑنا آتا ہے آپ کو۔ کھانا لائی ہوں ٹھنڈا ہو جائے گا۔" ردا نے اس کی توجہ کھانے کی طرف دلوائی۔ تو حیدر برا سا منہ بناتا اسے چھوڑ چکا تھا۔۔

"بس تمہیں بہانہ چاہیے مجھے avoid کرنے۔" حیدر نے مصنوعی غصہ جھاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

حیدر رٹرے لے کے صوفے پہ بیٹھ گیا۔ تو کو اس کی ناراضگی برداشت نہیں ہوئی۔۔۔

"حیدر آئیم سوری" ردا نے معصومیت سے کہا تو حیدر کو اسے تنگ کرنے میں مزہ آنے لگا۔ تو بس مگن ہو گیا کھانا کھانے لگا۔ ردا بے چین سے اس کے پاس بیٹھ گئی۔ حیدر پھر بھی اسے اگنور کر رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی جمع ہو گئی۔ پہلے ہی وہ رجاء کی وجہ سے کافی پریشان تھی اوپر سے حیدر کا اسے یوں اگنور کرنا اچھا نہیں لگا۔۔۔

حیدر پلیز سوری۔ پہلے ہی رجاء کی وجہ سے کافی پریشان ہوں۔ پلیز ایسے مت ناراض ہوں۔" ردا نے بے چینی سے کہا تو حیدر کے چہرے پہ مسکان آ گئی۔ وہ چھپا گیا۔۔۔

"ایک شرط پہ معافی ملے گی۔"۔۔۔

"مجھے منظور ہے۔" ردا نے بنا سوچے سمجھے مان لی۔ حیدر ہنسنے لگا۔ ردا اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

"پہلے سن تو لو۔ یہ نہ ہو بعد میں پچھتانا پڑ جائے۔" حیدر نے پلیٹ سائیڈ پہ رکھتے اس کی طرف جھکنے لگا۔ ردا کہنیوں کے سہارے تھی اور حیدر اس پہ جھکا تھا۔ وہ پوری طرح کاوچ پہ لیٹ چکی تھی۔ ردا نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے

دور کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔وہ مسکراتا اس کی طرف جھکا رہا۔ردا کا چہرہ لال ہو چکا تھا۔وہ مزید اس کے قریب ہوا اور اور اس کے کان میں بولا۔۔۔۔۔۔

"مجھے تمہاری مسکان چاہیے۔آنسو نہیں۔"ردا تو کچھ اور ہی سوچ رہی تھی پر یہ کیا حیدر کی بات سن کے اسے حیرت ہوئی۔حیدر نے اس کا آنسو صاف کیا۔حیدر نے اس کی آنکھوں پہ لب رکھ دیے۔ردا آنکھیں بند کیے محسوس کر رہی تھی سب۔۔۔۔

حیدر سیدھا ہو گیا اور ردا بھی سیدھی ہو گی بیٹھ گئی۔حیدر مسکرا کے کھانا کھانے لگا۔ردا گردن جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

"ویسے رجاء کا آج ٹیسٹ ہے نا۔"حیدر نے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو ردا بے چین ہوتی ایک دم بولی۔۔۔

"ہاں لیکن اب تک کچھ پتا نہیں چلا کہ رپوٹس میں کیا ہے۔مجھے بہت ٹنشن ہے حیدر۔"ردا نے حیدر کا ہاتھ جکڑ لیا۔وہ رو دینے کو تھی۔تو حیدر اس کی طرف مڑا۔اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"سب ٹھیک ہو گا میری جان۔رجاء ٹھیک ہو جائے گی۔تم رومت۔"حیدر نے اس کے آنسو صاف کیے اس نے ہاں میں سر ہلایا۔حیدر کے سینے سے لگ گئی۔حیدر اس کے بالوں کو سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔

....

"سب ٹھیک تو ہے نا ڈاکٹر۔"احد نے بے چینی سے پوچھا۔وہ ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھا تھا۔رجاء چینج کرنے گئی تھی۔

"ھمم مسٹر احد ابھی رپوٹس نہیں آئی ہیں رپوٹس آتے ہی سب کلئیر ہو جائے گا۔کل تک ساری رپوٹس آ جائیں گی۔"ڈاکٹر نے تحمل سے بتایا تو احد نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"پھر بھی ڈاکٹر کچھ تو پتا چلا ہو۔" احد کو کہاں سکون تھا وہ بے چین ہو رہا تھا۔ وہ انگلیوں کو آپس میں پیوست کیے ہوئے تھا۔ بلیک کلر کے کوٹ میں اس کا سفید رنگ چمک رہا تھا۔ لیکن آج بہت حد تک سنجیدہ تھا وہ۔۔

"فلحال ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان کے ٹھیک ہونے کے چانسس ہیں۔" ڈاکٹر کی اس بات پہ احد کا چہرہ کھل اٹھا۔ جیسے کسی نے اسے زندگی کی نوید سنا دی ہو۔۔۔

" تھینکس ڈاکٹر تھینک یو سو مچ۔" احد نے ڈاکٹر کا ہاتھ تھام کے خوشی سے کہا۔۔۔۔

"مسٹر احد ہم صرف پریڈیکٹ کر رہے ہیں۔ ابھی رپوٹس آئیں تو کچھ پتا چلے۔" ڈاکٹر نے مسکرا کے جواب دیا۔ تو احد نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"آپ کو نہیں پتا ڈاکٹر آپ نے مجھے جینے کی ہی امید دی ہے۔" رجاء کے لیے اس کی محبت نے ڈاکٹر بھی محسوس کر سکتا تھا۔ وہ مسکرا ہی سکا۔۔۔

"میم یہ آپ کے لیے" رجاء چینج کر چکی تھی۔ اچانک ایک نرس اس کے پاس آئی اور اس کے ہاتھ میں لا کے ایک بریسلٹ دیا۔ جس میں چھوٹے چھوٹے دل لٹک رہے تھے۔ رجاء نے محسوس ہوا یہ کافی خوبصورت ہے۔۔۔

"یہ کس نے دیا۔" رجاء نے سوال کیا تو نرس کی آنکھوں کے سامنے وہ سایہ لہرایا۔ جو یہ بریسلٹ کے اور کافی سارے پاونڈز تھما دیے۔ وہ سمجھ گئی کرنا کیا ہے۔

"میم یہ اس نے دیا ہے جو آپ کو بہت چاہتا ہے۔" نرس نے اس کے گلے میں مفلر ڈالتے ہوئے کہا تو رجاء کو لگا کہ احد نے ہی دیا ہو گا۔

نرس نے اس کے ہاتھ میں وہ بریسلیٹ پہنادیا۔رجاء کو وہ ملتے جھوٹے چھوٹے اچھالگ رہے تھے۔بہت کیوٹ لگ رہے تھے۔وہ مسکراتی احد کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کس قدر وہ اس سے محبت کرتا ہے۔لیکن اسے یوں مسکراتا دیکھ کسی کے دل میں پھوار پڑی تھی۔۔۔

وہ ماسک والا جو فلحال ڈاکٹر کے سوٹ میں تھا اور اس نے سرجیکل ماسک پہن رکھا تھا۔شیشے سے پار سب دیکھ رہا تھا۔وہ مکمل ڈاکٹر کے ڈریسک کوٹ میں تھا۔وہ رجاء کے سی ٹی سکین کے وقت وہیں تھا۔بس اسے دیکھنے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔

ماسک کے اندر بے ساختہ اس کے لبوں پہ مسکان آئی۔رجاء باہر آئی تو نرس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔پیچھے پیچھے وہ ماسک والا بھی چل رہا تھا۔نرس کیوں کہ اس سے ملی ہوئی تھی۔رجاء کے بال اڑ رہے تھے اور اس کے چہرے پہ آرہے تھے جو اس کے پیچھے تھا۔وہ اس خوشبو میں کھو سا گیا تھا۔اچانک سامنے سے احد آتا دکھائی دیا جو فون پہ بات کر رہا تھا۔وہ فوراً چوکنا ہو گیا۔اور سر جھکا کے احد کے پاس سے گزر گیا کہ احد کو لگا کہ کوئی ڈاکٹر ہے۔۔

احد مسکراتا رجاء تک پہنچا۔نرس کا شکریہ ادا کیا۔

"کیسی ہو رجاء۔" احد نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔ڈاکٹر نے کیا کہا۔" رجاء نے بے چینی سے پوچھا۔

"ڈاکٹر نے کہا ابھی رپورٹس آئیں گی تو پتا چلے گا۔" اس نے نرمی سے جواب دیا تو رجاء نے ہاں میں سر ہلایا۔احد نے اس کے ماتھے پہ لب رکھ دیے۔۔۔۔

رجاء کا ہاتھ تھامے وہ باہر آ گئے۔ باہر برف گر رہی تھی۔ یہ موسم بہت سہانہ تھا۔ احد رجاء کی کیپ سیدھی کر چکا تھا۔

"رجاء برف گر رہی ہے۔" احد نے کہا تو رجاء کے چہرے پہ مسکان آ گئی۔۔۔

"سچ میں۔"۔۔۔۔

"ھممم سچ میں چلیں اب گھر۔" احد نے کہا تو رجاء کا دل نہیں کر رہا تھا جانے کو۔ رجاء کو مجبوراً گاڑی میں بیٹھنا پڑا۔

لنچ کرنے کے بعد احد نے گاڑی روکی تو رجاء نے پوچھا۔

"کیا ہوا احد ہم پہنچ گئے۔" رجاء نے سوال کیا تو احد مسکرا دیا۔۔

"نہیں جانم۔ ویٹ" وہ ایک پارک میں پہنچے۔ تو احد کو پتا چل گیا تھا کہ رجاء کا بہت دل کر رہا تھا۔ برف کو انجوائے کرنے کا۔۔۔۔

"سچی" رجاء نے خوشی سے کہا تو احد مسکرا دیا۔

"چلو اب اترو۔ کاف برف پڑ چکی ہے۔" احد دوسری طرف آتا اسے تھامتے نیچے اتار چکا تھا۔

رجاء کا پاؤں جیسے ہی زمین پہ لگا اسے برف محسوس ہوئی وہ کافی خوش لگ رہی تھی۔۔ رجاء نے جھک کر برف اٹھانی چاہی تو احد نے اس کے ہاتھ میں برف دے دی۔۔۔

رجاء ہنسنے لگی۔ اس نے اسی برف کو احد پہ مارا تو احد ہنسنے لگا۔

رجاء کا ہاتھ تھا اس کے ہاتھ میں تھا وہ اسے لیے گھوم رہا تھا۔ رجاء آج بہت خوش تھی احد یہی چاہتا تھا۔۔

"سویٹی میں تمہیں اس انسان کے ساتھ اور نہیں دیکھ سکتا۔" وہ ابھی ابھی گھر میں داخل ہوا تھا اس کا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا۔

آتے ہی اس نے زور سے واس دیوار پہ دے مارا۔ احد کا رجاء کے قریب جانا اس سے کہاں برداشت ہو رہا تھا۔ اپنا غصہ وہ بے جان چیزوں پہ نکال رہا تھا۔۔

جھٹکے سے ماسک اتار کے پھینک دیا۔ کالی آنکھوں میں غصہ صاف نظر آ رہا تھا۔ غصے سے چیزیں پھینکنے لگا۔

"اس احد نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا مجھ سے تم چھین لی۔" وہ دیوار پہ لگی تصویر کو جنونی انداز میں چھوتے ہوئے بولا۔ بلکل پاگل لگ رہا تھا۔۔۔

"تمہیں مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ کوئی نہیں۔" وہ بلکل پاگل لگ رہا تھا۔۔

بار بار احد کا رجاء کو چھونا اس کے برداشت کے باہر تھا۔۔۔

اچانک اسکا فون بجا۔ اس نے بیزاری سے فون اٹھایا۔۔

"ہمممم میں نے کہا نا کام ہو جائے گا۔" وہ دانت پیس کے بولا۔ جیسے اگلے کی باتیں سن کے اسے بہت غصہ آ رہا ہو۔

"میں کہہ رہا ہوں میرے معاملوں سے دور رہو۔ تمہارا کام ہو جائے گا۔ بس انتظار کرو۔" وہ پر اسرار کہتا فون بند کر چکا تھا۔۔۔

....

"مجھے پتا نہیں ہے جیسے کہ تم کر کیا رہے ہو۔ میں کہتی ہوں ہوش سے کام لو۔" مرہا مسلسل کسی سے غصے سے بات کر رہی تھی۔ وہ چلا چلا کے اس سے بات کر رہی تھی۔

"ہمم مجھے سب پتا ہے تم ہے۔ جس کام کے لیے بھیجا ہے وہ کام کرو۔ سمجھے۔" مرہا غصے سے بولی۔۔

ایک دم فون کاٹ دیا۔

اور غصے سے ادھر ادھر چکرانے لگی۔

"کام پہ دھیان نہیں ہے اور مجھے ہی سنا رہا ہے۔ جس کام کے لیے لندن بھیجا اس کا الٹ کر رہا ہے۔ سڑک چھاپ عاشق۔" وہ بڑبڑائے جا رہی تھی۔۔۔۔

اس کا دل کر رہا تھا کہ سامنے والے کو ہی ختم کر دے۔۔۔۔

"آرام سے رجاء۔" احد ابھی ابھی رجاء کے لے گھر میں داخل ہوا۔ رجاء کی خوشی کے کوئی انتہاء نہیں تھی۔ کافی انجوائے کروایا تھا احد نے رجاء کو۔

"رجاء کیسا محسوس کر رہی ہو تم" احد نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہی پوچھا۔

"مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے احد تھینکس۔ مجھے برف شروع سے کتنی پسند تھی پر کبھی موقع ہی نہیں ملا۔" رجاء نے اداسی سے کہا تو احد اسے سینے سے لگالیا۔

"تمہاری ہر خواہش میں پوری کروں گا رجاء۔" احد اس اپنے حصار میں محبت سے بولا۔

"اچھا چلو چینج کرلو۔ ٹھنڈ لگ جائے گی تمہیں۔" احد نے رجاء کو کمرہ میں چھوڑ ااس کے ہاتھ میں کپڑے دے دیے۔۔۔

آج احد کے دل میں سکون ہی سکون تھا۔ اسے رجاء کے ٹھیک ہونے کی امید جو نظر آرہی تھی۔ بس کسی بھی حال میں وہ چاہتا تھا کہ رجاء کی آنکھیں لوٹ آئیں۔

رجاء ابھی نہا کے باہر آئی تھی۔ ہوا میں ہاتھ لہراتی وہ چیزوں سے ٹکراتی بامشکل کاوچ تک پہنچی۔ اسے تولیہ نہیں مل رہا تھا۔ وہ ہاتھ چلا کے تولیہ ڈھونڈنے لگی۔ کہ کسی نے اچانک اس کے ہاتھ میں تولیہ دے دیا۔

"احد تم یہیں تھے۔ ہر وقت تو بولتے رہتے ہو ابھی کیوں چپ تھے۔" رجاء نے بالوں کو تولیہ سے پونچھتی عام سے لہجے میں بولے۔ ٹھنڈ تھی۔ تو وہ اپنے بال خشک کر رہی تھی۔ آتش دان کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس وہ خاموشی عجیب لگی۔ کمرہ میں کسی کی موجودگی محسوس تو رہی تھی۔ پر کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔۔۔

"آج سورج کہاں سے نکلا ہے۔ تمہاری زبان پہ آج تالا ہے۔ بول کچھ نہیں رہے تم احد۔" وہ بالوں کو خشک کرتی نارملی بولی۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ کوئی اس کے قدموں میں بیٹھا ہے۔ وہ انسان اس کی آواز ایسے سن رہا تھا جیسے کسی طلسم میں جکڑا جا چکا ہو۔ منہ کے نیچے ہاتھ رکھے رجاء کے روپ میں کھویا تھا۔ صاف دھلے دھلے چہرے پہ رجاء کی لال ہوتی ناک بہت پیاری لگ رہی تھی وہ۔ اس لمبے بال کمر پہ بکھرے تھے۔ ابھی بھی گیلے تھے۔۔۔

احد کا نام سن کے اسے بہت شدید غصہ آیا آنکھیں کافی لال ہو گئیں۔اس نے رجاء کی طرف دیکھا جو اس کے بولنے کی منتظر تھی۔۔۔

رجاء کی ٹھنڈ محسوس کرتے اس نے رجاء کے کندھوں پہ شال پھیلا دی۔جو بیڈ پہ پڑی ہوئی تھی۔اس نے ہلکے سے رجاء کے بالوں کو چھوا۔رجاء کو اب شک سا ہونے لگا تھا۔۔۔

"احد!! تم کچھ بول کیوں نہیں رہے۔" رجاء کے لہجے میں سنجیدگی در آئی تھی۔۔۔

بار بار احد کا نام سن کے اس کا دماغ گھوم گیا۔اپنی پر اسرار آواز میں وہ بولا۔۔۔۔

"I am not that bloo*dy bra*t sweetie.And stop calling me with his name.I hate him because I can't handle when he come close to you.I promise you the only hurdle between us will remove soon."

"میں وہ گھٹیا نہیں ہوں سوئٹی۔اور مجھے اس کے نام سے بلانا بند کرو۔مجھے اس سے نفرت ہے کیونکہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا جب وہ تمہارے قریب جاتا ہے۔اور میں وعدہ کرتا ہوں ہمارے بیچ کی اس رکاوٹ کو ہٹا دوں گا۔"،،،،

وہ انگلش میں رجاء سے بولا۔رجاء کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑھ گئے۔وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔۔۔

"Who are you?"

رجاء نے نروسنس میں اس سے پوچھا۔ اسے لگ رہا تھا سب اس کا وہم ہے لیکن سب سچ تھا۔ وہ کانپ رہی تھی۔ اسے لگا کہ وہ کوئی فرنگی ہے کیونکہ اس کا لہجہ وہی تھا۔۔۔۔

"احدددددد!!" رجاء نے احد کو زور سے آواز دی۔ احد جو کیچن میں سوپ بنا رہا تھا بھاگتا بھاگتا وہاں پہنچا۔

"کیا ہوا رجاء۔ تم چیخی کیوں جانم۔" اس نے آتے ہی دیکھا رجاء ہاتھوں میں منہ دیے رو رہی تھی۔ اس کے جسم میں لرزش تھی۔ احد بڑے بڑے قدم اٹھتا اس تک پہنچا۔ اس نے بے چینی سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے پوچھا۔ رجاء بوکھلائی اور احد کو محسوس کرتے اس دن کی طرح احد سے لپٹ گئی۔ احد کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں تھی۔ لیکن رجاء کی حالت اسے ڈرا رہی تھی۔

"احد وہ پھر آیا تھا یہیں زمین پہ بیٹھا تھا۔ احد وہ بہت" رجاء بوکھلائی ہوئی تھی۔ احد کو بتانے کی کوشش کر رہی تھی۔ احد کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ رجاء کو سینے سے لگائے اس کے بال سہلا رہا تھا۔ رجاء ڈر کے مارے اسکے کالر کو جکڑے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

"کس کی بات کر رہی ہو تم رجاء۔ کون؟؟" احد کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ رجاء کیوں اتنی پریشان ہے۔۔۔۔

"احد وہی جو اس دن آیا تھا۔ یہیں کہیں ہے۔ بلیو می۔" رجاء کافی ڈری ہوئی تھی۔ احد نے ٹھنڈی سانس ہوا کے سپرد کی۔ اس لگا رجاء پھر سے کاوچ پہ سو گئی تھی اور اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔

"رجاء یہ تمہارا وہم ہے کمرے میں کوئی نہیں ہے۔" رجاء کے کہنے پر احد نے پورے کمرے میں نظر دوڑائی پر سب نارمل ہی لگا۔۔۔۔

"احد تم مجھ پہ یقین کیوں نہیں کر رہے میں سچ کہہ رہی ہوں" رجاء پھر سے سسکی۔ احد کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ وہ اسے اپنے آغوش میں لیے کھڑا تھا۔ رجاء سوں سوں کر رہی تھی۔

"اچھا ایک منٹ میں سارے کمرے کو چیک کرتا ہوں۔" احد نے رجاء کو خود سے الگ کر دیا اور کاوچ پہ بٹھا دیا۔ اوپر وہ گرم شال دے دی۔ احد نے سارا کمرہ چھان مارا لیکن کچھ نہیں ملا۔ وہ واپس رجاء کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ ہاتھ میں لے لیا۔

"رجاء میں نے سب جگہ دیکھ لیا ہے کہیں بھی کچھ نہیں ہے۔ اوکے ریلکس۔" اس نے رجاء کا ہاتھ سہلاتے ہوئے بہت نرمی سے کہا۔ رجاء نے کچھ کہنا چاہا تو احد نے اسے چپ کروا دیا۔

"ششش! رجاء مجھ پہ یقین کرو کچھ نہیں ہے۔" اس نے رجاء کا سر اپنے کندھے سے لگایا اور اسے سہلانے لگا۔ بال ابھی بھی ہلکے ہلکے گیلے۔ رجاء چپ چاپ اس کے کندھے پہ سر رکھے بیٹھی رہی۔ ڈر کے مارے آنکھیں موند رکھی تھیں۔

دونوں کے درمیان عجیب خاموشی تھی۔ احد کافی پریشان ہو چکا تھا۔ کیا یہ رجاء کا صرف وہم ہے یا حقیقت میں کوئی ہے۔ سوچ کے بھنور میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسے اپنی گردن پہ بھاری سانسیں محسوس ہونے لگیں۔ رجاء شاید سو چکی تھی۔ آج دن بھر کافی گھومنے پھرنے کے بعد کافی تھک چکی تھی۔ لیکن وہ تو بھوکی ہی سو گئی تھی۔ احد نے اسے کاوچ پہ ہی لیٹا دیا۔ بیڈ سے رضائی لیتا اسکے گرد لپیٹ چکا تھا۔ رجاء کو نرمی سے کاوچ پہ لیٹا دیا اور آتش دان کی آگ مزید بھڑکا دی۔ احد نے اٹھ کے پورا کمرہ ایک دفعہ پھر چیک کیا۔ گھر سارا دیکھا شاید رجاء سچ کہہ رہی ہو۔۔۔۔

وہ واپس کچن میں آیا اور رجاء کے لیے سوپ بنانے لگا۔

....

"ڈیم ہر بار ہر بار وہ کم *ینا ہم دونوں کے بیچ آجاتا ہے۔" اس نے انگریزی لہجے میں کہا۔ اس کی غصے سے بری حالت ہو رہی تھی۔ اس کا خون کھول رہا تھا۔ رجاء کے بارے سوچ سوچ دماغ مفلوج ہو چکا تھا۔۔۔

رجاء کی چیخ پہ پھرتی سے کھڑکی سے باہر کودا تھا اور کھڑکی چونکہ سلائیڈنگ تھی بنا آواز کے وہ بند کر چکا تھا۔ رجاء کو ہمیشہ کی طرح احد کی بانہوں کے ہالے میں دیکھ وہ تلملا رہا تھا۔ اس کے برداشت کے باہر ہو رہا تھا سب۔۔

اس کے ماضی کا اہم حصہ رہ چکی تھی وہ۔ اس کی پہلی محبت تھی وہ۔ بس قسمت نے ایسا کھیل کھیلا وہ اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے الگ ہو گیا۔۔۔

"کیوں کیوں میرے ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے۔ مجھ سے میرا سب کیوں چھن جاتا ہے ہمیشہ۔" وہ سڑک پہ بیٹھا۔

دھاڑا۔ عجیب سا غصہ اور جنون تھا اس کے اندر۔ اپنا کالا ماسک وہ اتار کے زور سے پھینک چکا تھا۔۔

کالی آنکھوں میں لال ڈورے تھے۔ اور دلکش چہرے پہ سختی ہی سختی۔ آنکھیں بند کرتے ہی ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکلا۔۔

"بس بہت ہو گیا قسمت سے ہار نہیں سکتا میں۔ میں نے ہارنا سیکھا ہی نہیں ہے۔" وہ اٹھا اپنے کپڑے جھاڑتا مغرور انداز میں بولا۔ مغرور چال چلتا وہ اپنی سپورٹس کار میں بیٹھا اور ہوا کی تیزی سے گاڑی لے کے وہاں سے نکل گیا۔ دماغ میں شیطانی پلان کو جنم دیتے۔ اپنا منصوبہ بنا چکا تھا۔۔۔۔

....

احد رجاء کے لیے ٹرے میں کھانا لے جا رہا تھا۔اسے کوکنگ نہیں آتی تھی۔لیکن انٹرنیٹ سے وہ دیکھ کے بنا چکا تھا جو کافی اچھا بنا تھا۔سوپ بھی بنا چکا تھا۔سردی کی وجہ سے رجاء کو ٹھنڈ لگ سکتی تھی۔اچانک اسے بہت زور سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔۔۔۔

رجاء کو گہری نیند میں تھی جھٹکے سے جاگ گئی۔پہلے حواس ہی کام نہیں کر رہے تھے۔

"رجاء رک جاؤ۔پاؤں زمین پہ مت رکھنا۔"رجاء جیسے ہی پاؤں زمین پہ رکھنے لگی۔احد کی بوکھلائی ہوئی آواز سن کے کافی ڈر گئی۔۔۔

"کک کیا ہوا احد۔"رجاء نے پوچھا تو احد بولا۔

"رجاء زمین پہ کانچ ہیں۔تمہیں لگ جائے گی۔"احد ان کانچ کے ٹکڑوں سے بچتا بچتا اس تک پہنچا۔کانچ جگہ جگہ بکھرے پڑے تھے....

احد نے مڑ کے دیکھا شیشے کی کھڑکی ٹوٹ چکی تھی جیسے کسی نے زور سے کوئی چیز اس پہ ماری ہو۔ایک نہیں بلکہ کئی جگہ سے ٹوٹا تھا۔لگ رہا تھا کسی نے بڑے بڑے پتھر مارے ہوں۔احد نے ارد گرد دیکھا تو ایک پتھر پڑا ملا جس کے گرد ایک کاغذ لپٹا ہوا تھا۔احد نے کھول کر دیکھا تھا۔تو اندر جو لکھا تھا وہ پڑھ کے اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔۔۔

" اپنی بیوی کو بچا سکتے ہو تو کوشش کرلو۔ کیونکہ بہت جلد اسے اس معذوری والی زندگی سے چھٹکارا ملنے والا ہے۔ بہت جلد تم اور وہ اس بوجھ کے آزاد ہو جاؤ گے۔۔۔۔۔

نامعلوم "

یہ پڑھ اسے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔ رجاء کو ایک نظر اس نے دیکھا جو اس کی دنیا تھی۔ کنفیوزسی کاوچ پہ بیٹھی تھی۔ اس نے وہ کاغذ مروڑا اور کھڑکی کھول کے باہر جھانکا وہاں کوئی نہیں تھا۔ اسے اب لگ رہا تھا کہ رجاء سچ بول رہی ہے گھر میں سچ میں کوئی آتا ہے۔ وہ کافی پریشان ہو گیا۔۔۔

وہ جلدی سے رجاء کے پاس گیا اور کھینچ کے اسے گلے سے لگالیا۔۔۔

"احد کیا ہوا۔ پلیز کیا ٹوٹا بتاؤ نا۔" رجاء کو اپنے گرد اس کے بازو بہت سخت لگے۔ وہ سختی سے جکڑ رکھی تھی احد نے۔ احد نے اسے ایسے سینے میں چھپا رکھا تھا جیسے ابھی کوئی اس سے رجاء کو الگ کردے گا۔

" رجاء تم ٹھیک تو ہو نا۔" اس کی آواز میں نمی لگی رجاء کو۔ رجاء کو لگا وہ بہت پریشان ہے۔

"ہاں احد میں بلکل ٹھیک ہوں لیکن ہوا کیا ہے۔ تم بہت پریشان لگ رہے ہو۔" احد ہڑبڑایا اس نے جھوٹ گھڑا۔

"کچھ نہیں وہ کانچ ٹوٹ گیا تھا تو دیکھا کوئی بال اندر آئی ہے شاید کسی بچے کی ہو گی۔" احد رجاء کو بتانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے جھوٹ بولا۔۔ رجاء کو عجیب لگا۔ اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔

"احد رات میں کونسے بچے کھیلتے ہیں؟" رجاء نے پکڑ لیا اس کا جھوٹ اب وہ کیا بولے اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔۔

"جانم تم بھی کمال کرتی ہوں یار ساتھ والے گھر کے بچوں نے پھینکی ہو گی۔" اس نے خود پہ قابو پاتے رجاء کو بتایا تو رجاء مان گئی۔۔۔

"اچھا میں یہ صاف کر دیتا ہوں پھر کھانا کھاتے ہیں اوکے تمہیں بھوک لگی ہو گی۔" احد یہ کہتا اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے باہر نکل گیا۔ پھر صفائی کرنے کے بعد رجاء کو کھانا کھلایا اور اسے سلا دیا۔ بیڈ پہ اس کے پاس ہی ٹیک لگائے بیٹھا بہت ہی پریشان لگ رہا تھا۔۔۔۔

بار بار رجاء کی طرف مڑ کے دیکھ رہا تھا۔ جو پرسکون سو رہی تھی۔ احد اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

اس کی جان جا رہی تھی۔ کھلے عام کوئی رجاء کو مارنے کی دھمکی دے رہا تھا۔

احد نے اس کے سر پہ ہونٹ رکھ دیے۔۔

"وعدہ کرتا ہوں رجاء۔ تمہیں آنچ بھی نہیں آنے دوں گا۔"۔۔۔۔۔۔

رجاء کو مکمل خود میں بھینچ کے سو گیا۔ اسے بہت ڈر لگ رہا تھا رجاء کے متعلق۔۔۔

....

"احد!" رجاء ابھی جاگی تھی۔ احد خود میں بھینچے سو رہا تھا۔ رجاء نے اسے ہلانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اسے انچ بھی نہ ہلا سکی۔ آج اس کی رپورٹس آنی تھیں۔ کافی پریشان بھی تھی۔۔۔

"اممممم!" احد جاگنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ رجاء کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔

اس نے احد کے بازو کو ہٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔اس نے زور سے احد کے بازو پہ چیونٹی کاٹی۔احد بلبلا اٹھا۔

"آوچ یہ کونسا کیڑا ہے۔"احد نے خمار آلود آواز میں کہا تو رجاء ہنس دی۔رجاء کی کھکھلاہٹ سن کے احد ہوش میں آیا۔اس کی ہنسی میں کھو سا گیا۔جھکا اور اپنے حق کا استعمال کر گیا۔رجاء کی ہنسی کو بریک لگی۔وہ تو بلکل پزل ہو گئی۔اس کا رنگ لال ہونے لگا۔احد کی اس حرکت سے کافی حیران تھی۔

"کیا ہوا چپ کیوں ہو گئی؟"وہ اس کے کان میں دھیرے سے بولا۔رجاء کو اب پسینے آنے لگے۔

"یہ یہ کیا حرکت تھی؟"رجاء خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے میں ناکام تھی۔احد مسکرایا اور پھر سے جھکا اور اس کے ہونٹوں پہ لمس چھوڑ کے پیچھے ہٹا۔

"یہ حرکت تھی۔"رجاء پھر سے حیرت کے سمندر میں تھی۔اسکا دل کر رہا تھا کہیں جا کے چھپ جائے۔۔۔

"کچھ کہہ رہی تھی تم۔"احد فل موڈ میں لگ رہا تھا۔

رجاء لال چہرے سے بلش کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"مجھے چھوڑو۔"۔۔۔۔

"وہ تو نہیں ہو سکتا۔"احد کے لہجے میں شرارت تھی۔رجاء چپ رہی۔۔۔

"اچھا اب اٹھو۔آج رپورٹس آجائیں گیں۔پھر تم پہلے کی طرح دیکھ سکو گی۔بلکل ٹھیک سکو گی۔"احد ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔اسکے دماغ میں رات والی بات گھوم رہی تھی۔اس کا باقاعدہ انتظام کرنے کا وہ سوچ چکا تھا۔۔۔

" ھمم "رجاء نے ہاں میں سر ہلایا احد سارا دن رجاء کا سایہ بن کے گھوم رہا تھا۔۔۔۔

"امی رجاء کی رپوٹس آ چکی ہیں اور ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ رجاء بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔اگلے مہینے کی دس تاریخ کو سرجری کی ڈیٹ دی ہے ڈاکٹر نے۔" ردا رامین سے بات کر رہی تھی اس کی آواز میں الگ خوشی تھی۔اس کی آواز ہلکی ہلکی کپکپا رہی تھی۔احد نے فون کر کے اسے انفارم کر دیا تھا۔رامین کا فون ہی نہیں لگ رہا تھا۔ردا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔جب وہ احد سے بات کر رہی تھی۔حیدر آج جلدی گھر آ چکا تھا اسے ردا کا پتا تھا کہ وہ بہت پریشان تھی۔۔۔۔

ابھی بھی اس کی آواز میں نمی تھی۔یہ تو خوشی کے آنسو تھے۔حیدر جو ابھی تھکا آفس سے گھر پہنچا تھا۔ردا کو ہاتھ میں موبائل پکڑے کسی خیال میں گم پایا۔اس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔وہ آہستہ قدم اٹھاتا اس تک پہنچا۔اسے اندازہ تک نہیں ہوا کہ حیدر اس کا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔وہ تب ہوش میں آئی جب حیدر نے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھ کے اسے نرمی سے پکارا۔۔۔۔

"ردا!! کیا ہوا؟ اتنی گم سم سی کیوں ہو؟" حیدر کی آواز پہ ردا چونکی۔ایک دم اپنے آنسو صاف کیے۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔" ردا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔حیدر مسکرایا۔۔۔

"ایسے ہی یہ آنسو بھی نکل آئے ہے نا۔" حیدر نے اسکی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔جو بھیگی ہوئی تھیں۔۔۔۔

"اچھا یہ چھوڑو۔ کس سے بات کر رہی تھی۔ جس نے رلا دیا۔ میری سویٹ سی وائف کو۔" حیدر نے شرارت سے کہا۔ اسکا انگوٹھا ردا کے گال کو سہلا رہا تھا۔ ردا کو اس کی ہر ادا سے محبت ہونے لگی تھی۔ وہ مسکرا دی۔

"امی کا فون تھا۔ رجاء کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔" ردا نے بتایا تو حیدر ایک دم بولا۔

"ارے یاد آیا آج رجاء کی رپوٹس آنے والی تھیں۔ کیا ہوا؟ احد نے کچھ بتایا میں اتنا بزی تھا کہ احد سے پوچھنا بھول ہی گیا۔"۔۔۔۔۔

ردا کی آنکھیں پھر بھیگ گئی۔ اس نے حیدر کے سینے پہ سر رکھ دیا۔ وہ آج اپنے اندر کا سارا غم نکالنا چاہتی تھی۔ رجاء کے ٹھیک ہونے کی بات سے وہ بہت خوش تھی۔ لیکن اتنے سالوں میں اس نے اور اس کی ساری فیملی نے جھیلا ہے وہ کب سے اپنے اندر دبائے بیٹھی تھی۔

حیدر اچانک اس کے سینے سے لگنے پہ پہلے تو حیران ہوا۔ پر اسے لگا کہ وہ رجاء کی وجہ سے پریشان ہے۔ حیدر نے اس کے گرد بازو لپیٹ لیے۔ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔

"کیا بات ہے ردا؟ سب ٹھیک ہے نا۔ رجاء تو ٹھیک ہے نا۔" حیدر نے نرمی سے پوچھا۔ تو ردا جو آنکھیں بند کیے اس کے سینے پہ سر رکھے ہوئے تھی۔ بولی۔۔

"حیدر رپوٹس کے حساب سے رجاء کا اگر آپریشن ہو جاتا ہے تو وہ دیکھ سکتی ہے۔ اس کی روشنی واپس آسکتی ہے۔" اس نے کہا تو حیدر کو عجیب لگا۔

"ردا اگر رجاء کی رپوٹس ٹھیک ہیں تو پھر تم کیوں پریشان ہو!؟" حیدر نے اس سے محبت سے پوچھا۔ تو ردا بولی۔

"حیدر!" "اس کی آواز سے حیدر کا دل زور سے دھڑکا۔ اس کا لہجہ کچھ ایسا تھا کہ لگ رہا تھا وہ کچھ زار بتانا چاہتی ہے۔۔۔

"بولو ردا۔ میں سن رہا ہوں۔" حیدر نے دھیمے سے کہا۔۔۔۔

"حیدر ابو کے چلے جانے کے بعد ہماری زندگی میں جیسے ایک طوفان سا آچکا تھا۔ رجاء اپنی آنکھیں کھو چکی تھی۔ اور ہم سب سے ہمارے سارے رشتے داروں نے بھی کنارہ کشی کر لی تھی۔ سب کچھ میرے کندھوں پہ آگیا تھا۔ میں دیکھنے میں مضبوط لگتی تھی پر بہت کمزور تھی۔ اندر سے بہت کمزور۔ راتوں میں چھپ چھپ کے روتی تھی۔ امی اور رجاء کے سامنے مضبوط بنی تھی۔ لیکن اکیلے میں بہت روتی تھی۔ حیدر۔۔۔" اس کا آنسو نکل کے حیدر کی شرٹ میں جذب ہو گیا۔ حیدر اسے سینے سے لگائے اس کا درد تکلیف سب محسوس کر سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بھی نمی تھی۔ ردا کی آواز میں تکلیف اس بھی بہت تکلیف دے رہی تھی۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے اندر کا غبار نکال دے۔ تاکہ دونوں اچھی زندگی کا آغار کر سکیں۔۔۔

"حیدر میں تو حمزہ کو چاہتی تھی۔ پر ایک دن جب میں نے اسے ایک ریسٹورنٹ میں ایک لڑکی سے فلرٹ کرتے دیکھا تھا۔ معلوم کرنے پہ پتا چلا وہ اس کی گرل فرینڈ تھی۔ تب سے مجھے اس سے نفرت ہو گئی تھی۔ امی کو دکھ نہ پہنچے اس لیے منگنی نہیں توڑی تھی۔ م مجھے اس کے دھوکے نے توڑ دیا تھا۔ اس رات میں بہت روئی تھی حیدر۔ میرے پاس کوئی نہیں تھا جس کے سینے پہ سر رکھ میں اپنا درد بیان کرتی۔۔۔۔" وہ سسکی۔ حیدر نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اسے سنتے ہوئے اسے بہت دکھ ہو رہا تھا۔۔۔

"لوگوں کی باتیں میرے بارے میں سنتے ہوئے مجھے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ میں واحد کفیل تھی اپنے گھر کی۔ لیکن ہماری پریشانی سمجھنے کے بجائے لوگوں نے مجھ پہ انگلیاں تک اٹھائی۔ مجھ پہ کیچڑ اچھالا۔ اور جب"۔۔۔

وہ رکی اور پھر سے سسکی۔ حیدر بھی نا چاہتے ہوئے بھی خود پہ قابو نہیں رکھ پایا تھا۔ آنسو اس کا ٹوٹ کے اسکے بالوں میں جذب ہو گیا۔

"جب ہم لفٹ میں پھنسے تھے۔ تو لوگوں کی باتیں سننے کے بعد مجھے لگا کہ مجھے اس دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پہلے تو لوگ پیٹھ پیچھے باتیں کرتے تھے لیکن اس دن میرے سامنے مجھے بدکردار کہہ رہے تھے۔ اس دن مجھے لگا کہ میں اور زندہ نہیں چاہتی تو" وہ رکی تو حیدر کو کچھ لگا۔ وہ بولا۔۔۔

"تو۔۔۔"،،،،

"میں نے خود کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ جب امی مجھ سے ہمارے نکاح کا پوچھنے آئی تھی۔ میں ہاتھ میں زہر تھا۔ جو میں کھانے ہی والی تھی۔ امی وقت پہ پہنچ گئی ورنہ میں نے خود کو ہی ختم کر لیا ہوتا۔ میں مرنا چاہتی تھی۔ مجھے موت چاہیے تھی۔ مجھے بوجھ والی زندگی نہیں چاہیے تھی۔۔۔" جب اس نے یہ بات اسے بتائی تو حیدر نے اسے جھٹکے سے الگ کیا۔ اس پہ حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ وہ دھاڑا۔۔۔

"کیا!! یہ سب تم مجھے ابھی بتا رہی ہو۔ تم خود کو مارنا چاہتی تھی۔ کیا اتنا کم ظرف سمجھا تھا تم نے مجھے کہ مجھ سے نکاح پہ اپنی موت کو ترجیح دی۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی خود کو نقصان پہنچانے کی ردا۔" اس نے سرخ آنکھوں سے ردا کی

طرف دیکھا۔ ردا کو آج واقعی اس سے ڈر لگا تھا۔ وہ روانی جس میں وہ بس بول رہی تھی ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے سب بول دیا جو ایک راز رکھا تھا۔ لیکن اپنی تکلیفوں میں اتنی کھو گئی کہ پتا ہی نہ چلا کہ وہ سب بتا گئی۔۔۔

"ایسا نہیں ہے حیدر۔" ردا نے صفائی دینی چاہی۔۔۔

"اچھا تو میں اتنا برا تھا کہ تم شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ مرنا چاہتی تھی نا۔" حیدر کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔۔۔۔

"حیدر میں آپ کی زندگی نہیں برباد کرنا چاہتی تھی۔" اب وہ رو رہی تھی۔ حیدر تو اس کے آنسو دیکھ نرم پڑ رہا تھا۔۔

"اچھا!!!۔۔۔ بہت اچھا کام کرنے جا رہی تھی تم۔" اسے پتا پہ نہیں چلا کہ وہ اس قدر طیش میں آ چکا تھا۔ اس کا رنگ لال ہو رہا تھا۔ ردا نے آج سے پہلے اسے اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ آج تک اس نے کبھی اس سے اونچی آواز میں بات نہیں کی اور آج وہ دھاڑ رہا تھا۔ ردا کو خوف سا آ رہا تھا۔۔۔

"میں ہی پاگل تھا جو تم سے پاگلوں کی طرح محبت کرتا ہوں۔ تمہیں تو یہ رشتہ بھی یقیناً بوجھ لگ رہا ہو گا۔" حیدر نے سخت آواز میں کہا۔

"نہیں حیدر پلیز میری پوری بات تو سن لیجیے۔" وہ حیدر سے بول رہی تھی لیکن حیدر کیا سوچ چکا تھا۔ ایک غلط فہمی تھی۔۔۔۔

"تو مسز ردا حیدر یاسین تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں تھا اسی لیے مجھے اپنے قریب نہیں آنے دے رہی تھی۔ ہے نا۔" حیدر نے چبا چبا کے کہا۔ ردا حیران تھی اسے تو ٹائم چاہیے تھا۔ حیدر بات کو کہاں سے کہاں لے جا رہا تھا۔

"ای ایسا نہی" ردا کچھ بولتی حیدر لمبے لمبے ڈھگ بھرتا غصے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

"بہت غلط سمجھ رہے ہیں آپ حیدر۔ میں نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا۔ میں صرف آپ پہ بوجھ نہیں بننا چاہتی تھی۔" وہ زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔

....

"رجاء میری جان آج میں بہت خوش ہوں۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ ڈاکٹرز نے مجھے نئی زندگی دی ہے یہ خبر سنا کے۔ گھر میں سب بہت زیادہ خوش ہیں۔" احد رجاء کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھا تھا۔ آج موسم بہت اچھا تھا۔ چمکیلی دھوپ نکلی تھی۔ تو سب ریسٹورنٹ کے باہر بیٹھے تھے۔ وہ بھی رجاء کو لے کر ایک ٹیبل پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

رجاء گرمائش محسوس کر سکتی تھی۔ اس کا ہاتھ رجاء کے ہاتھ میں تھے۔ احد کی آواز میں الگ ہی خوشی محسوس ہوئی رجاء کو۔ رجاء بھی مسکرا دی۔ احد نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔۔۔۔۔۔

"میں پھر سے دیکھ پاؤں گی نا سب۔" رجاء نے امید سے احد سے تو احد مسکرا دیا۔

"بلکل میری جان۔۔ تمہیں ابھی تو میرے ساتھ دنیا کے بہت سارے رنگ دیکھنے ہیں۔" احد کے لہجے میں بے تحاشہ محبت تھی۔ رجاء کو اس کا خیال رکھنا اس کی باتیں سننا بہت اچھا لگتا تھا۔۔۔۔

"بس ایک دفعہ تمہارا آپریشن ہو جائے۔" احد نے مسکرا کے کہا۔ اچانک اس کی نظر سامنے سے آتے براؤن لونگ کوٹ میں ملبوس ایک خوبصورت اور جانے پہچانے انسان پہ پڑی۔ وہ کھڑا ہوا۔۔۔

"رجاء ایک منٹ۔" وہ اٹھا وہ انسان تک پہنچا۔

"ازھاد مسٹر ازھاد نسیم۔" احد نے مسکرا کے اس سے پوچھا تو اس نے اپنی کالی آنکھوں سے اسکا جائزہ لیا۔ احد جو جینس اور بلیک سرٹ کے ساتھ ڈارک بلیو لیدر کی جیکٹ میں ملبوس تھا۔ اس نے اجنبی نظروں سے سے اسے دیکھا۔

"سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔"۔۔۔۔۔۔

"ہم نے ریسنٹلی آپ کی کمپنی کے ساتھ ڈیل کی ہے۔" احد نے کہا تو اس تو مسکرایا۔۔۔۔۔

"او یاد آیا آپ مجید گروپ کو کمپنیز کے مالک ہیں مسٹر احد مجید۔ نائس ٹو میٹ یو۔ سوری میں آپ کو پہچان نہیں سکا۔" اس نے ہلکی سے مسکراہٹ سے احد کو دیکھا۔ احد کی طرح اس کی شخصیت بھی متاثر کن تھی۔۔۔۔

"آپ یہاں!!!" احد کی طرف اس نے حیرانگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ ایکچولی میں اپنی وائف کے چیک اپ کے لیے آیا تھا۔" احد نے بتایا۔ احد کی کمپنی نے ازھاد کی کمپنی کے ساتھ ڈیل کی تھی جس کے تحت اپنی کمپنی کی ایک برانچ وہ یہاں کھولنے والے تھے۔ اس میں ازھاد کی کمپنی ان کے ساتھ پاٹنر تھی۔ ازھاد سیلف میڈ بزنس مین تھا۔ اپنی کوشش سے اس نے ترقی کی تھی۔۔۔۔

"او اچھا۔" ازھاد نے اتنا ہی کہا۔۔۔

رجاء ٹیبل پہ بیٹھی تھی احد کا انتظار کر رہی تھی۔ کہ اچانک اس کی آواز احد نے سنی۔

"رجاء یہ مسٹر ازھاد نسیم ہیں۔ میرے بزنس پاٹنر۔" وہ ازھاد کے ساتھ آیا۔ اس نے ازھاد کو کافی کا آفر کیا۔ جو اس نے مان لیا۔۔۔۔۔

احد نے ازھاد کا تعارف کروایا۔اس کی ایلیگنٹ شخصیت کی وجہ سے اس پہ نظر ٹھہر سی جاتی تھی۔وہ رجاء سے کچھ نہ بولا لیکن اس کی آنکھیں بہت کچھ بول رہی تھیں۔رجاء جواب میں مسکرا دی۔ازھاد بھی بیٹھ گیا۔احد رجاء کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

"آپ مسز کو کوئی ہیلتھ ایشو ہے کس کی وجہ سے آپکا لندن آنا ہوا کیا۔"ازھاد نے احد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔رجاء کو لگ رہا تھا احد بہت زیادہ امپریس ہو گا۔اس کا رنگ فق ہو گیا۔رجاء کی آنکھیں بھرنے لگیں وہ دیکھنے میں بلکل ٹھیک لگتی تھی۔اسے دیکھ کے نہیں لگتا تھا کہ وہ نابینا ہے۔احد نے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلائے اور مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

"ایکچولی میری وائف دیکھ نہیں سکتی۔اس لیے ان کا چیک اپ کروانے آئے تھے یہاں۔"رجاء کو احد کی آواز کہیں سے بھی شرمندگی محسوس نہیں ہوئی۔جیسا اسے لگ رہا تھا۔لیکن احد کے لہجے میں بے پناہ محبت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

"او آئم سو سوری۔مجھے پتا نہیں تھا۔"اس نے بہت عاجزی سے کہا۔اس کے لہجے میں انگلش کا اثر لگ رہا تھا۔ایسا لگ رہا تھا بچپن سے وہ یہاں رہتا ہے۔۔۔۔

"اٹس اوکے۔"رجاء نے مسکرا کے کہا۔تو وہ کچھ بولتا اس کا فون بجا۔اسے کچھ یاد آیا۔وہ اٹھا۔

"سوری مسٹر احد آپ کے ساتھ کافی ضرور پیتا لیکن ایک امپورٹینٹ کال ہے مجھے جلدی آفس پہنچنا ہے۔اوکے۔آئی ہوپ آپکی وائف جلد ہی دیکھنے لگیں گی۔" وہ کھڑا ہوتا ہے۔اس سے ہاتھ ملاتا۔باہر نکل گیا۔لیکن اس کا لہجہ بہت پراسرار اور ٹھنڈا لگا۔اس نے جھٹک لیا۔وہ مسکرادی۔

"اوہو کتنی دیر ہو گئی ہے کافی ابھی تک نہیں پہنچی۔" احد نے کہا۔۔۔۔

"احد تمہیں یہ انسان عجیب نہیں لگا۔" رجاء نے احد سے کہا۔تو احد بولا۔۔۔

"پتا نہیں رجاء یہ ایسا ہی ہے۔تھوڑا سخت مزاج سا۔" احد تے مسکرا کے کہا۔۔۔

"سخت مزاج میں بھی ہوں بٹ تمہارے لیے میرا دل موم ہے۔" احد نے رجاء کا ماتھا چوما۔جو اس کے پہلو میں بیٹھا تھا۔۔۔

اتنا میں جو ویٹر کافی لے کے آرہا تھا۔اس کی ٹکر ایک ماسک اور ہوڈ والے پراسرار انسان سے ٹکر ہو گئی۔ساری کافی زمین پہ گر گئی۔۔۔

"آئم سوری سر۔میں دوسری لے آتا ہوں سوری۔" وہ یہ کہتا دوسری لینے چلا گیا۔احد بس مسکرایا۔۔۔

وہ ہوڈ والا انسان وہی تھا جو آتا تھا روز۔وہ دور سے رجاء کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اچانک احد کی نظر زمین پہ پڑی۔ابھی وہاں صفائی نہیں ہوئی تھی۔تو دیکھا اس کافی کے گرد چیونٹیاں جو جمع ہو گئیں تھی۔کافی میٹھی تھی تو چیونٹیاں اس کے گرد جمع ہو چکی تھی۔وہ آہستہ آہستہ مر رہی تھی۔وہ حیران ہو گیا کہ یہ کیا تھا۔اس کا مطلب اس کافی میں کچھ زہر * یلا تھا۔احد کا سانس ہی رکنے لگا تھا۔۔۔

اس نے شکر ادا کیا کہ رجاء نے وہ کافی نہیں پی تھی۔اس دھمکی کے بعد اسے لگا کہ اس انسان نے رجاء کو مارنے کی کوشش کی۔۔

اس نے رجاء کا ہاتھ پکڑا۔۔۔

"آج رجاء پہ ایسے حملہ ہوا ہے۔وہ نامعلوم انسان اگر نہ ویٹر سے ٹکراتا تو کافی رجاء۔۔۔نہیں نہیں میں رجاء کو کچھ نہیں ہونے دوں گا مجھے پولیس میں کمپلین کرنی چاہیے۔" احد نے سوچتے ہوئے رجاء کی طرف دیکھا جو بہت خوش تھی۔وہ ابھی اس ویٹر کی گردن مروڑ دیتا پر رجاء کو اکیلے چھوڑنے کا رسک وہ نہیں لے سکتا تھا۔اس لیے بیٹھا رہا۔۔۔

"رجاء چلو مجھے بہت سر درد کر رہا ہے۔کافی میں کافی ٹائم لگ گیا ہے۔چلو۔" اس نے رجاء سے کہا تو رجاء پریشان ہو گئی۔۔

"احد زیادہ کر رہا ہے۔ڈاکٹر کے پاس چلو۔" رجاء کی پریشانی دیکھ احد مسکرایا۔۔۔

"ارے اتنے نہیں درد کر رہا۔بس دوا لوں گا ٹھیک ہو گا۔چلو" احد نے کہا تو رجاء نے سر ہلایا۔احد اس کا ہاتھ تھامتا نکل گیا۔سوچ سوچ کے ہی دماغ سن ہو رہا تھا کہ کون کر رہا تھا یہ سب۔۔۔۔۔

....

"احد!" رجاء بیڈ پہ بیٹھی تھی۔احد جو کہ رجاء کو سیدھا ریسٹورنٹ سے گھر لے آیا تھا۔وہ کافی پریشان تھا۔رجاء کے بارے میں ہی سوچ کے اس کی جان جا رہی تھی۔رجاء بیڈ پہ بیٹھی بور ہو رہی تھی۔احد لیپ ٹاپ لیے اس کے ساتھ

ہی بیڈ پہ بیٹھا تھا۔ کام کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پر ناکام ہو رہا تھا۔ بار بار رجاء کا خیال آ رہا تھا۔ رجاء کو احد کا وہاں سے اٹھ کے اچانک آنا بہت عجیب لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا رجاء؟" احد لیپ ٹاپ گود میں رکھے انہی خیالوں میں گم تھا کہ رجاء کی آواز سن کے گڑبڑایا۔۔۔۔۔۔

"احد تمہارے سر کا درد کیسا ہے اب۔" رجاء نے فکرمندی سے پوچھا۔ جب سے اس نے سنا تھا کہ اسے سر میں درد ہو رہا ہے وہ کافی بے چین ہو گئی۔ ہمیشہ وہ اس کا خیال رکھتا تھا۔ لیکن آج اس کی تکلیف رجاء کو محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

"ہممم ٹھیک ہوں۔" احد نے سادہ سا جواب دیا۔

"احد!" رجاء نے پھر بے چینی سے احد کو آواز دی۔۔۔۔۔

"کیا بات ہے رجاء کچھ کہنا چاہتی ہو کیا۔" احد نے اس سے پوچھا۔ احد نے لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھا اور اس کی طرف مڑ گیا۔۔۔

"احد تمہارے سر میں درد ہو رہا ہو گا۔ لاؤ میں دبا دیتی ہوں۔" رجاء نے جھجکتے ہوئے کہا۔ احد کے چہرے پہ بے ساختہ مسکان آ گئی۔ اس نے رجاء کی گود میں سر رکھ دیا۔۔۔

"جانم نیکی اور پوچھ پوچھ۔ شروع ہو جاؤ۔" احد نے شوخ لہجے میں کہا۔ رجاء کی باتوں سے اس کی پریشانی بھک سے اڑ گئی۔ رجاء نے اس کے سر کو ہلکا ہلکا دبانا شروع کر دیا۔ احد کو تو جیسے زندگی کا سکون آ گیا ہو۔ وہ آنکھیں بند کیے پرسکون محسوس کر رہا تھا۔ رجاء کا لمس اسے بہت سکون اور خوشی بخش رہی تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

رجاء کو بھی اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

احد کی کب آنکھ لگ گئی اسے پتا ہی نہ چلا۔ رجاء کی گود میں سر رکھے وہ خوابوں کی دنیا میں کھو چکا تھا۔ رجاء کو جب اس کی سانسیں بھاری ہوتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس پتا چل گیا احد سو گیا تھا۔ شام ہو رہی تھی دن بھر وہ کافی تھک چکا تھا۔ کھانا بھی گھر آ کے بنایا تھا۔ صبح والے واقعے کے بعد وہ باہر کا کھانا لانے کی رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

رجاء نے اس کی نیند خراب ہونے کے ڈر سے اسے نہیں جگایا۔ اپنے گرد موجود شال اس نے احد پہ دے دی۔ تاکے اسے ٹھنڈ نہ لگے۔ اس کی انگلیاں ابھی بھی احد کے بالوں میں چل رہی تھی۔ ایسا کرتے کرتے وہ بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے سو گئی۔۔۔۔۔۔

....

"حیدر! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" حیدر رات دیر سے گھر لوٹا تھا۔ وہ تھکا ہارا تھا۔ وہ کافی غصہ میں گھر سے نکلا تھا۔ اسے ڈر تھا کہیں غصہ میں ردا کے ساتھ کچھ غلط نہ کر بیٹھے۔۔۔۔

کافی دیر سڑک کی خاک چھاننے کے بعد وہ گھر لوٹا تھا۔ رات گہری ہو چکی تھی۔ وہ غصہ نہیں تھا لیکن ناراض ضرور تھا۔۔۔

"جی امی بولیے،" حیدر نے صباء کی طرف رخ کیا۔۔

"بیٹا تمہارے اور ردا کے بیچ سب ٹھیک ہے نا۔" صبا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ ان کے لہجے میں تشویش تھی۔۔

"نہیں امی ایسا کچھ نہیں ہے سب ٹھیک ہے۔ لیکن آپ نے اچانک کیوں پوچھا۔" حیدر کا لگ رہا تھا شاید ردا نے بتادیا ہو۔ صبا بولی

"پتا نہیں بیٹا آج ردا بہت کھوئی کھوئی سی لگ رہی تھی۔ اس کا ہاتھ بھی جل گیا تھا۔ کام میں دھیان ہی نہیں تھا۔ اور کھانا کھانے بھی نہیں آئی۔ سب ٹھیک ہے اس لیے پوچھ رہی ہوں۔" صبا نے نرمی سے کہا تو حیدر کا دماغ ہاتھ جلنے والی بات پہ ہی اٹک گیا تھا۔ اس نے بے قراری سے پوچھا۔

"کیسے جلا ہاتھ ردا کا۔ زیادہ تو نہیں جلا اور آپ نے آئنمنٹ لگائی اس کے ہاتھ پہ۔" حیدر نے سوال پہ سوال شروع کردیے۔ اس کے لہجے اور آنکھوں سے ردا کے لیے بے تحاشہ محبت اور فکر عیاں تھی۔۔۔۔

صبا دھیمی سی مسکرائیں اپنے بیٹے کی بے صبری پہ۔۔

"بیٹا وہ کام کرتے وقت جل گیا تھا۔ میں نے دوا لگانے کو بولا تو کہہ رہی تھی خود روم میں جا کے لگا دوں گی۔" صباء نے فکرمندی سے کہا۔۔

"اس کے بعد وہ نیچے ہی نہیں آئی۔ مجھے لگا وہ سو رہی ہو گی۔" صبا نے بتایا تو حیدر کو لگا کہ وہ پریشان ہو گی۔۔

"موم آپ جا کے آرام کیجیے۔ میں ردا کو دیکھتا ہوں۔" حیدر یہ کہتا روم کی طرف چل پڑا۔ دروازہ کھولا تو دیکھا ردا زمین پہ بیٹھی سر کاوچ پہ رکھے سو رہی تھی۔ حیدر اس کی حالت دیکھ کے کافی پریشان ہو گیا۔ کمر پہ بال بکھرے ہوئے تھے۔ ہاتھ سرخ ہو رہا تھا۔ اور سب سے بڑھ کے اس کے آنسو کے خشک نشان۔ بہت تکلیف دہ تھا یہ منظر حیدر کے لیے۔۔۔۔۔

وہ ایک دم ردا تک پہنچا۔ دوزانوں بیٹھ کے اس کے زخم کا جائزہ لینے لگا۔۔۔

"یار ردا تمہارا درد مجھے بھی بہت درد دیتا ہے۔ بس خود کو چوٹ پہنچانی ہے اس لڑکی نے خود کو۔" اس نے جھک کے اسے بانہوں میں اٹھایا۔ ردا نے نیند میں اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا دیا۔ حیدر چاہے جتنا بھی ناراض ہو جائے وہ اس کی فکر کرنا اس سے محبت کرنا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ ردا کو نرمی سے لا کے بیڈ پہ لیٹا دیا۔ اس کے آنسو کے نشان دکھ کے اسے بہت غصہ آیا خود پہ۔۔۔۔

اس نے فرسٹ ایڈ باکس نکالا۔ ردا کے زخم پہ آہستہ آہستہ آئنمنٹ لگانے لگا۔ بہت نرمی سے وہ ردا کا زخم چھو رہا تھا کہیں اسے تکلیف نہ ہو۔۔۔۔۔۔

اس نے جھک کے ردا کے سر پہ بوسہ دیا۔ اس پہ کمفرٹر رکھ کے کپڑے لے کے واشروم میں گھس گیا۔۔۔۔

نہا کے واپس آیا تو ردا سو ہی رہی تھی۔ اچانک ردا کی آنکھ جھٹکے سے کھل گئی۔ ردا کی نیند کچی ہی تھی۔ حیدر کا چھونا اسے دوا لگانا۔ سب اسنے محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔۔

"حی" حیدر جو اسی کی طرف آرہا تھا ناراضگی ظاہر کرنے کے لیے اپنی جگہ پہ چلا گیا۔ ردا کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ حیدر۔" ردا نے نمی والی آواز میں کہا۔ جو باہر جانے لگا۔ ردا اٹھ کے بیٹھ گئی۔ اسے بہت رونا آرہا تھا۔۔۔۔

حیدر رک گیا۔ وہ اپنی ناراضگی ظاہر کر رہا تھا۔ وہ نظرانداز کرتا باہر نکل گیا۔ ردا کی آنکھیں بھر آئیں۔ اتنی ناراضگی۔۔۔ وہ منہ ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی۔۔۔

"حیدر اتنی بھی کیا ناراضگی جو مڑ دیکھنا بھی آپ نے گوارہ نہیں کیا۔" حیدر کے بارے میں سوچ کے وہ پھر سے رونے لگی۔۔۔۔۔

....

احد کی نیند کھلی تو دیکھا رجاء کی گود میں سر رکھے سو رہا تھا۔ رجاء کا ہاتھ ابھی بھی اس کے سر پہ تھا۔ اس نے دیکھا ردا کی شال اس پہ تھی۔۔

اس نے مڑ کے اوپر کی طرف دیکھا تو رجاء سو رہی تھی۔ اور اسے شاید سردی لگ رہی تھی۔ احد کو پل کے لیے افسوس ہوا۔ وہ فوراً اٹھا۔ رجاء کو آرام سے بیڈ پہ لیٹا دیا۔ اس پہ رضائی دے دی۔ اس نے رجاء کا ماتھا چوم لیا۔۔۔

"رجاء تم میری جان میں بس چکی ہو۔ کسی کو تمہیں دیکھنے بھی نہیں دوں گا۔ نقصان پہنچانا دور کی بات ہے۔ احد ہمیشہ اپنی رجاء کی حفاظت کرے گا۔" وہ اس کے پاس بیٹھا آہستہ آہستہ بول رہا تھا۔۔

ساتھ ساتھ بالوں میں انگلیاں بھی چلا رہا تھا۔ اچانک اس کا موبائل بپ ہوا۔ اس نے دیکھا تو کسی ان نادون نمبر سے میسج تھا۔

"آج تو بچا لیا اپنی اندھی محبت کو۔ لیکن آخر کب تک بچا سکو گے اسے۔ مرنا تو اسے پڑے گا۔

نامعلوم"

احد کی یہ بات سن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔اس نے فوراً اس نمبر پہ کال ملائی۔ لیکن جواب نہیں آ رہا تھا۔اس نے میسج کیا۔۔

"کون ہے؟ کیوں کر رہے ہو یہ سب؟ کیا بگاڑا ہے میری رجاء نے تمہارا۔" احد نے سوال پہ سوال داغے۔اس کا دماغ سن ہو چکا تھا۔رجاء کے پیچھے کون پڑا ہے۔۔۔

"چل میرے بھائی تمہارا کام آسان کر رہا ہوں۔" اس نے مطمئن سا جواب دیا۔احد کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اسے مار دے۔۔

"بکواس بند کرو۔اور خبردار رجاء کو آنچ بھی آئی تم مجھے ابھی جانتے نہیں۔میں اپنی چیزوں کا نقصان برداشت کر سکتا۔تم میری محبت کو تکلیف دینے کی بات کر رہے ہو۔جان سے جاؤ گے۔اور اب یہ گھٹیا طریقے استعمال مت کرنا۔میں میری رجاء کا سایہ ہوں۔اسے تکلیف دینے والے کو ختم کرنے میں وقت نہیں لگاؤں گا۔ سمجھے یو باس *ٹرڈ۔" احد کا پارہ ہو گیا۔وہ رجاء کو بھی دیکھ رہا تھا۔رجاء کا معصوم چہرہ اس انسان کی باتیں احد خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا تھا۔۔۔

ہاہاہاہاہا دیکھتے ہیں پھر۔تمہاری اندھی محبت جیتتی ہے یا میری اس محبت کو فنا کرنے کی ضد۔" اس انسان نے جواب دیا۔احد نے نمبر دیکھا تو پرائیوٹ تھا۔اسے رجاء کی ٹینشن کھائے جا رہی تھی۔بار بار رجاء کے سر کو بوسہ دے رہا تھا کہیں رجاء کو کچھ۔یہ سوچ کے اسے اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔اس انسان کی ہمت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ وہ کھلم کھلا دھمکی دے رہا۔اس نے پولیس کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔

....

ردا رونے میں ہی مصروف تھی۔ کہ اچانک اسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ نظر اٹھا کے دیکھا تو حیدر کھانے کی ٹرے لیے کھڑا تھا۔ بہت کڑے تیوروں سے ردا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ردا کے سامنے کھانے کی ٹرے رکھی۔۔۔

"اگر رونا دھونا ہو گیا ہو تو کچھ کھا لو۔" حیدر نے خشک سے لہجے میں کہا۔ ردا رونا بھول کے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ ناراضگی میں بھی اس کی پرواہ کرنا نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔

"حیدر میں کچھ" ردا نے اپنی صفائی پیش کرنی چاہی۔ لیکن وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور بولا۔۔۔

"کھانا کھا لو ردا۔" ایک ایک لفظ دھونس جماتے ہوئے بولا۔۔۔۔ اس نے جب دیکھا ردا ال ہی نہیں رہی۔ خود اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا کھلانے لگا۔ ردا کھا رہی تھی۔ لیکن اس کی ناراضگی کا سوچ وہ پھر سے رونے لگی۔ اس کا آنسو گال پہ لڑھک گیا۔ حیدر نے نرمی سے اس کا آنسو پونچھا۔۔۔۔

"حیدر میری بات سنیئے۔ جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔" وہ پھر سے بولنے کی کوشش کرنے لگی۔ حیدر نے اسے ٹوک دیا۔۔۔

"ردا میں نے کوئی صفائی مانگی نہیں نا۔ تو چپ چاپ کھانا کھاؤ۔" اس نے ردا کو ڈانٹ دیا۔ ردا کی ناک رو رو کے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔

"یہ دوا بھی کھالو۔آرام ملے گا تمہیں۔"اس نے ردا کو ایک ٹیبلیٹ دے دی۔ردا نے چپ چاپ کھالی۔حیدر ٹرے واپس رکھ آیا۔۔۔۔

رات کافی ہو رہی تھی۔وہ الماری سے کچھ ڈھونڈنے لگا۔ردا کی بس ہو گئی۔وہ فوراً اٹھی اور پیچھے سے حیدر کے گرد بازو لپیٹ لیے۔اس کے کندھے سے سر لگا کے سسکنے لگی۔۔۔

"آئیم سو سوری حیدر۔ہر اس بات کے لیے جس نے آپ کو تکلیف دی ہے۔آپ جو مرضی سزا دے دیجیے۔لیکن ایسے avoid مت کیجیے۔مجھ سے آپ کی بے رخی برداشت نہیں ہوتی۔"وہ رونے لگی۔اس کے بازو تے حیدر کو جکڑ رکھا تھا۔حیدر جو بہت سنجیدہ تھا اس کی اس بات پہ مدکرادیا۔وہ چاہتا تھا کہ اسے گلے سے لگا لے۔لیکن تنگ کرنا تو بنتا تھا۔اس نے ردا کو خود سے الگ کیا۔۔۔

"ردا جا کے سو جاؤ۔مجھے بھی بہت نیند آرہی ہے۔"حیدر نے بے رخی سے کہا۔اور اسے پیچھے کرتا اپنی جگہ پہ لیٹ گیا۔ردا کو اس رویہ بہت تکلیف دہ لگا۔آنسو پیتی۔اپنی جگہ پہ واپس آگئی۔آنکھیں ابھی بھی نم تھیں۔۔۔۔ردا دوسری طرف کروٹ لیے رو رہی تھی۔اس کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔حیدر جاگ رہا تھا۔اس کی تکلیف دیکھ کے خود پہ ضبط کیے بس بیٹھا تھا۔۔۔



اگلے دن شام میں رجاء اور احد واپس پاکستان پہنچ چکے تھے۔رجاء کافی تھک چکی تھی تو اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔احد اسے نیند کی ٹیبلٹس دے کے سلا چکا تھا۔پاس ہی بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ دھمکی والا آخر ہے کون۔کیا اس کے ساتھ مذاق کر رہا ہے یا سچ میں رجاء کو مارنا چاہتا ہے لیکن آخر کیوں؟؟سوچ سوچ کے ہی پاگل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"ہیلو حیدر!کیسا ہے یار تو۔"احد سوچ میں گم تھا اچانک اس کا فون بجا دیکھا تو حیدر کا فون تھا۔اٹھ کے ڈائریکٹ ڈرسنگ روم میں گیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ رجاء کی نیند خراب ہو۔۔۔۔

"یار میں بلکل ٹھیک ہوں۔واپس آ گئے تم لوگ۔"اس نے سوال کیا۔حیدر ابھی آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔ردا کا رونا اسے بار بار یاد آ رہا تھا۔آج صبح بھی وہ اسے ایسے نظر انداز کر رہا تھا جیسے وہ ہے ہی نہیں۔پھر سے اس کا رویہ دیکھ ردا کی آنکھیں بھر آئیں۔وہ اسے اگنور کرتا آفس چلا آیا۔آفس میں بھی اسے کہاں چین تھا۔بار بار ردا کی نم آنکھیں اس کا اداس چہرہ اس کے سامنے آ رہا تھا۔وہ مسلسل اپنے کیبن میں چکر کاٹ رہا تھا۔اسے پتا تھا کہ احد اور رجاء واپس آنے والے ہیں۔اسے لیے اس نے سوچا احد سے پوچھ لے۔۔۔

"ہاں یار آ گئے۔"احد نے تھکے لہجے میں کہا۔حیدر کو کچھ وہ پریشان لگا۔۔۔

"رجاء کیسی ہے احد۔"حیدر نے پوچھا۔۔۔

"ہممم ٹھیک ہے۔سو رہی ہے۔"احد نے سادہ سا جواب دیا۔۔۔

"یار خیال رکھنا اس کا۔میری جان کی جان ہے وہ۔"حیدر کے لہجے میں اچانک شرارت آ گئی تو احد مسکرا دیا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"تمہاری جان کی جان میری بھی جان ہے۔خود سے بڑھ کر خیال رکھوں گا اس کا۔" اس نے مسکرا کے کہا۔دل کیا حیدر کو سب بتا دے لیکن وہ پریشان ہو جاتا۔ردا بھی پریشان ہو جاتی۔

"احد ایک بات پوچھوں؟" حیدر نے سوال کیا۔۔۔

"ہاں پوچھو نا۔"۔۔۔۔۔۔

"احد بہت پریشان لگ رہا ہے تو۔خیر تو ہے نا سب۔" اس نے تشویش سے پوچھا۔۔۔۔

"وہ" احد کچھ بولنے ہی والا تھا کہ اسے دادی کی آواز سنائی دی۔

"حیدر میں تجھ سے بعد میں بات کرتا ہوں دادی بلا رہی ہیں۔رجاء ردا کو بہت یاد کر رہی تھی اسے لے آنا رجاء کے پاس پلیز۔" احد نے جلدی سے کہا تو حیدر مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے لے آوں گا۔چل تو رجاء کے پاس جا۔" یہ کہہ کے اس نے فون رکھ دیا۔۔۔

"جی دادی۔" احد حیدر سے بات کر کے باہر نکلا۔اس نے دیکھا دادی کی گود میں رجاء سر رکھے لیٹی تھی۔دادی اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھیں۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا میرا بچہ۔" وہ اسے حوصلہ دے رہی تھیں۔رجاء تو آپریشن کا نام سن کے ہی بہت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔دادی آپ کی بہو آئی آپ تو مجھے بھول ہی گئی ویری بیڈ۔" احد نے مصنوعی غصے سے کہا۔تو دادی ہنس دی۔رجاء ویسے ہی لیٹی تھی۔۔۔

"اللہ تم بھی میرے بیٹے ہو۔ تمہیں کیسے بھول سکتی ہوں۔" احدان کے سامنے جھکا اور دادی نے ماتھے پہ بوسہ دیا۔احد مسکرا رہا تھا۔اچانک دروازے پہ دستک نے اس کا دھیان کھینچا۔

"کیا میں اندر آسکتی ہوں۔" دروازے پہ سارہ اور مرہا تھیں۔مرہا کو دیکھ احد کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔دادی نے مسکرا کے انہیں اندر بلایا۔۔۔۔

"کیسی ہو رجاء۔" سارہ نے شفقت سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔اچانک ان کا رویہ رجاء سے نرم ہو رہا تھا۔رجاء سیدھی ہو کے بیٹھی۔احد نے اس کی کمر کے پیچھے تکیے سیٹ کیے تاکہ وہ آرام سے بیٹھ سکے۔مرہا کی آنکھوں سے یہ منظر چھپا نہ رہا۔اس نے برا سا منہ بنایا۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں چاچی۔" رجاء نے مسکرا کے کے جواب دیا۔وہ تو سب سے نرمی سے پیش آتی تھی۔سوائے احد کے اس سے کبھی کبھی روڈ ہو جاتی تھی۔کیونکہ وہ اسے تنگ کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔۔۔۔

"احد رجاء کے پاس بیڈ پہ بیٹھا تھا۔دادی دوسری طرف تھیں اور مرہا اور سارہ جا کے سامنے صوفے پہ بیٹھ گئی۔احد نے رجاء کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔اسے ہلکے سے انگوٹھے سے سہلا رہا تھا۔رجاء سب کے ساتھ باتوں میں مگن تھی۔سارہ اور دادی سے باتیں کر رہی تھی۔اس کے چہرے کی ہنسی اور مسکان میں احد کھو سا گیا تھا۔محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اور مرہا آنکھوں میں انگارے لیے دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"احد،،،،،احد!!!" دادی نے احد کو آواز دی وہ کچھ نہ بولا۔پھر سے آواز دی تو وہ ہوش میں آیا۔

"ج جی دادی۔"۔۔وہ ہڑبڑایا۔۔۔

"بیٹا جی کہاں دھیان ہے آپکا۔" دادی نے اس کی ٹانگ کھینچی۔احد خجل سا ہو گیا۔اس نے سر کھجایا۔تو عمر کی آواز آئی جو دروازے پہ کھڑا تھا۔۔۔

"ارے دادی یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔بھائی بھابھی کو دل میں اتار رہے تھے ہیں نا۔"عمر نے شرارت سے کہا۔رجاء نے جھنیپ کے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی لیکن احد تھا اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دیتا۔۔۔

"ہاں تو کیا غلط کر رہا تھا۔اپنی بیوی کو محبت سے دیکھنا کوئی جرم ہے کیا۔"اس نے رجاء کا ہاتھ جکڑے کہا اور اس کی اگلی حرکت پہ سب عش عش کر اٹھے۔اس نے رجاء کے ماتھے کو بوسہ دیے۔سب کے سامنے۔سب آہستہ مسکرا رہے تھے۔رجاء لال ہو رہی تھی شرم سے یا غصے سے اور مرہا کا دل کر رہا تھا مار دے رجاء کو۔وہ رجاء کی جگہ ہونا چاہتی تھی۔۔۔۔

"بڑا بے شرم ہے تو۔" دادی نے احد کے بازو پہ ہلکی سے لگائی۔احد ہنسنے لگا۔اسے اس قدر مطمئن دیکھ دادی بہت خوش تھیں۔۔۔۔

"ارے میں سب کو گھر میں ڈھونڈ رہا ہوں کہ آخر سب گئے کہاں؟آپ سب نے یہاں رونق لگا رکھی ہے۔مجھے بھول گئے۔"اچانک دروازے پہ دادا جی کی آواز آئی۔سب کو آج اتنے ٹائم بعد ہنستے خوش گپیوں میں مصروف دیکھا تو خوشی ہوئی۔رجاء کے آنے سے واقعی پرانا مجید خاندان لگ رہا تھا۔جہاں خوشیاں ہوا کرتی تھیں۔آج انہیں بہت

اچھالگ رہاتھا۔اپنا گھر مکمل لگ رہاتھا۔انھیں رجاء میں زہرا احد کی ماں کی جھلک نظر آنے لگی تھی۔ان کی وجہ سے کافی رونق تھی اس گھر میں۔۔۔۔

"آیئے نادادو۔"احد نے مسکرا کے کہاوہ اندر گئے رجاء کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔رجاء کادل بھر آیا۔اتنی محبت کرنے والی فیملی اسے ملی تھی۔رات ہو رہی تھی۔سب اس کے کمرے میں موجود تھے۔ایک محفل لگی ہوئی تھی۔۔

دادو بھی بیٹھ گئے۔کافی دیر باتیں چلتی رہیں۔۔۔

"اللہ میرے گھر کو ایسے ہی ہنستا بستا رکھنا۔آمین۔"دادی کے دل سے دعا نکلی۔اشفاق کے علاوہ سب وہاں موجود تھے۔۔۔۔۔

....

ردا کچن میں کام کر رہی تھی۔کھوئی کھوئی سی تھی۔حیدر کافی دیر پہلے کا آچکا تھا۔لیکن پھر سے اسے اگنور کر رہاتھا۔ردا کام میں مصروف تھی۔اچانک حیدر کیچن میں آیا پانی لینے۔ردا نے تو دھیان ہی نہیں دیا۔بہت گم تھی وہ۔اچانک ردا کا دوپٹہ اڑ کے برنر پہ لگا اور اس نے آگ پکڑ لی۔حیدر اگنور کر رہاتھا۔ردا کا بجھا بجھا چہرہ اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔

اس نے مڑ کے ایک نظر ردا کو دیکھا۔ردا جیسے پتا ہی نہیں تھا کہ اس کا دوپٹہ آگ پکڑ چکا ہے۔۔۔

"ردا!"حیدر چلایا۔ردا کو کچھ سمجھ نہ آیا۔اس نے دیکھا تو حیدر جھٹکے سے اس تک پہنچا اور دوپٹہ گردن سے نکال کے دور پھینک دیا۔حیدر کا اب پارہ ہائی ہو گیا۔اس نے فورا برنر آف کر دیا۔

"کیا کرتی رہتی ہو تم۔ لگتا پورا موڈ بنا چکی ہو مرنے کا۔" حیدر ردا کو بازو سے پکڑے جھنجھوڑ رہا تھا۔ ردا پہلے ہی بہت ڈری ہوئی تھی۔ اوپر سے حیدر کا رویہ برداشت کے باہر ہو رہا تھا اب۔ اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا۔ ڈری سہمی وہ حیدر کو بچی لگی۔۔

"ح حیدر۔" ردا کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا ہوئے۔ دوپٹہ فرش پہ پڑا ابھی بھی جل رہا تھا۔ گھر میں کوئی نہیں تھا۔ حیدر کے موم ڈیڈ کسی کام سے باہر گئے تھے۔ اسلیے حیدر غصہ کر رہا تھا۔۔۔۔

"کیا حیدر؟ دھیان کہاں تھا تمہارا ہاں۔ اگر میں نہ آتا تو یہ آگ کب کا تمہیں اپنی لپیٹ میں،" حیدر کو سچ میں لگا کہ اس کا سب کچھ راکھ ہو جاتا۔ اس کی آواز میں ڈر، محبت، غصہ، فکر سب ایک ساتھ تھیں۔ ردا کو کھونے کا ڈر اسے اب دہلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

حیدر نے اسے چھوڑا۔ اپنے سر بالوں میں انگلیاں چلا کے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ردا کچھ بول ہی نہیں رہی تھی۔ وہ رو رہی تھی اس کے آنسو فرش پہ گر کے بے مول ہو رہے تھے۔ اس نے ردا کا ہاتھ پکڑا اور تقریباً گھسیٹتا ہوا روم میں لایا۔ اور دھاڑا۔۔

"خبردار کچن میں نظر آئی مجھے۔ جب کام کرنا نہیں آتا تو کیوں جاتی ہو وہاں۔ خود کو چوٹ پہنچانے۔ کبھی میڈیم صاحبہ ہاتھ جلا لیتی ہیں اور کبھی خود جلنے کا پروگرام کر لیتی ہیں۔" حیدر مسلسل کڑوی باتیں کر رہا تھا۔ ردا بس سن رہی تھی۔ رونا تو اسے بہت آ رہا تھا دو دن سے۔ پر حیدر اگنور کیے جا رہا تھا۔۔۔۔

"اب بولو کچھ بھی۔"۔۔۔۔۔

"جی حیدر وہ میری کوئی غلطی نہیں ہے۔ ہوا سے دوپٹا اڑ کے بر زیہ گرا۔" ردا نے سہمی سی آواز میں کہا۔ حیدر لمحے کے لیے پگھلا پر واپس وہی بات سوچ کے سختی در آئی اس کے چہرے پہ۔۔۔۔

"نہیں نہیں ردا میڈم آپ کی غلطی کہاں ہے۔ ساری تو میری غلطی ہے۔ میں ہی گدھا، الو کا پٹھا ہوں جو تم سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن نہیں میڈم نے بس مجھے تکلیف پہچانا کا ٹھیکا لیا ہوا ہے۔" وہ اس پہ طنز کرتا بولا۔ ردا آج چپ تھی۔ سب کو منہ توڑ جواب دینے والی کا منہ بند تھا۔۔۔۔

حیدر اسے ڈانٹ رہا تھا۔ اچانک اس کی زبان کو بریک لگی جب ردا اس کے سینے سے لگ گئی۔ اور اس کی شرٹ کا کالر جکڑ کے رونے لگی۔۔۔۔

"حیدر جتنا ڈانٹنا ہے ڈانٹ لیجیے۔ یہ آپ کا گریز مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ میں بہت تکلیف میں ہوں۔" حیدر تو حیران تھا لیکن ردا کی بات سن کے اسے سچ میں بہت افسوس ہو رہا تھا۔ حیدر نے اسے اپنے آغوش میں لے لیا۔۔۔

"ردا چپ۔ رونا بند کرو۔" حیدر نے نرمی سے کہا۔ لیکن ردا پہ کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔۔۔۔۔

"ردا کہا نا چپ کرو۔ اب ایک آنسو نہ گرے۔" حیدر نے تنبیہ کیا۔ تو ردا چپ ہو گئی۔ لیکن ہچکولیاں ابھی بھی لے رہی تھی۔۔۔۔ کافی دیر ردا اسے کے سینے پہ سر رکھے ہوئے تھی۔ کافی دیر وہ اس سے الگ ہوئی۔ خود کو دیکھا بنا دوپٹے کے تو کافی شرمندہ ہوئی۔۔۔

حیدر کی نظر اس کی گردن پہ لال نشان پہ پڑی۔ جیسے کھروچ لگی ہو۔ دوپٹہ جو اس نے گردن سے الگ کیا تھا یہ اس کی کھروچ تھی۔ کافی لال ہو رہی تھی۔۔۔

ردا جانے لگی کہ واڈروب سے اپنا دوپٹہ لینے جارہی تھی۔ حیدر نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے کھینچا وہ اس کے سینے سے آلگی۔ اچانک اس کے کھینچے سے دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

حیدر نے اس کی گردن سے بال ہٹائے۔ ردا اب صحیح معنی میں ڈری تھی۔۔۔

"ح حیدر کک کیا کر رہے ہیں۔" ردا نے لڑکھڑاتے ہوئے پوچھا تو حیدر نے اس کے لال نشان سے چھوا نرمی سے۔۔۔

"تمہاری گردن پہ کھروچ لگی ہے۔ اسے دیکھ رہا ہوں۔ ویٹ۔" وہ اسے چھوڑتا بیڈ تک گیا سائیڈ ٹیبل کے ڈرار سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا اور اس کی پہ دوا لگانے لگا۔ اور ساتھ ساتھ پھونکیں بھی مار رہا تھا۔ وہ چاہے جتنے غصے میں ہو وہ اس کی کیئر کرنا نہیں چھوڑتا تھا۔ محبت کا دوسرا نام ہی کیئر ہے۔ ردا مسلسل اسے دیکھے جارہی تھی۔۔۔ "حیدر مجھے وہ کچن!" ردا کچھ بولتی حیدر نے اسے چپ کروا دیا۔۔

"ششش۔ چپ چاپ یہاں بیٹھو۔ کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کہیں جانے کی۔ اب ہاتھ واتھ کاٹ کے آجاؤ گی۔ میں باہر سے آڈر کر دیتا ہوں۔" حیدر نے مصنوعی رعب جھاڑا۔ ردا کچھ نہ بولی۔ حیدر تو بس اسے تنگ کر رہا تھا۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر وہ کب تک برداشت کرے گی۔۔۔

....

"میں آگیا۔ سوئٹی۔" وہ ماسک والا انسان احد کے گھر کے باہر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح بلیک ہوڈ اور ماسک۔ آج گوگلز بھی لگا رکھی تھیں۔۔۔۔

"اب لگتا ہے پورے زور و شور سے آنا پڑے گا۔"۔۔۔۔

وہ پراسرار آواز میں کہتا وہاں سے نکل گیا۔اپنی ہیوی بائک لے وہ ہوا سے باتیں کرتا غائب ہو گیا۔۔۔

آخر ماسک والے انسان کا رجاء سے کیا تعلق ہے۔اور کیا مجید خاندان کی خوشیاں ایسی ہی رہیں کی نظر۔اور کیا وہ دھمکی دینے والا کامیاب ہو پائے گا۔

چھوٹے بابا! آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔" احد رجاء کو روم میں ناشتہ کروار ہاتھا کہ فہیم چاچا نے اسے آگاہ کیا کہ کوئی اس کا انتظار کر رہا تھا۔احد نے حیرانگی سے فہیم چاچا کی طرف دیکھا۔۔۔

"کون ہے چاچا بتایا کچھ اس نے۔"۔۔۔۔

"پتا نہیں چھوٹے بابا میں نے ڈرائنگ روم میں بٹھادیا ہے۔"فہیم چاچا نے اسے آگاہ کیا۔تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔چاچا چلے گئے۔۔۔

"رجاء میری جان۔ناشتہ تو تمہارا ہو گیا ہے۔تم دوائی لے لو۔" احد نے برتن سائیڈ پہ رکھ دیے۔اور رجاء کو دوا دے دی۔رجاء نے چپ چاپ دوا کھالی۔۔

"میں آتا ہوں۔تم آرام کرو۔" احد نے اس کے ماتھے کو بوسہ دیا۔۔۔

"احد پلیز کسی کو بھیج دیجیے۔مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔اکیلے۔" رجاء نے معصوم سے لہجے میں کہا۔احد کو اس پہ بہت پیار آیا۔وہ مسکرایا۔۔

"میں بھیج دیتا ہوں کسی کو۔ رشنا بھی آج واپس آجائے گی۔ اس کی امی کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔" رجاء نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ اسے لیٹا کے اس پہ کمفرٹر دے کے باہر چلا گیا۔۔۔

احد لاونج میں پہنچا تو دیکھا کوئی تھری پیس سوٹ پہنے۔ صوفے پہ بڑے مغرور انداز میں بیٹھا تھا۔ اس کی پشت احد کی طرف تھی۔ احد جو رف حلیے میں ہی تھا۔ اس نے بلیک پینٹ اور وائٹ ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ وہ چلتا ہوا آیا۔ تو حیران ہی رہ گیا۔ ازھاد وہاں موجود تھا۔۔۔

"ہیلو!!" احد کی آواز میں وہ ہوش میں آیا۔ موبائل پہ اپنے کسی بہت خاص کی تصویر دیکھ رہا تھا۔ فوراً کھڑا ہوا۔

۔

"ہیلو مسٹر احد مجید۔ آپ کو پریشان تو نہیں کیا نا۔" اس نے احد کے سامنے ہاتھ پھیلا۔ ہاتھ نے ہاتھ تھام لیا۔ وہ مسکرایا۔۔۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ تو لنڈن میں تھے نا۔" احد نے سوال کیا۔۔۔

"ہاں مسٹر احد کل ہی واپسی ہوئی ہے۔ پراجیکٹ کے بارے میں بات کرنی تھی۔ آفس گیا تو پتا چلا آپ چھٹی پہ ہیں آپ کی وائف کی طبعیت کی وجہ سے۔ اس لیے اڈریس لے کے میں ہی یہاں چلا آیا۔ آئی ہوپ یو ڈونٹ مائنڈ۔" ازھاد نے اس نے آنے کی وجہ بتائی۔ احد مسکرا دیا۔ پھر دونوں پراجیکٹ ڈیسکس کرنے لگے۔۔۔۔۔

کافی دیر ہو چکی تھی کوئی آیا نہیں تھا۔ رجاء کو عجیب لگ رہا تھا۔ وہ اٹھی وہ ہاتھ ہوا میں لہراتی۔ کمرے سے باہر آئی۔ اب لاونج میں ہی پہنچی تھی۔۔۔۔

کہ اچانک کسی سے زوردار تصادم ہوا۔وہ پیچھے کو گرنے لگی تو سامنے والے نے اس کا بازو تھام لیا۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔"ایک مہربان مردانہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔اسے وہ آواز جانی پہچانی لگی۔۔۔۔

ازھاد فون پہ بزی تھا۔اچانک کسی سے زوردار ٹکر ہوئی وہ گرتے گرتے بچا۔سامنے رجاء کو دیکھا جو گرنے ہی والی تھی فوراً اسے تھام لیا۔اس کی کلائی ابھی بھی ازھاد کے ہاتھ میں تھی۔۔۔۔

"رجاء!!تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔"احد کی فکر سے بھری آواز ازھاد کے پیچھے سے ابھری۔وہ بھی رجاء کو دیکھنے جا رہا تھا۔وہ دونوں کی ٹکر ہوتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔وہ دوڑتا ہوا رجاء تک پہنچا۔اور رجاء کی کلائی اس کے ہاتھ سے نکال کے اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ دیا۔ازھاد کافی امپریس ہوا۔۔۔

"نہیں احد مجھے چوٹ نہیں لگی۔"رجاء نے سادہ سا جواب دیا۔ازھاد جو رجاء اور احد کو دیکھ رہا تھا۔اس کے کالے بال ماتھے پہ بکھرے تھے۔سوٹ میں کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔مرہا دور کھڑی اس اجنبی خوبرو انسان کو دیکھ کے برے برے منہ بنانے لگی۔۔۔۔

"تھینکس مسٹر ازھاد۔"احد نے ازھاد کا شکریہ ادا کیا۔۔

وہ جواباً صرف مسکرایا۔۔۔

ازھاد اجازت لیتا وہ چلا گیا۔۔۔

"احد یہ کون تھا؟؟؟"رجاء کو صوفے پہ بیٹھایا احد نے۔وہ احد سے سوال کرنے لگی۔۔۔۔

"رجاء مسٹر ازھاد تھے۔"احد نے نارمل سا جواب دیا۔

"وہ جو لندن میں ملے تھے نا۔" رجاء نے ایک دم کہا تو احد ہنس دیا۔اسے شرارت سوجی۔اس نے رجاء کی کلائی کھینچی وہ سیدھا اس کے سینے سے آ لگی۔۔۔۔

"بہت سمارٹ ہو گئی ہیں آپ مسز رجاء احد مجید۔" اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹا وہ شوخ لہجے میں بولا۔رجاء مکمل طور پہ مسکرانے لگی۔۔۔۔

"احد میں نے نہیں دیکھ سکتی پر باقی لوگ اندھے نہیں ہیں۔ تمہیں تو شرم ہی نہیں ہے کہیں بھی شروع ہو جاتے ہو،" رجاء نے نروٹھے پن سے کہا۔تو احد نے انگلی سے اس کے بال پیچھے کیے۔جو چہرے پہ آرہے تھے۔۔۔۔

"کیا ہے نا جانم تمہیں دیکھ میری شرم سو جاتی ہے اور جہاں تک بات ہر جگہ کی ہے تو ہم کمرے میں چلتے ہیں یہیں سے کنٹینیو کریں گے کیا خیال ہے۔" احد نے اس کے گال کو ہونٹوں سے چھوا۔رجاء شرما گئی۔۔۔۔

"اح احد ہم ہال میں ہیں۔پلیز" رجاء نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے دور کرنے کی کوشش کی۔احد کے لہجے میں تپش محسوس ہوئی رجاء کو۔اس کے ہونٹ گردن تک پہنچ چکے تھے۔وہ اس کا لمس محسوس کر کے کانپ رہی تھی۔۔۔۔احد نے رجاء کی آواز سنی تو ہوش میں آیا۔وہ رجاء سے دور ہوا۔وہ خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

"یا اللہ اس گھر کے عاشق مزاج کپل کو روم میں رومینس کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔" احد نے رجاء کو اپنی بانہوں میں لے رکھا تھا کہ اچانک سڑھیاں اترتی مرہا زور زور سے کہنے لگی۔احد کو بہت ہنسی آئی۔رجاء کو پہلے ہی نردس

تھی۔ مرہا کی بات پہ رجاء کا دل کیا کہیں چھپ جائے۔ مرہا تو کڑوی آواز میں طنز کر گئی۔ اس سے کہاں برداشت ہو رہی تھی دونوں کی نزدیکیاں۔ پاؤں پٹختی دونوں کو نظرانداز کرتی باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

....

"ردا!!" ردا ابھی بھی بہت گہری نیند سو رہی تھی. حیدر جو اسے جاگا کے واشروم میں گیا تھا۔ واپس آیا تو دیکھا ردا ابھی بھی سو رہی ہے۔ اس نے ردا کو آواز دی۔ وہ نہیں اٹھی۔ وہ اس کے قریب گیا تو وہ معصوم لگی۔ وہ بے پناہ سکون سے سو رہی تھی۔ حیدر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔۔۔

"ردا اٹھو۔ بہت لیٹ ہو گیا ہے۔" اس نے ردا کو بہت پیار سے آواز دی۔ ردا نے کمفرٹر مزید کھینچا۔ تو حیدر مسکرانے لگا۔ وہ آج اٹھنے کے موڈ میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

"ردا اٹھو بے بی۔" حیدر نے جھک کے اس کے کان میں کہا۔ اس کے کان کی لو چھوم لیا۔ وہ کھسا کے واپس سے سو گئی۔ حیدر کو شرارت سوجی۔ اس نے ردا کی ناک پہ ہلکا سا کاٹا۔

"سس!" ردا کو لگا کوئی مچھر ہے۔ حیدر نے اس کے گال پہ کاٹا تو پہ اسے لگا مچھر ہے۔ اس ہاتھ ہوا میں لہرایا۔ حیدر کو اب بہت ہنسی آنے لگی۔ اس نے زور سے ردا کے گال پہ کاٹا۔۔۔

"اففف اللہ اتنا بڑا مچھر۔ جینا حرام کر رکھا ہے۔ اسنے" ردا جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ جاگ تو چکی تھی۔ خمار میں ابھی بھی تھی۔ سامنے حیدر ہنسی ضبط کرنے کی کوشش میں لال ہو رہا تھا۔ ردا کو سمجھ ہی نہ آیا کیا ہوا ہے۔۔۔۔

"کیا ہوا؟" آپ ہنس کیوں رہے ہیں۔" ردا نے نا سمجھی سے اس سے پوچھا۔۔۔

"ہاہاہاہاہا ردا ڈارلنگ تم نے مجھے مچھر کہا اس لیے۔" حیدر کی بات پہ ردا نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

"میں نے آپ کو نہیں بولا۔ مچھر نے مجھے کاٹا تھا تو۔اس لیے۔" ردا نے نارمل سا جواب دیا۔وہ شرمندہ سا ہو گئی۔۔

"اچھا پر کاٹا تو میں نے تھا۔ تمہارے گالوں پہ۔ یار قسم سے بہت سوفٹ ہیں۔" حیدر نے اس جھٹکے سے قریب کیا۔اور اس کے چہرے پہ پھونک ماری۔اس کے بال ہوا میں اڑنے لگے۔ردا کافی ڈر گئی تھی۔اس کے اچانک کھینچنے پہ۔۔۔

"دل کرتا ہے کھا جاؤں۔" حیدر نے پھر سے دانت گھاڑے۔تو ردا نے اسے دھکا دینا چاہا۔پر اس پہ کچھ اثر نہ ہوا۔۔

"حیدر بہت دیر ہو گئی ہے۔پلیز چھوڑیے۔" ردا نے معصوم سی شکل بنا کے کہا تو حیدر پیچھے ہو گیا۔۔۔ردا موقع ملتے ہی جانے لگی۔تو حیدر نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

"تیار ہو کے آؤ جلدی سے۔رجاء سے ملنے جانا ہے۔" اس نے نرمی سے کہا۔اور اس کا ماتھا چوم کر باہر چلا گیا۔ردا شرما دی۔اس نے کپڑے لیے۔اور فوراً واشروم میں گھس گئی۔۔۔

تیار ہو کے آئی۔اور رنج اور ڈارک گرین کلر کا فراک پہنے کافی فریش لگی وہ حیدر کو۔لیٹ کی وجہ سے کافی شرمندہ شرمندہ سی لگی۔ناشتے کے وقت بار بار حیدر اسے دیکھ رہا تھا۔سب ردا کو بہت پیار کرتے تھے۔اس لیے اسے خوش قسمتی لگ رہی تھی کہ حیدر اس کا ہمسفر بنا ہے۔۔۔

"السّلامُ علیکمُ! حیدر اور ردا ابھی ابھی گھر میں داخل ہوئے۔احد لاونج میں بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا۔رجاء بھی دادی کے ساتھ بیٹھی کسی بات پہ ہنس رہی تھی۔احد نے جواب دیا۔سب سے ملنے کے بعد رجاء کو بہت خوشی ہوئی۔ہنس ہنس کے باتیں کر رہی تھی۔احد اسے دل میں اتار رہا تھا۔اس کا دل چاہتا تھا کہ رجاء ہمیشہ خوش رہے۔۔۔۔۔۔

کافی دیر وہ رہنے کے بعد سب سے اجازت لیتے حیدر اور ردا چلے گئے۔ردا کی دوا کا بھی وقت ہو چکا تھا۔دوا کے بعد رجاء کمرے میں آرام کر رہی تھی۔احد کا فون بجا۔۔۔

....

"ہیلو! آفیسر۔" احد نے فون دیکھا تو آفیسر کرسٹوفر کا فون تھا۔وہ اس کے دوست تھے۔احد لوگ پاکستان تو پہنچ چکے تھے۔پر وہ رجاء پہ حملے اور دھمکی کی کمپلین لندن میں کر چکا تھا۔۔۔

"احد ہم کیفے والے واقعے اور ساری چیزوں کے بارے میں انوسٹگیٹ گیا ہے۔اور ہمیں پتا چلا ہے کہ آپ کے بزنس رائیولز آپ کے ساتھ پرینک کر رہے تھے تاکہ آپ وہاں بزی رہیں اور اپ کا پراجیکٹ انہیں ہینڈ اوور ہو جائے۔بس" آفیسر نے احد کو آگاہ کیا۔تو احد کو لگا اسکی سانس بحال ہوئی ہے۔۔۔

"اور وہ کیفے والا واقعہ اور دھمکیاں وہ سب کیا تھا۔"۔۔۔۔۔

"احد وہ اس لیے تاکہ تم ڈر جاؤ۔اپنی وائف کو لے کے۔کیونکہ انہیں تمہاری کمزوری کا پتا ہے کہ تمہاری کمزوری تمہاری بیوی ہے۔اسلیے وہ تمہاری وائف کو مہرہ بنا کے تمہیں پیچھے کرنا چاہتے تھے۔اور کیفے والا واقعہ اس دن کافی

میں صرف بے ہوشی کی دوا تھی۔ بس تمہیں یقین دلوانا چاہتے تھے وہ۔ بس۔" کرسٹوفر نے اسے سب ایکسپلین کیا۔ احد کو راحت ملی۔۔۔

"ہم نے یہاں ایکشن لیا ہے۔ پاکستان میں آپ پولیس کی مدد سے لے لیجیے گا۔" کرسٹوفر نے کہا تو احد نے کہا۔

" ھھھم ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں، تھینک یو سو مچ۔" احد نے فون رکھ دیا۔ اسے سکون سا ملا کہ یہ ایک پرینک تھا۔۔۔۔

....

"شکر ہے اللہ کا۔ میری رجاء پہ کوئی خطرہ نہیں ہے۔" احد نے شکر ادا کیا۔ اب وہ آرام سے آفس جا سکتا تھا۔ گھر کی سیکورٹی تو وہ پہلے ہی بڑھا چکا تھا۔ رشنا نہیں آئی تھی۔ تو رجاء کا خیال رکھ رہا تھا۔ رشنا نے کل آنا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اب اسے اپنے بزنس کے دشمنوں کو سبق سکھانا تھا۔ جس نے یہ سب کیا تھا۔ وہ اتنے گر سکتے تھے۔ اتنا ڈر تھا انھیں کہ وہ رجاء کے ذریعہ احد نشانہ بنانا چاہتے تھے۔۔۔

احد مسلسل کمرے کے چکر کاٹ رہا دماغ گھوم چکا تھا اس کا۔۔۔۔۔

"احد!!" دادی نے احد کو آواز دی تو وہ ہوش میں آیا۔۔۔۔۔

"جی دادی۔"،،،،

"کیا بات ہے کچھ پریشانی ہے۔" دادی نے فکرمندی سے پوچھا۔۔۔۔

"نہ نہیں دادی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" احد نے دادی کو صوفے پہ بٹھایا۔ رجاء جو سو رہی تھی۔ دادی نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

"احد مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" دادی نے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔۔

"جی دادی۔"،،،،،

"احد تمہاری ماں باپ کے جانے کے بعد میں اور تمہارے دادو نے تمہیں اپنا بچہ بنا کے پالا ہے۔ بیٹا ہمارے بھی کچھ خواب ہیں۔"۔۔۔۔۔

"دادی آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟" احد نے سوال کیا تو دادی ہنس دی۔۔

"مجھے تمہارے بچے کا منہ دیکھنا ہے بس۔" دادی نروٹھے پن سے بولی۔ احد مسکرایا۔ کھجل ہو گیا۔۔۔

"ہاہاہاہا دادی آپ کی بہو کے بہت نخرے ہیں۔ یہ تو مشکل ہی لگ رہا ہے۔۔۔۔۔" دادی نے اس کی کمر پہ دھموکا رسید کیا۔ احد ہنس پڑا۔ تھوڑی سی آواز اونچی ہوئی تو رجاء کسمسائی۔ اس کی نیند خراب ہونے لگی تھی۔ اس نے آواز دھیمی کی۔۔۔

"بے شرم۔" دادی نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

"دادی ایک بار رجاء ٹھیک ہو جائے۔ اس نے بہت دکھ دیکھے ہیں۔ کتنی اذیتیں دیکھی ہیں میری رجاء نے۔ چھوٹی سی عمر میں کتنا کچھ کھو چکی تھی وہ۔ پھر ہمیشہ مسکرایا کرتی تھی۔ مجھے بس اس کے چہرے پہ مسکان چاہیے۔ اسے یوں

دیکھ کے جی اٹھتا ہوں میں دادی۔" احد کی آواز میں دادی کو واضح نمی محسوس ہوئی۔دادی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

"اور احد تمہاری محرومیاں ان کا کیا۔۔۔ تم نے بھی تو اپنے ماں باپ کھوئے تھے۔ بچپن سے تمہیں ان کی یاد میں تڑپتے دیکھا ہے۔" دادی کی بات سن کے احد پھیکا سا مسکرایا۔اس کی آواز میں اب اداسی اتر آئی تھی۔۔۔۔

"دادی رجاء کی محرومیوں کے بعد مجھے اپنی تکلیف کچھ نہیں لگتی۔اسے دیکھ کے ہی میں بھول جاتا ہوں سب۔بس مجھے اس کی خوشی چاہیے۔۔۔۔۔۔"

"اور تمہاری خوشی کا کیا احد۔دیکھنے میں تم بہت خوش لگتے ہو۔پر اندر سے تمہارے زخم تازہ ہیں میرے بچے۔" دادی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔

"دادی میں نے ان زخموں کے ساتھ جینا سیکھ لیا ہے۔آپ فکر مت کیجیے۔میں کبھی بھی اپنے ماضی کے دکھوں کا سایہ رجاء پہ نہیں پڑنے دوں گا۔ کبھی نہیں" احد نے پر اعتماد آواز میں کہا۔دادی آنسو صاف کرتی اٹھی۔اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔۔۔

"جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔" وہ باہر چلی گئیں۔احد پیچھے کھڑا اپنی ماں کی یادوں میں کھو گیا۔کتنا پیار کرتی تھیں وہ اس سے۔۔۔۔۔۔

....

رجاء کی بند آنکھ سے ایک آنسو تکیے میں لڑھک گیا اور جذب ہو گیا۔ اس نے سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ جاگ کے دادی اور احد کی تمام باتیں سن چکی تھی۔ اسے کتنا دکھ ہو رہا تھا وہ احد کو کتنا غلط سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ احد کا دکھ بانٹنے کے بجائے اپنی تکلیفوں کی فرسٹیشن اس پہ نکالتی تھی۔ اس نے بھی رجاء کی طرح اپنے پیاروں کو کھویا تھا۔ شادی کی رات جب رجاء سے اس نے کہا تھا کہ اسے محبت کی ضرورت تھی وہ سب وہ ناٹک سمجھ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ شخص کس قدر اس سے محبت کرتا تھا۔ ہمیشہ اس کی خوشی کے لیے آگے رہا اور رجاء اسے پتا نہیں کیا کیا بول گئی۔ کسی کی باتوں میں آ کے اپنا اور احد کا رشتہ خراب کیا تھا۔۔۔۔۔ اپنی تکلیف کی ہوا تک مجھے نہ لگنے دی۔ شادی کا رشتہ دونوں طرف سے نبھایا جاتا ہے اور نبھایا تو اسی نے تھا رجاء نے تو مانا تک نہیں تھا۔ احد اس کے دکھ تکلیف کا مرہم بنا اور وہ اس کا درد بھی نہ جان پائی تھی۔۔۔

اس نے اب احد کا ساتھ نبھانے کا سوچ لیا تھا۔۔۔

احد ہوش میں آیا۔ وہ چلتا چلتا رجاء تک آیا جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔۔

وہ رجاء کے بالوں کو پیچھے کرتا اس سے مخاطب ہوا۔۔

"جانم کبھی اپنے دکھوں کی وجہ سے تمہیں تکلیف نہیں ہونے دوں گا وعدہ رہا میرا۔" اس کے ماتھے پہ لب رکھ دیے۔ احد نے جھک کے اس کے ہونٹ چوم لیے۔ رجاء تو جاگ رہی تھی۔ اسے کے لب محسوس کرتی رجاء کو آج پہلی بار سکون سا ملا تھا۔ پر ساتھ پہ دل بھی زور سے دھڑکا تھا۔ احد اٹھتا واشروم میں گھس گیا۔ رجاء نے آنکھیں کھولی۔۔۔

"احد تمہارے زخموں میں مرہم رکھو گی۔ میرا ابھی وعدہ رہا۔" رجاء نے کہا۔۔۔

"احد!!" احد واشروم سے باہر آیا تو دیکھا رجاء بیڈ پہ بیٹھی انگلیاں مروڑ رہی ہے۔ وہ ایک دم اس تک پہنچا اسے پریشان دیکھ ڈر گیا۔۔۔

"رجاء تم جاگ رہی ہو۔ اور کیا ہوا تم اتنی پریشان کیوں ہو۔" احد نے رجاء کا جھکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور بہت پیار سے پوچھا بس رجاء کی ہمت یہیں تک تھی وہ فورا اس کے گلے لگ گئی اور رونے لگی۔۔۔

"م مجھے معاف کر دو احد،" رجاء نے سسکتے ہوئے کہا تو احد حیران تھا اچانک اسے کیا ہوا ہے۔۔۔

"کیا ہوا میری جان! معافی کیوں مانگ رہی ہو۔" احد نے حیرانگی سے پوچھا تو رجاء تڑپ اٹھی۔۔۔

"احد میں نے تمہیں بہت غلط سمجھا۔ تم نے مجھ سے اتنی محبت کی اور میں نے صرف ڈرامہ سمجھا یہ سمجھا کے تم مجھ پہ ترس کھا رہے ہو۔ مجھے معاف کر دو۔"۔۔۔۔۔

احد کو سمجھ ہی نہ آیا وہ خاموش سب سن رہا تھا۔۔۔

"تم اپنے اندر اتنے درد چھپائے بیٹھے تھے اور میرے زخموں پہ مرہم لگا رہے تھے۔ تم محبت ڈیزرو کرتے تھے اور تمہیں میری بیزاری ملی مجھے معاف کر دو۔ پلیز" رجاء نے روتے ہوئے کہا۔ اس کا ایک ایک آنسو احد کی شرٹ میں جذب ہو گیا تھا۔ احد کے چہرے پہ بہت خوبصورت سی مسکراہٹ آ گئی۔۔۔۔

"بس رجاء تمہاری بیزاری بھی دل و جان سے قبول ہے۔میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تم میرے پاس ہو۔بس یہی تو میں چاہتا ہوں۔" احد نے نرمی سے کہا۔رجاء کی آنسو پھر جاری تھے۔۔۔

"تت تم کتنے اچھے ہو اور میں تمہیں کیا سمجھتی رہی۔مجھے معاف کر دو۔" رجاء احد سے الگ ہوئی اس نے ہاتھ جوڑ دیے۔احد کو اس بار بہت تکلیف ہوئی۔اس نے فوراً اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔انھیں دل پہ رکھ دیا۔

"احد کبھی رجاء ؤ سے ناراض نہیں ہو سکتا۔رجاء اس کے دل میں بستی ہے۔" احد نے مسکرا کے کہا تو رجاء بھی روتے روتے مسکرا دی۔احد کو شرارت سوجی۔اس نے رجاء سے تھوڑی سی ناراضگی سے کہا۔

"معافی ملے گی ضرور ملے گی ایک شرط پہ پہلے مجھ سے محبت کا اظہار کرو۔پھر ایک تحفہ دو۔پھر مانوں گا۔" ،،،،،، رجاء کا منہ کھل گیا۔۔۔۔

"ابھی تو کہہ رہے تھے کہ ناراض نہیں ہو سکتا اور اب دیکھو۔بہت بے شرم ہو تم۔" رجاء نے منہ بناتے ہوئے کہا۔تو احد ہنس دیا۔۔۔ "تو تو وہ تو میں نے جوش میں بول دیا۔اب جلدی سے اظہار کرو۔ورنہ پھر سے ناراض۔" احد نے کہا تو رجاء تو پھنس گئی۔۔۔۔۔اس نے لمبی سانس ہوا کے سپرد کی اور بولی۔۔

"احد!!!!"۔۔۔۔

"ہاں بولو رجاء میں سن رہا ہوں۔" احد نے بہت ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

"احد مجھے تم سے" ،،،،،

"ہاں تمہیں مجھ سے۔" احد بس رجاء کے منہ سے سننا تھا۔۔۔

"مجھے تم سے کہنا تھا کہ تم بہت بے شرم ہو۔" رجاء نے جلدی میں کہا تو احد کا منہ کھل گیا۔اس سے پہلے احد کوئی ایکشن لیتا رجاء بیڈ سے اٹھ چکی تھی۔اور ڈریسنگ میں گھسنے والی تھی۔اسے اس کمرے کا چپا چپا یاد ہو چکا تھا۔احد حیران پریشان بیٹھا تھا۔اسے ہوش آیا۔

فورا رجاء تک پہنچا اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ لیا اس کی کمر احد کے سینے سے لگی تھی۔احد نے کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے اس کے کان میں کہا۔۔۔

"کہاں بھاگ رہی تھی ہاں۔آج تو اظہار کرنا ہی پڑے گا۔" احد نے رجاء کے کان میں سرگوشی کی۔رجاء کو اس کا لہجہ محسوس کر رہے پسینے آنے لگے۔احد نے اس کے کان کی لو کو چوم لیا۔۔۔

"احد می وہ۔" رجاء نے چھڑوانا چاہا پر ناکام رہی۔۔

"کیا میں وہ ہاں۔" اس نے رجاء کی گردن کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا۔رجاء کو اب پچھتاوا ہو رہا تھا۔اس سے پنگا جو لے چکی تھی۔۔۔

"بولو رجاء۔" احد نے رجاء کو اپنی طرف موڑا اس کے جوڑے میں قید بالوں کو کھول دیا۔رجاء کے لمبے بال اس کی کمر پہ پھیل گئے۔۔۔

رجاء کی جان نکل رہی تھی احد کے لمس سے۔احد نے اس کے چہرے پہ آتے بالوں کو ہٹایا اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہی اس کی ناک کی لونگ پہ لب رکھ دیئے۔اس کے لب آہستہ آہستہ رجاء کے لبوں تک پہنچ گئے۔رجاء کے لیے اب برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔اس نے اس دور کرنا چاہا پر وہ مدہوش ہو رہا تھا۔وہ نرمی سے رجاء کے لبوں کو

آزاد کیا تو رجاء نے اپنا سر اس کے کندھے پہ گرا لیا۔اس کا سانس پھول چکا تھا۔احد سے اس قدر بولڈنس کی امید اسے نہیں تھی۔۔۔احد رجاء کے بالوں میں ہاتھ چلاتا اسے پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

دونوں کے بیچ ایک الگ سی خاموشی تھی۔ایک معنی خیز سی۔احد ان لمحوں کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔رجاء اسے روک نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

احد نے رجاء کو بانہوں میں اٹھا لیا۔رجاء ہڑبڑائی۔۔۔

"احد کیا کر رہے ہو؟" احد اس کی باتوں پہ مسکرا دی۔وہ رجاء کو لے کے روم سے باہر نکل گیا۔سیدھا چھت پہ پہنچا۔رات ہو چکی تھی۔چاند بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا کبھی سامنے آ کے چاندنی بکھیرتا۔ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔احد نے رجاء کو نیچے اتارا۔رجاء کو ہوا محسوس ہو رہی ہے۔احد رجاء کے قریب گیا۔۔۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ یہ وقت یہیں تھم جائے۔اس خوبصورت لمحے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید کرنا چاہتا ہوں۔میں چاہتا ہوں تم محبت کا اظہار کرو اور چاند اس کا گواہ ہو۔" احد نے بہت محبت سے کہا تو رجاء کو احساس ہوا۔اس نے مسکرا کے کہا۔۔۔

"احد رجاء کو تم سے محبت ہے بہت محبت۔صرف اپنی انا میں تمہارے سامنے نہیں جھکی۔مجھے معاف کر دو۔" وہ رو دی۔احد نے نرمی سے خود سے لگایا۔۔

"بس رو کے یہ ٹائم سیڈ مت کرو۔پتا ہے ابھی کتنی خوبصورت چاندنی ہے ہر سو بکھری۔اس چاندنی میں تم بھی چاند کا ایک ٹکڑا لگ رہی ہو۔سچ" احد نے اسے خود سے الگ کرتے اس چہرے پہ آتے بال پیچھے کیے۔۔۔۔

اس نے رجاء کو موڑا اور پیچھے سے حصار میں لے لیا۔ رجاء کچھ دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن محسوس کر سکتی تھی۔ احد کی محبت اسے اپنے گرد پھول کھلتے محسوس ہو رہے تھے۔ اس لگ رہا تھا ہوائیں اسے خوش نصیب کہہ رہی ہیں۔ اس نے اپنا سر احد کے سینے پہ گرا دیا اور آنکھیں بند کیے محسوس کر رہی تھی۔ احد نے جھک کے اس کے بالوں کو بوسہ دیا۔۔۔

"کیسا لگ رہا ہے۔" احد نے نرمی سے پوچھا۔ تو رجاء نے بند آنکھوں سے کھوئے لہجے میں کہا۔۔۔

"بہت اچھا۔ آج ہواؤں میں لگ رہا ہے کہ یہ پل میرا ہے۔ مجھے بھی خوش ہونے کا حق ہے۔ میں بھی محبت کیے جانے کے لائق ہوں۔" رجاء کی بات پہ احد کو دکھ ہوا۔ اس نے رجاء کو اپنے بانہوں میں ہی لے رکھا تھا۔۔۔

"تم اگر محبت کیے جانے کے لائق نہ ہوتی تو میں تم سے اس طرح پاگلوں کی طرح محبت کرتا۔ محبت تو ایسی چیز ہے جو خوبیاں خامیاں نہیں دیکھتی۔ محبت تو بس ہو جاتی ہے۔" احد نے آہستگی سے کہا۔ رجاء نے آنکھیں کھولیں اور احد کی جانب مڑ گئی۔ اس کی آنکھیں نم تھیں۔

"شکریہ احد مجھے بتانے کے لیے زندگی ابھی بھی حسین ہے۔ میں تو اس دنیا اور زندگی سے مایوس ہو چکی تھی پر تم نے مجھے سکھایا کہ محبت کس قدر حسین احساس ہے۔ مجھے ہر چیز اچھی لگنے لگی ہے۔ تمہاری محبت نے میری مایوسی کو ختم کر دیا ہے۔۔۔ احد مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے تمہارے ہر انداز سے۔۔۔ ہر شرارت سے۔ اور تمہارے چھونے سے بھی۔" آخری بات پہ رجاء نے گردن جھکا لی وہ بلش کر رہی تھی۔ احد اس کے اظہار پہ مسکرا دیا۔ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور اس کے لال گالوں پہ لب رکھ دیے۔ رجاء اس کے سینے سے لگ گئی۔ دونوں کو ایک دوسرے کی

محبت مل چکی تھی۔ پر زندگی بہت بے درد تھی ایسے کیسے دونوں کو ایک ہونے دے سکتی تھی۔ کچھ ہونے والا تھا ان کی زندگی کو۔ نظر لگنے والی تھی ان کی محبت کو۔۔۔۔۔

....

سورج کی سنہری روشنی پردوں کو چیرتی ہوئی کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ رجاء احد کے سینے پہ سر رکھے دنیا جہاں سے بے خبر سو رہی تھی۔ کل رات کے بارے میں سوچ احد کے چہرے پہ بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔ رجاء جو پتا نہیں کیوں احد کو پہلے سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ وہ رجاء کو دیکھے ہی جا رہا تھا۔۔۔

رجاء کسمسائی۔ احد نے اس کا سر اپنے سینے سے ہٹایا اور آرام سے تکیے پہ رکھ دیا۔ رجاء سوتے ہوئے مزید اس سے لپٹ گئی۔۔۔۔ احد مسکرا دیا۔۔۔

"لگتا ہے مسز کا آج دل نہیں چاہ رہا کہ ان کے مسٹر آج آفس جائیں۔" احد نے شرارت سے کہا۔۔۔

رجاء جو مزے سے اس سے بچوں کی طرح لپٹی تھی۔ احد نے اسے خود سے الگ کیا۔ اور اٹھ گیا۔ واشروم میں گھس گیا۔ نہا کے آیا تو دیکھا رجاء ابھی بھی ویسے ہی سو رہی تھی۔ احد نے اپنے گیلے بال رجاء پہ جھاڑے۔ رجاء جو سو رہی تھی اچانک سے اس کی نیند میں خلل پیدا ہو گیا۔ اس نے مندی مندی آنکھیں کھولیں۔ اور خمار آلود لہجے میں بولی۔۔۔

"احد کیا کر رہے ہیں۔ سونے دیں نا۔" رجاء نے دوسری طرف منہ کر لیا۔ احد مسکرا دیا۔۔

احد اس تک گیا اور بیڈ پہ لیٹ گیا۔ اس پہ حاوی ہوتے ہی اس کے چہرے پہ اپنے بال رگڑے۔ رجاء چلا اٹھی۔۔۔

"احد پلیز زززز۔" رجاء سیدھی ہو گئی۔احد کے قبضے میں تھی۔احد مسکرا دیا۔۔۔

اس نے جھک کے رجاء کی گردن پہ لب رکھ دیے۔رجاء کی اب بس ہو گئی۔۔۔

"احد پلیز چھوڑ دو۔بہت فری ہو گئے ہو۔ہٹو اب۔" رجاء نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے دور کرنے کی کوشش کی۔پر ہمیشہ کی طرح ناکام رہی۔۔۔۔

"اٹھارہا تھا اٹھ کیوں نہیں رہی تھی۔" احد نے اس کے بال گردن سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

"اچھا نا احد جاگ گئی ہوں اب تو چھوڑ دو۔" رجاء نے التجائیہ انداز میں کہا۔احد مسکرایا پھر سے جھکا اور اس کے لبوں کو چوم کے پیچھے ہو چکا تھا۔رجاء کا منہ کھل گیا۔اس پہلے وہ کچھ بولتی احد نے اس کے ہاتھ میں کپڑے تھما دیے اور واشروم تک چھوڑ آیا،،،،،

"رجاء منہ بند کرلو اور شاور لے لو۔اور اگر زیادہ پرابلم ہو تو مدد کر دوں۔" احد نے اس کے نزدیک کرتے ہوئے کہا تو رجاء لال ہو گئی اسے پیچھے کرتی بولی۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں۔اور یہ چھچھوروں والی حرکتیں بند کر دو۔جب دیکھو بس رومینس جھاڑنا ہے۔" رجاء ہنستے ہوئے واشروم کا دروازہ بند کر گئی۔احد ہنسنے لگا۔۔۔

"ہاں تو صبح خود چیک رہی تھی میری ساتھ اور اب میں چھچھورا،" احد اونچی آواز میں کہتا تیار ہونے لگا۔آج اسے کافی دنوں بعد آفس جانا تھا بہت کام تھا۔آج رشنا بھی آنے والی تھی۔کیونکہ دوپہر میں گھر میں کوئی نہیں ہوتا بس دادی اور دادو ہوتے ہیں تو رجاء کے لیے مشکل ہو جاتی۔۔۔۔۔

....

"ردا جلدی کرو یار لیٹ ہو رہا ہوں۔ "حیدر کمرے سے مسلسل اسے آوازیں دے رہا تھا۔ جو کچن میں صباء کے ساتھ مصروف تھی۔ حیدر کی آوازیں مسلسل اسے اریٹیٹ کر رہی تھیں وہ غصے سے کمرے میں داخل ہوئی۔ کمر پہ ہاتھ رکھے بلکل لڑاکا عورتوں کی طرح بولی۔۔۔

"کیا ہے حیدر کیوں آوازیں دے رہے ہیں میں کام کر رہی تھی۔ "ردا کی آواز قدرے اونچی تھی۔ حیدر اس کا یہ روپ دیکھ کے نثار ہی ہو گیا تھا۔ وہ شرٹ لیس کھڑا تھا۔ ردا جلدی میں بول تو گئی پر حیدر کو دیکھ کے نظریں جھکا گئی۔ حیدر اسکا نظریں چراتا دیکھ کے مسکرایا۔۔۔

"ردا مجھے کوئی شرٹ تو نکال دو۔ "حیدر نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔ تو ردا کا منہ کھل گیا غصے سے اسے گھورنے لگی۔۔۔۔

"تو اس کام کے لیے پورا گھر سر پہ اٹھا رکھا تھا۔ حیدر کمال کرتے ہیں آپ بھی۔ "ردا غصے سے کہتی واڈروب تک گئی۔ پہلے تو کمرے کی حالت دیکھ چکی تھی جو کباڑ خانہ لگ رہا تھا۔ پورا کمرا پھیلا ہوا تھا۔ واڈروب تو پہلے سے پھیلا رکھی تھی۔ اور ادھے کپڑے باہر تھے۔ ردا کا دل کیا حیدر کا سر توڑ دے۔ حیدر ہنس رہا تھا یہ سوچ کہ اب ردا میں بھی بیویوں والی خصوصیات آ گئی ہیں۔۔۔۔۔

"حیدر یہ کیا حالت بنا رکھی ہے آپ نے کمرے کی۔" اس نے راستے میں پڑی اس کی بلیک شرٹ اٹھا کے سائڈ پہ رکھی جو زمین پہ پڑی تھی۔ اس نے واڈروب میں منہ دیا ڈھونڈنے لگی۔ مصروف ہی تھی حیدر نے پیچھے سے آ کے اسے حصار میں لے لیا۔ ردا ڈر گئی پر خود پہ قابو پاتی۔۔۔

"حیدر کیا کر رہے ہیں۔" اس کی آواز میں جھنجھلاہٹ محسوس کر کے حیدر ہنس دیا۔ ردا کو تنگ کرنے میں اسے بہت مزہ آتا تھا۔۔۔۔۔

ردا نے شرٹ اس کے سامنے کی۔ حیدر نے منہ بنا کے انکار کر دیا۔ ردا ابھی بھی اس کی قید میں تھی۔ آخر کار کافی تنگ کرنے کے بعد وہ شرٹ پہن چکا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ردا کمرہ سمیٹ رہی ہے۔ ساتھ ساتھ کچھ بڑبڑا بھی رہی ہے۔ وہ شاید حیدر کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ حیدر نے ہنستے ہی اپنی گرے شرٹ سے ایک بٹن توڑ دیا۔۔۔۔

"ردا یہ دیکھو اس شرٹ کا بٹن ٹوٹ گیا ہے پلیز لگا دو۔" حیدر نے بٹن ہاتھ میں پکڑے انتہائی معصومیت سے کہا۔ تو ردا نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"حیدر دوسری کوئی شرٹ پہن لیجیے۔ ابھی دیر ہو رہی ہے۔" ردا یہ کہتی باہر جانے لگی حیدر نے اسے اس کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا وہ اس کے سینے سے جا لگی۔ پوری طرح اپنے قبضے میں لینے کے بعد حیدر بولا۔۔۔

"نہیں مجھے یہی شرٹ پہنی ہے مجھے بٹن لگا دو۔" حیدر نے بٹن اس کے سامنے کیا تو ردا ہلکی سی مسکرائی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ سب اس نے جان بوجھ کر کیا۔ ردا اس سے الگ ہوتی ڈرار سے سوئی دھوگہ لے آئی اور بٹن ٹانگنے لگی۔ ردا کا

پورا دھیان بٹن کی طرف تھا حیدر تو بس اسے دل میں اتار رہا تھا۔ ردا تو اس کی جان تھی۔ اس کی ایک مسکان کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

ردا نے جھک کے حیدر کا دھاگہ کاٹا۔ حیدر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ردا کو شرارت سوجی اس نے حیدر کو سوئی چبوئی۔۔۔

"آہہہ!" حیدر کی کراہ نکلی۔ ردا ہنس دی۔۔

"ظالم عورت۔" ردا ہنستی سوئی دھاگہ ڈرار میں واپس چھوڑتی باہر نکل گئی تو حیدر نے منہ بنا کے کہا۔۔۔۔۔

ردا اور حیدر ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش اور مکمل تھے۔ اور ردا بہت خوش تھی کہ اسے حیدر جیسا ہمسفر ملا تھا۔۔۔



"آج جلدی گھر جا کے رجاء کو سرپرائز کرتا ہوں۔" احد گاڑی چلاتے ہوئے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ صبح وہ جلدی نکل گیا تھا۔ دوپہر کو کسی فائل کے لیے گھر لوٹا۔ اور رجاء کے لیے سرخ گلاب لے لیے تھے جو اسے بھیجا کرتا تھا رجاء نے اپنا اور اس کا رشتہ جو دل سے قبول کر لیا تھا۔ وہ گھر کے باہر پہنچا تو کافی دیر ہارن بجانے کے بعد گیٹ نہیں کھلا۔ اتر کے دیکھا تو گارڈ تھا ہی نہیں۔ غصہ بہت آیا لیکن خود پہ قابو پاتا وہ گیٹ کھول چکا تھا۔ گاڑی اندر پورچ میں کھڑی کی۔ اسے گھر میں عجیب سی خاموشی محسوس ہوئی۔ وہ پھول لیتا ابھی مین ڈور تک ہی پہنچا تھا کہ سامنے ہال کا منظر دیکھ کے اس کے پاؤں تلے زمین کھسکی۔ ہاتھ میں موجود پھول گر چکے تھے۔ زمین پہ بکھر گئے تھے۔ سارے گھر کا نقشہ ہی بدل

گیا تھا۔ جیسے سب تہہ و بالا ہو گیا ہو۔ سامنے فہیم چاچا زمین پہ بے ہوش پڑے تھے۔ گھر سارا بکھرا ہوا تھا جیسے کوئی طوفان آیا ہو۔۔۔۔۔۔

ہر کانچ بکھرے پڑے تھے۔ فرنیچر الٹ ہو چکا تھا۔ فہیم چاچا کے سر سے خون رس رہا تھا۔ احد بھاگتا ہوا ان تک پہنچا۔ وہ نیم بے ہوشی میں تھے۔۔۔

"فہیم چاچا آنکھیں کھولیے۔ یہ سب کیسے؟؟' اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے فہیم چاچا کا سر اپنی گود میں رکھا۔۔۔

"رج رجاء بی بی کو بچا لیجیے چھ چھوٹے بب بابا۔" فہیم چاچا نے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ٹوٹے الفاظ ادا کیے اور بے ہوش ہو گئے۔ احد کی جان اب صیح معنوں میں نکلی۔ وہ چاچا کو وہیں چھوڑ تا بد حواس ہو کے کمرے کی طرف بھاگا۔ کمرے کی حالت بھی ہال کی حالت سے مختلف نہیں تھی۔ سب کچھ بکھرا پڑا تھا۔ جگہ جگہ کانچ تھا۔ اسے رجاء کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ پریشانی میں اس کا دماغ پھٹ رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر سامنے دیوار پہ موجود خون پہ گئی۔ جو ابھی بھی تازہ لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھ سے آنسو نکلا۔ رجاء کو ڈھونڈنے لگا۔۔

"یا اللہ رجاء ٹھیک ہو اسے کچھ نہ ہو۔ رجاء رجاء۔" اس نے رجاء کو آوازیں دیں۔ اس کی نظر پیلے آنچل پہ گئی۔ جو صوفے کے پیچھے سے لٹکا ہوا تھا۔ احد لڑکھڑاتے قدموں وہاں پہنچا تو احد کا ڈر سچ ثابت ہو چکا تھا۔۔۔۔

رجاء خون میں لت پت بے ہوش پڑی تھی۔ سر سے ابھی بھی خون بہہ رہا تھا۔ اس کے سارے کپڑے خون سے رنگے ہوئے تھے۔ احد وہیں ڈھے گیا۔۔۔

"رج رجاء میری رجاء کک کے ساتھ یہ سب۔" اس کی آنکھوں سے اشک بہنے لگے۔ وہ خود کو گھسیٹتا اس تک پہنچا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے رجاء کی کلائی تھامی۔ تو احد کو کچھ حوصلہ ہوا۔ رجاء زندہ تھی۔۔

"رجاء زندہ ہے۔ میری رجاء۔" اس نے رجاء کو فورا بانہوں میں بھر لیا۔ رجاء کی سانسیں بہت دھیمی ہو رہی تھی۔ رجاء کا نچلا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔ سر سے خون بہے جا رہا تھا۔ مطلب اس سب کو زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔۔۔ احد کو اس کے ہاتھ کے نیچے سے ایک چٹ ملی۔۔۔۔

"میں نے کہا تھا نا کہ تیری محبت کو فناء کر دوں گا۔ دیکھ تیری محبت سسک سسک کے مر رہی ہے۔ میں نے اپنی بات کا مان رکھا۔ تیری رجاء کو مار دیا میں نے۔ ہاہاہاہا

نامعلوم"

احد نے جب چٹ پڑھی تو غصے سے اس کی گردن کی رگیں تن گئیں۔ پر رجاء کا خیال آتے ہی اس نے رجاء کے وجود کو اٹھایا۔ رجاء کا خون ٹپ ٹپ بہہ کے فرش پہ گر رہا تھا۔ لال گلاب جو احد نے لائے تھے رجاء کا خون اس پہ ٹپکا۔ احد کی گلاب سی نازک محبت آج خون میں رنگی تھی۔۔۔۔ احد نے رجاء اور فہیم چاچا جو کہ بے ہوش تھے انھیں گاڑی میں ڈالا۔ اس کے آنسو رک نہیں رہے تھے۔ کانپتے ہاتھوں ڈرائیو کر رہا تھا۔ بار بار مڑ کے رجاء کو دیکھ رہا تھا۔ اسے اس حال میں دیکھ کے احد کا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔۔

"ہی ہیلو حیدر۔" احد نے ڈرائیو کرتے حیدر کو فون لگایا۔ اس ٹائم احد کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اسے بس حیدر کا خیال آیا۔ حیدر آفس میں ہی تھا۔ اس کی آواز میں نمی اور پریشانی دیکھ حیدر ڈر گیا۔۔۔

"احد احد کیا ہوا۔۔۔سب ٹھیک ہے نا۔تو رو کیوں رہا ہے احد۔" حیدر کی آواز ابھری۔۔۔۔

"جی حیدر کچھ مت پوچھ یار۔بس تو رجا اور رامین آنٹی کو لے کے ہسپتال پہنچ۔" احد نے ضبط کرنے کی کوشش کی پر آنسو نہیں رکے۔اس کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔۔۔۔

"ہوسپٹل!!! کیوں کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک ہے نا کچھ تو بتا۔مجھے بہت ٹنشن ہو رہی ہے۔" حیدر اٹھ کھڑا ہوا۔اس نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

"حیدر سب بتاؤں گا تو جلدی پہنچ۔" احد نے یہ کہہ کے فون رکھ دیا۔پتا نہیں کتنی بار پریشانی میں اس کی گاڑی ایکسڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔۔۔۔

وہ ہوسپٹل پہنچا۔فہیم چاچا بس بے ہوش تھے۔لیکن رجاء کی کنڈیشن کچھ ٹھیک نہیں تھی۔چوٹ کافی گہری تھی۔رجاء کو آئی سی یو میں لے جایا گیا۔احد کے کپڑے بھی خون سے رنگے تھے۔فہیم چاچا کا بھی ٹریٹمینٹ جاری تھا۔رجاء کے چیک اپ کے بعد ڈاکٹرز نے آپریشن کا فیصلہ کیا۔۔۔۔

"ڈاکٹر میری وائف۔۔۔۔۔" احد ڈاکٹر کے باہر آتے ہی ان کی طرف لپکا۔۔۔۔

"مسٹر احد آپکی وائف کے سر پہ چوٹ گہری ہے تو ان کا اپریشن ہو گا۔بس آپ دعا کیجیے کہ وہ آپریشن کامیاب ہو جائے کیونکہ آپ کی وائف کی زندگی اسی پہ منحصر ہے۔" یہ کہتے ڈاکٹر چلے گئے۔احد ڈھے گیا۔آج کتنا تنہاء ہو گیا تھا وہ۔کل رات ہی تو رجاء نے اس کی محبت قبول کی تھی۔اور آج یہ سب ہو گیا۔اسے اپنے ماں باپ کی کمی آج شدت سے محسوس ہوئی۔اور اس حملہ آور کے بارے میں سوچ کر اس کا خون کھول رہا تھا۔احد نے دادو اور دادی کو

فون کیا۔وہ کسی رشتے دار کی فوتگی میں شرکت کے لیے دوسرے شہر گئے تھے۔احد نے تو سکیورٹی بھی ٹائٹ کی تھی۔اسے لگا تھا کہ رجاء کو مارنے کی صرف دھمکی ہے یہ لیکن اسے نہیں معلوم تھا اس کی ایک بھول رجاء کو اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور کر سکتی ہے۔۔۔۔۔۔

....

"حیدر کچھ تو بتائیے آپ مجھے اور امی کو اتنی ہڑبڑی میں کہاں لے جا رہے ہیں۔" ردا فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی پریشان سے حیدر سے بولی۔حیدر گھر پہنچتے ہی اسے لے کر رامین کے گھر پہنچا اور جلدی جلدی انھیں پک کر کے ہوسپٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ردا اور رامین پریشان تھے بار بار حیدر سے پوچھ رہے تھے۔۔۔۔

"ردا پلیز تم پریشان مت ہو۔مجھے خود نہ پتا کیا ہو رہا ہے۔اب احد ہی بتائے گا۔" حیدر نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے تسلی دینے کی کوشش کی لیکن وہ پریشان تو ہو رہی تھی۔

"پر حیدر بیٹا احد نے اچانک ایسے کیسے بلایا ہے اور ہم جا کہاں رہے ہیں؟" رامین پیچھے والی سیٹ پہ بیٹھی کب سے ان کی گفتگو سن رہی تھیں انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اچانک کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔

"آنٹی احد نے ہمیں ہوسپٹل بلایا ہے۔" حیدر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"کیا ہوسپٹل۔۔۔۔اللہ خیر کرے۔کیوں؟" رامین نے دل پہ ہاتھ رکھ دیا۔احد کے اچانک بلانے پہ وہ تو پریشان تھیں ہوسپٹل کا سوچ کہ دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔۔۔

ردا بھی بس دعائیں کر رہی تھی کہ سب ٹھیک ہو۔۔۔۔

....

احد سر ہاتھوں میں گرائے رو رہا تھا۔اس نے پولیس کو بلا لیا تھا۔نرس اچانک آئی سی یو سے باہر آئی تھی۔احد سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"مسٹر احد آپ ریسپشن پہ جا کے بل پے کر دیں۔"نرس یہ کہتی چلی گئی۔احد خود کو گھسیٹ کے وہاں تک پہنچا۔۔۔

"احد!"حیدر نے احد کو آواز دی۔ردا اور رامین کے ساتھ وہ ابھی ابھی ہوسپٹل میں داخل ہوا تھا۔احد جیسے ہی مڑا اس کے کپڑوں پہ خون دیکھ کے سب حیران ہو گئے۔احد لال آنکھیں لیے حیدر کی طرف دیکھ رہا تھا۔حیدر پریشانی کے عالم میں اس تک پہنچا تو اصل میں حیران تب ہوا جب اس نے احد کے کپڑے خون سے لت پت دیکھے۔۔۔۔

"احد میرے بھائی یہ کیا ہوا ہے۔کس کا خون ہے یہ؟"حیدر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تو احد فوراً اس کے گلے لگ گیا۔خود کو روک نہیں پایا۔اور رو دیا۔۔۔

"احد بھائی پلیز کچھ تو بولیں۔"ردا بھی فوراً اس تک پہنچی اور بولی۔۔احد حیدر سے الگ ہوا اور اس کے رامین کے پاس جا کے بولا۔۔۔

"آنٹی آئم سو سوری میں اپنا وعدہ پورا نہیں کر پایا۔میں رجاء کا خیال نہیں رکھ پایا۔"اس کی آواز میں تڑپ تھی تکلیف تھی۔رامین کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔۔

"احد بھائی پلیز بتائیں رجاء کہاں ہے۔اور یہ خون۔"ردا آنکھوں میں آنسو لیے بولی۔۔۔

"ردایہ خون۔۔۔۔۔۔۔رجاء کا ہے۔" احد نے ٹوٹے لہجے میں کہا۔ تو ردا کو سب کچھ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ لڑکھڑانے لگی۔ اس سے پہلے وہ گرتی حیدر نے اسے تھام لیا۔۔۔۔

"ردا ردا سنبھالو خود کو۔" اس نے ردا کو سہارا دے کے کھڑا کیا۔ رامین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ فوراً احد تک پہنچی۔ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے بولیں۔۔۔

"احد کیا میری بچی کو۔ احد کچھ بولو۔" احد کی چپی دیکھ رامین کی آواز تھوڑی بلند ہو گئی۔۔۔

احد کا بکھرا حلیہ لال آنکھیں انھیں پہلے ہی کسی انہونی کا پتا دے رہی تھی۔۔۔۔

احد نے انھیں ترک بہ ترک سب بتا دیا۔ لندن میں جو ہوا پھر جو یہاں ہوا وہ سب۔ رامین کو اپنے گرد سب گھومتا محسوس ہوا تھا۔ وہ گرنے لگیں تو احد نے انھیں تھام لیا۔ وہ احد کے کندھے پہ سر رکھے رونے لگیں۔ ادھر ردا بھی رو رہی تھی۔ حیدر اسے سنبھال سنبھال کے ہلکان ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

سب لوگ آئی سی یو کے باہر کھڑے تھے۔ ردا حیدر کے سینے پہ سر رکھے روئے جا رہی تھی۔ رامین بیٹھی تسبیح کر رہی تھی۔ احد دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ آنکھیں بند کیے۔ رجاء کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ بند آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اچانک دروازہ کھلا رجاء کو آپریشن تھیٹر لے جایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ رجاء کو دیکھے سب اس تک پہنچے۔ رامین اور ردا کا دل کٹ گیا اسے اس حالت میں دیکھ۔ احد نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ اسے فوراً تھیٹر میں لے جایا گیا۔ حیدر نے فارم فل کر دیے تھے۔ ڈاکٹر ان تک آیا۔۔۔

"مسٹر احد آپ کی وائف دیکھ نہیں سکتی نا۔ رائٹ۔" احد نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

"دیکھیے مسٹر احد سب ٹھیک ہو جائے گا۔اگر آپریشن کامیاب رہاتوشاید آپ کی وائف دیکھ پائیں۔لیکن فلحال کچھ کہنا مشکل ہے چوٹ گہری ہے۔لگتاہے کسی چیز سے ان کا سر زور سے ٹکرایا گیاہے۔خیر دعا کیجیے۔اللہ سب بہتر کرے گا۔"ڈاکٹر یہ کہتااس کے کندھے پہ ہاتھ کے چلاگیا۔احد کی امید تھی کہ رجاء بلکل ٹھیک ہو جائے گی اور شاید دیکھنے بھی لگے۔۔۔۔۔

....

"تونے اچھانہیں کیا۔اتناسب ہو گیااور تونے بتایا بھی نہیں۔"حیدر نے احد سے ناراضگی سے کہا۔احد نے اس کے کندھے پہ رکھا۔۔۔

"حیدر تجھے بتاناچارہاتھالیکن موقع ہی نہیں ملا۔اور تجھے پریشان نہیں کرناچاہتاتھا۔":۔۔۔۔۔

"اچھاتو جانتاہے نارا کتنی محبت کرتی ہے اپنی بہن سے۔رجاء کی جان خطرہ میں تھی۔تونے بہت غلط کیااحد۔"احد اور حیدر کونے میں کھڑے باتیں کر رہے تھے۔احد کی تو جان اندر اپریشن تھیٹر میں رجاء میں اٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

"حیدر تجھے تو بتایاتھانانے پولیس کے حساب سے یہ صرف پرینک تھا۔"احد نے آنکھیں بند کرتے دیوار سے سر لگایا۔اس کی خستہ حالت پہ حیدر کو واقعی دکھ ہو رہاتھا۔۔۔

اتنے میں سامنے سے پولیس آتی نظر آئی۔۔۔۔۔

"مسٹر احد مجید!" احد اوٹی کے باہر کھڑا تھا۔ جسم سے تو جان پل پل نکل ہی رہی تھی۔ آنسو پہ قابو کیے وہ کھڑا تھا۔ بلکل بے حس سا۔ ایک ہی نقطے کو گھورے جا رہا تھا۔ رجاء کے ساتھ بیتے ہر پل اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ رجاء کا غصہ کرنا ہنسنا۔ کل اپنی محبت کا اظہار سب کچھ۔ پھر آج اس کے سامنے اس کا خون سے لت پت ہونا سب۔ دیوار پہ موجود خون کو دیکھ کہ وہ پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا کہ رجاء کا سر زور سے دیوار پہ مارا گیا تھا۔ اسے اپنے گھر جانے پہ پچھتاوا ہو رہا تھا۔ انہی سوچوں کے بھنور میں تھا۔ اچانک ایک پروفیشنل آواز اس کے پیچھے سے آئی۔ اس نے مڑ کے دیکھا تو پولیس کھڑی تھی۔۔۔۔

یس۔۔۔۔" احد نے نارمل سا جواب دیا۔ دیکھنے میں احد کی حالت کسی ہارے ہوئے جواری سے کم نہیں تھی۔ بکھرے بال؛ لال آنکھیں جن میں رجاء کو کھونے کا خوف تھا؛ اور خون سے سنے کپڑے۔ حیدر بھی بیٹھا تھا۔ ردا کی آنکھیں بھی نم ہی تھیں۔ رامین نماز پڑھنے گئیں تھی۔ ردا بھی انہی کے ساتھ تھی۔۔۔۔

"میں نے بلایا ہے انہیں یہاں۔" حیدر پیچھے سے بولا۔۔۔

احد نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر سارا واقعہ گوش گزار کر دیا۔۔۔

پولیس نے کاروائی کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ ایف آئی آر تو ہو چکی تھی۔ تحقیقات شروع ہو چکی تھی۔ پولیس جا چکی تھی۔

احد تھک ہار کے وہیں زمین پہ بیٹھ گیا۔ اس کی بس ہو چکی تھی۔ وہ اور برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ دادا جی اور دادو بھی پہنچ گئے تھے۔ ساتھ اشفاق سارہ اور عمر بھی تھے۔ مرہا نہیں آئی تھی۔۔۔۔

احد کو حیدر نے بینچ پہ بٹھادیا۔دادی اس کے پاس بیٹھیں اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔وہ اتنا کھو چکا تھا کہ اسے انکے آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔احد نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کے دیکھا تو دادی رو رہی تھیں۔وہ بنا کے کچھ بولے ایک دم ان کے آغوش میں چھپ گیا۔اب وہ جو خود پہ قابو کیے بیٹھا تھا رو دیا۔

"دادی یہ سب کیا ہو گیا۔مار دیا اس نے میری رجاء کو۔مار دیا دادی۔" اس نے روتے ہوئے کہا۔وہاں موجود سب رو رہے تھے۔دادی اس کی پیٹھ تھپتھپا رہی تھیں۔ان کے بھی آنسو جاری تھے۔۔۔۔

"احد بس میرے بچے۔رجاء کو کچھ نہیں ہو گا وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ ششش" دادی نے محبت سے اسے پچکارا جیسے وہ کوئی چھوٹا بچہ جس کا کوئی کھلونا ٹوٹ گیا ہو۔بچپن میں ایسے ہی اسے تسلی دیتی تھیں وہ۔جب اس کا کوئی کھلونا ٹوٹتا تھا۔وہ مان بھی جایا کرتا تھا۔پر آج وہ پھر اسی جگہ کھڑا ہے جہاں دس سال پہلے تھے جب اسکے ماں باپ اس سے چھن گئے تھے۔آج اس کی محبت تقریباً اس سے چھن چکی تھی۔۔۔۔

"دادی ماما بابا کو کھونے کے بعد مجھ میں ہمت نہیں ہے کہ میں رجاء کھونے کی۔" وہ دادی کے سینے سے لگا۔بولے جا رہا تھا۔دادا جی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے حوصلہ دے رہے تھے۔۔

"ہاں بھائی ہماری بھابھی بلکل ٹھیک ہو جائیں گی۔پلیز آپ ایسے روئیے مت۔" عمر گھٹنوں کے بل بیٹھا احد کو حوصلہ دے رہا تھا۔۔۔۔

مسٹر احد آپ کے دوسرے پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔" احد رو رہا تھا کہ ایک نرس نے آکر احد کو کہا تو احد فوراً اٹھا۔اسے فہیم چاچا سے پوچھنا تھا کہ آخر ہوا کیا تھا۔احد نے اپنی آنکھیں پونچھیں۔۔۔۔

"فہیم چاچا۔" احد ابھی ابھی ان کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ چاچا آنکھیں بند کیے لیٹے ہوئے تھے۔ فوراً انھوں نے آنکھیں کھولیں۔ اپنے چھوٹے بابا کو آج پھر اسی حالت میں دیکھ کے ان کا دل کٹ سا گیا۔ جیسا انھوں نے کئی سال پہلے دیکھا تھا۔۔۔

اندر سے پوری طرح ٹوٹ چکا تھا۔ بکھرا حلیہ۔۔۔۔

"چاچا۔۔۔۔" وہ کچھ بولتے کہ فہیم چاچا نے اسے ٹوکا۔۔۔

"پہلے میری بات سنیے۔" اس نے چاچا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔

"کیا ہوا تھا چاچا۔ آپ اور رجاء کے ساتھ۔۔۔۔ کون تھا وہ۔ پلیز چاچا مجھے بتائیے۔ میری رجاء کے ساتھ یہ سب کس نے کیا۔" اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ لہجے میں واضح لڑکھڑاہٹ۔ اور اس کی تکلیف کا اندازہ لگا سکتے تھے۔ وہ۔۔۔

"چھوٹے بابا! آپ کے جانے کے بعد سب تقریباً گھر سے نکل گئے تھے۔ گھر میں کوئی نہیں تھا۔ دادی جی نے مجھے رجاء بی بی کا دھیان رکھنے کا کہا تھا۔ یہ بھی کہا تھا کہ دوپہر تک رشا بھی آجائے گی۔ تقریباً بارہ بجے کے قریب دو نقاب پوش بندے گھر میں گھسے۔ ان کے پاس اسلحہ تھا۔ میں نے انھیں روکنے کی کوشش کی بہت پر وہ توڑ پھوڑ کرنے کرنے لگے۔ میں پولیس کو فون لگا رہا تھا کہ مجھے دھکا دیا اور میرا سر ٹیبل سے لگا اور پھر اندھیرا چھا گیا۔" ۔۔۔۔ چاچا نے سب بتا دیا۔۔۔

احد کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے رجاء گھوم رہی تھی۔خون میں لت پت۔وہ انہی خیالوں میں تھا کہ چاچا نے پوچھا۔۔۔

"رجاء بی بی کیسی ہیں بابا۔اور وہ لوگ کون تھے؟" چاچا نے سوال کیا تو احد نے لمبی سانس ہوا کے سپرد کی۔خود پہ قابو پاتا بولا۔۔

"چاچا رجاء کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔انھوں نے میری رجاء کو مارنے کی کوشش کی ہے۔پتا نہیں کیوں کر رہا ہے وہ نامعلوم انسان یہ سب۔" نا چاہتے ہوئے بھی اس کے آنسو چھلک گئے۔چاچا کے ہاتھ کو تھپتھپاتا وہ اداس سا مسکرایا۔۔

"بابا رجاء بی بی ٹھیک ہو جائیں گی۔آپ فکر مت کیجیے۔وہ انسان بھی جلد ہی پکڑا جائے گا انشاءاللہ۔" چاچا نے احد کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔وہ تو احد کو خوش دیکھ کے بہت خوش تھے۔برسوں بعد احد کے چہرے پہ پرانی خوشی اور چمک دیکھی تھی۔پھر سے اسے اس حال میں دیکھ انھیں بہت دکھ ہوا تھا۔۔۔

"انشاءاللہ چاچا سب ٹھیک ہو جائے گا۔اب آپ کیجیے۔میں رجاء اور آپ کے گناہگاروں کو نہیں بخشوں گا۔" وہ آنسو صاف کرتے بہت سخت لہجے میں بولا۔اس کی گہری آنکھوں میں وحشت اتر آئی۔جنون تھا اس کی آواز میں۔وہ فوراً اٹھا اور بڑے بڑے قدم اٹھاتا واڑے سے باہر نکل گیا۔۔۔

....

"پتا نہیں رجاء کس حال میں ہو گی۔" مرہا اپنے کمرے میں پیر جلی بلی کی طرح گھوم رہی تھی۔لال شرٹ میں بلیک ٹراؤزر میں پورے کمرے کے مسلسل چکر کاٹ رہی تھی۔اسے خوشی ہونے چاہیے تھے کہ رجاء جو کہ اس کے اور احد کے بیچ کی واحد دیوار تھی ہٹنے والی ہے لیکن اسے بہت برا لگ رہا تھا۔۔۔

"مجھے تو خوش ہونا چاہیے تھا۔لیکن مجھے اتنا دکھ کیوں ہو رہا ہے۔" مرہا بیڈ پہ ڈھے گئی۔اسے بہت رونا آرہا تھا۔ایک آنسو ٹوٹ کے اس کے بیڈ شیٹ میں جذب ہو گیا۔۔۔

"یہ آنسو کہاں سے آجاتے ہیں یار۔" اس نے بے اختیاری میں نکلے آنسو صاف کیے۔اور جھنجھلا کے بولی۔۔۔

"مرہا تمہیں پتا ہے کیوں اتنا برا لگ رہا ہے؟" اچانک اس کے کمرے کے دروازے سے ایک آواز آئی اس نے سر اٹھا کے دیکھا موم تھیں۔وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔۔۔سارہ ہوسپٹل سے آچکی تھیں۔مرہا کے روم میں گئیں تھیں دیکھنے۔اسے خود سے باتیں کرتا دیکھ وہ دھیما سا مسکرائیں۔

"موم رجاء کیسی ہے۔اور احد بہت تکلیف میں ہو گا نا؟" مرہا کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔سارہ نے مرہا کے چہرے کو ہاتھوں میں لیا۔۔

"رجاء ٹھیک نہیں ہے مرہا۔اور احد بھی پل پل مر رہی رہا ہے۔اسے تڑپتے دیکھ آئی ہوں میں۔آج سے پہلے کبھی اسے اس حالت میں نہیں دیکھا۔" سارہ کے لہجے میں دکھ تھا۔۔۔

"مجھے پتا تھا۔احد تو باولا تھا اس کے پیچھے۔اسے کیسے اس حال میں دیکھ سکتا تھا۔" مرہا پھیکا سا مسکرائی۔وہ بھی رجاء کو مروانا چاہتی تھی۔لیکن احد کا اس کے لیے پاگل پن دیکھ کے اس نے اپنا فیصلہ ترک کر دیا تھا۔۔۔

"موم مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے رجاء کے لیے اور احد تو جی نہیں پائے گا اس کے بغیر۔" مرہا نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"میری بچی احد کی محبت میں کتنی بدل گئی ہو نا تم۔ آج اس کی جان کے لیے رو رہی ہو جس نے تم سے تمہارا احد چھینا۔"۔۔۔

"موم میری قسمت میں کبھی احد تھا ہی نہیں۔ وہ تو رجاء کے لیے بنا تھا۔ اور کیسے تکلیف نہ ہو مجھے موم۔ میں تو احد کی تکلیف نہیں دیکھ سکتی اور احد کی محبت سسک سسک کے مر رہی ہے۔ اس کا کیا حال ہو گا موم۔ بس اسی لیے۔ اور رجاء بھی بہت معصوم ہے موم۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے سب میں۔" مرہا نے گردن جھکالی۔ سارہ کو بہت فخر ہوا اپنی بیٹی پہ۔ انھوں نے مرہا کو گلے لگالیا۔۔۔۔

....

"احد!" احد ابھی واڈ سے باہر آیا تھا۔ کہ اسے حیدر کی آواز آئی۔ حیدر اس تک پہنچا۔۔

"احد کون ہے وہ انسان۔ اور رجاء کو کیوں مارنا چاہتا تھا۔ کیا بگاڑا تھا میری معصوم بہن نے اس کا۔" حیدر کی آنکھیں بھی بھر آئیں۔ وہ رجاء کو اپنی چھوٹی بہن مانتا تھا۔۔۔۔

"مجھے نہیں پتا حیدر۔ لیکن ایک بار ایک بار مجھے پتا چل جائے۔ اس کی وہ حالت کروں گا کہ موت کی دعا مانگے گا لیکن اس موت نہیں ملی گی۔" احد کی آواز میں شدت جنون سن کے حیدر نے جھرجھری لی۔ اس انسان کے ساتھ بہت برا ہونے والا تھا۔۔۔۔۔۔

"میری رجاء آج کی وجہ سے آج زندگی اور موت کے بیچ جھوج رہی ہے۔ نہیں چھوڑوں گا اسے۔" احد نے ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہا۔ اس کی آنکھوں میں لال ڈورے تھے تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بھی لال ہو رہا تھا۔ حیدر نے اسے گلے لگالیا۔۔۔۔۔

وہ ٹوٹا اور رونے لگا۔۔

"حیدر کہیں میرے ماما بابا کی طرح رجاء بھی مجھے چھوڑ کہ نہ چلی جائے میں مر جاوں گا۔ حیدر اور کسی کی کھونے کی ہمت نہیں مجھ میں۔ اس بار میں مر جاؤں گا۔ مر جاؤں گا حیدر۔" احد نے روتے ہوئے کہا۔ اس کے آنسو حیدر کا کندھا بھگو رہے تھے۔ حیدر کے بھی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے احد کی پیٹ تھپتھپائی اسے حوصلہ دینے کے لیے۔۔۔

"بس میرے یار۔ رجاء ٹھیک ہو جائے گی اللہ پہ بھروسہ رکھ۔" حیدر نے کہا۔ تو دادو بھی وہاں آگئے۔۔۔۔۔

"احد کیا کہا فہیم نے بیٹا۔" دادو نے جب پوچھا تو احد حیدر سے الگ ہوا اور دادو سے مخاطب ہوا۔

"پتا نہیں دادو کون تھے وہ لوگ۔ نقاب پوش تھے کوئی۔ میں انھیں چھوڑوں گا نہیں بلکل نہیں۔" احد نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے دانت پیس کے کہا۔۔۔

دادو نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے اسے تسلی دی۔۔۔۔

....

"ردا!" حیدر ردا کے پاس بیٹھا۔ ردا جو آنکھیں بند کیے بینچ پہ بیٹھی تھی۔ سب لوگ وہیں تھے۔ ایک الگ سا تناؤ تھا اس ماحول میں۔ احد ایک ایک پل انگلیوں پہ گن رہا تھا۔ دادی اور رامین وہیں بیٹھی تسبیح کر رہی تھیں۔ رامین روئے ہی جا رہی تھی۔ دادی انھیں تسلی دے رہی تھی۔

حیدر بھی ردا کی حالت دیکھ کے کافی دکھی تھا۔ ردا کو سنبھالنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔

"ھممم" ردا نے جھٹکے سے انکھیں کھولیں۔ وہ اپنے اور رجاء کی یادوں میں گم تھی۔ آج اسے وہی وقت یاد آ رہا تھا جب رجاء کی آنکھوں کی روشنی چلی گئی۔ تب بس چہرے الگ تھے۔۔۔

"ردا سب ٹھیک ہو جائے گا۔" حیدر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ ردا کی آنکھیں بھر آئیں اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"حیدر یہ سب کیا ہو گیا۔" ردا نے حیدر کے کندھے پہ سر گرا دیا۔ اس کی ہمت اب جواب دے رہی تھی۔ حیدر نے اس کے گرد بازو پھیلایا۔ اسکا کندھا تھام لیا۔

"آپ کو پتا ہے حیدر جب پچھلی بار رجاء اور ابو کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا تب ہمارے پاس کوئی نہیں تھا۔ ہم بلکل تنہاء تھے۔ پر اس بار ہمارے ساتھ سب ہیں آپ ہیں احد بھائی ہیں۔ میں کتنی اکیلی تھی نا۔ حیدر میری رجاء ٹھیک ہو جائے گی نا۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے کتنی دیر ہو گئی اسے آپریشن تھیٹر میں۔" ردا کو رجاء کا خیال آیا تو فوراً سر اٹھا لیا۔ حیدر نے ہاتھ بڑھا کے اس کے آنسو صاف کیے۔۔

"میری جان رجاء بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔بلیو می۔" اس نے ردا کے سر کو بوسہ دیا۔ردا نے واپس اس کے سینے پہ سر رکھ دیا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔۔

....

"رجاء!!" وہ ابھی گھر میں داخل ہوا تھا۔اچانک اس کا فون چنگھارنے لگا اس نے دیکھا تو تو اس کے خبری کا فون تھا۔اس کے خبری نے جو خبر اسے سنائی وہ سن کے اسے یوں لگا اس کے اوپر چھت گر گئی ہے۔اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔اس کی کالی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگیں۔۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔کس کی اتنی ہمت ہوئی میری رجاء کو ازیت دینے کی۔" وہ دھاڑا۔اس کا خبری اسکی جان ہی نکل گئی۔۔۔۔

"کس نے کیا یہ سب۔ہاں۔میں فارن کیا گیا میری رجاء پہ جان لیوا حملہ ہو گیا۔تم حرام خور اس پہ نظر رکھنے کو کہا تھا نا تو یہ سب کیسے ہو گیا۔" اس نے زور سے واس دیوار پہ دے مارا۔ایک تو رجاء کے بارے میں سن کے اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی اور اوپر سے غصہ شدت کا آ رہا تھا۔ابھی ابھی وہ انگلینڈ میں تھا۔۔۔

"پتا کرو کیسی ہے وہ؟ میں آ رہا ہوں۔" اس نے آنسو صاف کیا اور لڑکھڑاتے لہجے میں اپنے خبری سے کہا۔اور فون رکھ دیا۔اور صوفے پہ گر گیا۔

"میری رجاء کے ساتھ یہ سب۔" اس نے آنکھیں موند لیں رجاء کا مسکراتا چہرے اس کی آنکھوں کے پردے پہ لہرایا۔۔۔۔

"احد مجید محبت کے دعوے دار تھے تم رجاء کی۔اور اس کا خیال بھی نہ رکھ پائے آج مر رہی ہے وہ صرف تمہاری وجہ سے۔ تمہیں نہیں بخشوں گا میں اور نہ ہی ان حملہ آوروں کو۔" وہ جھٹکے سے اٹھا اور روم میں پیکنگ کرنے لگا۔اسے فورا کراچی پہنچنا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آپریشن تھیٹر کی لائٹس آف ہو گئیں۔ تین گھنٹے تک آپریشن جاری تھا رجاء۔احد کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ڈاکٹر باہر آئے تو احد اور سب لوگ بھاگ کر ان تک پہنچے۔۔

"ڈاکٹر میری وائف!" احد نے پوچھا تو ڈاکٹر نے مسکرا کے جواب دیا۔۔

"آپ کی وائف اب خطرہ سے باہر ہیں۔چوٹ گہری تھی مگر شکر اللہ کا کہ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ابھی وہ بے ہوش ہیں۔"۔۔۔

احد نے اللہ کا شکر ادا کیا۔سب لوگوں کو تھوڑا سکون ہوا۔۔۔

"ڈاکٹر میں مل سکتا ہوں۔" احد نے ایک دم کہا تو ڈاکٹر نے انکار کر دیا۔۔

"نہیں وہ ابھی بے ہوش ہیں انھیں آرام کی سخت ضرورت ہے۔مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے مسٹر احد۔آپ میں کیبن میں آئیں بات ضروری ہے۔" ڈاکٹر نے کہا تو احد پریشان ہو گیا۔۔

"کیا بات ہے ڈاکٹر سب ٹھیک ہے نا۔" احد کی سانس رکنے لگی۔اسے بہت پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

"جی سب ٹھیک ہے کچھ بات کرنی تھی۔" ڈاکٹر یہ کہتا چلا گیا۔احد سوچ میں پڑھ گیا کہ بات کسی بات تھی۔سب لوگ شکر ادا کر رہے تھے۔رجاء خطرے سے باہر ہے۔۔۔۔

"ڈاکٹر آپ کو کیا بات کرنی تھی۔" احد اس وقت ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھا تھا۔ کافی نروس لگ رہا تھا۔ پتا نہیں کیوں اسے ڈر لگ رہا تھا۔ رجاء کے خطرے سے باہر آنے کا ان کے سکون سا ملا تھا۔ لیکن پھر بھی دل بول ہی رہا تھا احد کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔۔۔

"مسٹر احد آپ فکر مت کیجیے۔ ڈرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ آپکی وائف بلکل ٹھیک ہیں۔ آفٹر ال آپ کے لیے خوش خبری ہے۔" ڈاکٹر نے بتایا تو احد کے چہرے پہ بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ اس نے تجسس سے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔۔

"کیسی خوش خبری ڈاکٹر۔"۔۔۔۔

"مسٹر احد آپ کی وائف شاید اب دیکھ پائیں گی۔" ڈاکٹر نے مسکرا کے کہا تو احد خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی آگئی۔ چہرے خوشی سے چمک اٹھا۔۔۔۔

"سچ ڈاکٹر۔ آپ کو نہیں پتا کتنی بڑی خوشی دی ہے آپ نے مجھے۔ میں آپ کو بہت مشکور ہوں۔" احد نے خوشی سے کہا۔ تھوڑی دیر پہلے کی وحشت تکلیف سب ایک دم اڑن چھو ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔

احد اٹھ کے باہر چلا گیا۔ وہ اتنا خوش تھا کہ اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں تھی۔۔۔

"کیا بات ہے احد ڈاکٹر نے کیا کہا؟" حیدر نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو فوراً پوچھا سب تجسس میں تھے ہوا کیا تھا جو ڈاکٹر نے اسے یوں بلایا تھا۔۔۔۔

"حیدر تمہیں پتا ہے ڈاکٹر نے کیا کہا۔" احد کی آنکھوں میں آنسو تھے خوشی کے آنسو چہرے پہ چھلکتی خوشی۔۔۔۔

"ایسا کیا کہا ڈاکٹر نے احد۔" دادی نے تسبیح کرتے ہوئے کہا۔ احد کو اتنا خوش اور ایکسائٹڈ دیکھ کے انھیں اچنبھا ہوا۔۔

"دادی پتا ہے ڈاکٹر نے کیا کہا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ ہماری رجاء پہلے کی طرح دیکھ سکے گی۔ دادی مجھے یقین نہیں آرہا میری رجاء دنیا دیکھ پائے گی۔" احد کی آنکھیں نم تھیں۔

"سچ احد بھائی۔" ردا جو بینچ پہ بیٹھی تھی فوراً کھڑی ہوئی اس کے چہرے پہ بہت خوشی تھی۔۔۔

"سچ میں ردا۔" احد نے مسکرا کے کہا تو ردا کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔

"سنا آپ نے امی۔۔ سنا آپ نے حیدر رجاء ٹھیک ہو جائے گی۔" اس نے خوشی سے حیدر کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ کے حیدر کے دل پہ ٹھنڈی پھوار پڑی۔ پہلی بار اس نے ردا کو اتنا خوش دیکھا تھا۔ ردا نے حیدر کے بازو پہ ہاتھ رکھ کے اسے یقین دہانی کروانے کی کوشش کی۔ حیدر نے ہنستے ہوئے نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

رامین اٹھا کے احد تک گئیں انکی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ اور ہونٹ مسکرا رہے تھے۔۔۔

"میری رجاء کتنی خوش نصیب ہے نا۔ اسے تم جیسا شوہر ملا۔ جیتے رہو بیٹا۔" انھوں نے آنسو صاف کرتے احد کے سر پہ ہاتھ رکھا۔ احد مسکرا دیا۔۔۔

....

"ڈاکٹر کیا میں وائف سے مل سکتا ہوں۔" احد نے ڈاکٹر سے پوچھا۔ تو ڈاکٹر نے کہا۔

"مسٹر احد آپ کی وائف کو ابھی ہوش نہیں آیا ہے۔" ڈاکٹر نے کہا۔ تو احد نے ریکوسٹ کی۔۔۔

"ڈاکٹر میں صرف اسے ایک بار اپنی وائف کو دیکھنا چاہتا ہوں پلیز۔" احد نے منت بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر کو نا چاہتے ہوئے ہاں کہنی پڑی۔۔۔

احد کمرے میں داخل ہوا تھا تو اس کا دل کٹ گیا۔ رجاء کا رنگ پیلا ہو چکا تھا۔ سر پہ پٹی بندھی تھی اور ہاتھ پہ بھی۔ آکسیجن ماسک لگا ہوا۔ آنکھیں بند کیے دنیا جہاں سے غافل پڑی تھی۔ احد کا ایک ایک قدم بہت وزنی ہو رہا تھا۔ رجاء کی حالت اسے تڑپا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔۔۔

وہ لڑکھڑاتا رجاء کے بیڈ کے پاس موجود سٹول پہ بیٹھا۔ رجاء کے زخم کو ہلکا سا چھوا۔ اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے لیا اور نرمی سے سہلانے لگا۔۔۔

"جانم کیا حال ہو گیا ہے تمہارا۔ کہاں تمہارا خیال رکھنے کا وعدہ کیا لیکن دیکھو کتنا برا ہوں نا میں تمہارا خیال بھی نہ رکھ سکا۔ مجھے معاف کر دو جانم مجھے معاف کر دو۔" اس کی آنکھ سے آنسو لڑی کی صورت میں نکلے۔ اور اس کے بالوں میں جذب ہو گئے۔ وہ اس پہ جھکا تھا۔ اس کا ایک ایک زخم اسے تکلیف دینے کے لیے کافی تھا۔۔۔

رجاء ہوش میں نہیں تھی۔ ابھی بھی بے ہوش تھی۔۔۔

"

وعدہ کرتا ہوں جانم ان لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ جنہوں نے تمہیں مارنے کی کوشش کی ہے۔" احد کی آنکھوں میں محبت کی جگہ سختی در آئی۔ رجاء کا ایک ایک زخم دیکھ کے اس کا خون کھول رہا تھا۔ بڑی مشکل سے خود پہ قابو کیے بیٹھا تھا۔ وہ ایک دفعہ رجاء ٹھیک ہو جائے۔ ان کی خیر نہیں تھی۔۔۔۔

احد جھکا اور اس کے ماتھے پہ لب رکھ دیے۔ وہ جو دنیا جہاں سے غافل تھی اس کیا پتا تھا کہ احد کتنا تڑپ رہا ہے اس کے پیچھے۔ اور ردا اور رامین کا حال بے حال تھا۔ ردا نے رو رو کے اپنی بری حالت کر دی تھی۔۔۔۔

احد پیچھے ہو گیا اور ردا کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔۔۔۔

"تمہیں پتا ہے رجاء ڈاکٹر کہہ رہے ہیں تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ سب دیکھ سکو گی دوبارہ۔ دنیا کے رنگ دیکھ پاؤں۔ اب مایوسی کا اندھیرا نہیں ہو گا بلکہ امید اور محبت کا اجالا ہو گا ہماری زندگی میں۔ ہم نارمل زندگی جی پائیں گے۔ اور جنہوں نے بھی میری جان کو درد دیا ان کی جان کو درد نے وحشت ناک اذیت دوں گا کہ ان کی روح کانپ جائے گی۔" اس نے دانت پیس کے کہا۔ غصے سے اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھی۔ اچانک رجاء کا زخمی وجود اس کے دل پہ ضرب لگانے کے لیے کافی تھا۔۔۔۔

....

"ردا تم ٹھیک ہو نا۔" ردا باہر لون میں آ گئی تھی۔ تازہ ہوا کے لیے۔ رامین اندر ہی تھیں دادی دادو کے ساتھ صباء اور یاسین صاحب بھی آئے تھے پر ردا نے انھیں واپس بھیج دیا۔۔۔۔

ردا کو اندر گھٹن سی ہو رہی تھی۔ باہر ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ کسی سوچ میں گم تھی کہ اچانک حیدر کی آواز اپنے پیچھے سے سنائی دی۔ حیدر اسے یہاں تک آتے دیکھ چکا تھا پیچھے پیچھے چلا آیا۔۔۔

"ھھھم میں ٹھیک ہوں،" ردا نے نارمل سے جواب دیا۔ حیدر کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔۔۔

"مجھے لگ نہیں رہا۔ ردا پلیز اب پریشان مت ہو۔ رجاء ٹھیک ہو جائے گی۔" حیدر نے پانی اس کے کرتے ہوئے کہا۔ اس نے انکار کر دیا تو حیدر اس کا ہاتھ پکڑے اس بینچ پہ بٹھا دیا۔ بوتل کھول کے اس کے لبوں سے لگائی۔ وہ نہ نہ کرتی رہ گئی۔۔۔۔

"حیدر رجاء ٹھیک ہو جائے گی نا۔" پانی پینے کے بعد اس نے حیدر کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور بڑی محبت اور امید سے پوچھا۔ حیدر تو اس کی ادا پہ نثار ہو گیا۔ اس نے ردا کا ہاتھ لبوں سے لگایا اور بولا۔۔۔

"ضرور ٹھیک ہو گی۔ بلکہ پہلے کی طرح دیکھنے بھی لگے گی۔" اس نے مسکرا کے کہا تو ردا بھی مسکرانے لگی۔ حیدر نے اسے کتنا مان دیا تھا۔ کتنی محبت دی تھی۔ جس کا وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ ہی رہی تھی کہ حیدر نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔"،،،،

"دیکھ رہی میری کونسی نیکی خدا کو پسند آگئی ہے۔ جو مجھے آپ کا ساتھ ملا۔" اس نے گردن جھکاتے ہوئے کہا تو حیدر کو لگا اس نے جنگ فتح کر لی۔ ردا کے منہ سے بات بہت اچھی لگی تھی بلکل دل کو چھو گئی تھی۔ اسنے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہم ایک دوسرے کی قسمت میں تھے۔ردامحبت توجب تمہیں پہلی بار دیکھا تھا یاد ہے جب تم اس نیلے لباس میں میری گاڑی سے ٹکرائی تھی تب ہی ہو گئی تھی۔" حیدر نے ردا کے چہرے پہ آنے والے بالوں کو انگلی سے پیچھے کیا۔ردا بہت دھیان سے اس کی بات سن رہی تھی۔اور مکمل طور پر کھوئی ہوئی تھی۔اس وہ لمحہ یاد آرہا تھا جب حیدر کی گاڑی سے اس کی ٹکر ہوئی تھی۔۔۔۔

"شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے میری جان۔" حیدر نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔۔۔۔

"آپ کا بھی شکریہ۔" ردا نے بھی مسکرا کے کہا۔حیدر ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

"میری کاپی کر رہی ہو ہاہاہاہا" ردا نے اس کی بات سن کے اس کے کندھے پہ چپت لگائی وہ ہنسنے لگا۔۔۔۔

....

"رجاء تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔سویٹی۔" وہ پراسرار انسان اپنی کالی گہری آنکھوں سے موبائل کی سکرین کا گہرا جائزہ لے رہا تھا۔اس پہ بار بار ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔

وہ تصویر رجاء کی لندن میں ریسٹورنٹ والی تھی۔رجاء کا ہنستا چہرہ تھا۔۔

وہ ابھی پلین میں تھا۔کال کر نہیں سکتا تھا۔تو رجاء کے تصویر کو دیکھ کے باتیں کر رہا تھا۔اس کے گرد لوگ اسے پاگل سمجھ رہے تھے۔خود سے باتیں کرتے دیکھ حیران تھے۔پر اسے کہاں خبر تھی۔۔۔

"تمہاری گناہگاروں کو سزا ملے گی اور ساتھ تمہارے سو کالڈ شوہر کو بھی۔" اس نے دانت پیس کے کہا اس کی کالی آنکھوں میں غصہ تھا وحشت تھی۔اور رجاء کے لیے تکلیف تھی۔پتا نہیں کیا کرنے والا تھا یہ انسان

....

"کون ہیں آپ! اور امی کہاں ہیں۔اور ابو کیسے ہیں۔" رجاء بیڈ پہ بیٹھی تھی۔احد جیسے ہی اسکے قریب جاتا وہ چلانے لگتی۔سر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ جب سے وہ ہوش میں آئی تھی وہ گرے آنکھوں والا خوبرو انسان اسے اپنی بیوی کیوں کہہ رہا تھا اور امی کسی انجانے انسان کو کیسے اندر آنے دے سکتی تھیں۔چلا چلا کے اس کا گلا بیٹھ چکا تھا اور سوچ سوچ کے دماغ پھٹنے کو تھا پر کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔۔



"مسٹر احد،،،آپ کی وائف کو ہوش آگیا ہے۔اور مبارک ہو ان کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی ہے۔آپ ان سے مل سکتے ہیں۔" احد آئی سی یو کے باہر بیٹھا تھا۔رامین بھی اسی کے ساتھ تھیں دادی اور دادو کو احد نے زبردستی گھر بھیج دیا تھا۔۔۔

احد دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔رات کا دوسرا پہر تھا۔ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ردا بھی وہیں تھی۔حیدر بھی ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

جب ڈاکٹر نے آکے اسے خوشخبری دی تو سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھی تھیں۔ردا رامین کے گلے لگی۔حیدر نے احد کے گلے لگ کے اسے مبارکباد دی۔سب کے خوشی دیکھنے لائق تھی۔ار احد خوشی سے پھولے نہیں سما رہا

تھا۔احد کی آنکھوں سے خوشی اور شکر کے آنسو چھلک پڑے۔آج اس کی رجاء اسے دیکھ پائے گی۔اس کی رجاء دیکھ پائے گی۔

احد نے جب سنا تو پتا نہیں اسکا دل دھڑکا۔اس نے سر ہلایا۔اور مسکراتا روم میں داخل ہوا۔۔۔

رجاء آنکھیں موندے بیڈ پہ لیٹی تھی۔احد آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا۔آنکھوں میں دنیا جہاں کی محبت سموئے اس کی طرف بڑھا۔اور اس کے پاس سٹول پہ جا کے بیٹھ گیا۔اس کے بالوں میں ہاتھ چلا کے دھیرے سے محبت بھرے لہجے میں بولا۔۔۔۔

"رجاء میری جان۔"رجاء نے آنکھیں کھولیں اور اسے ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔جیسے کسی اجنبی کو دیکھ رہی ہو۔اس کی آنکھوں اور چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ بہت حیران ہے۔۔۔۔۔

"کون ہیں آپ؟"پہلی بار جو رجاء نے بہت حیرت سے احد سے کہی۔تو احد کو جھٹکا لگا۔اسے لگا کہ رجاء نے اسے دیکھا نہیں ہے اسی لیے پہچان نہیں پا رہی تھی۔احد کو بھی حیرت ہوئی۔۔۔

"رجاء میں احد تمہارا شوہر۔"احد نے پھر سے نرمی سے کہا۔تو رجاء کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔

"کون شوہر کیسا شوہر میں آپ کو نہیں جانتی۔"رجاء اس کا ہاتھ ہٹاتی اٹھ کے بیٹھی۔جسم میں شدید درد تھا۔اپنے سر پہ ہاتھ رکھتی کھسکتی کونے تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔

"رجاء کیا بول رہی ہو۔پاگل ہو گئی ہو۔میں تمہارا شوہر ہوں۔کیوں پریشان کر رہی ہو مجھے۔"احد کھڑا ہوتا اس پہ جھکا۔تو رجاء کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔وہ کیا کرے۔احد کے سینے پہ ہاتھ رکھتی اسے دور کرنے کی کوشش کر رہی

تھی۔احد جھکا رہا اس پہ کوئی اثر نہ ہوا۔رجاء کی اپنی لیے اجنبیت وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔اس کا دل کٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

"پلیز دور ہوں۔" رجاء نے سسکتے ہوئے اسے دور کرنا چاہا۔اس کا ڈرپ والا ہاتھ بہت درد کر رہا تھا۔۔۔

"رجاء تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو۔" احد نے اس بازو سے پکڑا اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کے بولا۔دکھ اس کا اس وقت قابل بیان نہیں تھا۔اپنی آنکھوں میں آنسو اور بے بسی لیے وہ رجاء کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"میں نہیں جانتی۔۔ چھوڑو مجھے چھوڑو پلیز۔آہہہہ" رجاء چھٹپٹا رہی تھی۔اسے درد ہو رہا تھا۔اس کی کراہ سن کے احد کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔اس نے رجاء کو چھوڑ دیا۔رجاء کا سر چکرانے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"رجاء تت تم۔" احد کے منہ سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور ٹوٹا دل احد کے لیے اپنے قدموں پہ کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا۔اس نے رجاء کے ساتھ رہنے کے خواب دیکھے تھے جو ایک ہی پل میں ٹوٹ گئے۔اس نے رجاء کو تو ابھی پایا تھا۔پھر سے تقریباً کھو ہی دیا تھا۔رجاء تو کانپ رہی تھی۔اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔وہ کیا کرے۔۔۔۔۔اچانک خود میں ہمت لاتی اونچی آواز میں بولی۔اس کی آواز کم ہی تھی۔پر باہر با خوبی جا رہی تھی۔۔۔

"کون ہو تم میں تمہیں نہیں جانتی۔امی کہاں ہیں۔۔۔امی امی!۔۔۔پلیز نہیں ہوں میں تمہاری بیوی ابو کیسے ہیں۔پلیز میری امی کو بلا دو۔امی کہاں ہیں آپ۔یہ پاگل انسان دیکھیے کیا بول رہا ہے۔" رجاء نے روتے ہوئے احد کے سامنے ہاتھ جوڑے۔احد تو سانس لینا بھول چکا تھا۔پتا نہیں اور کتنے امتحان لینے والی تھی قسمت۔رجاء کے آنسو

وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن ابھی اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ رجاء تو شاک تھی ہی۔ وہ بھی ٹراما میں تھا۔ اس نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں رجاء سے کہا۔۔۔

"رجاء ایسا کیوں بول رہی ہو۔ تم میری بیوی ہو۔ سب کے سامنے تمہیں اپنا بنایا تھا۔ بھول گئی رجاء۔ کیسے سب بھول گئی۔ آج پہلی بار مجھے لگ رہا ہے میری محبت ہار گئی رجاء۔ میری قسمت میں شاید خوشی ہے ہی نہیں۔ آج احد تھک گیا اپنی قسمت سے لڑتے لڑتے۔" احد کا ٹوٹا لہجہ صاف بیان کر رہا تھا اس کی تکلیف۔ پر رجاء کہاں سمجھنے والی تھی۔ وہ بلکل ہارا ہوا جواری لگ رہا تھا۔ رجاء کی آوازیں سن کے ردا رامین اور حیدر بھی اندر داخل ہوئے۔ سامنے کا منظر دیکھ کے سب دنگ رہ گئے۔۔۔۔۔

سامنے رجاء بیڈ کے کونے میں سکڑی سمٹی بیٹھی تھی۔ اور رو رہی تھی جبکہ احد بھی دور سے اسے حسرت سے دیکھ رہا تھا۔ عجیب سی خاموشی تھی وہاں۔ احد کی آنکھیں لال ہو رہی تھی۔ اور رجاء سسک رہی تھی۔ رامین کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ رامین کو دیکھ کے رجاء کی جان میں جان آئی۔۔۔۔

"امی!" رجاء نے کہا۔ اپنے ہاتھ سے ڈرپ اکھاڑتی وہ بیڈ سے سے اتری. سر چکرا رہا تھا۔ درد سے جسم ٹوٹ رہا تھا۔ لڑکھڑاتی چل رہی تھی۔ رامین جھٹکے سے اس تک پہنچیں۔ آنکھوں میں خوشی کے آنسو لیے کہ ان کی رجاء اب دیکھ سکتی ہے۔ فوراً رجاء ان کے گلے لگ گئی اور رونے لگی۔ وہ اپنی امی کی آغوش میں کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"میری بچی رجاء" انھوں نے رجاء کا ماتھ چوما۔ رجاء کے بالوں میں ہاتھ چلاتی اسے پر سکون کرنے لگیں۔۔۔۔

"امی یہ یہ انسان مجھے پریشان کر رہا ہے۔امی" رجاء نے احد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔رجاء کی بات سن کے باقی سب حیران ہو گئے۔۔۔۔۔۔

"امی یہ بول رہا ہے یہ میرا شوہر ہے امی۔پلیز مجھے اس سے بچا لیجیے۔"رجاء نے روتے ہوئے کہا۔رجاء کو احد کی لال آنکھوں سے خوف سا آنے لگا تھا۔احد جیسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ایک زندہ لاش کی طرح لگ رہا تھا۔وہ لڑکھڑایا تو حیدر نے اسے تھام لیا۔۔۔۔

"احد سنبھال!"حیدر نے کہا تو احد نے حیدر کی طرف دیکھا۔اس کی لال آنکھیں ان میں درد تکلیف حیدر کو اپنے دوست کے لیے بہت برا لگا۔۔۔۔۔

"یہ کیا بول رہی ہو رجاء؟"ردا فوراً آگے آئی اور بولی۔رجاء رامین سے الگ ہوئی۔رامین نے اسے تھام رکھا تھا۔اسے ہمت نہیں تھی کھڑے رہنے کی۔۔۔۔

"آپی میں سچ کہہ رہی ہوں۔یہ پاگل بار بار یہی کہہ رہا ہے کہ میں اس کی بیوی ہوں۔جبکہ میری تو ابھی تک شادی ہی نہیں ہوئی۔میری شادی تو حارث سے ہونے والی ہے۔"رجاء نے روتے ہوئے کہا۔اس کا جسم ابھی بھی کانپ رہا تھا۔ردا کو کچھ سمجھ نہ آیا۔اس کا دل بیٹھ گیا۔۔۔اس نے احد کو دیکھا پچھلے چوبیس گھنٹوں میں یوں لگ رہا تھا اس کی جان رجاء نامی طوطے میں اٹکی ہوئی ہے۔اور ابھی وہ بلکل دیوانہ لگ رہا تھا۔ہارا ہوا انسان جس کا سب کچھ ختم ہو چکا ہو۔۔۔۔۔۔

"رجاء تم کھڑی کیوں ہو۔لیٹو۔تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔"ردا نے رجاء کو بیڈ پہ لیٹا دیا۔۔۔

"امی یہ ابھی تک یہیں ہے اسے بولیے جائے یہاں سے جائے۔۔۔" رجاء نے چلا چلا کے کہا۔ احد کو جیسے وہیں جم گیا ہو۔۔۔

"رجاء میری بات!" احد پھر سے کوشش کرنے لگا۔ تو رجاء چلانے لگی بلکل دیوانوں کی طرح۔۔۔

"جاؤ!!!!" رجاء چیخی۔ تو احد مٹھی بناتا خود پہ قابو پاتا باہر چلا گیا۔۔۔۔۔۔

"رجاء پاگل ہو کیا کر رہی ہو تم!" رامین نے اسے جھڑکا۔۔۔

اچانک دروازہ کھلا تو ڈاکٹر آ گئے۔ رجاء کا معائنہ کرنے لگے۔۔۔۔

"امی مجھے سچ میں ڈر لگ رہا ہے کون تھا یہ انسان۔۔۔ اور ابو ابو کہاں ہیں کیسے ہیں؟ امی آپ کو پتا ہے ہماری گاڑی کا ایکسڈنٹ ہو گیا تھا۔ ابو کیسے ہیں امی!! بتایئے نا۔" رجاء نے روتے ہوئے رامین کا ہاتھ پکڑا تو ڈاکٹر کو کھٹکا سا لگا۔۔۔ رامین کا دماغ سن ہو گیا تھا۔ وہ کیا بول رہی تھی۔ ردا اور حیدر اپنی جگہ پہ بہت پریشان ہو رہے تھے۔ رجاء کی حالت سمجھ سے باہر تھی اور احد کا حال بھی بہت برا تھا۔۔۔

....

"ایک منٹ رجاء! ابھی ابھی جو یہاں سے باہر گئے ہیں تم انہیں پہچانتی ہو۔" ڈاکٹر نے سوال کیا۔ تو رجاء کے چہرے پہ ڈر کے تاثر آئے۔ اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔۔۔

"مجھے نہیں پتا ڈاکٹر وہ پاگل انسان مجھے اپنا شوہر کہہ رہا تھا۔ جبکہ میں اسے جانتی بھی نہیں۔" رجاء نے ترک بہ ترک جواب دیا۔ ڈاکٹر کو سمجھ میں آ گیا تھا۔ کیا ہو رہا ہے۔۔۔

"آپ سب باہر چلیے مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" ڈاکٹر نے نرس کو اشارہ کیا۔ تو اس نے رجاء کو بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا۔۔۔۔

سب حیران پریشان باہر آئے تو سامنے بینچ پہ احد ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھا تھا۔ شاید رو رہا تھا اپنی قسمت پہ۔ رجاء کی حالت دیکھ کے اس کا دل کٹ گیا تھا۔۔۔۔

"مسٹر احد!" ڈاکٹر نے احد کو پکارا تو وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔ پوچھنے کہ آخر رجاء کب تک ٹھیک ہو گی۔۔۔۔

"مجھے آپ کی وائف کے کچھ ٹیسٹ کرنے ہیں۔ مجھے لگتا ہے انھوں نے اپنی یاداشت کھو دی ہے۔" ڈاکٹر کی بات پہ احد کو یوں لگا کہ ہسپتال کی دیواریں اس پہ گر چکی ہیں۔۔۔۔

"ایسے کیسے مطلب؟" احد کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا بولے۔۔۔۔۔

"دیکھیے مسٹر احد سر پہ چوٹ لگنے کی وجہ سے اکثر یاداشت کھو جاتی ہے۔" ڈاکٹر نے تفصیل بتائی تو احد اور وہاں موجود ہر انسان قیامت سے ہی گزر رہا تھا۔۔۔۔

"تو آگے کیا ڈاکٹر؟" ردا نے اضافہ کیا۔۔۔۔

"آگے اب ٹیسٹ ہو گا تو پتا چلے گا۔"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر یہ کہہ کے کیبن میں چلا گیا۔

ڈاکٹر نے ٹیسٹ کیے۔ اور پولیس بھی آئی تھیں۔ احد اور سب لوگ بہت دکھ میں تھے۔ احد کی تکلیف کا اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا۔ بہت تکلیف میں تھا وہ۔۔۔۔

ابھی وہ اسی طرح بیٹھا تھا۔ ہارا جواری لگ رہا تھا۔ حیدر اس کے پاس آ کے بیٹھا۔۔۔۔

"احد سب ٹھیک ہو جائے گا۔" حیدر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"تجھے پتا ہے حیدر بچپن میں ماما بابا کی ڈیتھ ہوئی تو مجھے لگا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔میں اکیلا ہو گیا تھا۔خالی ہاتھ بلکل خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔مسکرانا بھول چکا تھا۔پھر جب میں نے رجاء کو دیکھا میں پھر سے مسکرانے لگا۔رجاء کی اپنی زندگی میں شمولیت کے بعد مجھے لگا کہ اب میری تمام تر محرومیاں کا ازلہ ہو جائے۔پھر رجاء تقریباً مجھ سے دور ہی جا چکی تھی۔لیکن اس کی زندگی نے مجھے بھی نئی زندگی دی۔جب مجھے پتا چلا کہ میری رجاء اب دیکھ پائے گی تو مجھے لگا میری زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔میں کتنا خوش تھا نا۔پر مجھے تو خوشی راس ہی نہیں آتی۔ہمیشہ کی طرح میرا سب کچھ چھن گیا مجھ سے اور میں پھر خالی ہاتھ رہ گیا۔مجھے لگا تھا کہ شاید اب مجھے سکھ ملے گا۔اب میں نارمل زندگی جی پاؤں گا۔پر ہمیشہ کی طرح مجھے خوشی ملنے سے پہلے ہی اسے غم نے اپنے کالے بادلوں میں لپیٹ لیا۔اور میں پھر سے محروم رہ گیا۔"۔۔۔۔۔اس نے ایک ایک بات حیدر کو تحمل سے بتائی۔پر اس کا لہجہ اس کی تکلیف بیان کر رہا تھا۔اس کی آنکھیں لال تو ہو چکی تھی۔کتنا درد تھا اس کی آواز میں۔حیدر نے اسے گلے لگایا۔حیدر کی آنکھیں بھی چھلک رہی تھیں۔۔۔۔

"احد تو دیکھنا تیرے اس صبر کا پھل خدا تجھے وہ سب کچھ دے گا۔جس کے لیے تو نہ اتنا کچھ جھیلا۔ ہممم۔ہمت کر میرے بھائی رجاء کو تو نے ہی سنبھالنا ہے۔تو اس سے محبت کرتا ہے نا۔" احد نے سر ہلایا۔تو حیدر مزید بولا۔۔۔۔

"تو تیری محبت ضرور جیتے گی۔قسمت سے۔تجھے تیری محنت اور محبت کا ثمر ملے۔ان شاءاللہ۔" حیدر نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔تو احد نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

سامنے ہی ردا بیٹھی کسی گہری سوچ میں تھی۔ یاداشت والی بات سن کے ہی اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ اور احد کے بارے میں سوچ کے رونا آرہا تھا۔ رامین بھی بہت پریشان تھی۔ اپنی لاڈلی بیٹی کا حال دیکھ کے انہیں بہت درد ہو رہا تھا۔ ان کی قسمت بہت سے امتحان لے چکی تھی۔ اور کتنے لینے باقی ہیں۔۔۔۔۔۔

....

"جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔" ڈاکٹر نے رجاء کی رپوٹس دیکھتے ہوئے کہا۔ احد بھی وہیں کیبن میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ڈاکٹر۔۔۔ رجاء کو ہوا کیا ہے۔" احد نے بے چینی سے سوال کیا۔۔۔۔۔۔

"مسٹر احد آپ کی وائف کی میمری لوس ہو چکی ہے۔ آپ کی وائف ابھی اس دور میں جی رہی ہیں جب ان کا پچھلا ایکسڈنٹ ہوا تھا۔" ڈاکٹر نے کہا تو احد کو سمجھ نہیں آئی۔ احد کے تاثرات دیکھ کے ڈاکٹر بولا۔۔۔۔

"مطلب کہ جس ایکسڈنٹ میں رجاء کی بینائی چھن گئی تھی۔ وہاں رجاء کو لگ رہا ہے اسی ایکسڈنٹ کی وجہ سے چوٹ آئی ہے جبکہ اس بات کو تین سال ہو چکے ہیں۔"۔۔۔۔۔۔

رجاء کی پچھلے تین سال کی یاداشت مٹ چکی ہے۔ وہ تین سال پہلے ہی جی رہی ہے۔ اس لیے وہ آپ کو نہیں پہچان رہی۔ اس طرح کی میمری لوس کو میڈیکل ٹرم میں retrograde amnesia ۔ جو کسی بیماری یا انجری کی وجہ سے ہوتا ہے۔۔۔ جس سے انسان کے دماغ سے کچھ سال کی یادیں مٹ جاتی ہیں۔" ڈاکٹر اس کے سر پہ بم پھوڑ رہا تھا۔ اور احد کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

"تو اس کا دورانیہ کتنا ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔" احد نے لمطی سانس ہوا کے سپرد کی۔۔۔

"یہ کہنا مشکل ہے اس کا دورانیہ کچھ گھنٹوں کا یا دنوں کا سالوں کا۔ یا کبھی یاداشت واپس نہیں آتی۔ اور علاج کی بات ہے تو یہ depend کرتا ہے۔ دوا وغیرہ اور پراپر علاج سے ٹھیک بھی ہو سکتا ہے۔ پر علاج کے ساتھ انھیں توجہ کی ضرورت ہو گی۔ "ڈاکٹر نے جب احد کو بتایا اس نے دماغ میں پلان بنالیا کہ آگے کرنا کیا ہے۔۔۔۔۔



"احد ڈاکٹر نے کیا بتایا؟" حیدر نے احد کے پاس پہنچتے ہوئے پوچھا جو ابھی ابھی ان کے پاس پہنچا تھا۔ وہ بلکل چپ تھا۔ اور اس وقت سکتے میں تھا۔ اتنی محنت کر کے بھی اسے کچھ حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اس قدر ٹوٹ چکا تھا کہ وہاں موجود ہر انسان کو اس پہ ترس آ رہا تھا۔ وہ خود کو گھسیٹتا ان تک پہنچا وہ آئی سی یو لے باہر تھے۔۔۔۔

احد نے انہیں سب گوش گزار کر دیا۔ رامین تو سر پکڑ کے بیٹھ گئیں۔ اب رجاء کو پھر انہی دکھوں کے مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ جس سے مشکل سے نکلی تھی۔۔۔۔

ردا کے اشک تھم ہی نہیں رہے تھے۔ حیدر کے لیے احد، رامین اور ردا کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ تینوں کنڈیشن میں تھے حیدر سمجھ سکتا تھا۔ اتنا سب اتنی جلدی ہو گیا کہ کسی کو اندازہ بھی نہیں ہوا۔۔ ردا اور رامین رو رو کے ہلکان ہو چکی تھیں۔ احد نے چپ کی سادھ لی تھی۔۔۔۔۔

"تو اب ہم کیا کریں گے۔ "حیدر نے احد کی طرف مڑ کے سوال کیا۔ تو احد نے آنکھیں بند کر لیں۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے لڑھک گیا۔۔۔۔۔

"پتا نہیں۔" اس نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"رجاء کو سب بتانا ہوگا۔" رامین پرامید بولیں۔۔۔۔

"پر امی رجاء کو ابو کی موت کا کیسے بتائیں گے۔ آج ایسا لگ رہا ہے زخم پھر سے تازہ ہو گئے ہیں۔" ردا رامین کے پاس بیٹھی ان کا ہاتھ ہاتھوں میں لے بہت دکھی لہجے میں بولی۔۔

"ردا رجاء کو سچ بتانا بہت ضروری ہے۔" رامین نے سنجیدگی سے کہا تو ردا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"پر آنٹی رجاء ابھی بیمار ہے وہ کیسے اتنا بڑا صدمہ برداشت کر پائے گی۔" حیدر جو کھڑا مسلسل سب کی حالت دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی اپنی جان سے پیارے دوست اور اپنی محبت کا دکھ اس اندر سے بہت تکلیف پہنچا رہا تھا۔۔۔۔ اس نے پوچھا تو رامین بولیں۔۔

"حیدر یہ بتانا بھی ضروری ہے نا۔" رامین کی بات سمجھ گئے۔ آخر احد کے لیے اور سب کے لیے یہ کسی صدمے سے کم نہیں تھا۔۔۔۔

....

"کیا ابو کا انتقال!!" رجاء ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کے صدمے سے بول رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حیرانگی تھی۔ اور سب سے بڑھ کے اذیت تھی۔۔۔

ساری رات احد سمیت وہاں موجود کوئی بھی شخص نہ سو سکا۔ سب لوگوں نے بہت مشکل سے رات کاٹی۔ صبح ردا اور رامین حیدر کے ساتھ رجاء کے روم گئے تھے۔ رجاء جاگ رہی تھی۔ رامین نے اسے زبردستی ناشتہ کروایا۔ بار بار وہ ابراہیم صاحب کا پوچھ رہی تھی۔

"امی یہ کون ہیں؟" ناشتہ کرتے دوران اس کی نظر ایک لمبے ہینڈسم سے شخص پہ گئی۔ جو اسے کافی تھکا تھکا سا لگا۔ جو ردا کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کا ہاتھ ردا کے ہاتھ میں تھا۔ ردا جو خود پہ قابو پائے اپنی پیاری بہن کی حالت دیکھ کے بس رونے ہی والی تھی۔ حیدر نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔ اور اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ردا نے سر اثبات میں ہلایا اور خود پہ قابو پایا۔۔۔۔

"رجاء یہ ردا کا شوہر حیدر ہے۔" رامین نے اس کا منہ ٹشو سے صاف کرتے ہوئے عام لہجے میں کہا۔ وہ چاہتی تھیں کہ آہستہ آہستہ رجاء کو علم ہو جائے کہ اس کی یاداشت کھو گئی ہے۔ اور جس واقعہ کا وہ بار بار پوچھ چکی ہے اسے گزرے ساڑھے تین سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ رامین تو ڈر رہی تھیں کہ رجاء کو جب پتا چلے گا کہ اس کے اسکے ابو کے ساتھ حادثہ تو وہ ٹوٹ جائے گی۔۔۔۔

"کیا؟" رجاء شاک میں چلی گئی۔ کبھی ردا کو دیکھتی کبھی حیدر کو تو کبھی رامین کو۔۔۔۔۔

"امی یہ کیا بول رہی ہیں۔ یہ کچھ دن پہلے ہی تو ابو نے ردا آپی کا رشتہ حمزہ بھائی سے طے کیا تھا۔ اور آج آپ کہہ رہی ہیں کہ آپی نے کسی انجان انسان شادی کر لی ہے۔" رجاء نے غصے اور صدمے کی حالت میں کہا۔ رامین نے اس کا ہاتھ جکڑ لیا۔۔۔

"رجاء میری بات دھیان سے سنو۔" رامین کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ان کے لہجے میں رجاء کو واضح لڑکھڑاہٹ محسوس ہوئی۔۔۔۔

"کیا ہوا امی؟" رجاء کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔۔

"رجاء ردا اور حمزہ کے رشتے والی بات کو ساڑھے تین سال ہو چکے ہیں۔ان کا رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔اب حیدر ردا کا شوہر ہے۔" رجاء کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔رامین نے اس کے کندھے تھام رکھے تھے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سب دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

"ام امی آپی یہ کوئی مذاق ہے نا تو بہت برا مذاق ہے۔اور آپ لوگ مجھے ابو کے بارے میں کچھ کیوں نہیں بتا رہے۔ابو کہاں ہیں۔مجھے کالج سے گھر لاتے وقت ہمارا ایکسڈنٹ ہو گیا تھا۔ابو کے سر سے کتنا خون بہہ رہا تھا۔" رجاء کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔اس کے سامنے بار بار وہی منظر گھوم رہا تھا جب اس کا ایکسڈنٹ ہوا تھا۔۔۔۔۔

"رجاء میری بات سنو۔" ردا اس کی طرف بڑھی۔رجاء کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔اس نے امی کے ہاتھ کندھے سے ہٹائے۔اور روتے ہوئے غصے سے چلائی۔۔۔۔

"نہیں سننی مجھے کسی کی بات۔آپ لوگ مجھے ابو کے بارے میں بتا نہیں رہے۔میں خود ہی جا رہی ہوں اپنے ابو کو دیکھنے۔" رجاء نے روتے ہوئے اپنی ہاتھ سے کینولا اکھاڑا۔جس سے اسکا خون بہنے لگا۔پر اسے کہاں پرواہ تھی۔وہ بیڈ سے اتری۔اس کی بس ہو چکی تھی۔اسے ابو کی ٹنشن ہو رہی تھی۔دل کسی انہونی ہونے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

"رجاء رک جاؤ۔ رک جاؤ۔" رامین نے اسے روک لیا۔۔۔

"نہیں مجھے ابو کو دیکھنے جانا ہے۔" رجاء چلاتی ہوئی لڑکھڑاتی دروازے کی طرف بڑھی۔ کہ رامین نے غصے اور دکھ بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

"تو جاؤ چلی جاؤ قبرستان وہیں ملیں گے تمہیں تمہارے ابو۔" رامین کی بات پہ رجاء کے پاؤں تھم گئے۔ جیسے بجلی سے گری ہو اس پہ۔۔۔۔

"کک کیا کہہ رہی ہیں آپ ام امی۔" رامین اس تک پہنچی اور اسے اپنی طرف موڑا۔ اس نے صدمے میں رامین کی طرف دیکھا۔۔ رامین کی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔۔

"تمہارے ابو کا انتقال ہو چکا ہے۔ ساڑھے تین سال پہلے۔ سمجھ گئی تم۔" رامین دھاڑیں۔ ان کا سانس پھولنے لگا تھا۔۔۔

"تین سال پہلے۔" رجاء نے صدمے سے امی کی طرف دیکھا۔ اسے اپنے گرد سب گھومتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

"تم ابھی بھی تین سال پہلے ہی جی رہی ہو۔ باہر نکل آؤ۔ نہ ہی تم کالج کی سٹوڈنٹ ہو اب۔ اور نا ہی تمہارے ابو زندہ ہیں۔ سمجھی۔ اس بات کو عرصہ گزر چکا ہے۔" رامین نے روتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہا۔ رجاء کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ ردا بھی رو رہی تھی۔۔۔۔

"ابووووووو۔" رجاء روتی ہوئی زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہہ رہے تھے۔ اس کے دل جیسے پھٹنے والا تھا۔ وہ تڑپ رہی تھی۔ دھاڑیں مار مار کے رونے لگی۔ اس کے سر سے درد کی ٹیسیں اٹھنے

لگیں۔رامین پتھر بنی سب دیکھ رہی تھیں۔اپنی پیاری بیٹی کو پھر سے پرانے دکھوں سے گزرتے دیکھنا۔ردا تڑپ کے اس تک گئی۔رجاء اس سے لپٹ کے رونے لگی۔ردا بھی رو رہی تھی۔آج سب کا دکھ پھر سے تازہ ہو گیا تھا۔رجاء ردا تو اپنے ابو کی لاڈلی تھیں۔حیدر کو بہت دکھ ہو رہا تھا سب دیکھ کر۔ان سب کی دکھ کا اندازہ وہ نہیں لگا سکتا تھا۔۔۔

روم کے باہر کھڑا احد جو شیشے سے اپنی رجاء کو دل میں اتار رہا تھا۔جب وہ امی سے باتیں کر رہی تھی۔کتنی کمزور ہو گئی تھی اس کی جانم۔رجاء کا سرپرائز ہونا چونکنا سب وہ دیکھ رہا تھا۔لیکن اس کا تڑپنا اس سے برداشت نہیں ہوا۔وہ پہلے نہیں جا رہا تھا پھر رجاء کی حالت دیکھ اس کی ہمت نے جواب دے دیا۔وہ بھاگتا اندر داخل ہوا۔رجاء تو ردا سے لگی دھاڑیں مار مار کے رو رہی تھی۔احد نے ردا کو اشارہ کیا۔ردا نے رجاء کو چھوڑا تو احد نے اسے تھام لیا۔رجاء کو پتا ہی نہیں چلا۔وہ اتنی تکلیف میں تھی کہ اس کا دماغ کام ہی نہیں کر رہا تھا۔اوپر سے درد کی لہریں اسے اپنے جسم سے اٹھتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔۔۔

اس نے احد کے سینے پہ سر رکھ دیا۔اور اپنا درد ظاہر کرنے لگی۔روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی۔آنکھیں بند کیے احد کی شرٹ بھگو رہی تھی۔اچانک رجاء بے ہوش ہو گئی۔جب احد کو اس کی آواز نہیں آئی تو دیکھا تو وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔احد کی جان صیح معنوں میں نکلی۔۔۔

"رجاء! رجاء!" "ڈاکٹر" احد نے رجاء کا گال تھپتھپایا۔ساتھ ڈاکٹر کو آواز دی۔رجاء کو اپنی بانہوں میں اٹھاتا اسے بیڈ پہ لیٹا دیا۔ردا اور رامین بھی ڈر گئی تھیں۔۔۔

ڈاکٹر آیا تو سب کو باہر نکال دیا۔۔۔۔

....

"ڈاکٹر رجاء کیسی ہے؟"ڈاکٹر چیک اپ کرنے کے بعد باہر آئے تواحد نے بے چینی سے پوچھا۔۔۔۔

"اب وہ ٹھیک ہیں۔انھیں صدمہ ہوا کسی بات کا۔جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوئی ہیں۔آپ انہیں آہستہ آہستہ سمجھائیں۔ان کا دماغ بلکل بوکھلا گیا ہے۔جس کی وجہ سے وہ یہ سب قبول نہیں کر پا رہی ہیں۔انہیں ٹائم لگے گا سب ایکسپٹ کرنے میں۔اور ان کا خاص خیال رکھیے گا۔انہیں سٹریس مت دیجیے گا۔"احد کے کندھے پہ ڈاکٹر نے ہاتھ رکھتے ہوئے پروفیشنلی کہا۔۔۔۔

سب لوگ پریشان تھے۔احد کی جان رجاء میں اٹکی ہوئی تھی جیسے بادشاہ کی جان طوطے میں۔اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔بار بار اس کا امتحان ہی کیوں ہوتا تھا۔۔۔۔۔

احد رجاء کو دیکھنے روم میں گیا۔جہاں وہ بیڈ پہ بے ہوش پڑی تھی۔احد اس کے پاس سٹول پہ بیٹھ گیا۔ایک ٹوٹے ہوئے انسان کی طرح۔وہ سب کچھ ہار چکا تھا۔خود پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔پر بہت مشکل ہو رہا تھا اس کے لیے برداشت کرنا۔۔۔

اس نے جھک کے ردا کی سوجھی آنکھیں ایک ایک کر کے چھوم لیں۔ان آنسو سے جتنی تکلیف اسے ہو رہی تھی شاید ہی کوئی اندازہ لگا پاتا۔۔۔۔

پہلے تو رجاء پہ کسی کا حملہ کرنا پھر رجاء کی یاداشت چلے جانے اس کے لیے کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔رجاء بچاری معصوم ان سب میں اذیت کا شکار تھی۔۔۔۔

"جانم پتا نہیں کیا ہوا۔شاید ہمیں کسی کی نظر لگ گئی ہے دیکھو نا ابھی ابھی تم نے ہمارے رشتے کو دل سے قبول کیا۔اور پھر سے کیا ہو گیا۔تم پھر مجھ سے دور ہو گئی۔میں کیا کروں۔بلکل تنہاء ہوں میں۔"احد کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کے رجاء کے چہرے پہ گرا جس سے رجاء کی پلکوں میں جنبش سی ہوئی۔۔۔۔۔

....

"احد بیٹا!!!،،،،،،بہت ضدی ہو گئے تم۔"احد اپنی ماما کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا۔ایک خوبصورت کی عورت چہرے پہ حسین سی مسکراہٹ سجائے اسے سمجھا رہیں تھیں۔۔۔

"نووو ماما جو میرا ہے وہ میرا ہے۔آئی کانٹ شئیر دس۔"دس سالہ احد نے نروٹھے پن سے کہا۔اس کے ہاتھ ایک کار تھی۔جو دیکھنے میں بہت اچھی کولٹی کی لگ رہی تھی۔۔۔

"پر بیٹا وہ آپ کا فرینڈ ہے۔آپ اسے یہ کار نہیں دو گے وہ مانگ رہا تھا نا۔دیکھو بیٹا زندگی میں کبھی کبھی کچھ ایسے پل آجاتے ہیں نا جب کمپروائز کرنا پڑتا ہے۔اور اگر ایک پیارا رشتہ بچانے کے لیے تھوڑی سا کمپروائز کر لیا جائے تو کچھ ہو گا تو نہیں نا۔"زہراہ نے اس کے براؤن بالوں میں ہاتھ چلایا۔تو احد مسکرا دیا۔وہ کھڑا ہو گیا۔اور اپنی ماما کو کس کیا۔

"میں اپنی فرینڈ شپ کے لیے کچھ بھی کروں گا۔"احد نے کہا۔تو زہراہ مسکرا دیں۔۔۔

"اور بیٹا ہمیشہ یاد رکھنا محبت کرنے والے روز نہیں ملتے انہیں کبھی گنوانا مت ہممم۔"زہراہ نے یہ کہتے ہی احد کا ماتھ چوم لیا۔۔۔۔۔

اچانک احد کی آنکھ جھٹکے سے کھلی۔ نیند کے خمار میں اس نے دیکھا تو سٹول پہ بیٹھے بیٹھے وہ بیڈ پہ سر رکھے سو گیا تھا۔ رات بھر جاگنے کی وجہ سے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ وہ پوری طرح پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اپنی ماما کی ڈیتھ کے بعد آج پہلی بار اسے اپنی ماما خواب میں نظر آئیں تھیں۔ جو اسے سمجھا چکی تھیں کہ اسے آگے کرنا کیا ہے۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے رجاء کی طرف دیکھا اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔۔ وہ رجاء کو اپنی محبت کو کسی صورت کھو نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

"نہیں رجاء تمہیں اب نہیں کھو سکتا میں۔" احد نے اس کا ہاتھ تھام کے کہا جیسے وہ سن رہی ہو۔ اس کے لہجے میں الگ ہی جنون تھا۔ محبت تھی۔

ابھی تو اسے اپنی محبت کو اس حال میں پہنچانے والوں کو قبر میں اتارنا تھا۔۔۔۔

....

رجاء اب بہتر تھی۔ اسے ہوسپٹل میں تین دن ہو چکے تھے۔ آہستہ آہستہ ردا اور رامین نے اسے بتانا شروع کر دیا کہ اس کی یاداشت کھو گئی ہے۔ اسے اب لگنے لگا تھا کہ وہ سچ میں اس کی یاداشت کھو چکی ہے۔ ابو کی موت کو بھی وہ آہستہ آہستہ قبول کر چکی تھی۔۔۔۔

ابھی وہ حیدر ردا اور روشان کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"تو وہ آپ ہیں میری آپی کے شوہر اور میرے بہنوئی۔" رجاء نے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے حیدر سے پوچھا۔۔۔۔

"جی بلکل سالی صاحبہ۔" حیدر نے سر خم کرتے ہوئے ادا سے کہا۔ ردا اسی کے ساتھ صوفے پہ بیٹھی تھی۔ روشان گیم میں بزی تھا۔ ردا مسکرا رہی تھی دونوں کی چٹ پٹی باتیں سن کے۔۔۔۔۔۔

"اچھا تو آپ کو آپی کہاں پسند آئی اور شادی کیسے ہوئی اور پکچرز تو ہوں گی نا۔" رجاء پٹر پٹر شروع ہو چکی تھی۔ حیدر کو پہلے والی خاموش سی رجاء نہیں لگی۔ ردا ہنس دی۔ حیدر کو اتنا حیران دیکھ کے۔۔۔۔۔۔

"یہ پہلے ایسی ہی تھی۔" ردا نے آہستگی سے حیدر سے کہا تو حیدر ہنس دیا۔۔۔۔

"وہ کیا ہے نا سالی صاحبہ آپ کی بہن کا میری گاڑی سے ایکسڈنٹ ہوا تھا تب پہلی بار دیکھا تھا تمہاری بہن کو۔ اور بس دیکھتے ہی دل دے بیٹھا اسے۔" حیدر نثار نظروں سے ردا کو دیکھا۔ ردا کو وہ منظر یاد آگیا جب وہ پہلی بار ملے تھے۔ ردا مسکرا دی۔ کتنا فلمی سین تھا وہ۔۔۔۔۔۔

"پھر پھر۔" رجاء بیڈ پہ بیٹھی تجسس سے بولی۔۔۔

ابھی وہ بولی ہی تھی کہ ایک ینگ سا ڈاکٹر اور نرس اندر داخل ہوئے۔ ڈاکٹر نے ماسک لگا رکھا تھا۔ لیکن وہ کافی ہینڈسم تھا۔ وہ بیشنز چیک کرنے لگا۔۔۔۔

"پھر ردا میرے آفس میں کام کرنے لگی۔ اور پھر ایک میلوڈرامیٹک وے میں ہماری شادی ہوئی لمبی کہانی ہے بعد میں سناؤں گا۔" حیدر نے ردا کے کندھے کے گرد ہاتھ پھیلایا۔ حیدر کی نظروں میں ردا کے لیے صاف محبت اسے محسوس ہو رہی تھی۔ رجاء کو خوشی تھی کہ اس کی آپی کو اتنا چاہنے والا شوہر ملا ہے۔ پر یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی کہ اسے اس سے بھی زیادہ چاہنے والا شوہر ملا ہے۔ جو اس سے محبت نہیں عشق کرتا تھا۔۔۔۔

"اچھا پھر حمزہ بھائی کا پتہ کٹ ہوا مگر کیسے؟" رجاء نے سوال کیا تو ردا کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔ اس کا برا ماضی تھا وہ انسان۔ حیدر نے ردا کا پریشان ہونا نوٹ کیا تھا۔ حیدر کو بھی وہ برداشت نہیں تھا اس کا نام لینا بھی۔ پر کیا کرتا سامنے اس کی جان کی بہن تھی۔۔۔۔

"خیر چھوڑو یہ سب رجاء۔" ردا نے بات ٹال دی۔

ڈاکٹر نے رجاء کی کلائی نرمی سے تھامی اور نبض چیک کی۔ پھر اس کے زخم کا جائزہ لیا۔۔ کافی پریشانی سے وہ اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ رجاء اس کی آنکھوں میں کھو گئی تھی۔ گہری کالی آنکھیں۔ اتنا خوبصورت اور دلکش انسان تھا وہ۔ چہرے پہ سنجیدگی تھی۔۔۔

نرس نے رجاء کو انجکشن لگایا تو رجاء کی کراہ نکلی۔۔۔۔۔

"آر یو میڈ۔ آرام سے نہیں لگا سکتی تم۔ لوک شی از ان پین۔ نان سینس۔" اس نے دھاڑتے ہوئے نرس کے ہاتھ سے وہ انجکشن چھینا۔ اور بہت نرمی سے رجاء کو لگایا۔ رجاء کو محسوس بھی نہیں ہوا۔ رجاء اور باقی سب اس ڈاکٹر کے رویے اور غصے کو دیکھ کر حیران تھے۔۔۔۔۔۔۔

رجاء اسے ٹکر ٹکر دیکھے جا رہی تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا۔ کہ وہ ڈاکٹر اس نے پہلے تو کہیں دیکھا ہے پر کہاں۔ ڈاکٹر نے اس کے سامنے چٹکی بجائی۔ اور بھاری آواز میں بولا۔۔۔۔

"کیا ہوا؟" رجاء فوراً سٹپٹا گئی۔ اور نظریں جھکاتی بولی۔۔۔

"کک کچھ نہیں۔" ڈاکٹر ماسک کے اندر سے مسکرایا۔ اور نرس سمیت باہر نکل گیا۔ نرس کانپ رہی تھی۔ باہر احد کھڑا رجاء کو شیشے سے دیکھ رہا تھا۔ اور مسکرائے جا رہا تھا۔ کافی دنوں بعد رجاء مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔

"آئی لو یو جانم۔ اور بہت جلد پھر سے تم میرے پاس ہو گی۔" احد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آہستہ آہستہ اسے اعتماد میں لے کر سب رجاء کو سمجھا دیتے شادی کے بارے میں۔۔۔۔۔

"سوئٹی مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔ ہاؤ کیوٹ یو آر۔ وہی پرانی سوئٹی جو مجھے چاہیے تھے۔ جسے میں نے چاہا۔" اس ڈاکٹر نے کیبن میں ماسک اتارتے ہوئے کہا۔ یہ کوئی اور نہیں وہی تھا جو رجاء کے پیچھے تھا۔ وہ پراسرار سایہ۔ جو ڈاکٹر بنے کئی دنوں سے یہیں گھوم رہا تھا۔۔۔ اور ڈاکٹرز کو اچھے خاصے پیسے کھلا چکا تھا وہ۔۔۔۔۔

"میرے لیے بہت اچھی نیوز تھی کہ تمہاری یاداشت چلی گئی ہے۔ نا اب تمہیں احد یاد ہے نا شادی۔ تم آسانی سے میری ہو جاؤ گی۔ میرے لیے خوشی کی بات ہے۔" اس نے ٹھنڈی آواز میں کہا۔ اس کا دماغ بہت شیطانی خیالات بنا چکا تھا۔



رجاء گھر لایا گیا تھا۔ اسے کافی کوشش کر کے ردا نے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی کہ احد اس کا شوہر ہے۔ وہ اسے پہچان نہیں رہی تھی۔ ردا نے اس کے سامنے دونوں کے نکاح تصاویر رکھ دیں۔ رجاء اپنے اور ردا کے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ سب وہیں موجود تھے۔ ردا کے ہاتھ میں رجاء اور احد کی ولیمے کی تصاویر تھیں۔۔۔۔

"آپی یہ !" رجاء تصویر دیکھ کے حیران رہ گئی جس میں وہ اور احد ساتھ کھڑے احد نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ رکھا ہے اور دوسری تصویر میں جب وہ اسے اٹھائے ہال میں انٹر ہوا تھا۔ رجاء کو تو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں ہو رہا تھا۔ اس کا سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ سر گھوم رہا تھا۔ آنسو ٹوٹ کے ان تصاویر پہ گرا۔۔۔۔

"امی یہ کیا ہو رہا ہے مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ آپی کی شادی حمزہ بھائی سے نہیں ہوئی میری منگنی تو حارث" ابھی الفاظ منہ میں تھے کہ روتے روتے بول رہی تھی کہ رامین بول پڑیں۔۔۔۔

"پاگل لڑکی جس حارث کا تم رونا رو رہی ہو منگنی توڑ چکا تھا کیونکہ تین سال پہلے ایکسڈنٹ ہوا تھا تم نے اپنے ابو ہی نہیں بلکہ تمہاری آنکھیں بھی چلی گئی تھیں۔ اس حال جب تمہیں حارث کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اس نے تمہیں چھوڑ دیا۔ اور احد نے بنا کچھ سوچے سمجھے تمہیں اپنا بنالیا۔" رامین نے سنجیدگی سے اس کے سر پہ بم پھوڑا۔ رجاء کو ایک کے بعد ایک ایسی خبریں مل رہی تھیں جس کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے رونا شروع کر دیا۔۔۔۔۔

"تو انہوں نے مجھ جیسی اندھی لڑکی سے کیوں شادی کی۔ جبکہ ہمارے اپنوں نے ہی ہمیں دھتکار دیا امی" رجاء نے روتے ہوئے امی سے پوچھا۔ اسنے ایک نظر تصویر کو دیکھا۔ جہاں احد کی آنکھوں میں محبت ہی محبت نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"کیونکہ احد تمہیں خود سے بڑھ کر چاہتا ہے۔" اچانک دروازے سے آواز آئی۔ مڑ کے دیکھا تو احد پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے چہرے پہ سنجیدگی لیے کھڑا تھا۔ رجاء نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کے دیکھا۔ احد ہمیشہ کی طرح بہت

ہینڈسم لگ رہا تھا۔احد کے براؤن بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔اور گرے آنکھیں رجاء حیران تھی وہ کس قدر خوبصورت تھا۔دل میں رجاء نے بھی مانا۔۔۔۔۔

رجاء نے نظریں چرالیں۔سب باہر چلے گئے۔کیونکہ رجاء کو وہ اکیلے وہ احد سے بات کر دینا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

احد نے رجاء کے سامنے بیڈ پہ نکاح نامہ رکھا۔رجاء نے ایک نظر احد کو دیکھا اور نکاح نامہ اٹھالیا۔۔۔۔

"مل گیا ثبوت۔۔۔۔اب تو یہ ثابت ہو چکا ہے تم میری بیوی ہو۔" رجاء نے جب اپنے سائن دیکھے تو اس کی آنکھوں سے آنسو پھر سے بہنے لگے۔احد نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"پر رر مجھ مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔" رجاء نے سسکتے ہوئے کہا۔اس اپنے آپ پہ غصہ آرہا تھا۔کہ اسے کچھ یاد کیوں نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔

"رجاء میری جان۔" احد اس کے آنسو سے تڑپ کے اس کے پاس بیٹھ گیا۔اور اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھرنے کی کوشش کی تو رجاء پیچھے ہو گئی۔۔۔

"میں نہیں مانتی یہ سب۔دور رہو۔پاگل ہو جاؤں میں سوچ سوچ کے۔دود" رجاء نے روتے ہوئے کہا۔تو احد کو لگا پھر سے وہ بکھر جائے گا۔۔۔۔

"رجاء کیوں نہیں سمجھتی تم۔" احد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔رجاء نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔۔۔۔

"مجھ نہیں سمجھنا۔مجھے یہ سب قبول کرنے میں وقت لگے گا۔میرا دل ودماغ کچھ ماننے کو تیار نہیں ہے پلیز۔" رجاء نے روتے ہوئے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔۔۔۔

"تم اب یہاں نہیں رہ سکتی۔ آج میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ تمہارا زخم بھی اب بہتر ہے۔ جبکہ تمہیں سب بتا دیا گیا ہے۔" احد نے اس کی بات ٹالتے ہوئے سخت اور ٹھنڈے سے لہجے میں کہا۔ احد کا ایک ہاتھ اس کا ہاتھ سہلا رہا تھا جبکہ دوسرا اس کے ماتھے پہ لگے زخم کا جائزہ لے رہا تھا۔۔ تو رجاء کے رونے میں روانی آ گئی۔۔۔۔۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔ یہ میرا گھر ہے۔ میں یہ گھر چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔" رجاء نے کہا۔ رجاء نے اس کی گہرے آنکھوں میں دیکھا جہاں محبت کا جہاں آباد تھا۔ رجاء کی براون آنکھیں احد کو بہت خوبصورت لگیں۔۔۔۔

"تم سے پوچھا نہیں ہے۔ بتا رہا ہوں۔" احد نے حق جمانے والے انداز میں کہا۔۔۔۔

"میں کہیں نہیں جاؤں گی سمجھے اور مجھے فلحال کچھ یاد نہیں ہے تو بہتر ہے کہ تم مجھ سے دور ہی رہو۔" وہ جو اس کے بے حد قریب آ رہا تھا۔ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتی دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ اور تم میرے ساتھ ابھی اور اسی وقت چل رہی ہو۔ بہت برداشت کر لیا میں نے۔ ایک ہفتے سے تمہیں ایک نظر بھی دیکھ نہیں پایا ہوں۔ آہستہ آہستہ تم اجسٹ کر لو گی۔" احد نے اس کا سینے پہ دھرا ہاتھ لبوں سے لگایا۔ رجاء کا دل اتنی روز سے دھڑکا۔ اسے وہ لمس برا نہیں لگ رہا تھا۔ جانا پہچانا لگ رہا تھا۔ اس نے جھٹکے سے ہاتھ کھینچا۔ رجاء کھجل ہو گئی۔ احد سنجیدگی سے بول چکا تھا۔ اب وہ اٹھا اور الماری سے اسکا سامان نکالنے لگا۔ دوائیاں اور کچھ ضروری سامان کپڑے نکال کر سوٹ کیس میں ڈالنے لگا۔ رجاء نے رونا دھونا شروع کر دیا۔۔۔۔

"اب کیا ہوا؟" احد نے جھنجھلا کے پوچھا۔ پہلے ہی وہ بہت پریشان تھا رجاء کی وجہ سے اب۔ اس کا یوں رونا سے اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔ مجھے امی کے پاس رہنا ہے۔" رجاء نے سوں سوں کرتے ہوئے کہا۔ تو آج پہلی بار وہ بلکل بچی لگی احد کو۔ بہت کیوٹ تھی وہ۔ احد مسکراتا اس تک گیا۔۔۔۔

"رجاء پلیز جانا ضروری ہے۔ وہ گھر تمہارا ہے۔" احد نے اس کے کندھے تھام کے بہت محبت سے کہا۔ تو رجاء نے اپنی کیوٹ سا منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"پر میں تو بیمار ہوں۔ آپ کیسے خیال رکھیں گے میرا۔ یہاں امی ہیں۔ میں کسی پہ بوجھ نہیں بننا چاہتی۔" ۔۔۔۔۔

احد نے ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کی اور بولا۔۔۔۔۔

"رجاء آج تک اپنی جان سے بڑھ کے خیال رکھتا آیا ہوں تمہارا۔ بس بیچ میں جو ہوا اس کا مجھے اندازہ نہیں ہوا۔ اور ہاں تم مجھ پہ بوجھ نہیں ہو۔ میرا سب کچھ ہو تم۔" احد کی آنکھوں میں وہ اپنے لیے ایک سچا جذبہ دیکھ چکی تھی۔ پر وہ نظریں چرا گئی۔۔۔۔

احد پھر سے پیکنگ کرنے لگا۔۔۔۔

....

"احد تم پہ پھر سے بھروسہ کر رہی ہوں میری بچی کا خیال رکھنا۔" رامین نے احد سے کہا۔ جو سب کو اطلاع دے چکا تھا۔ تو پہلے تو سب نے انکار کر دیا پھر احد نے انھیں سمجھایا کہ وہاں رجاء کو خطرہ ہے۔۔۔۔۔

"آنٹی مجھے نہیں پتا پہلے جو ہوا۔ کس نے کیا اور کیوں کیا۔ لیکن اتنا ضرور پتا ہے اگر رجاء یہاں رہی رجاء کو خطرہ ہے۔ میں نے رجاء کے لیے سکیورٹی کا انتظام کیا ہے۔" اس نے رامین کو یقین دلوانے کی کوشش کی۔ اور رامین نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔ ردا اور حیدر بھی وہیں تھے۔ رجاء اب کافی بہتر تھی۔ اس لیے احد اسے گھر لے جانا چاہتا تھا۔ اس کی بس ہو چکی تھی۔ وہ رجاء کے بغیر اور نہیں رہ سکتا تھا۔

رجاء انکار کرتی رہی پر رامین نے اس سمجھایا کہ وہ اسی کا گھر ہے۔ وہ احد کی بیوی ہے آخر کب تک وہ اس سے دور رہتی۔۔۔۔۔

"ہیلو!" احد کو کال آئی۔ وہ کال ریسو کرنے سائیڈ پہ گیا۔۔۔۔

"ہیلو مسٹر احد!! ہمیں کیس کے بارے میں امپورٹنٹ کلو ملا ہے۔" وہ فون انسپکٹر کا تھا جو اس کیس کی تحقیقات کر رہا تھا۔ اس نے احد کو بتایا۔ احد نے بے صبری سے پوچھا۔۔۔۔

"کیا پتا چلا۔"۔۔۔۔

"مسٹر احد معلوم ہوا ہے آپکے سکیورٹی گارڈ بھی ملے ہوئے تھے جو حملے کے وقت فرار ہو گئے تھے اور اصل حملہ موسٹ وانٹڈ سیریل کلر نے کیا۔ آپ کی وائف قسمت سے بچ گئیں ورنہ اس نے بہت قتل کیا کیے۔ یہ کلر نے لوگوں تاوان لے کر انھیں ختم کر دیتا ہے۔ ابھی بھی آپکی وائف خطرے میں ہیں۔ ہم آپ کے گھر سکیورٹی بڑھا رہے ہیں اور ہر آنے جانے انسان پہ نظر رکھے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی کچھ اور اطلاع ملتی ہے ہم آپ کو خبر کر دیں گے۔" انسپکٹر نے کہا تو احد مزید پریشان ہو گیا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے کیا کرے۔ اس نے بس اتنا ہی کہا۔۔۔

"جی بہتر۔" اس نے فون رکھ دیا۔ اور احد سوچ میں گم تھا۔ کہ آ جر کون تھا ایسا جسے رجاء سے دشمنی تھی۔ اس نے رجاء کو مروانے کے لیے سریل کلر ہائر کیا تھا۔۔۔۔۔

"احد کیا ہوا تو پریشان لگ رہا ہے۔" حیدر بے اسے پریشان دیکھا تو پوچھ بیٹھا۔۔۔۔۔۔

احد نے اسے ایک ایک بات بتادی۔۔۔

"یار یہ سب کون کر رہا ہے۔ رجاء معصوم ہے یہ سب کر کے اسے کیا ملے گا۔" حیدر نے پریشانی سے کہا۔۔۔

"پتا نہیں حیدر لیکن اس انسان کو میں چھوڑوں گا نہیں۔ میری رجاء آج جس حال میں ہے اسی کی وجہ سے ہے۔" احد کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ایک جنون تھی تکلیف تھی اپنی رجاء کے لیے۔۔۔

"احد چلو تمہیں لیٹ ہو رہا ہے نا گھر کے لیے۔" رامین نے پیچھے سے آواز دی تو احد نے سرہاں میں ہلایا۔۔۔۔

۔ رجاء کو پتا نہیں کیوں احد کی کیئر کرنا اچھا لگ رہا تھا۔ احد نے اسے آرام سے گاڑی میں بٹھادیا۔ وہ سب سے مل چکی تھی۔ آنکھیں ایک پھر سے نم تھیں۔ لیکن امی کے فیصلے کے آگے وہ جھک گئی تھی۔۔۔

....

"سوئٹی کیوں روز بروز تم مجھ سے دور ہو رہی ہو۔ سوچا تھا کہ ہاسپٹل میں ڈاکٹر کے روپ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح وہ باس *ٹر ڈبیچ میں آ جاتا تھا۔ یا وہ ہوتا یا تو تمہاری فیملی۔ ہم کب ملیں گے۔ کب تم میری ہو گی۔" وہ اکیلے بنگلے میں بیٹھا۔ ہاتھ میں رجاء کی تصویر لیے۔ سگریٹ پہ سگریٹ پھوک رہا تھا۔ اور رجاء کے تصویر سے باتیں بھی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

بصارت عشق   سیدہ شاہ

"ہمیشہ تمہیں چاہا۔ لیکن یہ قسمت بھی ہمیشہ ہمارے بیچ آجاتی ہے۔" وہ سنگ مرمر کے فرش پہ بیٹھا۔ اجڑی حالت میں تھا۔ جب سے اسے پتا چلا ہے کہ رجاء کی شادی کسی اور کے ساتھ ہو چکی ہے تب سے اس کی حالت بہت خراب تھی۔ اس کا دل ٹوٹ چکا تھا۔ آئے روز رجاء کو پانے کے پلان بنا رہا تھا لیکن ہمیشہ کی طرح ناکام ہو جاتا۔۔۔۔۔

"بھائی پلیز بھائی بس کر دیں کب تک اس کے جانے کا سوگ منائیں گے۔ دیکھیں کیا حال بنا دیا ہے آپ نے اپنا۔ بھول جائیں اسے۔ وہ اب شادی شدہ ہے۔" اس کی بہن کمرے میں داخل ہوئی ہمیشہ کی طرح اس کے ہاتھ میں رجاء کی فوٹو تھی اور وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑا رہا تھا۔۔۔۔

"ایسے کیسے بھول جاؤں اسے ثناء۔ وہ میری پہلی محبت ہے اسے کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا میں۔" اس نے درد بھرے لہجے میں کہا۔ سر جھکائے وہ اسی کی تصویر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"بھائی پلیز،،،،،،

"ثناء جانتی ہو تم نا وہ میرے ماضی کا حصہ رہی ہے۔ اور میرے حال کا بھی۔۔" اس نے کھوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

" جانتی ہوں بھائی رجاء ازھاد نسیم کا سب کچھ ہے۔" ثناء نے اپنے بھائی کو دیکھ کے کہا۔ یہ وہی ازھاد تھا جو دنیا کے سامنے بہت سخت انسان ہے لیکن اندر سے ٹوٹ چکا ہے۔ رجاء کی محبت میں۔۔۔۔۔

"تمہیں پتا ہے ثناء مجھے اس سے بہت محبت ہے۔ بہتتت زیادہ اس احد سے بھی زیادہ۔ وہ اس کے پاس ہے۔ میرے پاس نہیں ہے وہ۔ نہیں ہے۔" اس نے روتے ہوئے اپنی بہن کو دیکھا جو اپنے بھائی کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے حوصلہ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

ماضی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ایکسکیوزمی!" رجاء کالج یونیفارم میں کندھے پہ بیگ لٹکائے لمبے بال پونی ٹیل میں مقید کیے۔ کالج کے گیٹ پہ کھڑی ابو کا انتظار کر رہی تھی۔ گرمی کی شدت کی وجہ سے اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اچانک رجاء کو اپنے پیچھے سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ اس نے مڑکے دیکھا تو ایک حسین لڑکا کھڑا تھا جس نے بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ہی جینز پہن رکھی تھی۔ بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔ اور رجاء کو اس کی کالی گہری آنکھوں بہت دلکش لگیں۔ وہ واقعی کافی ہینڈسم تھا۔ پر رجاء نے سر جھٹک کے اس کی طرف سوالیہ انداز پوچھا۔۔۔۔

"جی!!"۔۔۔۔

آزھاد جو ثناء کو کالج لینے آیا تھا۔ وہ خود ابھی یونیورسٹی میں گریجویشن کا سٹوڈنٹ تھا۔ کلاس لے کے سیدھا ثناء کو لینے پہنچا۔ پر گرلز کالج میں انٹری مشکل تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ثناء جو کیسے بلائے تو رجاء کو دیکھ کے اس سے مدد مانگنے کا سوچا لیکن جیسے ہی رجاء اسکی طرف مڑی وہ تو کھو ہی گیا۔ عجیب سی اٹریکشن محسوس ہوئی۔ وہ بے خود سا اسے دیکھنے لگا۔ پہلی بار اس کے دل نے بغاوت کی تھی۔ خود پہ قابو پاتا وہ بولا۔۔۔۔

"وہ آپ ثناء کو جانتی ہیں ثناء نسیم۔" آزھاد نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو شاید غصے میں تھی۔ یا دھوپ کی وجہ سے لال ہو رہی تھی۔ پر آزھاد کے چہرے پہ دلکش سی مسکراہٹ تھی۔

"جی میں اس کی کلاس فیلو ہوں۔" رجاء نے نارمل سا جواب دیا۔ ازھاد کو اس کی براوں آنکھیں بہت اچھی لگ رہی تھیں۔

"ایکچولی میں اس کا بھائی ہوں۔ آپ پلیز اسے بلا دیں گے۔ اندر یو نو" وہ ہچکچا رہا تھا۔ رجاء سمجھ گئی کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ رجاء نے سر ہلایا۔ اور بیگ سنبھالتی کالج میں چلی گئی۔ آزھاد کو پتا نہیں کیوں بہت عجیب لگ رہا تھا۔ پہلی دفعہ وہ اتنا اٹریکٹ ہوا تھا۔ وہ بس خود ہی خود میں مسکرائے جا رہا تھا۔ کہ سامنے سے رجاء ثناء کے ساتھ آتی دیکھائی دی۔۔۔۔

"چلیں بھائی۔" ثناء نے بیگ سنبھالتے ہوئے کہا۔ آزھاد نے سر ہلایا۔ رجاء جانے لگی تو آزھاد بولا۔۔۔۔

" تھینکس فار ہیلپ "آزھاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ثناء کافی حیران ہوئی۔ ازھاد اتنا فرینک نہیں ہوتا کسی کے ساتھ بٹ آج رجاء سے اتنا مسکراتے بات کر رہا تھا۔

رجاء نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں۔" رجاء نے اتنا ہی کہا تھا۔ وہ اس سے پہلے کچھ اور کہتا ابراھیم صاحب آ گئے۔ رجاء ان کے ساتھ چلی گئی۔ ازھاد پیچھے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔۔

"بھائی چلی گئی وہ۔" ثناء نے ہنسی ضبط کرتے اسے چھیڑا۔۔۔

"ثناء فضول باتیں مت کرو۔ چلو۔" آزھاد نے بات ٹالتے بارعب انداز میں کہا۔۔ اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔

"ویسے ثناء اس کا نام کیا تھا" آزھاد نے ثناء سے پوچھا۔ ثناء اس کی ہچکچاہٹ محسوس کر چکی تھی۔ اس کے چہرے پہ ایک شریر سی مسکراہٹ آگئی۔ اس نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"کون بھائی؟" ثناء نے لاعلمی کا مظاہرہ کیا۔۔۔۔

"ثناء وہی جس کے ساتھ تم باہر آئی ہو ابھی۔" آزھاد نے جھنجھلا کے کہا تو ثناء ہنس دی۔۔۔۔

"اچھاااا اوہ پر آپ کو اسکے بارے میں کیوں جاننا ہے؟" ثناء نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ وہ بس آزھاد کو تنگ کر رہی تھی۔۔۔۔

"جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" آزھاد نے سختی سے کہا تو ثناء منہ بناتی ہی رہ گئی۔۔۔۔۔

"اچھا نا بتا رہی ہوں۔ رجاء ابراہیم نام ہے اسکا۔"۔۔۔

آزھاد نے زیر لب اس کا نام دھرایا۔۔۔

"رجاء۔"۔۔۔۔

اس کے چہرے پہ خوبصورت سے مسکان ثناء بڑی شکی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جو آج سے پہلے اس نے آزھاد کے چہرے پہ نہیں دیکھی تھی۔۔۔۔۔

....

اس دن آزھاد نے گھر جا کر خود سے سوال کیا کہ آخر کیا ہو رہا ہے اس کے دل کو۔ وہ کیوں اسے پہلی ہی نظر میں اچھی لگنے لگی۔۔۔۔

وہ مسکراتے اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔اس کی موم ڈیڈ حیران تھے اپنے بیٹے کو یوں چپکے چپکے مسکراتے دیکھ۔۔۔۔

اس دن کے بعد تقریباً آزھاد ہر روز ثناء کو لینے کالج جاتا۔اور وہ ہر روز وہاں موجود ہوتی۔بس دور سے ہی اسے اپنے دل میں اتار رہا ہوتا۔یا پھر روز ثناء کو بلانے کے بہانے اس سے ہلکی پھلکی بات کر لیتا۔اسی پہ اس کا دل خوش تھا۔۔۔۔

روز اسے بس دیکھا ہی کرتا تھا۔ثناء بھی جان گئی تھی کہ اس کا بھائی رجاء کو پسند کرتا ہے۔وہ جانتی تھی کہ رجاء بہت اچھی لڑکی ہے۔اسی لیے وہ بھی خوش تھی۔۔۔۔۔

پھر آزھاد کی گریجویشن کے بعد ہائیر سٹڈیز کے لیے لنڈن جانا پڑا۔لیکن واپس آ کے اس کا پلین یہی تھا کہ وہ رجاء کے گھر رشتہ بھیج دے گا۔۔۔۔۔

وہاں تعلیم کے دوران اس کی زندگی میں کبھی کوئی لڑکی نہیں آئی یا یہ کہیں کہ اس نے رجاء کو اپنے دل کی ملکہ مان لیا تھا۔وہ اس کی یادوں کے سہارے ہی جی رہا تھا۔۔۔۔

جب وہ وہاں سے لوٹا تو معلوم کروانے پہ رجاء کے ساتھ ایک ایک واقعہ معلوم ہوا تو اسے لگا اس کا کلیجہ کسی نے چھلنی کر دیا ہو۔اسے رجاء کی آنکھوں کی روشنی جانے کا علم ہوا تو بہت دکھ ہوا۔آخر وہ اسے چاہتا تھا۔۔۔۔۔

جس دن رجاء کا نکاح احد سے ہوا اس کے اگلے دن ہی وہ آنے والا تھا رشتہ لے کر۔لیکن جب اسے معلوم ہوا رجاء کے نکاح کے بارے میں تو وہ ٹوٹ گیا۔اس نے تو رجاء کو سچے دل سے چاہا تھا لیکن شاید اس کی قسمت میں نہیں

تھی۔ وہ تو اسے بہت چاہتا تھا جنونی حد تک۔ وہ جس قدر غم و غصے میں تھا۔ اس نے اپنا کمرہ تہس نہس کر دیا تھا۔ وہ رو رہا تھا۔ پہلی بار کسی کے لیے۔ وہ رجاء تھی۔۔۔۔

اس کی گھر والوں نے اسے پہلی بار روتے دیکھا تھا۔ پوری طرح ٹوٹ چکا تھا۔ اس کے پاس رجاء کی ایک تصویر تھی۔ جسے دیکھ دیکھ وہ روتا رہتا تھا۔ سارا سارا دن کمرے میں بند رہتا تھا۔۔۔۔

بلکل سب سے رابطہ ختم کر چکا تھا۔ پر بہت مشکل سے مسز نسیم نے اسے سنبھالا۔ اس دن وہ بہت رویا۔ لیکن پھر اسنے ارادہ کر لیا کہ وہ رجاء کو احد سے چھین لے گا۔ روش احد کا پیچھا کرتا۔ اسے ختم کرنے کی کوشش لیکن ناکام ہو جاتا۔۔۔۔۔

ان کے پیچھے لنڈن پھر پاکستان آیا۔ آہستہ آہستہ نارمل ہونے لگا۔ نسیم صاحب کے بزنس میں ہاتھ بٹانے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ احد کو کیسے ہٹانا ہے۔ وہ پلان بنا چکا تھا۔۔۔۔

....

حال۔۔۔۔۔۔۔

"چلو رجاء۔" احد نے رجاء کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ تو رجاء نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔ زبردستی اٹھالائے ہو یہاں۔ پلیز مجھے امی کے گھر چھوڑ آو۔" رجاء کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ منہ پھلا رہی تھی۔ احد کو اس پہ بہت پیار آ رہا تھا۔ احد کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔۔۔۔

"رجاء ضد مت کرو بچوں کی طرح۔" احد نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔ تو رجاء منہ پھلا کے بیٹھ گئی۔۔۔۔

احد سمجھ گیا کہ وہ نہیں ماننے والی۔احد نے اسے اٹھالیا۔۔۔

"آہہہہہ چھوڑو مجھے۔چھوڑو بدتمیز انسان۔نیچے اتارو۔"رجاء نے شور مچانا شروع کردیا۔وہ پھڑپھڑا رہی تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ احد کا قتل کردے۔پر احد بھی دھن کا پکا تھا۔ہنس رہا تھا لیکن رجاء کو نیچے اتارنے نہیں والا تھا۔۔۔

"کہا تھا چلو پر تم نہیں مانی اب اسی طرح اندر جاؤ گی۔"۔۔۔

"ایک نمبر کے لوفر ہو تم۔اتارو مجھے پلیز۔اب پکا چلوں گی بنا کچھ بولے۔"رجاء نے اسکی طرف معصومیت سے دیکھتے ہوئے کہا۔احد کو اس پہ ترس آگیا۔اس نے رجاء کو نیچے اتارا۔۔۔

رجاء موقع ملتے ہی اس سے دور کھڑی ہوگئی۔۔۔۔

احد سب سے اسکا تعارف کروا کے روم میں لے گیا۔رجاء سب کو دیکھ کے یوں لگا جیسے وہ انہیں برسوں سے جانتی ہو۔سب اسے بہت اچھے لگے۔مرہا بھی رجاء سے بہت اچھے سے پیش آ رہی تھی۔۔۔۔

"رجاء!!!"احد کھانے کی ٹرے لے کے روم میں پہنچا تو دیکھا تو رجاء روم کی ڈارک بلیو کلر کی دیوار پہ لگی اپنی اور احد بڑی سی تصویر بڑے انہماک سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"یہ کہاں کی ہے؟"رجاء نے کھوئے کھوئے انداز میں احد سے پوچھا۔تو احد نے مسکرا کے جواب دیا۔

"یہ لنڈن کی ہے۔کچھ یاد آیا رجاء۔جب ہم لنڈن برتج پہ گئے تھے۔"احد نے ٹرے رکھتے ہی بے چینی سے رجاء کا بازو تھام کے پوچھا۔تو رجاء کو کچھ یاد نہیں ایا۔۔۔

"مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔ پلیز میرا پیچھا چھوڑ دو۔" رجاء کے کانوں میں عجیب سی آوازیں گونجنے لگی تھی۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔۔۔

"رجاء!!!" رجاء کو اپنا سر گھومتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ لڑکھڑائی احد نے وقت آنے پہ اسے سنبھال لیا۔ احد نے اسے بیڈ پہ بٹھا دیا۔۔۔

رجاء نے پورے کمرے کو پھر سے دھیان سے دیکھا۔۔۔

سفید اور نیلے رنگ تھا۔ اور بہت سلیقے سے سجا کمرہ جہاں احد سے زیادہ اس کی تصویریں تھیں۔ سائیڈ والی دیوار پہ اس کی مسکراتی تصویریں تھیں۔ احد کی ایک ایک ادا سے لگ رہا تھا کہ وہ اس سے کس قدر محبت کرتا ہے۔۔۔۔

احد نے بہت مشکل سے اسے کھانا کھلایا۔ وہ تیار ہی نہیں تھی۔ پھر احد نے اس کی پٹی چینج کی۔۔۔۔

رجاء اسے حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تم تو اتنی اچھی پرسینلٹی کے مالک ہو۔ پھر ایک آندھی لڑکی سے شادی کیوں کی تم نے۔ یا دنیا کو یہ دکھانا چاہتے تھے کہ تم بہت عظیم ہو ہے۔" رجاء نے احد سے سوال کیا۔ احد اس کی بات پہ مسکرایا۔ اس کے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔۔۔

"تمہیں پتا ہے رجاء تمہیں دیکھ کے پہلی بار میں ہی مجھے لگا تھا کہ تم صرف اور صرف میرے لیے بنی ہو۔ اور ہمیشہ تم سے کہا کرتا ہوں محبت خوبیاں یا خامیاں نہیں دیکھتی۔ محبت تو بس ہو جاتی ہے۔ اور احد مجید نے اپنا دل تم پہ

ہارا۔" احد نے مسکراتے اسکی ناک دبائی۔اس نے شریر سے انداز میں کہا۔رجاء کو اس کے لہجے میں بہت محبت لگی۔اس نے بہت کوشش کی۔ مگر وہ اس کے ہر انداز پہ دل ہار رہی تھی۔۔۔۔۔

رجاء کے چہرے پہ بہت خوبصورت مسکراہٹ احاطہ کر گئی۔ مگر بروقت وہ سنبھل گئی۔جب تک اسے کچھ یاد نہیں آتا وہ نہیں چاہتی تھی کہ پیش قدمی کرے۔۔۔۔

....

آزھاد ابھی بھی بیڈ کراون پہ سر گرائے ماضی سوچ رہا تھا۔اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کے گرا۔۔۔

جب جب وہ رجاء کو تکلیف میں دیکھتا یا احد کے ساتھ دیکھتا تو اسکا دل خون کے آنسو روتا تھا۔۔۔۔

رجاء کی یادیں پتا نہیں اس کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ رہی تھیں۔۔۔۔۔

"رجاء تمہیں دل سے چاہا تھا۔پر میرے مقدر نے مجھے کتنا بڑا دھوکہ دے دیا نا۔۔۔" ازھاد بیٹھا خود سے ہی سوال کر رہا تھا۔۔۔

"او میڈیم یہ تم زمین پہ کس کے لیے بستر لگا رہی ہو۔" احد واشروم سے باہر نکلا تو دیکھا رجاء زمین پہ بستر لگا رہی تھی۔اس کے سر پہ ابھی بھی پٹی بندھی تھی پر احد کو رجاء بہت الگ لگی تھی۔وہ سنجیدہ مزاج رجاء نہیں تھی وہ بلکہ ایک چلبلی سی لڑکی تھی۔روا بتا رہی تھی کہ وہ ایکسیڈنٹ سے پہلے ایسی ہی تھی۔۔۔۔

"یہ بستر سونے کے لیے لگا رہی ہوں۔" اس نے مصروف سے انداز میں کندھے اچکا کے کہا۔۔۔۔۔

"تمہارے زخم ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئے ہیں تم زمین پہ کیسے سو سکتی ہو۔ رجاء۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ اس کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔

"اوہ تو کیا سوچے جا رہے ہو۔ یہ میرے نہیں تمہارے سونے کی جگہ ہے۔" رجاء ہاتھ جھاڑتے ہوئے کھڑی ہوئی اور ناک پھلا کے بولی۔ تواحد کو دھچکا لگا۔۔۔۔

"کیا مطلب میں زمین پہ سوؤں گا۔ آر یو سیریس۔ مطلب میں اپنے ہی کمرے اپنے ہی بیڈ پہ نہیں سو سکتا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔" احد نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔ رجاء نے آبرو آچکا کے اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو تم یہیں سو گے۔۔۔۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے میں کسی اجنبی کے ساتھ بیڈ شیئر کروں گی نیور۔" رجاء نے بھی آنکھیں گھماتے ہوئے غصے سے کہا۔ تواحد کا منہ کھل گیا۔۔۔۔

اس نے رجاء کو کمر سے پکڑ کے کھینچا وہ سیدھا اس کے سینے سے آ لگی۔ اچانک حملہ سے وہ بوکھلا گئی۔۔۔

"اور یہ اجنبی تمہارے شوہر ہے مائے ڈیئر تو کمرہ شیئر کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔ اوکے۔" احد نے اس کے گال پہ شدت سے لب رکھے۔ رجاء کو پہلی بار کسی نے ایسے چھوا تھا۔ وہ تو جیسے جم ہی گئی تھی۔ اس نے اسے دھکا دینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ ہلا۔۔۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے۔ پیچھے ہٹو چھچھورے انسان۔" رجاء نے لال ہوتے ہوئے غصے سے کہا۔ اب اسے یہ نہیں پتا تھا کہ غصے سے یا شرم سے۔۔۔۔

"ارے اس میں چھچھورے والی کیا بات ہے۔ تم نے کہا میں اجنبی ہوں اور میں نے تمہیں بتا دیا کہ میں اجنبی نہیں ہوں۔ تمہارا شوہر نامدار ہوں اور تم میری زوجہ ہو تم۔" احد نے اسے انکھ مارتے ہوئے کہا۔ رجاء کو وہ وقت بہت زہر لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

"ھمممم زوجہ۔ مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔ مجھ سے دس قدم کی دوری پہ رہنا سمجھے۔" رجاء نے اسے دور کرتے انگلی اٹھا کے وارن کرتے ہوئے بولی۔ تو احد ہلکا سا مسکرایا رجاء حیران ہو گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے کتنا اچھا لگتا ہے نا۔ احد اس کے پاس آنے لگا رجاء کھسکنے لگی۔۔۔

"میں کہتی ہوں میرے پاس مت آنا۔ دس قدم دور۔" رجاء نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے جا رہی تھی۔ اس نے کانپتے لہجے میں اسے وارن کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔

"ورنہ کیا کرو گی ہاں۔" احد نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے شرارت سے بولا۔ اس کی لو دیتی نظریں رجاء کو اب برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

"تو تو میں تمہارے سر پہ ماروں گی۔" رجاء کو بوکھلاہٹ میں سمجھ نہ آئی اس نے ٹیبل پہ رکھا واس ہاتھ میں اٹھالیا۔ اور احد کو دھمکانے لگی۔ احد ہنسنے لگا۔۔۔۔۔

"ہاہاہاہاہا کوشش کر لو۔" احد نے کہا تو رجاء نے ہاتھ ہوا میں اٹھایا۔ احد نے موقع دیے بغیر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ سے واس چھوٹ گیا۔ رجاء ہاتھ چھڑوانے لگی۔ احد نے اسے دیوار سے پن کیا۔ اس نے چہرے پہ آتے بالوں کو پیچ کیا۔ رجاء اس کو اپنے قریب دیکھ کے پاگل ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"واہ میری معصوم سی جانم تواب جنگلی بلی بن چکی ہے۔" احد نے خمار آلود لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔رجاء کی آنکھیں کھل گئیں۔جب اس نے پھر سے احد کو جھکتے دیکھا۔۔۔۔

"کتنے چھچھورے ہو تم۔شکل سے اتنے شریف لگتے ہو۔" رجاء نے چڑ کے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے کہا۔۔۔۔

"ہاہاہاہاہا میری جان تمہارے لیے چھچھورا بنا ہوں۔ویسے بندہ بہت شریف ہی ہوں میں۔" احد نے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔رجاء کو اس کی گہری آنکھیں اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔خود پہ قابو پاتی وہ اسے دور کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔اچانک احد کا فون بجا۔۔۔۔

احد فون ریسیو کرنے پیچھے ہٹا رجاء موقع دیکھتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تکیہ اٹھاتی باہر دوڑ لگا چکی تھی۔۔۔۔

....

"رجاء رجاء کہاں ہو؟" احد رجاء کو کمرے میں نا پا کر ڈھونڈتا باہر آیا۔رجاء کو مسلسل آواز لگا رہا تھا۔احد نے نوکروں سے پوچھا تو ایک نے مرہا کے کمرے کی طرف گئی ہے۔اسے پتا چل چکا تھا اسے کہیں اور جانا مناسب نہیں لگا ہو گا ۔مرہا کافی اچھی ہو گئی تھی۔اس کی دوست بن چکی تھی۔۔۔۔

احد نے دروازہ کھٹکھٹایا۔تو مرہا نے دروازہ کھولا۔اس کے چہرے پہ شرارتی مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔

"آ گئے اپنی بیوی کو لینے مجنوں جی۔" مرہا نے ہنستے ہوئے کہا تو احد مسکرا دیا۔۔۔۔

"اچھا مرہا یہ بتاؤ رجاء کہاں ہے۔" احد نے بے چینی سے کہا تو مرہا ہنس دی۔اس نے سامنے بیڈ کی طرف اشارہ کیا جہاں رجاء منہ تک کمبل تانے سونے کا ناٹک کر رہی تھی۔۔۔۔

"او تو میڈم یہاں ہیں۔ اور ابھی آئے ہوئے دس منٹ نہیں ہوئے اور ڈرامے دیکھو جیسے کئی دنوں سے سوئی نہ ہو۔" احد نے جل کے کہا تو مرہا کو ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

"او اپنی بیوی کے عاشق تم بھی کوئی موقع چھوڑتے ہو اسے تنگ کرنے کا۔"۔۔۔۔۔

"ہو گیا اب لے جاؤں اسے۔" احد نے دانت پیس کے رجاء کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو مرہا نے سر ہلایا۔۔۔

"ہاں ہاں تمہاری ہی ہے لے جاؤ۔" مرہا نے اسے راستہ دیا۔ احد روم میں داخل ہوا اور رجاء سے مخاطب ہوا۔۔۔

"رجاء اٹھو۔ چلو روم میں۔" احد نے تھوڑی سختی سے کہا۔ رجاء نے جب کوئی رسپانس نہیں کیا۔ تو احد نے غصے سے کہا۔۔

"رجاء چلو ورنہ" احد نے کہا تو رجاء غصے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

"ورنہ کیا جب دیکھو ورنہ ورنہ۔ نہیں جانا تمہارے ساتھ روم میں سمجھے۔ ایک نمبر کے چھچھورے ہو تم۔" رجاء نے غصے سے کہا۔ مرہا جو سائیڈ پہ کھڑی دونوں کی نوک جھوک دیکھ رہی تھی۔ اور ساتھ ساتھ ہنس بھی رہی تھی۔ آخری بات پہ رجاء کے چہرے پہ لالی آ گئی۔ جو احد اور مرہا نے بخوبی دیکھی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"رجاء چپ چاپ چلو۔" احد نے آبرو اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ورنہ کیا؟" رجاء نے کمر پہ ہاتھ ٹکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

"ورنہ جس لیے تم روم سے بھاگی ہو نا جانم وہ یہاں مرہا کے سامنے ہی کنٹنیو کروں گا۔" احد نے رجاء کے کان میں ہلکے سے کہا۔اس کی بات پہ رجاء کے پسینے چھوٹ گئے۔احد کے لہجے میں شرارت تھی۔رجاء وہیں انگلیوں کے ساتھ کھیلتی چپ تھی۔سر نیچے کیے۔وہ چپ تھی۔۔۔۔

"تم ایسے نہیں مانوں گی۔ایک منٹ۔" احد یہ کہتا رجاء کو اٹھا چکا تھا۔رجاء کو اپنے کندھے پہ ڈال چکا تھا۔رجاء بوکھلا گئی۔اوراس کی کمر میں ہاتھ مار رہی تھی۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے نیچے اتارو۔۔۔۔" وہ پھڑ پھڑانے لگی پر احد پہ کونسا اثر ہونے والا تھا۔وہ مسلسل خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔مرہا پیچھے کھڑی مسلسل ہنس رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے ہنسی قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

احد جاتے جاتے رکا اور بولا۔۔۔

"تھینک یو سویٹ کزن۔" احد نے آنکھ ماری اور ہنستے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔رجاء تو مسلسل ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔۔۔۔

"یور ویلکم احد۔" اس کے جانے کے بعد مرہا نے آنسو بھری آنکھوں سے احد کو ویلکم کیا۔اسے بہت تکلیف تھی کہ احد اس کا نہ ہو سکا لیکن وہ کیا کر سکتی تھی احد تو رجاء سے محبت کرتا تھا۔بے پناہ۔اس لیے وہ پیچھے ہٹ گئی۔وہ جانتی تھی احد کی رجاء کے لیے دیوانگی۔۔۔۔۔

"اتارو مجھے بدتمیز انسان۔" وہ اسے مسلسل القابات سے نواز رہی تھی پر احد لاپرواہی سے چل رہا تھا۔۔۔۔

احد نے اسے لا کے بیڈ پہ اتارا۔ وہ جنگلی بلی بنی اس پہ جھپٹی۔۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسی حرکت کرنے کی۔" احد نے اس کے ہاتھ تھام لیے اور کمر پہ موڑ دیے۔ وہ تو ہل ہی نہیں سکتی تھی۔ احد کو اس کا یہ روپ بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔۔۔

"میری باگڑ بلی۔۔۔ اتنا غصے دیکھو کیسے گال لال ہو رہے ہیں تمہارے۔" احد نے پیار سے اسے پچکارا۔۔۔

"چھوڑے مجھے چھچھورے انسان۔" رجاء دانت پیس کے بولی۔۔۔

تو احد ہنس پڑا۔۔۔

"میری جنگلی بلی یہ چھچھورا لفظ تمہیں پسند ہے کیا۔ ویسے تمہیں دیکھ کے ہو گیا ہوں چھچھورا۔۔۔" احد نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"ہونہہ۔۔" رجاء نے منہ پھیر لیا۔۔۔۔

رجاء چپ چاپ اب سو جاؤ سمجھی۔ ہلنا مت ورنہ" احد نے اس چھوڑ دیا اور وارن کیا۔ تو رجاء کو ناچار بیڈ پہ لیٹنا پڑا۔ پھر سے کمبل منہ تک تان کے سو گئی۔۔۔۔

احد ہنس پڑا۔ احد کا پھر سے فون رنگ ہوا تو دیکھا اسفند تھا۔۔۔۔

"ہاں اسفند بولو۔" احد فون لے کے ڈریسنگ میں گھس گیا۔۔۔۔

"سر آپ نے گھر کے آس پاس جو جاسوس تعینات کیے تھے۔ان کے مطابق پچھلے کچھ دنوں سے ایک لال رنگ کی سپورٹس کار آپ کے گھر کے آس پاس گھومتی نظر آئی ہے۔ سر یہ انسان بہت عجیب ہے۔کیمرے کی مدد سے پتا چلا ہے کہ کوئی ماسک والا انسان ہے۔"۔۔۔۔۔

احد کی گردن کی رگیں تن گئیں۔اس نے رجاء کی حفاظت کے لیے یہ اقدامات کیے تھے۔۔۔

"آگے اسفند کچھ پتا چلا کون ہے وہ ماسک والا؟" احد نے دانت پیس کے سوال کیا۔۔۔۔

"سر کچھ خاص نہیں۔۔۔پر لگتا ہے یہ وہی ہے جس نے رجاء میم پہ حملہ کروایا تھا۔اور اب بھی اسی فراق میں ہے۔" اسفند نے کہا تو احد غصے سے بولا۔۔۔

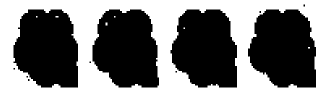
"اسفند مجھے نہیں پتا مجھے وہ انسان ہر حال میں چاہیے۔میری رجاء کو تکلیف دینے والے کی موت دردناک ہو گی۔بہت دردناک۔۔۔۔" احد نے دانت پیس کے کہا۔۔۔۔۔

"سر ہمیں اس کی گاڑی کا نمبر پتا چل چکا ہے۔اب اس کی اس کا ایڈریس بھی جلد نکل جائے گا۔" اسفند نے کہا تو احد کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ آگئی۔اب اس انسان کے ساتھ بہت برا ہونے والا تھا۔۔۔

"ویل ڈن اسفند ایڈریس معلوم کر کے مجھے بتانا میں نکالوں گا اس کی برات بڑے دھوم دھام سے۔" احد نے یہ کہتے کال بند کر دی۔۔۔

اور باہر آگیا۔اس نے دیکھا رجاء گہری نیند اور سو چکی تھی۔۔۔۔

"میری جنگلی بلی لڑ لڑ کے تھک چکی ہے۔" احد نے جھک کے اس کے ماتھے پہ لب رکھ دیے۔ رجاء کافی گہری نیند سو چکی تھی۔۔۔۔



"ہیلو!!" ازھاد ابھی ابھی اپنے ذاتی فلیٹ میں داخل ہوا تھا کہ اسے سامنے سے ایک سرد اور جانی پہچانی آواز سنائی دی۔ اس نے اس وقت ہوڈ اور ماسک پہن رکھا تھا۔ وہ رجاء کی ایک جھلک پانے کے لیے تڑپ رہا تھا۔ پر رجاء کو دیکھنا ناممکن ہو رہی تھی کیونکہ احد نے سکیورٹی اتنی سخت کر رکھی تھی کہ بہت مشکل ہو رہا تھا۔ اسی لیے وہ باہر سے ہی لوٹ آتا تھا۔۔۔۔۔

آزھاد نے گھر میں داخل ہوتے ہی آواز سنی تو مڑ کے دیکھا تو سامنے دیکھ کے اس کی آنکھیں حیرانگی سے کھل گئیں۔۔۔ سامنے احد صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے اپنی ازلی سخت چہرے پہ سجائے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"تم یہاں!!" اس نے اپنی سرد آواز میں کہا۔ وہ جیسے وہیں جم گیا ہو۔۔۔۔

"ہاں یہاں آنا تو تھا ہی۔ آخر کچھ حساب چکانے جو تھے۔" احد نے پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے چلتا چلتا اس کے سامنے آرکا۔ اس کے چہرے پہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ تھی۔۔۔

"ارے چپ کیوں ہو؟ میں تو تمہیں دیکھنے کے لیے بیتاب تھا۔کافی لیٹ ہو گئے تم۔میری رجاء کو مارنے کا کوئی اور پلان بنا رہے تھے کیا۔یا کوشش کرنے گئے تھے ہمممم۔" وہ کھڑا بلکل چپ تھا۔احد پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اس کے آس پاس گھوم رہا تھا۔وہ بس کسی مجسمے کی طرح کھڑا تھا۔۔۔۔

"کیا بکواس ہے یہ؟ اور کون ہو تم۔اور بغیر اجازت میرے گھر میں داخل ہونے کی ہمت کیسے کی؟" آزھاد اپنی حیرت اور غصے پہ قابو پاتے بولے۔اس کا خون کھول رہا تھا احد کو دیکھ کے۔اوپر سے وہ پریشان بھی ہو گیا کہ آخر وہ یہاں تک کیسے پہنچ گیا۔۔۔۔

"ہاہاہاہاہاہا واٹ کا جوک۔۔۔ تم میرے گھر میں بغیر اجازت کے گھس کے میری بیوی کو مارنے کی کوشش کرو۔اور مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ میرے گھر میں کیسے آئے۔" احد کی گرے آنکھوں میں خون اتر آیا۔اس نے جھٹکے اس کا کالر پکڑا اور دانت پیس کے بولا۔ازھاد بھی رجاء کو چاہتا تھا وہ اس پہ یہ الزام لگا رہا تھا وہ اسے مارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"چھوڑ مجھے مسٹر۔مجھے نہیں پتا تم کیا بول رہے ہو۔اور کونسی بیوی میں کسی کو نہیں جانتا اور ابھی یہاں سے نکلو ورنہ مجھے سکیورٹی کو بلانا پڑے گا۔" آزھاد نے خود کو چھڑوانے ہوئے غصے سے کہا۔دونوں کی آنکھوں میں غصہ تھا۔احد کا دماغ گھوم گیا۔

"معصوم بننے کی کوشش مت کرو۔ تم جانتے ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔ اور یہ چہرہ کیوں ڈھک رکھا میں بھی دیکھوں آخر تم ہو کون اور میری رجاء کے پیچھے کیوں پڑے ہو۔" اس نے آزھاد کا ماسک اتارنے کی کوشش کی۔ ازھاد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اب اس کی بھی بس ہو چکی تھی۔۔۔۔

"بس بہت ہو گیا۔ اس وقت کا تمہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا پر تم نہیں ماننے والے۔" اس نے احد کے مکا مارا۔ احد لڑکھڑایا۔ اس کے ہونٹ سے خون رسنے لگا۔ احد کا اب اسے چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

اس نے احد پہ دوسری دفعہ وار کرنے کی کوشش پر احد نے روک لی۔ اب دونوں گھتم گھتا تھے۔ احد اور آزھاد نے ایک دوسرے کو بہت مارا۔ پر ہار ماننے والا ایک بھی نہیں تھا۔۔۔۔

آخر احد نے آزھاد کو مار مار کے نڈھال کر دیا۔۔۔۔۔

وہ صوفے پہ پڑا تھا۔ احد نے اس کا ماسک اتار تو احد کی حیرت کی کوئی انتہاء نہیں تھی۔۔۔۔۔

"آزھاد نسیم۔ یہ سب تم کر رہے تھے پر کیوں۔ میری رجاء نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ کیوں مارنا چاہتے تھے اسے" احد پیچھے ہٹتے ہوئے شاک میں بولا۔ ازھاد اپنے ناک سے بہتا خون صاف کرتے کھڑا ہوا۔ اس کا سانس بہت بری طرح پھول چکا تھا۔۔۔۔

"میں کیوں مارنا چاہوں گا اسے۔" آزھاد نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اچھا تو میرے گھر کے آس پاس روز کیوں پائے جاتے ہو۔ تم نے اسے مارنے کی کوشش کی تھی نا۔" احد نے دھاڑتے ہوئے پاؤں سے ٹیبل کو ٹھوکر ماری۔ ازھاد نے خود پہ قابو پایا۔۔۔۔

"میں اسے نقصان پہچانے کی کوشش نہیں کر سکتا۔" آزھاد کو اس کی باتوں پہ غصہ آگیا۔۔وہ بھی غصے سے بولا۔تو احد کو اس کا لہجہ عجیب سا لگا۔اس نے مڑ کے دیکھا تو اس کی آنکھیں نم تھی۔احد سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"جاننا چاہتے ہو نا میں کیوں رجاء کے آس پاس موجود رہتا تھا کیونکہ میں محبت کرتا تھا اس وقت سے جب تم اسے جانتے بھی نہیں تھے۔میں چاہتا ہوں اسے تم سے بھی بڑھ کے۔" احد نے ہاتھوں کا مکا بنائے خود پہ قابو پا رکھا تھا۔احد نے جب یہ سب سنا تو حیران ہوا پھر رجاء کے بارے یہ سب سن کے اس کے منہ پہ مکا دے مارا۔

"بکواس بند کر۔اپنی گندی زبان سے میری رجاء کا نام بھی لیا تو مجھے اس پہ یقین ہے پورا۔سمجھا۔" احد نے اسے گلے سے پکڑے مارنا شروع کر دیا۔ازھاد بھی چپ چاپ مار کھا رہا تھا۔۔۔۔

"تیری تو۔" احد نے اس کا سر دیوار پہ مارنا چاہا۔۔۔

"احد میری بات سنو۔" آزھاد نے نڈھال ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

"میری رجاء کے بارے میں اول جلول بک رہا ہے تیری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کہنے کی۔" احد اتنے غصے میں تھا کہ شاید اس کا قتل پکا تھا۔پر آزھاد پہ سٹرونگ تھا اس نے احد کو روکا۔۔۔۔

"احد رجاء" آزھاد کچھ کہتا احد نے اس کا سر دیوار پہ مارنا چاہا۔ازھاد نے احد کے منہ پہ کہنی ماری احد لڑکھڑایا۔۔۔

احد جیسے ہی سنبھلا اس نے آزھاد کو مارنے کے لیے مکا بنایا۔وہ آزھاد کو مارنے ہی لگا تھا کہ وہ بول پڑا۔

"احد رجاء کی جان کو خطرہ ہے۔" آزھاد نے جیسے کی پریشانی کی عالم میں کہا احد کا ہاتھ رک گیا۔۔۔

"کیا بکواس کررہے ہو۔رجاء مکمل سیکورٹی میں ہے اور رجاء کو تم سے خطرہ ہے" احد نے غصے سے کہا۔دونوں کافی زخمی ہو چکے تھے۔ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔

"احد رجاء کو مجھ سے نہیں تمہاری گھر کے ہی کسی بندے سے خطرہ ہے۔اور تم اسے وہاں چھوڑ آئے ہو۔موت کے منہ میں۔" آزھاد نے کہا تو احد کا منہ کھل گیا۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری فیملی کے بارے میں یہ سب کہنے کی۔ہاؤ ڈیر یو۔" احد کو ابھی زیادہ غصہ آگیا تھا۔وہ اس کے خاندان پہ الزام لگا رہا تھا۔۔۔

....

"میرا یقین کرو۔رجاء پہ پہلے جس نے حملہ کروایا تھا وہ تمہارے گھر کا کوئی فرد تھا۔اور آج بھی خطرہ ہے تمہاری رجاء کو۔" آزھاد نے کہا تو احد نے اس کا گلا چھوڑ دیا۔۔۔

"یہ سب جھوٹ ہے تم مجھ سے بچنے کے لیے یہ سب کہہ رہے ہو ہے نا۔"۔۔۔

احد کا سانس پھول چکا تھا۔۔۔

"سچ کہہ رہا ہوں صرف رجاء کو نہیں اس انسان نے تم سے تمہارے ماں باپ بھی چھینے ہیں۔" آزھاد نے نڈھال ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

"کیا بکواس ہے کون ہے وہ۔کس نے مارا میرے ماما بابا کو بتاؤ مجھے؟" احد تڑپ کے اس کے پاس گیا اور بیتابی سے پوچھنے لگا۔۔۔

احد کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ازھاد نے اس کی دکھتی رگ پہ پاؤں رکھ دیا۔ازھاد پھیکا سا مسکرایا۔وہ آزھاد جس سے کوئی اونچی آواز میں بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا آج اس نے احد سے مار کھائی۔وہ محبت میں ہارا ہوا انسان تھا۔جس کا سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔

"مجھے پتا نہیں ہے وہ کون ہے لیکن رجاء کو خطرہ ہے اس سے۔" آزھاد کھڑا ٹوٹے لہجے میں بولا۔۔اچانک احد کا فون بجا۔جو زمین پہ پڑا ہوا تھا جھگڑے کے دوران زمین پہ گرا تھا۔۔۔

فون پہ احد کا دل دھڑکا اسے لگا کہیں جو آزھاد کہہ رہا ہے کہیں سچ نہ ہو جائے۔۔

"ہیلو احد۔۔۔رجاء کا کچھ پتا نہیں ہے ابھی تو لون میں تھی میں تھوڑی دیر کے لیے اندر گئی وہ مل ہی نہیں رہی۔سارا گھر چھان مارا ہے کچھ پتا نہیں چل رہا۔گاڈز نے بھی اسے کہیں جاتے نہیں دیکھا۔احد مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے۔" احد نے فون دیکھا مرہا کا تھا۔جیسے ہی اس نے فون اٹھایا۔اس کا فون اٹھایا۔تو مرہا کی پریشان آواز سنائی دی۔جیسے جیسے مرہا بول رہی تھی احد کو اپنے پاؤں پہ کھڑے رہنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔

"کیا مطلب کہاں ہے رجاء۔" احد نے سوال کیا تو آزھاد کا ماتھا ٹھنکا۔۔۔

"پتا نہیں احد تم جلدی گھر آؤ مجھے بہت ٹنشن ہو رہی ہے۔" مرہا نے فون بند کر دیا۔احد کو لگ رہا تھا اس کے آس پاس سب گھوم رہا ہے۔۔۔

"احد رجاء ٹھیک تو ہے۔" آزھاد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔احد کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔۔

بصارت عشق سیدہ شاہ

"پلیز آزھاد مجھے بتاؤ کون ہے وہ۔رجاء غائب ہے پلیز میں نہیں جی سکتا اس کے بنا۔"احد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔تھوڑی دیر پہلے جو ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔ابھی ایک ہی درد سے گزر رہے تھے۔ازھاد سن کے تو کافی پریشان ہو گیا تھا۔۔۔۔

"احد رجاء مل جائے گی۔ہم اسے ڈھونڈ لیں گے۔"آزھاد نے کہا تو احد نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا۔کہ وہ اس کی مدد کیوں کرنا چاہتا ہے۔۔۔

"ایسے مت دیکھو۔۔رجاء کو میں نے بھی چاہا ہے اور اور ہاں رجاء مجھے جانتی صحیح سے نہیں ہے بس اس نے مجھے دیکھا ہے۔رجاء کے لیے میری چاہت یک طرفہ ہے۔اور ہاں میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا ہے پر میں رجاء کو اس بارے میں ہوا تک نہیں لگنے دوں گا۔پر کیا ہم ابھی سارے اختلافات ایک طرف رکھ کے نہیں سوچ سکتے۔دیکھو سوال رجاء کی جان کا ہے۔اور رجاء کے ملنے کے بعد میں تم دونوں کی زندگی سے بہت دور چلا جاؤں گا۔بس ایک موقع دے دو اپنی غلطی سدھانے کا۔"آزھاد کو شاید اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ رجاء احد کے لیے بنی تھی۔شاید وہ جان چکا تھا۔رجاء کو احد سے خوش اور نہیں رکھ سکتا۔۔۔۔

احد نے ہاں میں سر ہلایا۔احد جانے لگا تو آزھاد بھی ساتھ ہو لیا۔جو تھوڑی دیر پہلے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بنے ہوئے تھے۔ابھی ساتھ تھے۔۔۔

....

"مرہا رجاء کو کچھ پتا چلا۔" احد اور آزھاد نے اپنے چہرے سے خون صاف کر لیا تھا ابھی ابھی وہ گھر میں داخل ہوئے تھے جہاں دادو دادی اور گھر کے سارے افراد موجود تھے۔ مرہا کافی ڈری ہوئی تھی کیونکہ سب اسی پہ شک کر رہے تھے۔۔۔۔

"نہیں احد کچھ پتا نہیں چلا۔" دادو نے کہا تو ایک نظر مرہا پہ ڈالی۔

"سب مرہا کی غلطی ہے جب میں نے اسے رجاء کے ساتھ رہنے کو کہا تھا تو اسے چھوڑ کے کیسے آئی وہاں" دادو نے غصے سے کہا تو مرہا کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ کافی شرمندہ تھی۔۔۔

"دادو پلیز مرہا کو کچھ مت کہیے۔ سوچنے والی بات ہے کہ گھر کے اندر سے رجاء کو کوئی کیسے غائب کر سکتا ہے۔" احد نے پریشانی سے کہا تو آزھاد پیچھے سے بول پڑا۔۔۔۔

"آپ کے گھر میں سی سی ٹی وی کیمرہ ہو گا نا۔" آزھاد کی طرف مڑ کے سب نے دیکھا کسی پہ اس کا دھیان ہی نہیں گیا۔ مرہا کی نظر آزھاد پہ پڑی۔ اج پہلی بار اسے احد کے سوائے کسی مرد میں کشش محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

"ہاں چیک کرتے ہیں۔" احد نے کہا اور لیپ ٹاپ منگوایا۔ پر رجاء کی غائب ہونے والی ویڈیو کی ڈیلیٹ ہو چکی تھی۔ احد نے زور سے لیپ ٹاپ پہ ہاتھ مارا۔۔۔

احد نے سار گھر چھان مارا پریشانی میں اس کی جان جا رہی تھی اگر آزھاد نے جو کچھ کہا وہ سچ نکلا تو۔۔۔۔

وہ اور آزھاد باہر نکلتے ہوئے احد کو مخاطب کیا۔۔۔۔

"اب تو تمہیں یقین ہو گیا ہو گا۔کوئی تمہارے گھر کا ہی بندہ ہے کیونکہ باہر کا کوئی سی سی ٹی وی فوٹیج ڈیلیٹ نہیں کر سکتا۔جبکہ تمہارے گاڈز کے مطابق رجاء کو باہر نکلتے کسی نے نہیں دیکھا۔"۔۔۔۔۔

"ھمممم پر کون ہو سکتا ہے وہ اور رجاء کو کیوں نقصان پہنچانے گا وہ۔آخر کیوں؟"احد نے ٹوٹے لہجے میں کہا۔اس کا دل کر رہا تھا سب تہس نہس کر دے۔۔۔۔

"چلو پولیس سٹیشن رپوٹ کر دیتے ہیں۔"آزھاد نے احد کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ردا اور حیدر شہر سے باہر تھے اور رامین کو ابھی تک کچھ نہیں پتا چلا تھا۔۔۔

احد خود کو قصوروار سمجھ رہا تھا اس کی وجہ سے رجاء مشکل میں پھنس گئی وہ رجاء کی حفاظت ٹھیک سے نہیں کر پایا۔۔۔۔

"ڈیم اٹ۔"احد سوچ سوچ کے پاگل ہو رہا تھا اس سے گاڑی ہی نہیں چل رہی تھی۔ازھاد نے ڈرائیونگ شروع کی۔ابھی وہ ایسے بی ہیو کر رہا تھا جیسے اس کا پرانا دوست ہو۔احد اسے حیرانگی سے دیکھ رہا تھا کہ اس نے اسے اتنا مارا پھر بھی وہ اس کی مدد کرنے میں لگا ہوا تھا۔۔۔

"ایسے مت دیکھو مفت میں یہ سب نہیں کر رہا۔وقت آنے پہ جو مجھے چاہیے وہ میں مانگ لوں گا۔اور ہاں میں اپنی غلطیوں کا ازالہ کر رہا ہوں۔"آزھاد نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔تو احد کے چہرے پہ مسکراہٹ اگئی۔عجیب تھا وہ انسان اس کا ساتھ کسی سچے دوست کی طرح دے رہا تھا۔۔۔

....

بصارت عشق   سیدہ شاہ

رجاء کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک اندھیرے کمرے میں زمین پہ پڑا پایا۔ اس کے سر بہت بھاری ہو رہا تھا۔ جیسے ہی اس کا دماغ ہوش پانے لگا۔ اس نے گردن گھما کے ارد گرد کا جائزہ لیا۔

ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جہاں کوئی کھڑکی نہیں تھی۔ ایک بلب جل رہا تھا۔ جس کی وجہ سے اندھیرا کم تھا۔۔۔۔

وہ کھردری زمین پہ تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ اور منہ پہ ٹیپ تھی۔ اس نے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کی۔

اسے یاد آنے لگا کہ مرہا جیسے ہی اوپر گئی تھی پیچھے سے کسی نے اس کے منہ پہ رومال رکھ دیا۔ اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن کوئی فائدہ نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ وہ ہوش کھونے لگی تھی۔ اور اب اسے جب ہوش آ رہا تھا وہ ایک اندھیرے کمرے میں تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ اسے اس وقت بس رہ رہ کے احد دماغ میں آ رہا تھا کہ وہ کسی طرح اسے یہاں سے آزاد کروائے۔۔۔

اچانک اس کے کانوں میں سر کے جوتوں کی آواز ٹکرائی۔ اس نے گردن اٹھا کے دیکھا تو سامنے ایک بندہ لمبے سے کوٹ میں سر پہ ہیٹ منہ پہ رومال باندھے آنکھوں پہ کالی گوگلز لگائے کھڑا تھا۔۔۔۔۔

اس نے جھک کے رجاء کے منہ سے ٹیپ اتاری۔۔۔

"کون ہو تم اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔ چھوڑو مجھے اگر احد کو پتا چل گیا تو وہ تمہیں جان سے مار دے گا سمجھے۔" رجاء چلانے لگی۔ سامنے کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔۔۔



"ہیلو احد رجاء کا کچھ پتا چلا۔" احد نے جیسے ہی فون اٹھایا مرہا نے بے چینی سے پوچھا۔ احد اور آزھاد دونوں ابھی ابھی رپورٹ کر کے تھانے سے باہر نکل رہے تھے کہ مرہا کی کال آگئی۔ اس کی آواز بھی بھرائی ہوئی تھی۔۔۔

"نہیں مرہا کچھ پتا نہیں چلا۔" احد نے ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے کہا۔ ازھاد بھی کسی سوچ میں مبتلا تھا۔ اسے بھی رجاء کی پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔۔

"آئیم سوری احد میری وجہ سے ہوا یہ سب۔" مرہا کی آواز میں احد کو تھرتھراہٹ محسوس ہوئی۔ احد نے آنکھیں موند لیں۔ اس کی آنکھوں سے ایک آنسو نکلا۔ اس نے خود پہ قابو پایا۔

"نہیں رجاء تمہیں سوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے کچھ نہیں کیا۔"۔۔۔۔۔۔

احد اسے حوصلہ دینے لگا۔ راستے میں سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ازھاد نے اسے مخاطب کیا۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہو!" آزھاد نے اس سے پوچھا۔ ڈرائیو آزھاد کر رہا تھا۔ احد سوچ ہی رہا تھا کہ اگر رجاء گھر سے باہر نہیں گئی تو پھر گئی کہاں۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔

"سوچ رہا ہوں کہ رجاء اگر گھر سے باہر نہیں نکلی تو پھر گئی کہاں؟ کیا پتا وہ کس حال میں ہو گی۔ ٹھیک بھی ہو گی یا نہیں۔ یا اللہ اس کی حفاظت کرنا۔" احد نے پریشانی کے عالم میں سر سیٹ سے ٹکا دیا۔ آزھاد خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔۔۔

"احد پلیز حوصلہ کرو۔ ہم دیکھتے ہیں کیا پتا رجاء کسی دوست کے گھر چلی گئی ہو۔ بنا بتائے۔" آزھاد نے کہا تو احد نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"مسٹر آزھاد رجاء سی سی ٹی وی کیمرے میں گھر سے باہر جاتی نہیں نظر آئی ہے۔اور اگر ایسی ہی بات ہے مان لیتے ہیں کہ وہ کسی دوست کے گھر چلی گئی تو اس کا فون ان ریچ ایبل کیوں آرہا ہے۔" احد نے ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔ازھاد کو بھی خود پہ غصہ آیا۔وہ اتنا انٹیلیجنٹ ہو کے ایسی بے وقوفوں والی باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

"اگر اس کا فون آن ہوتا تو رجاء کو آرام سے ٹریک کیا جا سکتا تھا۔" آزھاد نے لمبی سانس ہوا میں چھوڑتے ہوئے کہا تو احد کے دماغ میں کچھ آیا۔وہ مسکراتے ہوئے اسکے کندھے کو تھپتھپانے لگا۔۔۔

"واؤ واٹ آ بریلینٹ آئیڈیا۔یہ بات میرے دماغ میں کیوں نہیں آئی۔مجھے پتا تھا تم بہت انٹیلیجنٹ ہو۔" احد نے ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے کہا۔ازھاد نے اسے حیرانی سے دیکھا۔اسے لگا رجاء کے گم ہونے کا صدمہ لگا ہے احد کو۔۔۔۔

"بات کیسی بات؟" آخر آزھاد سے رہا نہیں گیا تو وہ پوچھ بیٹھا؟ تو احد کے چہرے پہ سمائل آگئی۔۔۔

"تو بات یہ ہے۔۔۔۔۔" احد بولنے لگا۔۔۔۔

....

اس نے رجاء کے منہ سے ٹیپ اتاری۔رجاء جو بس ہاتھ کھلنے کی تاک میں تھی۔کہ اسے مار ڈالے پر وہ بھی اتنا بھی انجان نہیں تھا۔رجاء کے ہاتھ نہیں کھولے پر منہ کھول دیا۔۔۔

"کون ہو تم؟ مجھے چھوڑو۔میں کہتی ہوں چھوڑو۔کیوں پڑے ہو میرے پیچھے۔" رجاء نے غصے سے کہا اس کی آنکھ میں آنسو تھے۔دل کر رہا تھا کہ سامنے والے مار ڈالے۔۔۔

"ہاہاہاہاہا کتنی بھولی ہو نا تم۔ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں مجھے تمہارے شوہر کو اذیت دینی ہے اتنی اذیت کہ میرے دل کو سکون پہنچے۔" اس کی آواز کافی بھاری تھی۔ وہ ہنس رہا تھا۔ اور رجاء کا دل کر رہا تھا اسے مار ڈالے۔۔۔

"آخر کیوں احد نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟" رجاء کی ناک رو رو کے سرخ ہو چکی تھی۔ اس انسان نے ہاتھوں میں گلوز پہن رکھے تھے۔ لونگ کوٹ پہن رکھا تھا اور چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ اس نے جھک کے رجاء کا منہ جکڑ لیا۔۔۔

"مجھے بدلہ چاہیے۔ تمہارے شوہر کا پل پل اذیت دینی ہے مجھے۔" اس کی آنکھوں میں خون اترتے دیکھا تھا رجاء نے۔ اس نے بہت زور سے رجاء کے منہ پہ تھپڑ مارا کہ رجاء کا نچلے ہونٹ سے خون رسنے لگا۔ اس کے چہرے پہ لال نشان بن گیا۔ رجاء کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ پر وہ ہنسنے لگی۔۔

"ہاہاہاہاہا اگر احد یہاں پہنچ گیا نا تیرے ساتھ کیا ہوگا تجھے پتا نہیں۔ وہ مجھ سے عشق کرتا ہے۔ اسے نے میری معذوری میں کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اسے نے مجھے تب بھی قبول کیا۔ مجھے بے انتہاء محبت دی۔ تجھے کیا لگتا ہے وہ تجھے چھوڑے گا۔ وہ یہاں ضرور آئے گا۔ اور تیرا کھیل ختم۔"۔۔ رجاء کی آنکھوں میں ہمت اور حوصلہ دیکھ کہ وُہ حیران تھا۔ اسے حیرت سے دھچکا لگا کہ رجاء کو سب یاد تھا پر کیسے۔۔۔۔

"لگا نا دھچکا کہ مجھے سب کیسے یاد؟" اب مجھے تو یہ بھی یاد ہے جب تیرے لوگ میرے کمرے میں گھسے تھے آتے ساتھ مجھے تھپڑ مارے۔ پھر میرا سر ٹیبل پہ مارا پھر اپنے جوتوں سے میرے ہاتھ کو مسلا تھا۔ پھر میرا سر دیوار پہ دے مارا تھا۔ مجھے تکلیف ہوئی تھی۔ بہت اذیت ہوئی تھی۔" رجاء اسے ایک ایک بات بتا رہی اور سامنے والے آنکھوں حیرت ہی تھی۔۔۔۔

"تم تمہاری تو یاداشت چلی گئی تھی نا۔" اس نے اپنی حیرت پہ قابو پاتے پوچھا۔۔۔

"نہیں میری یاداشت کبھی گئی ہی نہیں تھی۔ اس روز جس دن مجھے ہوش آیا تھا احد نے مجھے کہا تھا یہ سب کرنے کے لیے تا کہ وہ تم تک پہنچ سکے۔ اسے پتا تھا کہ تم مجھے نقصان پہچانے کی کوشش کر رہے ہو۔ تم ہی مجھے کال کر کے اسے کے خلاف بھڑکاتے رہے تھے نا۔ کہ احد سے مجھے خطرہ ہے۔ سب احد کا گیم پلان تھا تمہیں پکڑنے کے لیے۔ اور وہ کامیاب بھی ہو چکا ہے۔ بس کچھ دیر اور وہ یہاں پہنچ جائے گا اور تمہارا یہ خونی کھیل ختم۔" رجاء نے دانت پیس کے کہا۔ اسے دیکھ کے لگ رہا تھا رجاء اس کا مذاق اڑا رہی ہے۔۔۔

اس نے رجاء کے پاؤں کھول دیے۔ رجاء کھڑی ہو گئی۔۔۔

"ہمت ہے تو ہاتھ بھی کھول۔" رجاء نے دانت پیس کے کہا۔۔۔

"بہت زبان چل رہی ہے نا تیری۔" اس نے رجاء کے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔ رجاء کی درد سے سسکی نکلی۔۔۔

"موت ملے گی تجھے کہ اس احد کو عبرت ہو جائے گی۔ وہ تڑپے گا، سسکے گا۔ مجھے سکون ملے گا۔" اس نے یہ کہتے رجاء کے چہرے پہ ایک اور تھپڑ دے مارا۔ جس سے اس کا سر دیوار سے ٹکرایا۔ جس سے خون کی ایک لکیر ماتھے سے نکلنی شروع ہو گئی۔۔۔۔۔ اس نے رجاء کو بالوں سے پکڑا۔ اور اپنی طرف موڑا۔۔۔۔۔

"کہاں ہے تیرا ہیرو اب۔ اب تو مرے گی۔" اس نے اپنی جیب سے گن نکالنی اور رجاء کے سر پہ تان لی۔۔۔

رجاء نے آنکھیں بند کیں اور اپنے اور احد کے ساتھ بتائے ہر پل کو یاد کیا۔ اس کے گال سے آنسو لڑھک گئے۔ کہ وہ آگے احد کے ساتھ نہیں جی پائے گی۔۔۔

"ہمت ہے تو مار گولی۔" رجاء نے آنکھیں کھولتے ہی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا۔ اتنی ہمت دیکھ کے سامنے والا حیران تھا۔۔۔

وہ ٹریگر دبانے والا تھا۔ کہ رجاء ہنسنے لگی۔ اس نے رجاء کو حیرانی سے دیکھا۔ رجاء نے اسے پیچھے دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

"میں نے کہا تھا نا احد اپنی رجاء سے بہت محبت کرتا ہے اسے کچھ نہیں ہونے دے گا۔" ان کے پیچھے احد اور آزھاد کھڑے تھے۔ احد کی رگیں تن گئیں تھی۔ رجاء پہ بندوق تنی دیکھ احد کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔ پر رجاء کی آنکھوں میں اسے ڈر نہیں دکھا۔۔۔

....

احد کو آزھاد کی ٹریکنگ والی بات سے اسے یاد آیا کہ اس نے رجاء کو ایک انگوٹھی دی تھی۔ جس میں ایک ٹریکنگ ڈیوائس لگی تھی۔ یہ انگوٹھی اس نے رجاء کو ہوسپٹل میں ہی پہنادی تھی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ وہ انسان ابھی بھی رجاء کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

احد نے فون نکالا۔ اور رجاء کو ٹریک کرنے لگا تو یہ دیکھ کے اس پہ حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا کہ وہ ٹریکنگ ڈیوائس اپنے ہی گھر کا ایڈریس شو کر رہی تھی۔ احد کا ماتھا ٹھنکا کہ کہیں جو آزھاد کہہ رہا تھا کہ اس کے خاندان کا کوئی انسان رجاء کی جان کے پیچھے پڑا ہے۔ وہ کہیں سچ تو نہیں۔ یہی سوچتے اس نے آزھاد کو گاڑی گھر کی طرف موڑنے کو کہا۔۔۔

اب احد اس لوکیشن کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک اسے گھر کے بیک یارڈ میں رجاء کا فون گھاس میں پڑا ملا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ رجاء کہیں آس پاس ہی ہے۔ اچانک احد کی نظر ایک سفید سی چیز پہ گئی۔ اس نے پاس جا کے کے

دیکھا تو تہہ خانے کا جو دروازہ تھا جو اوپر کی طرف کھلتا تھا اس میں کچھ سفید کپڑا پھنسا ہوا ہے۔اسے یاد آیا کہ رجاء نے سفید کپڑے ہی پہن رکھے تھے۔۔۔

اسے تو یاد ہی نہیں تھا یہاں کا۔کیونکہ یہاں کوئی آتا جاتا نہیں تھا۔احد نے زرا سا ہلایا تو دیکھا دروازہ کھلا تھا۔پر تہہ خانی تو ہمیشہ بند رہتا ہے آج کیسے کھلا ہے۔اس نے کھول کے نیچے اترنا شروع کیا۔اندر اسے ایک ہلکا سا بلب جلتا نظر آیا اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ رجاء یہیں ہے۔جیسے ہی وہ نیچے پہنچا تو دیکھا اس ہیٹ والے شخص نے رجاء پہ گن تان رکھی ہے۔۔۔

اس نے رجاء کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں نم،چہرے پہ زخم۔خون تھا۔احد کو بہت دکھ ہوا اپنی رجاء کو اس حال میں دیکھ کے۔اس کی وجہ سے اس کی رجاء کو کتنا کچھ سہنا پڑ رہا ہے۔۔۔۔

آزھاد بھی حیران تھا کہ رجاء کے ساتھ اس نے کتنا برا سلوک کیا۔اب احد اس کا بہت برا حال کرنے والا تھا۔۔۔

....

جیسے ہی وہ پیچھے مڑا سامنے میں احد کو دیکھ کے ڈر گیا۔احد اسے آنکھوں میں وحشت اور غصے لیے گھور رہا تھا۔بلکل زخمی شیر لگ رہا تھا وہ۔اس نے احد پہ بندوق تان لی۔۔۔۔

"آگے مت آنا ورنہ گولی۔۔۔"اس سے پہلے وہ کچھ بولتا احد نے غصے میں لات ماری جس سے اس کے ہاتھ سے بندوق چھوٹ گئی۔رجاء بھاگ کے احد کے پاس چلی گئی۔احد نے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتے ہو چھا۔۔۔

"تم ٹھیک ہو نا" رجاء نے ہاں میں سر ہلایا۔احد نے اسے سائیڈ پہ کر دیا۔۔اب وہ بوکھلایا احد پہ حملہ کر رہا تھا۔کافی اچھی طرح لڑ رہا تھا۔وہ آخر احد اور آزھاد نے اسے قابو پالیا۔ازھاد نے اس کے ہاتھ پیچھے پکڑ رکھے تھے۔۔۔

"میں بھی تو دیکھوں کہ آخر کون ہے جس کی اتنی ہمت تھی کہ میری رجاء کو تکلیف دے۔" احد نے غصے سے کہا وہ آگے بڑھتے اس کے چہرے سے رومال اتارنے لگا اس انسان نے بہت کوشش کی پر احد نے رومال اتار اتو احد اور رجاء کو اپنی آنکھوں پہ یقین ہی نہیں ہوا۔دونوں کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی تھیں۔ایسے لگا کہ تہہ خانے کی چھت ان پہ گر پڑی تھی۔احد اور رجاء آنکھیں بار بار بند کر کے کھول رہے تھے جیسے انھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔احد کے منہ سے حیرت سے ایک لفظ ہی نکلا۔۔۔

"سارہ چچی آپ۔۔۔۔۔۔ یہ سب جو رجاء کے ساتھ ہوا۔وہ آپ نے کراویا لیکن کیوں؟" احد کی آواز میں نمی تھی۔رجاء بھی اپنی جگہ بلکل جم چکی تھی۔احد نے کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں ہوا۔اور چاچی جن کی لڑائی کے دوران ہیٹ کر چکی تھی۔ماسک اترتے ہی اپنی سچائی سب کے سامنے کھلتے دیکھ انھیں اپنا گناہ قبول کرناپڑا۔۔۔۔

"ہاں ہاں یہ سب میں نے کیا۔" آزھاد نے سارہ چھوڑ دیا۔احد کی آنکھوں میں آنسو تھے۔اپنوں سے دیئے گئے بہت گہرے ہوتے ہیں احد کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا اس کی اپنی چاچی نے اس اور رجاء کے ساتھ کیا کیا تھا۔۔۔

"کیوں آخر کیوں چاچی۔۔۔کیا کمی رہ گئی تھی ہم سب کے پیار میں جو آپ نے میرے پہ پیٹھ میں چھرا گھونپا" احد کی آنکھوں میں آنسو آگئے پر سارہ تو پتھر دل بنی کھڑی تھیں۔اچانک ہنسنے لگیں۔پاگلوں کی طرح۔۔۔

"ہاہاہاہاہاہاپیار۔۔۔سب جھوٹ ہے دکھاوا ہے۔اس بڈھے (دادو جی) نے مجھ سے میری محبت چھین لی۔" محبت کی بات پہ احد نے سارہ کو عجیب اور سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

"ہاں محبت۔۔۔آمین (احد کے بابا) سے جب میں شادی کر کے تمہارے گھر آئی تھی تو اشفاق بس خود میں ہی مدمست رہتا تھا میرا بلکل خیال نہیں رکھتا تھا۔پر آمین وہ زہرہ (احد کی ماما) سے محبت کرتا تھا۔اس کا خیال بہت رکھتا تھا۔بہت ہنس مکھ تھا وہ مجھے ان سے محبت ہو گئی۔مجھے تمہاری ماں سے نفرت تھی کیونکہ اس نے مجھ سے سب چھینا تھا۔میں نے اس کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔آمین کو اس سے متنفر کرنا شروع کر دیا۔پر یہ بات اس بڈھے کو پتا چل گیا۔اور پھر اسنے مجھے روکنے کی بہت کوشش کی۔پر میں نہیں رکی۔میں نے بہت کوشش کی۔۔پر تمہارا باپ بھی تمہاری طرح بہت ڈھیٹ نکلا۔اس نے زہرہ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور سونے پہ سہاگا اس بڈھے نے آدھی سے زیادہ دولت اسکے نام کر دی اور اشفاق کے پاس کچھ نہیں بچا۔۔۔

میں نے بہت کوشش کی کہ وہ میرا ہو جائے پر میں ناکام رہی۔زہرہ سے اسکی محبت دیکھ کے مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور میں نے ٹھان لی کہ اب وہ میرا نہیں تو کسی کا نہیں اور بس اس رات میں نے ٹرک سے تمہارے ماں باپ کی گاڑی کا ایکسڈنٹ کروا دیا اور دونوں سیدھا اوپر ہاہاہاہاہا۔مجھے انکار کیا تھا نا تو یہی انجام ہونا تھا ان کا۔" وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی۔احد کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ازھاد بھی سن تھا اور رجاء بھی رو رہی تھی۔احد غصے سے آگے بڑھا۔پر آزھاد اور رجاء نے اسے روک لیا وہ شاید اس کا قتل بھی کر دیتا۔۔۔۔

"تم جیسی گھٹیا عورت میں آج تک نہیں دیکھی۔ تم تو لائق بھی نہیں ہو کہ تمہیں چاچی کہا جائے۔ میرے ماما بابا کو مار دیا تم نے اپنے پاگل پن کے چکر میں۔ اور جسے تم محبت کہہ رہی ہو وہ صرف پاگل پن ہے اور دولت کی ہوس۔ اگر اتنا پیسا پیارا تھا تو مجھ سے کہا ہوتا ساری دولت آپ کو خوشی خوشی دے دیتا۔" احد نے غصہ سے کہا۔ اس کی آنکھیں غصے سے لال تھیں۔ ازھاد نے اسے پکڑ رکھا تھا ورنہ وہ کچھ غلط بھی کر بیٹھتا۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا بکواس صرف باتیں۔ تم بڑے ہوئے اور میری مرہا تمہیں چاہنے لگی۔ تم مجھے شروع سے نہیں پسند تھے پر اپنی مرہا کے لیے تمہیں برداشت کیا پر تم نے بھی وہی کیا جو تمہارے باپ کیا تھا سالوں پہلے۔ میری مرہا کو اس آندھی لڑکی کے لیے ٹھکرا دیا۔" وہ دانت پیس کے رجاء کی طرف بڑھیں۔ رجاء احد کے پیچھے چھپ گئی۔ احد اس کے سامنے آگیا۔۔۔۔

"خبردار جو اپنی گندی زبان سے میری رجاء کا نام بھی لیا۔ ارے آندھی وہ نہیں تم کو عقل کی۔۔۔۔ دماغ سے پیدل عورت۔" احد نے غصے سے کہا۔ تو سارہ تھوڑی پیچھے ہوئی۔ رجاء سائیڈ پہ کھڑی تھی۔۔۔۔۔

سارہ نے سائیڈ پہ پڑی گن پھرتی سے اٹھائی اور جھٹکے سے رجاء تک پہنچتی اس کے ماتھے پہ گن رکھ دی۔ یہ سب اتنا جلدی ہوا کہ کسی کو کچھ سمجھنے کا موقع نہ ملا۔ وہ بلکل سائیکو لگ رہی تھی۔ وہ قہقہ لگاتے ہوئے احد سے بولی

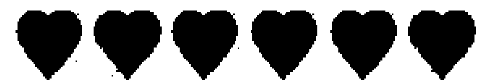
"بہت محبت کرتے ہو نا تم اس آندھی سے۔ تم نے میری مرہا کو ٹھکرایا نا اب بدلہ تو ہو گا اور مرے گی یہ لڑکی جیسے سالوں پہلے تمہاری ماں کو مارا تھا آج تمہاری بیوی کو بھی مار دوں گی سب کو ختم کر دوں گی۔ کسی کو نہیں چھوڑوں گی۔" اس نے ایک جنون سے کہا۔۔۔۔

"خبردار اگر رجاء کو کچھ بھی ہوا تو بہت برا ہوگا۔ رجاء کو چھوڑ دو۔ رجاء کو چھوڑ دو۔ تمہاری دشمنی مجھ سے ہے رجاء کو چھوڑ دو۔" احد نے اب نرمی سے کہا۔ سارہ نے اس کے سر پہ گن تان رکھی تھی۔ ازھاد اور احد دونوں بہت کوشش کر رہے تھے وہ رجاء کو آزاد کر دے۔ پر وہ تو پاگل ہو چکی تھی۔۔۔۔ رجاء کے چہرے ڈر تھا۔ احد کی آنکھوں میں درد تھا۔ تکلیف تھی

"نہیں میری مرہا کو اس کی ہی وجہ سے تمہیں کھونا پڑا۔ یہ تو مرے گی۔"۔۔۔۔

"رجاااااء" احد کی چیخ ہوا میں ابھری۔

گولی کی آواز فضاء میں گونجی۔ بلکل خاموشی ہو گئی۔ ایک دم موت کا سناٹا۔۔۔۔۔



"رجااااااء" گولی کی آواز کے بعد فضاء میں سناٹا طاری تھی۔ رجاء اپنی جگہ ساکت تھی زمیں پہ خون ٹپ ٹپ گرنے لگا۔ سارہ نے ایک نظر سامنے دیکھا اس کے ہاتھ بندوق چھوٹ گئی۔ رجاء کی سانس بھی تھم گئی۔ احد کے منہ سے ایک چیخ برآمد ہوئی۔۔۔۔

احد کو جیسے ہی کچھ سمجھ آیا تو دیکھا سارہ کے ہاتھ سے گن نیچے گر چکی تھی۔ بازو سے خون ٹپ ٹپ بہہ رہا تھا۔ احد نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو اشفاق چاچو کے ہاتھ میں گن میں تھی اور اس سے دھواں نکل رہا تھا۔ رجاء سارہ سے دور ہو گئی۔ سارہ کے بازو کو گولی چھو کے گزری تھی۔ انھوں نے شاک کی سی کیفیت میں اپنے شوہر کی طرف

دیکھا۔ جن کی آنکھیں لال تھیں اور وہ کانپ رہے تھے۔ ان کے پیچھے مرہا، عمر، دادی، دادو کھڑے تھے۔ سب بے یقینی سے سارہ کی طرف دیکھتے تو کبھی اشفاق کی طرف۔۔۔۔

"اشفاق تم!" سارہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ درد کی وجہ سے۔ وہ زمین پہ بیٹھتی چلی گئیں۔ عمر اور مرہا ماں کی حرکتوں پہ شرمندہ تھے پر ماں تو ماں ہوتی ہے مرہا اور عمر کا دل کٹ گیا انھیں اس حال میں دیکھ کر۔ پر انھوں نے گناہ بھی تو کیا تھا۔ احد سے اس کے ماں باپ چھین لیے اور اب پھر سے احد سے اس کی زندگی چھیننے والی تھی۔۔۔۔۔۔

"ہاں میں کتنا بڑا دھوکہ دیا تم نے مجھے سارہ۔ میرے بھائی پہ ڈورے ڈالتی رہی۔ اور جب انھوں نے نہیں سنی تو انھیں مار دیا۔ مانتا ہوں کہ ان سے کچھ اختلافات تھے میرے پر وہ میرے بھائی تھے۔ اور اب یہ سب۔ شرم آنی چاہیے تمہیں۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اس حد تک گر جاؤں گی۔" اشفاق سارہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ سارہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔۔

"اش اشفاق جیسا تم سوچ رہے ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ یہ احد، یہ احد مجھے پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے۔" سارہ نے احد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جو رجاء کو اپنے ساتھ لگائے کھڑا تھا۔ ازھاد تو ان سب میں کھڑا حیران تھا۔۔۔۔

"بس کر دو سارہ اور اتنا جھوٹ بولو۔ وہ احد نے ہم سب کو کال کر کے یہاں بلایا کہ ایمرجنسی ہے جب یہاں آئے تو دیکھا تم اپنے گناہ قبول کر رہی تھی۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آیا کہ تم ایسا کچھ بھی کر سکتی تھی۔ شرم آنی چاہیے

تمہیں۔" اشفاق نے منہ موڑ لیا۔ سارہ کے بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ پر جو تکلیف اسے اپنے شوہر اور اپنے بچوں کی آنکھوں میں دیکھ کے ہو رہا تھا۔ ان سب کی آنکھوں میں بے اعتباری غصہ اور پتا نہیں کیا کیا تھا۔۔۔۔۔

"مرہا، عمر تم میری بات سنو۔" سارہ نے روتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھا۔ عمر تو جیسے جم چکا تھا اور مرہا رو رہی تھی۔۔۔۔

"موم مجھے یہ امید نہیں تھی آپ سے۔ آپ نے اتنا سب۔" مرہا نے روتے ہوئے کہا۔ ازہاد بھی سامنے کھڑا اسے روتا دیکھا رہا تھا۔ اسے پتا نہیں کیوں برا لگ رہا تھا۔ حالانکہ وہ اسے جانتا بھی نہیں تھا۔۔۔

"مرہا میری بچی میں نے جو کیا تمہارے لیے کیا۔" سارہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

"اچھا تو تایا جی اور تائی جی کو بھی میرے لیے ہی مارا نا۔ پتا ہے موم آپ کو مجھ سے نہیں خود سے غرض تھی۔ میں تو احد کو بھلا چکی تھی۔ یہی اپنی قسمت سمجھ چکی تھی کہ احد میرے لیے نہیں رجاء کے لیے بنا ہے۔ یہ بات تو میں ہی سمجھ چکی تھی جب احد نے سب کی مخالفت کے باوجود رجاء سے شادی کی۔ یہ سوچ سمجھے بنا کہ وہ دیکھ نہیں سکتی۔ پر میری آنا نے مجھے پیچھے ہٹنے نہیں دیا۔ پھر ڈیڈ نے مجھے نرمی سے سمجھایا تو میں سمجھ گئی۔ ورنہ آپ تو مجھے رجاء اور احد کے خلاف اکسا ہی رہی تھیں۔۔ آپ نے میری خوشی کی آڑ میں احد سے بدلہ لینا چاہتی تھی کیونکہ اس کی شکل میں آپ کو تائی جی اور تایا جی نظر آتے ہیں۔ اسی لیے تو ہر ممکن حد تک اسے تکلیف پہنچانے کی کوشش کر رہی تھی۔" مرہا منہ پہ ہاتھ رونے لگی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔۔۔۔

"عمر بیٹا تم تو میری بات سن لو۔" سارہ عمر کی طرف مڑی تو عمر جیسے صدمے میں تھا۔ احد کی طرف مڑا۔۔

"بھائی میں نے پولیس کو فون کر دیا ہے۔انہیں ان کے گناہوں کی سزا ملنی ہی چاہیے۔ معصوم لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کھیلا ہے انہوں نے۔" عمر کی آنکھ سے ایک آنسو گال پہ لڑھک گیا۔وہ اپنی ماں کو اس حال میں اور نہیں دیکھ سکتا تھا۔اس لیے الٹے قدم مڑ گیا۔۔۔

"عمر، عمر میری بات سنو۔ عمر ررررر" سارہ پیچھے چلاتی رہ گئیں۔اتنے میں پولیس بھی آ گئیں۔۔۔

"گرفتار کر لیجیے اسے آفیسر۔" دادو نے گرجدار آواز میں کہا۔لیڈی کانسٹیبل آئی اور سارہ کو اپنے ساتھ لے کر چلی گئیں۔سارہ چیختی چلاتی رہ گئیں۔ مرہا دھڑام سے زمین پہ گری۔۔۔

"مرہا...." اشفاق نے مرہا کو سنبھالا۔ مرہا جیسے ٹوٹ ہی گئی تھی۔احد اور رجاء بھی اس کے پاس بیٹھے تھے۔رجاء نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تو مرہا اس کے گلے لگ کہ زور و شور سے رونے لگی۔۔۔

"آئیم سو سوری رجاء یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ میری ماں نے تمہیں اتنی تکلیف دی ہے. مجھے معاف کر دو۔" مرہا نے اس سے الگ ہوتے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگی۔۔۔

"نہیں مرہا ایسا مت کرو۔ چلو اٹھو۔" رجاء نے مرہا کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ رجاء کی آنکھیں بھی سوجی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پہ جگہ جگہ زخم تھے۔ ماتھے سے بھی خون رس رہا تھا۔

مرہا کو اس نے اٹھایا اور سب لوگ تہہ خانے سے باہر آ گئے۔۔۔

....

"مرہا کیسی ہے؟" دادی ابھی ابھی مرہا کو سلا کے نیچے ہال میں آئی تھیں۔ احد نے پریشانی سے پوچھا۔ وہ کافی روئے جا رہی تھی۔ رو رو کے ہلکان ہو چکی تھی۔ دادی نے اسے نیند کی دوا دے کر سلا دیا تھا۔

اشفاق اور عمر دونوں نے خود کو کمرے میں بند کر دیا تھا۔ دونوں کی دماغی کنڈیشن بہت خراب تھی۔ کافی تناؤ سا تھا گھر میں۔ دادو بھی کمرے میں چلے گئے۔ اچانک اتنا سب کا ہونا انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کیسے سب سنبھالیں۔ دادی بھی بہت پریشان تھیں۔ رجاء کو احد کمرے میں چھوڑ آیا تھا۔۔۔

"احد میں بھی چلتا ہوں۔ اور جو کچھ بھی میں نے کیا تمہارے ساتھ یار جاء کے ساتھ مجھے معاف کر دینا پلیز۔" آزھاد نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔ احد نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔۔۔

"نہیں یار۔ ایسا مت کرو۔ میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔ اور ویسے بھی دوست ایک دوسرے کے سامنے ہاتھ جوڑتے اچھے نہیں لگتے۔" احد نے مسکرا کے کہا تو آزھاد کے چہرے پہ بھی مسکان آ گئی۔ ازھاد احد کے گلے لگ گیا۔ احد نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔۔۔

"ٹیک کیئر" آزھا دیہ کہتا باہر نکل گیا۔احد کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا رجاء شیشے کے سامنے کھڑی اپنے چہرے کے زخموں پہ مرہم رکھ رہی تھی۔۔۔

"سس" رجاء کی سسکی نکلی۔احد اس کی طرف بڑھا۔اس کے ہاتھ سے دوا لے لی۔اور اسے اپنی طرف موڑ لیا۔اسے کمر سے پکڑ کے ڈریسنگ ٹیبل پہ بٹھا دیا۔خود اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"زیادہ درد ہو رہا ہے۔" احد نے نرمی سے دوا لگاتے ہوئے پوچھا۔رجاء کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔

"اب نہیں ہو رہا۔" رجاء نے محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پہ مسکان دیکھ احد بھی مسکرا دیا۔

"کیا ہوا؟ ایسے مسکرا کیوں رہی ہو۔" احد نے اس کے ماتھے پہ مرہم لگاتے ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"نہیں ایسے ہی۔کیوں میں مسکرا نہیں سکتی کیا۔"

"بلکل مسکرا سکتی ہو۔پر مجھے بھی وجہ بتاؤ میں بھی مسکرا دوں۔" احد پیچھے ہو گیا۔اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے لیا۔

"میں بہت خوش ہوں احد کہ مجھے تم جیسا جیون ساتھی ملا۔تھینک یو میرے زندگی میں آنے کے لیے۔مجھے میری کمیوں سمت قبول کرنے کے لیے۔" رجاء کی آنکھوں میں نمی آگئی۔احد نے اپنے ہاتھوں میں مقید رجاء کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگایا۔۔۔

"رجاء تم میری زندگی آئی ہو۔تم نے مجھے جینے کا اصلی مطلب سکھایا ہے۔اور آئم سو سوری جانم میری وجہ کتنی اذیتیں، کتنی مشکلیں تمہیں برداشت کرنی پڑی ہیں۔" احد نے اس کے آنسو کو انگوٹھے سے صاف کیا۔۔۔

"نہیں احد ایسامت بولیے۔" رجاء جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور اس کے سینے سے لگ گئی۔احد نے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ لیے۔۔۔

"اچھا اب تو بول دو؟" احد نے اچانک سے کہا تو رجاء نے اس سے الگ ہوتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا؟"

"ارے محبت کا اظہار۔" احد نے دانتوں تلے لب دباتے ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔۔

"احد دو سدھر جاؤ تم۔" رجاء نے اس کے سینے پہ ہلکا سا تھپڑ مارا۔احد ہنس پڑا اور پھر سے کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔۔۔

....

چھ مہینے بعد.....

"یار رجاااا۔ کہاں ہیں میرے کپڑے؟" احد نے کمرے سے رجاء کو آواز لگائی جو نیچے ہال میں تھی۔۔

رجاء دانت پیس کے رہ گئی۔کیونکہ گھر میں شادی کا ماحول تھا۔سب بہت بزی تھے۔رجاء مہمانوں کو اٹینڈ کر رہی تھی۔پاس بیٹھی ایک خاتون بول پڑی۔

"بیٹا جاؤ تمہارے شوہر کو تمہاری ضرورت ہے۔" ان کی بات پہ رجاء نے زبردستی مسکان چہرے پہ سجالی۔

رجاء بہت غصے میں تھی۔ہال میں موجود سب لوگ اسے معنی خیز نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔

"احد!! کیا؟" رجاء نے جیسے ہی دروازہ غصہ سے کھولا اس کی بات آدھی ہی رہ گئی۔۔۔

سامنے احد فل تیار ہاتھوں میں پھولوں کا بوکیٹ لیے ایک گھٹنے کے بل بیٹھا ہوا تھا۔ رجاء کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے۔۔۔

"یہ سب احد۔" رجاء نے پھولوں کا بوکیٹ لیتے ہوئے حیرانگی سے کہا تو احد مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"ہاں نا جانم تمہیں دیکھنا جو تھا۔ تم تیار تو ہو گئی پر میں دیکھ ہی نہیں پایا تمہیں۔ کتنی حسین لگ رہی ہیں آپ مسز احد۔" احد نے اسے سر سے پیر تک دیکھا رجاء نیوی بلیو اور گولڈن کلر کی ساڑھی میں ملبوس۔ بالوں کو کھولے میک اپ اور جیولری میں احد کو بہت اچھی لگی۔ احد نے اس کے ماتھے پہ لب رکھ دیے۔

"پررر احد کتنا کام ہے سب انتظار کر رہے ہیں اور تمہیں یہ بچکانہ حرکتیں کرنی ہیں۔" رجاء نے پھولوں کا بوکیٹ سائیڈ پہ رکھا۔ وہ نظریں چرا رہی تھی۔ احد اس کی بات پہ مسکرایا۔ رجاء باہر جانے لگی تو احد نے کا اس ہاتھ تھام لیا اور کھینچا تو اس کے سینے سے آلگی۔

"احددد پلیز چھوڑو۔ کوئی دیکھ لے گا۔" رجاء نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے دور کرنی کی کوشش کی۔ پر ناکام۔ وہ اسے دیکھے ہی جا رہا تھا۔ رجاء کافی بلش کر رہی تھی۔۔۔

"کوئی نہیں دیکھتا۔" احد نے اس کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔ تو رجاء بھی مسکرا دی۔

"احد بھائی۔۔۔ سوسوری۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔" عمر اندر آیا تو فورا بولا۔ رجاء احد سے فورا الگ ہو گئی۔۔

"کیا ہوا عمر؟" احد نے اپنی کنڈیشن پہ قابو پایا۔ عمر معنی خیز مسکرایا۔

بصارت عشق سیدہ شاہ

"بھائی وہ چلیں نیچے بارات آگئی ہے" عمر یہ کہتا باہر نکل گیا۔ آج مرہا کی شادی تھی۔ ازھاد نے باقاعدہ اس کا رشتہ مانگا تھا۔ سب گھر والے خوشی خوشی مان گئے تھے۔ آج شادی تھی۔ اور رجاء نے ساری تیاریاں سنبھال رکھی تھیں۔ سب آخر کار نارمل ہو چکا تھا۔ سب اپنی زندگی میں لوٹ رہے تھے۔ اس واقعے کو بھلانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

"تو وو چلیں کوئین آف مائی ہارٹ" احد نے رجاء کے سامنے بازو کیا تو رجاء نے تھام لیا۔ احد بھی تھری پیس میں کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔ رجاء نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ اسے احد جیسا خوبرو آج تک کوئی نہیں دیکھا تھا۔ رجاء کو آج بھی یاد تھا جب اس نے آنکھوں کی روشنی حاصل کرنے کے بعد پہلی بار احد کو دیکھا تھا وہ تو واسے دیکھے حیران رہ گئی تھی۔ اتنا خوبرو تھا وہ اور اس کی گہرے آنکھیں رجاء تو ڈوب ہی جاتی تھی۔۔۔۔

"چلیں!" احد نے کہا تو رجاء ہوش کی دنیا میں لوٹی۔ رجاء نے مسکرا کے سرہاں میں ہلایا اور اس کے ہمراہ چل دی۔۔۔۔

دونوں سڑھیوں سے اتر رہے تھے۔ کافی اچھے لگ رہے تھے۔ بلکل مکمل ایک دوسرے کے ساتھ۔۔۔۔

....

"ردا!" ردا ایک ٹیبل پہ رامین کے ساتھ بیٹھی تھی۔ کہ اچانک اسے حیدر سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ اس نے ردا کو مخاطب کیا۔

"جی حیدر۔" ردا نے جواب دیا تو حیدر کو اس کی معصومیت پہ حیرت ہوئی۔ وہ کب سے اسے بلا رہا تھا پر وہ آ ہی نہیں رہی تھی۔ تو حیدر خود ہی چلا آیا۔۔

"زرا آنا کام ہے کچھ۔" حیدر نے کہا تو رامین نے اسے جانے کا اشارہ کیا تو ردا آٹھ گئی۔۔۔

"کیا بات ہے حیدر۔" ردا نے آتے ہی پوچھا اسے لگا کہ کوئی پریشانی والی بات ہے۔ حیدر نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

"بات یہ تھی کہ آئی لو یو۔" یہ کہہ کہ اس نے ردا کا گال چوم لیا تو ردا کا منہ کھل گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا تھا۔ ردا نے حیدر کو گھوری سے نوازا۔ تو حیدر ہنسنے لگا۔ ردا جانے لگی تو حیدر کمر میں ہاتھ ڈال لیا اور جانے سے روک دیا۔۔

"وائفی اب تم کہیں نہیں جا رہی۔ سمجھی" حیدر نے اسے آنکھ ماری تو ردا ہلنے سے رہی بس وہیں کھڑی حیدر کی باتوں کو انجوائے کر رہی تھی۔ جو کبھی کبھی شرارت بھی کر دیتا اور ردا بلش کرنے لگتی۔ اتنے میں بارات آنے کا شور پڑا۔۔۔

نکاح کے بعد رخصتی ہوئی۔ مرہا لال عروسی جوڑے میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ ازھاد تو نظر ہٹا ہی نہیں پا رہا تھا۔ کافی پیاری لگ رہی تھی آزھاد بھی کم نہیں تھا کالی شیروانی میں کافی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ مرہا کو اس وقت اپنی ماں کی بہت یاد آ رہی تھی پر وہ اپنے کیے کا نتیجہ بھگت رہی تھیں۔۔۔

....

"السلام علیکم" مرہا آزھاد کے بڑے سے روم میں بیڈ پہ اپنا لہنگا پھیلائے بیٹھی تھی۔وہ آزھاد کو ٹھیک سے جانتی نہیں تھی پر پھر بھی شادی کے لیے مان گئی۔اس نے آزھاد کو دیکھا تھا۔ابھی نروسنس میں اپنے ہاتھ مسل رہی تھی۔ازھاد کمرے میں آیا آتے ساتھ اسے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام" مرہا نے مسکرا کے جواب دیا۔ازھاد سمجھ رہا تھا کہ وہ کمفرٹیبل نہیں ہے۔ازھاد نے اپنی شیر وانی اتاری۔اور مرہا کے سامنے آ کے بیٹھ گیا۔

"مرہا تم کمفرٹیبل رہو۔مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"آزھاد نے سنجیدگی سے کہا تو مرہا نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا۔ آزھاد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"مرہا تم جانتی ہو میرے ماضی کے بارے میں اور میں بھی سب جانتا ہوں۔پر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہم سب بھلا کے اپنی زندگیوں میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ اپنی اس نئی زندگی کا آغاز کا کرو گی۔"

آزھاد نے بہت محبت سے کہا تو مرہا نے مسکرا کے سر اثبات میں ہلا دیا۔دونوں ایک دوسرے کا ماضی جانتے تھے اس لیے کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔۔۔

اس نے مرہا کے ماتھے پہ لب رکھ دیے مرہا مسکرا کے یہ پل محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"میں وعدہ کرتا ہوں مرہا تمہارے سارے دکھوں اور تکلیفوں کا ازالہ کروں گا۔"آزھاد نے کہا تو مرہا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔

"شکریہ آزھاد مجھے اپنانے کے لیے مجھے سمیٹنے کے لیے۔" مرہا نے شکریہ ادا کیا تو آزھاد نے مسکرا کے اس کے ہاتھ پہ ایک پیارا سا بریسلیٹ پہنا دیا۔

دونوں کو زندگی نے بہت مشکلیں دکھائی تھیں اب ان کی زندگی ایک دوسرے کے ساتھ پر سکون گزرنے والی تھی۔۔۔۔

رجاء احد، ردا حیدر اور مرہا آزھاد نے زندگی میں بہت کچھ دیکھا لیکن آخر ان کی زندگیوں سے اندھیرے ختم ہو گئے اور محبت کی روشنی سے سب منور ہو گیا۔ احد کا عشق رجاء کے لیے بصارت ثابت ہوا۔ جس نے رجاء کو زندگی کے ہر لمحے میں ایک مضبوط ساتھ ہونے کا احساس دلوایا ہے۔ اب خوشیاں ان کے در پہ موجود تھیں۔

....

THE END